فقیہ اسلام

ڈاکٹر حسن رضا اعظمی

ادارہ تصنیفات امام احمد رضا۔ کراچی

Marfat.com
Marfat.com

العطایا الرضویہ فی المسائل الشرعیہ

فقیہ اسلام

ڈاکٹر حسن رضا اعظمی
(ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی)

ادارہ تصنیفات امام احمد رضا اخوند مسجد کھارادر
کراچی

Marfat.com
Marfat.com

نام کتاب	فقیہہ اسلام
مصنف	مولانا حسن رضا اعظمی
مطبوعہ	مشہور آفسٹ پریس
طابع	محمد الطاف ضیائی ۔ محمد ریاض ضیائی
پیشکش	سید ریاست علی قادری
صفحات	۴۹۶
قیمت	45/-

ملنے کا پتہ

مدرسہ انوار القرآن

میمن مسجد مصلح الدین گارڈن کراچی ۲

رابطہ کیلئے فون ۲۲۶۵۶۸

ناشر

ادارہ تصنیفات امام احمد رضا، کراچی

Marfat.com
Marfat.com

فہرست مندرجات

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	پیش گفتار	۶
۲	تقریظ (خراج عقیدت)	۱۲
۳	افتتاحیہ	۱۷
۴	الباب الاول	۳۷
	(ہندوستان میں فقہ اسلامی کا ارتقاء)	
	(الف) تحقیق الفقہ	۳۸
	(ب) فقہ اسلامی کے مأخذ	۴۰
	(ج) فقہ اسلامی کی عہد بعہد ترقی	۴۱
	(د) ہندوستان میں فقہ اسلامی کا ارتقاء	۴۴
	(ہ) فتاویٰ عالمگیری کے مرتب مخصوص فقہاء	۴۷
	(و) فقہائے ہند اور ان کی فقہی تصانیف	۷۸
	(ز) ہندوستانی مصنفین و رسائل فقہیہ	۹۷
۵	الباب الثانی	۹۹
	(تیرھویں صدی ہجری میں ہندوستان میں فقہ اسلامی کی ترقی کے عوامل)	
	(الف) فرنگی حکومت کا تسلط اور اس دور کے دوررس اثرات	۱۰۰
	(ب) ادیان مختلفہ کی آویزش	۱۰۷
	(ج) اختلاف مسالک	۱۱۰
	(د) تحریک وہابیت	۱۱۴

Marfat.com
Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۶	**الباب الثالث**	۱۱۶
	(مکاتب فقہ اسلامی اور اعلیٰحضرت کا دور)	
	(الف) اختلاف مذاہب کی بناء	۱۱۷
	(ب) فرقوں کی تقسیم	۱۱۷
	(ج) اہل سنت وجماعت	۱۱۸
	(د) مجتہدین مذاہب اربعہ	۱۱۹
	(ہ) اعلیٰحضرت کے دور میں مختلف فرقے	۱۲۵
	(و) اہل تشیع	۱۲۹
۷	**الباب الرابع**	۱۳۲
	(ابتدائی زندگی، تعلیم اور اساتذہ)	
۸	**الباب الخامس**	۱۷۳
	(احوال وآثار)	
	(الف) کتب بینی	۱۷۴
	(ب) فتاویٰ نویسی	۱۷۷
	(ج) درس وتدریس	۱۹۲
	(د) تصنیف وتالیف	۱۹۲
	(ہ) عبادت وریاضت	۲۲۰
	(و) سادات کرام کا احترام	۲۲۰
۹	**الباب السادس**	۲۲۶
	(معاصرین، تلامذہ اور متبعین)	

Marfat.com
Marfat.com

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۲۹۹	الباب السابع	۱۰
	(فقہ اسلامی میں اعلیٰ حضرت کی خدمات)	
۳۰۰	(الف) اصول فقہ	
۳۱۱	(ب) عوام عقلیہ کے ذریعہ فقہی خدمات۔	
۳۲۹	(ج) ریاضی و جغرافیہ سے مسائل شرعیہ کا استحکام۔	
۳۴۵	(د) فقہی معمہ کا حل	
۳۴۷	(ھ) ندرت استنباط	
۳۵۲	(و) کثرت استدلال	
۳۸۴	(ز) اقوال متباینہ میں ترجیح	
۳۸۶	(ح) متعارض دلائل میں تطبیق	
۳۹۰	(ط) شواہد سے تائیدات	
۳۹۵	(ی) ضمنی مسائل	
۳۹۸	(ک) فقہ حنفی کے ابواب پر مکمل بحث	
۴۰۰	(ل) تنقیح مسائل	
۴۲۱	(م) معروضات	
۴۲۸	(ن) مسائل جدیدہ	
۴۵۱	(س) اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام	
۴۶۵	(ع) اعلیٰ حضرت کی فقہی تصانیف	
۴۸۰	الباب الثامن	
	(کتابیات)	

Marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش گفتار

اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت علامہ شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان مسلک اہلسنت کے ایک عظیم شارح، ایک دردمند مصلح اور مسلمانوں کے ایک مقتدر امام کی حیثیت سے ہمیشہ ہماری فکر و نظر کے مرکز رہے لیکن ان کی علمی اور فقہی حیثیت پر تحقیقی کام کرنے کا خیال اس وقت پیدا ہوا جب آج سے چند سال پیشتر جمشید پور میں امام احمد رضا کانفرنس کے نام ان کے علمی اور دینی کارناموں پر ایک مذاکرۂ علمیہ منعقد ہوا تھا۔ اس موقعہ پر اعلیٰ حضرت کے فقہی مقام سے متعلق ایک وقیع اور معلوماتی خطبہ کی فرمائش مجھ سے کی گئی تھی ــــ

ذمہ داران کانفرنس کی فرمائش کے بموجب اس موضوع پر تیاری کے سلسلے میں مجھے بہت ساری کتابوں کا مطالعہ کرنا پڑا۔

اعلیٰ حضرت پر جتنی کتابیں اب تک ہند و پاک میں لکھی جا چکی ہیں ان میں بیشتر کتابیں میرے مطالعہ میں آئیں ان کتابوں کے مطالعہ سے اعلیٰ حضرت کے متعلق میری معلومات میں جو اضافہ ہوا وہ تو مسلم ہے لیکن ایک عظیم فائدہ یہ حاصل ہوا کہ

Marfat.com
Marfat.com

اعلیٰ حضرت کو سمجھنے کے لئے براہ راست ان کی تصانیف کے مطالعہ کا اشتیاق میرے دل میں پوری شدت سے پیدا ہو گیا۔ اعلیٰ حضرت کی تصانیف میں گراں قدر تصنیف "فتاویٰ رضویہ" ہے۔ جو بارہ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے حسن اتفاق سے اس کی پہلی جلد میرے نجی کتب خانہ میں موجود تھی میں نے اپنی ساری مصروفیات سے صرف نظر کر کے اس کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ شروع کر دیا۔

یہ میری زندگی کا بالکل پہلا اتفاق تھا جبکہ اعلیٰ حضرت کی شخصیت کا عرفان بغیر کسی واسطہ کے حاصل ہوا۔ فتاویٰ رضویہ کے مطالعہ کے دوران مجھے اعلیٰحضرت کی شخصیت میں متعدد اصحاب کمال کے چہرے نظر آئے۔ میں نے کھلی آنکھوں سے دیکھا کہ اعلیٰ حضرت جب کسی مسئلے پر بحث کرتے ہیں تو ایک ایسے فقیہ کی تصویر ابھر آتی ہے جو قوت اجتہاد' بصیرت فکر' ذہانت و تعقل اور علمی استحضار میں دور دور تک اپنا جواب نہیں رکھتا۔ مطالعہ کے دوران جب آگے بڑھے تو ایسا محسوس ہونے لگا کہ اب ہم کسی فقیہہ کے سامنے نہیں بلکہ وقت کے ایک عظیم مورخ کے سامنے ہیں جو کسی مسئلہ کی تنقیح کے سلسلے میں تاریخ کے مختلف مراحل پر بحث کر رہا ہے۔ پھر اور کچھ دور چلے تو دیکھا کہ وہی مورخ ادب و لغت اور صرف و نحو کے ایک جلیل القدر امام کی حیثیت سے علم و فن کے جواہر ریزے بکھیر رہا ہے۔ کچھ اور آگے بڑھے تو مسئلے کے استنباط کے ذیل میں ایک حدیث زیر بحث آگئی۔ اب اس کا قلم ایک عظیم محدث' ایک نکتہ رس نقاد اور جرح و تعدیل اور اصول حدیث کے ایک ماہر فن کی حیثیت سے حیرت انگیز تحقیقات کے دریا بہا رہا ہے اور چند اوراق الٹنے کے بعد تو میں حیران رہ گیا اور پہلی بار مجھ پر یہ حقیقت آشکارا ہوئی کہ ایک فقیہ صرف منقولات ہی پر حاوی نہیں ہوتا بلکہ علم طبیعات' علم الافلاک' علم ہندسہ' فلسفہ کون و فساد علم تشریح الابدان اور علم جغرافیہ کے اصول و جزئیات سے

Marfat.com
Marfat.com

بھی ایک ماہرِ فن کی طرح باخبر ہوتا ہے۔

"فتاویٰ رضویہ" کے صفحات پر عقل و نقل اور علم و فن کی بے شمار شاخوں میں اعلیٰحضرت کے علمی رسوخ، وقتِ نظر اور مہارت و تبحر کی تفصیلات سے گذرتے ہوئے دیکھ کر میں بار بار سوچنے لگا کہ ہماری یہ فروگذاشت کیا تاریخ کبھی معاف کر سکے گی کہ ہم نے چودھویں صدی کی ایک عبقری اور نادر الوجود شخصیت کے مقام و فضل سے اہلِ علم کی دنیا کو کبھی متعارف نہیں کرایا اور نہ خود دانشورانِ ہند کو کبھی یہ توفیق ہوئی کہ وہ مسلک کے اختلاف سے پرے ہو کر ایک مسلم الثبوت اور یگانۂ روزگار شخصیت کے کارناموں کا غیر جانبدارانہ طور پر مطالعہ کرتے اور ان کے مقامِ علم و فضل سے روشناس ہوتے حکمت و فن کا گوہر گرانمایہ جہاں بھی ملے وہ بہرحال مردِ مومن کی میراث ہے۔

یہی وہ احساسات تھے جن کی وجہ سے میرے دل میں اعلیٰ حضرت پر تحقیقی کام کرنے کی تحریک پیدا ہوئی۔ میں اپنے اس تحقیقی مقالہ کے بارے میں ہرگز اس خوش فہمی کا شکار نہیں ہوں کہ اعلیٰ حضرت کے علمی کردار پر میری یہ تحریر حرفِ آخر ہے۔ اصحابِ علم و دانش کے حضور میں یہ مقالہ پیش کرتے ہوئے میرا مدعا صرف اتنا ہے کہ تحقیقی کام سے دلچسپی رکھنے والے دانشوروں کو ایک نئے میدانِ عمل کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دوں اور جو لوگ اپنی لاعلمی کی بنیاد پر اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ اعلیٰ حضرت صرف ایک سخت گیر فقیہ اور مسلمانوں کے سوادِ اعظم کے صرف ایک رہنما تھے انھیں یہ باور کراؤں کہ اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک عظیم محقق، ایک نکتہ رس مفکر ایک بلند پایہ فقیہ اور اپنے دور کے ایک فقید المثال صاحبِ قلم بھی تھے۔

اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام ان کی بے شمار علمی حیثیتوں کا صرف ایک حصہ ہے اور اس مخصوص حیثیت پر جو کام ہنوز کیا ہے وہ بھی تشنہ ہے۔ ان کے علمی کارناموں پر کام کرنے والوں کے لئے میں نے ایک وسیع میدان چھوڑ دیا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

مندرجہ ذیل موضوعات توجہ طلب ہیں۔

اعلیٰ حضرت بحیثیت ایک محدث، مہندس، متکلم، ادیب، مصلح، مجدد، مصنف، نعت گو شاعر اور مرشد طریقت۔ یہ اور اس طرح کے بے شمار عنوانات اصحاب فکر کو دعوت لوح وقلم دے رہے ہیں۔

علم وفضل کی ایک نادر الوجود شخصیت چونکہ دلوں کا مرکز عقیدت بن جاتی ہے اس لئے فطری طور پر اس کی طرف منسوب ہونے والی ہر چیز سے انس ومحبت کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے اس لئے ارباب عقیدت کے جذبے کی تسکین کے لئے میں اعلیٰ حضرت سے تعلق رکھنے والی بے شمار غیر جاندار چیزوں کی تصاویر بھی مقالہ کے ساتھ منسلک کر دی ہے۔ اس مقالہ کی ترتیب وتحقیق کے سلسلے میں جن بزرگوں، دوستوں اور عزیزوں نے میرے ساتھ تعاون کیا ہے۔ بڑی ناشکری ہوگی اگر میں ان کے پرخلوص تعاون کا شکریہ نہ ادا کروں۔

سب سے پہلے میں اپنے رئیس ادارہ جناب پروفیسر فیاض الدین حیدر صاحب کا شکر گذار ہوں جن کی بے لوث سرپرستی مجھے حاصل رہی نیز استاد گرامی ڈاکٹر اطہر شیر کا ممنون ہوں جنھوں نے تحقیقی کام کے لئے بنیادی ڈھانچہ تیار کرنے میں میری بھرپور رہنمائی فرمائی۔ علاوہ ازیں مندرجہ ذیل اکابر کا بھی میں بے حد مشکور ہوں جن کی رہنمائی تعاون اور ہمت افزائی کے بغیر میں تحقیق کے دشوار گذار فرائض سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا تھا۔

۱۔ جناب استاد گرامی پروفیسر سید امین احمد کاظمی صاحب صدر قسمت عربی پٹنہ یونیورسٹی پٹنہ۔

۲۔ جناب پروفیسر سید حسن صاحب سابق رئیس ادارہ تحقیقات عربی وفارسی پٹنہ

۳۔ جناب پروفیسر ڈاکٹر سید علی حیدر نیّر صاحب صدر قسمت فارسی ادارہ تحقیقات

Marfat.com
Marfat.com

عربی وفارسی پٹنہ ۔

۴- جناب پروفیسر سمیع الدین حیدر صاحب قسمت تعلیم ادارہ تحقیقات عربی وفارسی پٹنہ

۵- حضرت علامہ ارشد القادری صاحب ورلڈ اسلامک مینشن بریڈ فورڈ (انگلینڈ)

۶- حضرت مولانا مشتاق احمد نظامی صاحب مہتمم دار العلوم غریب نواز ۔ الٰہ آباد

۷- حضرت مولانا ضیاء المصطفےٰ صاحب شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

۸- حضرت مولانا مفتی شریف الحق صاحب مفتی " "

۹- حضرت مولانا مفتی عبدالمنان صاحب شیخ الجامعۃ الاشرفیہ

۱۰- حضرت مولانا افتخار احمد اعظمی صاحب

۱۱- حضرت مولانا یٰسین اختر اعظمی صاحب

۱۲- حضرت مولانا عبدالمبین صاحب بنارسی

۱۳- حضرت مولانا محمد مطیع الرحمٰن نوری صاحب مہتمم مدرسہ نور الہدیٰ پوکھریرا (سیتامڑھی)

۱۴- حضرت مولانا حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری (پاکستان)

۱۵- جناب پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب گورنمنٹ کالج مٹھی (پاکستان)

۱۶- جناب پروفیسر عبدالسلام دانش باتھ اصلی (سیتامڑھی)

۱۷- جناب مولانا اظہار الحسن صاحب " "

۱۸- حضرت مولانا سید رکن الدین اصدق صاحب مہتمم ادارۂ شرعیہ بہار پٹنہ

علاوہ بریں مندرجہ ذیل اعزہ کا بھی بے حد شکر گذار ہوں ۔ جن کے تعاون کے بغیر یہ جوئے شیر لانا دشوار طلب تھا ۔

۱- مولانا مجاہد حسین صاحب پلاموی ۔

۲- مولانا محمد عزیز الرحمٰن صاحب پوکھریروی استاد غوث الوریٰ عربک کالج سیوان

Marfat.com
Marfat.com

۳۔ مولنا اطہر حسین صاحب بانضوی
۴۔ مولوی ابواللیث شمسی صاحب عماد پوری (اورنگ آباد)
۵۔ مولنا محمد میکائیل ضیائی سب ایڈیٹر "پاسبان" الآباد
۶۔ مولوی شکیل احمد صاحب راجگانگ پوری (اڑلیسہ)
۷۔ مولنا مسعود احمد صاحب پیغمبر پوری

اگر اس حقیر علمی کاوش کے ذریعہ میں اعلیٰ حضرت کی فقید المثال شخصیت اور انکے عظیم کارناموں سے اہل علم کو کما حقہٗ متعارف کرا سکا تو میں سمجھوں گا کہ میری محنت ٹھکانے لگی۔

محمد حسن رضا خاں

۳ جنوری ۱۹۷۹ء

Marfat.com
Marfat.com

امام کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت

از: خطیبِ مشرق پاسبانِ ملت حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی

ایڈیٹر ماہنامہ "پاسبان" الٰہ آباد۔ و۔ مہتمم دارالعلوم غریب نواز الٰہ آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ حبیبہ المصطفیٰ

فقیہہ اسلام سیدنا امام احمد رضا جیسی نابغۂ روزگار و عبقری شخصیت جو اپنے معاصرین میں حق آگاہ، حق نگر، حق پسند اور حق گو ہوتے ہیں وحید عصر اور فرید دہر ہو جس کے رمز شناس قلم سے علوم و معارف کے بے شمار سوتے پھوٹ پڑے ہوں۔ جو متقی نہیں تقویٰ، زاہد نہیں زہد، اور عالم نہیں علم کی چلتی پھرتی زندہ مثال ہو۔ اسی قدسی صفات اور بلند پایہ ہستی کے لئے مجھ جیسے تہی دست و بے نوا سے کچھ لکھنے کی فرمائش کرنا میری نگاہ میں اس کی تعبیر حصول سعادت کے سوا کچھ بھی نہیں —— میں نے اسے شدت سے محسوس کیا کہ کہیں میرے انکار پر تمناؤں کے قتل عام اور آرزوؤں کے خون ناحق کا الزام نہ آجائے۔ نیز میرے دل نے گواہی دی کہ شاید میرا عشق میرے کام آگیا جب ہی تو یہ سعادت میرے نصیبہ میں مقدر کی جا رہی ہے۔

فقیہہ اسلام مولانا ڈاکٹر حسن رضا صاحب کی تحقیقی کاوشوں کا خوشگوار ثمرہ ہے جو صفحۂ قرطاس پر مرتسم ہو گیا ہے ——

تفقہ فی الدین ایک ایسا اثاثہ ہے کہ اس دولت بے مایہ کو ہر دل کی تجوری

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

احکام و مسائل کی چھان پھٹک میں کتر بیونت غیر مناسب و ناروا ترمیم و تنسیخ یا دینی و علمی خیانت سے لگا بندھا نہیں ہے۔ وہ محض خدا کی ودیعت کردہ بے غبار صاف و شفاف صلاحیتوں کی قوت ادراک اور فکر و نظر کی بلند پروازیوں کو ہی دخیل بناتا ہے اور عقلی گدے اور منطقی اصولوں کو بھی اپنانے کی بجائے قرآن و سنت سے اخذ مسائل میں قیاس کے متعینہ خطوط کو اپنی فکر و فہم کی جولانگاہ قرار دیتا ہے۔ اور غیر مصرح مسائل میں ایسے امور کو مقیس علیہ بناتا ہے جس پر شرعًا و عقلاً قیاس کرنا درست ہو وہ غیر مصرح مسائل کے تتبع و تلاش میں ایسی راہ نہیں اختیار کرتا جس کی تگ و دو اور فکری کاوشوں کو قیاس مع الفارق یا تجاوز عن الحدود سے تعبیر کیا جا سکے۔ وہ قرآن و سنت سے مسائل کے استخراج و استنباط میں کسی خارجی دباؤ کو قبول نہیں کرتا۔ بلکہ اخذ مسائل میں قیاس کے انہیں متعینہ حدود کی پابندی کرتا ہے۔ جن کو شرعی اصابت رائے کی ترازو میں تولا گیا ہو۔ اور پیمانہ سے ناپا گیا ہو۔ معلوم ہوا کہ جو قدسی نفوس اس مرتبہ پر فائز کئے جاتے ہیں ان پر التفاتات الٰہی اور توجہات خصوصی کی موسلادھار بارش ہوتی رہتی ہے۔ اگرچہ وہ معصوم نہیں مگر بہت دور تک فکری لغزشوں اور قیاس میں ہوائے نفس کے تقاضوں سے یکسر محفوظ رکھا جاتا ہے ————— سیدنا امام احمد رضا کو مجتہد علی الاطلاق نہیں بلکہ مقلد ہیں لیکن امام کی فقہی خدمات کا رشتہ مثلاً قیاس، توضیح و تاویل اور تطبیق و ترجیح،

Marfat.com

جیسے مسائل میں اسی طبقے سے لگا بندھا ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ سے آپ پر یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ اعلیٰ حضرت علم و فن بھی جانتے تھے۔ فن کے تکنک اور اس کی باریکیوں پر بھی ان کی نگاہ تھی۔ انہیں معنی فہمی بھی آتی تھی اور نکتے آفرینی بھی۔ وہ ژرف نگاہ بھی تھے اور بالیدہ نظر بھی۔ اس کے علاوہ وہ صوفی پاکباز بھی تھے۔ عابد شب زندہ دار بھی' راز دار آئین شریعت بھی تھے' رمز آشنائے پیغام نبوت بھی چنانچہ آپ دیکھیں گے وہ جب تصوف کے اسرار و رموز واشگاف کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ان کا طائر خیال لامکانی بلندیوں پر پرواز کر رہا ہے۔ لیکن جب وہ قرآن پاک کی تفسیر بیان کرتے ہیں یا احادیث کی کتابوں پر تشریحی نوٹ یا حواشی قلمبند کرتے ہیں۔ تو ان کا قلم اس قدر محتاط ہو جاتا ہے کہ ہر ہر قدم پھونک پھونک کر رکھتے ہیں ____ آقائے کائنات سے ان کی والہانہ شیفتگی ضرب المثل بن چکی ہے۔ لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان کی ربودگی اور از خود رفتگی بھی ادب شناس ہو جاتی ہے وہ کیف و سرور کے عالم میں بھی تقاضائے ادب ملحوظ رکھتے ہیں۔ وہ اضطراب شوق کے ہنگامہ ہاؤ ہو میں بھی فریاد کی لے تیز نہیں ہونے دیتے۔ آواز کے زیر و بم پر بھی ان کی گرفت رہتی ہے۔ اور وہ نوک قلم پر بھی پہرہ بٹھاتے ہیں ایسی محتاط اور ادب آشنا مگر معنی شناس و معنی آفریں شخصیت سے ظاہر ہے کہ جب فقہ جیسے عظیم فن پر اجتہادی کارنامے انجام

Marfat.com

دیئے ہوں گے۔ تو وہ کارنامہ اپنی موشگافیوں اور دقیقہ سنجیوں کے
باوصف کیا کچھ ہوگا۔

ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا

یہ ایک حقیقت ہے کہ اعلےٰ حضرت کے تجدیدی کارناموں پر
عصبیت کا ایک دبیز پردہ پڑا ہوا تھا۔ مولانا حسن رضا خاں کو دعائیں
دیجئے کہ انہوں نے اعلیٰ حضرت کو ان کے اصلی روپ میں پیش کرکے
ہم نیاز مندوں کے سر سے ایک الزام اتارنے کی کامیاب کوشش
کی ہے۔ مولائے کریم انہیں اس خدمت کا بہتر صلہ دے اور دین
و مذہب کی خدمت کے لئے ان کی زبان وقلم دونوں ہی میں مزید حسن
عطا فرمائے۔ آمین

مشتاق احمد نظامی

خادم آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت
مرکزی آفس الہ آباد

Marfat.com

باسمہ تعالیٰ

اِفتتاحیہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد پرنسپل گورنمنٹ
ڈگری کالج - ٹھٹھہ (سندھ - پاکستان)

(۱)

امام احمد رضا خاں بریلوی (م ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) عہد جدید کے عظیم عبقری تھے جس پر ان کی علمی تخلیقات و تحقیقات شاہد اور زمانہ خود گواہ ہے ـــ ـــ زمانے نے ان کو جانچا، پرکھا اور پھر آفتاب، ماہتاب بنا دیا ـــ ان کی روشنی دور دور پھیلی ـــ ان کی آواز دور دور پہنچی ـــ علمائے عرب نے ان کے فضل و کمال کی کھلے دل سے داد دی اور خوب سراہا چناں چہ شیخ عبدالرحمٰن دہان مکی فرماتے ہیں:۔

الذی شہد لہ علماء البلد الحرام بانہ السید الفرد الامام[1]

(ترجمہ) وہ جس کے متعلق مکۂ معظمہ کے علماء کرام گواہی دے رہے ہیں کہ وہ سرداروں میں یکتا و یگانہ ہے۔

اور شیخ عبداللہ نابلسی مدنی فرماتے ہیں:۔

مولنا درۃ ھذا الزمان وعزۃ ھذا الدھر والاوان ... سید الشیوخ والفضلاء الکرام یتیمۃ الدھر بلا توان[2]

---

[1] احمد رضا خان: حسام الحرمین، مطبوعہ لاہور، ص ۸۳

[2] احمد رضا خان: الدولۃ المکیۃ، مطبوعہ کراچی، ص ۹۴-۹۶

Marfat.com

(ترجمہ:۔ وہ نادر روزگار، اس وقت۔ اور اس زمانے کا نور۔۔۔
۔۔۔ معزز مشائخ اور فضلاء کا سردار بلا تامل وہ زمانے کا گوہر یکتا۔
شیخ محمد عارف بن محی الدین ابن احمد الشہیر بالمحلبی دمشقی فرماتے ہیں:۔
فکلامہ ...... یدل علی کمال علمہ[۱]
(ترجمہ) ان کا کلام ان کے کمال علم پر دلالت کرتا ہے۔ اور دمشق ہی کے علامہ شیخ محمد القاسمی تحریر فرماتے ہیں:۔

جامع للکمالات والفضائل من الخطد ون شرفہ کل متطاول فانہ من الفضل والبوہ والمذعن لفضلہ اعداؤہ ومحبوہ مقدارہ فی العلم جلیل ومثلہ فی الانام قلیل[۲]

(ترجمہ:۔ فضائل وکمالات کے ایسے جامع ہیں جن کے سامنے بڑے سے بڑا ہیچ ہے، وہ فضل کے باپ اور بیٹے ہیں۔ ان کی فضیلت کا یقین دشمن و دوست دونوں کو ہے ان کا علمی مقام بہت بلند ہے۔ ان کی مثال لوگوں میں بہت کم ہے۔

پاک و ہند کے فضلاء و محققین میں ان کی دھوم ہے۔ چناں چہ پاکستان کے مشہور محقق و دانشور پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب (سابق صدر شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد سندھ) فرماتے ہیں:۔

اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ اپنے دور کے بے مثل علماء میں شمار ہوتے ہیں، ان کے فضل وکمال، ذہانت و فطانت، طباعی و درّاکی کے سامنے بڑے بڑے علماء فضلاء، یونیورسٹیوں کے اساتذہ محققین و مستشرقین نظروں میں نہیں جچتے[۳]

۱؎ محمد مسعود احمد: امام احمد رضا اور عالم اسلام مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء، ص ۱۳۷

۲؎ محمد مسعود احمد: امام احمد رضا اور عالم اسلام، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۲ء، ص ۱۳۹

۳؎ محمد مرید احمد: جہانِ رضا، مطبوعہ لاہور، ص ۱۸۸

Marfat.com

سنہ ۱۹۲۱ء میں جب امام احمد رضا کا وصال ہوا تو لاہور کے پیسہ اخبار نے اپنے اداریہ میں ایک تعزیتی نوٹ لکھا جس کو پڑھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ پاک و ہند میں امام احمد رضا کا بڑا چرچا تھا۔ اور ان کے فضل و کمال کے سب قائل تھے۔ اداریہ نگار لکھتا ہے :-

آپ ہندوستان میں علوم اسلامیہ دینیہ کے آفتاب تھے، بڑے فاضل اور متبحر جید عالم .... آپ کی وفات سے ہندوستان کی ایک ایسی برگزیدہ ہستی اٹھ گئی جس کی خالی جگہ پر کرنا ناممکن نظر آتا ہے[۱]

امام احمد رضا کے فضل و کمال کے ساتھ ساتھ ان کی وسعت علم کے بھی فضلاء اور دانشور قائل نظر آتے ہیں۔ چنانچہ پروفیسر جی۔ ڈی قریشی (نیو کاسل یونیورسٹی، انگلستان) لکھتے ہیں :-

انہوں نے اپنے وسیع اور عمیق علم کے طفیل اپنی ذات میں ایک اسلامی یونیورسٹی کی بلندیاں جمع کرلی ہیں[۲] (ترجمہ انگریزی)

اور پروفیسر ایس۔ ٹی علی نقوی (صدر شعبہ کیمیا گورنمنٹ ڈگری کالج ٹھٹھہ) لکھتے ہیں :-

وہ اپنے عہد کے عظیم فقیہہ اور مصنف تھے۔ ان کا علم وسیع اور بوقلموں تھا وہ ۵۰ علوم و فنون پر مہارت تامہ رکھتے تھے[۳] (ترجمہ انگریزی)

عہد جدید کے مشہور و معروف مصنف مولانا ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں :-

مولانا احمد رضا خان صاحب کے علم و فضل کا میرے دل میں بڑا احترام ہے۔ فی الواقع وہ علوم دینی پر بڑی وسیع نظر رکھتے تھے اور ان کی اس فضیلت کا اعتراف

---

۱ پیسہ اخبار (لاہور) شمارہ ۵، ۳، نومبر ۱۹۲۱ء

۲ پیغام برائے مجلس رضا، مانچسٹر، انگلستان، محررہ ۹، اکتوبر ۱۹۸۱ء

۳ الہاشم (ٹھٹھہ، سندھ) شمارہ ۱۹۸۳ء، ص ۱۵

Marfat.com

ان لوگوں کو بھی ہے جو اُن سے اختلاف رکھتے ہیں[۱]

پاکستان کے ایک سن رسیدہ صحافی و قلمکار میاں عبد الرشید اپنی انگریزی کتاب پاک و ہند میں اسلام (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء) میں لکھتے ہیں :-

حضرت احمد رضا خاں بریلوی برصغیر کے حد درجے چند غیر معمولی شخصیات میں سے ایک تھے ـــــ وہ ہمہ گیر عبقری، نہایت ذہین اور بے حد متقی اور فقہ اسلامی کے ماہر ـــــ ان کے علم ہمہ گیر تھا[۲] (ترجمہ انگریزی)

(۲)

بلاشبہ امام احمد رضا اپنے عہد کے ایک عظیم فقیہہ تھے ـ طبقات فقہاء میں امام احمد رضا کو جو مقام حاصل ہے وہ اُن کے معاصرین میں کسی حاصل نہ تھا ـــــ فقیہہ کا ایک امتیاز خاص یہ ہے کہ اس کو آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ پر کامل عبور ہو ـــــ امام احمد رضا کی محوت حافظہ قرن اوّل کی یاد دلاتی ہے ـ وہ خود حافظ قرآن تھے اور معانی و مفاہیم سے آشنا ـــــ ان کے سامنے نہ صرف قرآن کے الفاظ تھے بلکہ اس کے معانی اور روحِ معانی بھی ـــــ ان کا فکر و خیال آیات و احادیث سے آباد تھا ـ حدیث میں ان کے مقام کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ خود علمائے عرب ان کی شان میں یہ اظہار خیال فرما رہے ہیں ـ

کیف لا مرھو امام المحدثین[۳]

کیوں نہیں وہ تو محدثین کے امام ہیں

---

۱ عبد النبی کوکب، مقالات یوم رضا، ج ۲، ص ۶۰، مکتوب محررہ ۲۸ رمئی ۱۹۶۸ء

۲ میاں عبد الرشید : پاک و ہند میں اسلام، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء، ص ۶۵

۳ شیخ محمد حسین احمد الخیاری مدنی بحوالہ رسائل رضویہ، مطبوعہ لاہور ج ۲، ص ۱۴۸

Marfat.com

اور ڈاکٹر سید محمد عبداللہ (چیئرمین شعبہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور) نے امام احمد رضا کو "عبقری فقیہہ، صاحب نظر، مفسر قرآن اور "عظیم محدث" قرار دیا ہے۔[۱]

سجادہ نشین مارہرہ شریف (بھارت) حضرت حسن میاں مدظلہ العالی ۲۸ جولائی ۱۹۸۴ء کو راقم کے غریب خانے پر تشریف لائے اور دیر تک علمی گفتگو فرماتے رہے۔ اثنائے گفتگو میں فرمایا:

حضرت شاہ اولاد رسول مارہروی اعلیٰحضرت کے لئے فرماتے تھے کہ وہ "فقیہہ النفس" تھے، ان کے الفاظ اپنی جگہ ایسے تھے جیسے میخ ——

حضرت شاہ اولاد رسول، امام احمد رضا کے معاصر تھے صاحب علم و فضل اور ۴۰ کتابوں کے مصنف، ۱۳۷۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی، امام احمد رضا کے ہم خیال نہ ہوتے ہوئے بھی یہ اظہار خیال فرماتے ہیں:۔[۷]

جزئیات فقہ پر جو ان کو عبور حاصل تھا ان کے زمانے میں اس کی نظیر نہیں ملتی

اور جسٹس پیر کرم شاہ صاحب (جج سپریم کورٹ آف پاکستان شریعت بنچ) فرماتے ہیں:۔

علوم دینیہ، فقہ، حدیث، تفسیر وغیرہ میں آپ کو جو عدیم النظیر مہارت حاصل تھی اس میں تو کسی کو کلام نہیں۔[۸]

اس میں شک نہیں کہ بحیثیت فقیہہ امام احمد رضا جامع فضائل و کمالات تھے —— وہ حق پسند بھی تھے، عدل گستر بھی اور حق گو بھی ——

---

[۱] محمد مقبول احمد قادری: پیغامات یوم رضا مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء ص ۵۰

[۳] عبدالنبی کوکب: مقالات یوم رضا مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء ج ۲، ۳ — ۱۹

[۲] ابوالحسن علی ندوی نزہتہ الخواطر مطبوعہ حیدرآباد دکن ج ۸، ص ۴

Marfat.com

وہ امین بھی تھے، مخلص بھی تھے، زاہد و عابد بھی اور متقی بھی۔ ــــــ وہ معقولیت پسند بھی تھے اور بلند خیال بھی ــــــ وہ بے ریا اور بے نفس تھے۔ ــــ ایسے صداقت شعار کہ قول و فعل میں اصلاً تضاد نہیں۔
وہ باغیرت تھے، باوقار تھے۔ ضدی اور ہٹ دھرم نہ تھے ــــــ جو کہتے اس پر عمل کر کے دکھاتے۔ ــــــ بے باک و گستاخ اور خودسر و مغرور نہ تھے ــــــ زمانے کے فیض شناس تھے اور علوم و فنون کے ماہر ــــــ دوست کی دوستی اور دشمن کی دشمنی سے بے نیاز ــــــ وہ ہشیار تھے، بے خبر نہ تھے ــــــ ان کی نظر ہمہ گیر تھی، اور ان کا قلم دلگیر ــــــ وہ صاحب بصیرت تھے۔ ان کی نظر پس منظر اور پیش منظر پر بھی رہتی تھی ــــــ بندگانِ خدا کو مشکل میں نہیں ڈالتے تھے۔ ان کے خدا و رسول نے جو سہولتیں ان کو دی ہیں اس کا خیال رکھتے تھے ــــــ وہ زمانے کی حرکی قوت سے آگاہ تھے۔ ــــــ تہذیبوں اور تمدنوں کے آثار چڑھاؤ اور رسم و رواج کے نشیب و فراز سے واقف تھے ــــــ ان کا دماغ روشن ــــــ ان کا دل منور تھا ــــــ کتب احادیث و فقہ پر گہری نظر تھی ــــــ تمام مسائل شرعیہ معہ دلائل شرعیہ مستحضر تھے ــــــ وہ تصنیف کے ساتھ ساتھ، مصنف کے مقام و مرتبے سے بھی آگاہ تھے ــــــ ان کو زبان و بیان پر حیرت انگیز قدرت تھی ــــــ عربی، فارسی اور اردو میں بے تکان لکھتے چلے جاتے ــــــ ان کی فقہی نگارشات میں بھی بکثرت ادب پارے ملتے ہیں ــــــ انہوں نے تحقیق و تدقیق کا وہ علمی معیار قائم کیا دورِ جدید میں جس کی نظیر نہیں ملتی ــــ ان کی طنزیات میں بھی ابتذال نہیں ــــــ وہ اپنے قاری کو پہچانتے ہیں۔ اور اس کو مطمئن کر کے چھوڑتے ہیں۔ ــــ وہ اپنے قاری کو کسی الجھن میں مبتلا نہیں کرتے ــــ مطالب و معانی خود ان کے ذہن میں

Marfat.com

صاف ہوتے ہیں۔ وہ بڑی صفائی سے اپنی باتیں صاف صاف بتاتے چلے جاتے ہیں جو دل میں اترتی چلی جاتی ہیں۔ ——— وہ دلائل وشواہد کے اتنے انبار لگا دیتے ہیں کہ قاری کا فکر وخیال پیاسا نہیں رہتا بلکہ ایسا سیر ہو جاتا ہے کہ پھر کبھی پیاس ہی نہیں لگتی ——— ان کی تحقیقات مبالغہ آرائی اور حشو د زوائد سے پاک ہیں ——— ان کے اسلوب بیان میں قطعیت ہے ——— ان کو اپنے حافظہ پر پورا بھروسہ ہے ——— متون کی صحت کا خاص اہتمام رکھتے ہیں ——— معاصر شہادتوں کو چھان پھٹک کر قبول کرتے ہیں ——— علوم وفنون کی مصطلحات سے پوری طرح باخبر ہیں۔ ——— انہوں نے علوم وفنون کو تفصیل وتشریح عطا فرمائی اور نظم وضبط دیا ——— وہ دلائل وبراہین کو ترتیب وتدریج کے ساتھ بیان کرتے ہیں ——— وہ بڑی خوبی سے مضمون پھیلاتے ہیں پھر سمیٹتے چلے جاتے ہیں اور کمال مہارت سے دریا کو کوزے میں بند کر دیتے ہیں۔ ——— ان کے پاس جامعیت صحت اور دیانت پوری آب وتاب کے ساتھ جلوہ گر ہے ——— ان کی فقہی تنقیدات بھی اعلیٰ درجہ کی تحقیقات ہیں۔ ——— وہ جب فیصلہ کر لیتے ہیں تو پیچھے نہیں ہٹتے ——— علامہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم امام احمد رضا کی علمیت وفقاہت اور قوت فیصلہ پر اظہار خیال فرماتے ہوئے کہتے ہیں:—

ہندوستان کے دور آخر میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہہ پیدا نہیں ہوا۔ ......——— میں نے ان کے فتاویٰ سے یہ رائے قائم کی ہے اور ان کے فتاویٰ اور ان کی ذہانت، فطانت اور جودت طبع، کمال فقاہت اور علوم دینیہ میں تبحر علمی کے شاہد عادل ہیں ——— مولانا ایک دفعہ جو رائے قائم کر لیتے تھے اس پر مضبوطی سے قائم رہتے تھے۔ یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور وفکر کے بعد کرتے تھے[1]

(حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

Marfat.com

۳

فن فتویٰ نویسی میں امام احمد رضا کا جواب نہ تھا۔ ان کا سلسلہ حدیث حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور حضرت شیخ عبدالحق دہلوی سے منسلک ہے ــــــــ انہوں نے فقہ میں سند شیخ عبدالرحمٰن حنفی مکی سے حاصل کی۔ جن کا سلسلہ حضرت عبداللہ بن مسعود تک پہنچتا ہے۔ ــــــــ امام احمد رضا نے ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء کو فتویٰ نویسی کا آغاز کیا۔ اور ۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء کو فتویٰ نویسی کی مطلق اجازت مل گئی۔ پھر جب ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء ان کے والد ماجد علامہ مولانا محمد نقی علی خاں کا وصال ہوا تو امام احمد رضا مستقل طور پر مسند افتاء پر فائز ہو گئے ــــــــ مجموعی طور پر ۵۴ سال امام احمد رضا نے فتوے لکھے۔ ان کی سرعت تحریر کا عالم یہ تھا کہ مسودات کو چار نقل کرنے والے بیک وقت نقل کرتے جاتے یہ فارغ بھی نہ ہوتے کہ پانچواں صفحہ تیار ہو جاتا۔ ــــــــ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ امام احمد رضا نے اپنی زندگی میں کتنا کچھ لکھا ہوگا! ــــــــ امام احمد رضا کے پاس ساری دنیا سے استفتاء اس قدر آتے کہ کسی مفتی کے پاس اتنی تعداد میں فتوے آنے نہ سُنے ــــــــ ایک وقت میں پانچ پانچ سو استفتاء جمع ہو جایا کرتے تھے ــــــــ خود امام احمد رضا نے تحریر فرماتے ہیں:۔

فقیر کے یہاں علاوہ ــــــــ دیگر مشاغل کثیرہ دینیہ کے کار فتویٰ اس درجے وافر ہے کہ دس مفتیوں کے کام سے زائد ہے۔ شہر و دیگر بلاد و امصار جملہ رفقاء ہندوستان، بنگال و پنجاب و ملیبار و برما و ارکان و چین و غزنی و امریکہ و افریقہ حتیٰ کہ سرکار حرمین محترمین سے استفتاء

(حاشیہ صفحہ سابق) لہ ڈاکٹر عابد احمد علی مرحوم تحریر محررہ یکم اگست ۱۹۶۸ء (شریک مجلس اقبال)

Marfat.com

آتے ہیں۔ اور ایک وقت میں پانچ پانچ سنو جمع ہو جاتے ہیں[۱]

امام احمد رضا کے مجموعہ فتاویٰ کی بارہ جلدیں یادگار ہیں۔ بقول مولانا افتخار احمد قادری (رکن المجمع الاسلامی، مبارکپور، اعظم گڑھ۔ بھارت) فتاویٰ رضویہ کی پانچ جلدیں مبارک پور سے شائع ہو چکی ہیں چھٹی جلد کتابت ہو رہی ہے۔ ساتویں اور آٹھویں دار الاشاعت مبارکپور میں محفوظ ہیں[۲] اس کے بعد کی مسودہ چار جلدیں بریلی میں محفوظ ہیں۔

امام احمد رضا کا مجموعہ فتاویٰ کی فقہی اور دینی اہمیت تو مسلّم ہے۔ لیکن دوسری کئی حیثیات سے اہم ہے ——— تاریخی، سیاسی، علمی لسانی، ادبی، عمرانیاتی، اقتصادی، معاشرتی، سوانحی وغیرہ ——— فتاویٰ رضویہ اپنے دامن میں بہت سے علوم و فنون کو سمیٹے ہوئے ہے ———

امام احمد رضا کے فتوے عربی، فارسی اور اردو میں ہیں۔ اور ہر زبان میں ایسی پیاری تحریر گویا یہ ان کی مادری زبانیں ہیں ——— بعض فتوے انگریزی میں ترجمہ کئے گئے ہیں۔ کیوں کہ مستفتی جس زبان میں سوال کرتا تھا اس کو اسی زبان میں جواب بھیجا جاتا تھا ——— انگریزی زبان میں ایک استفتاء ۱۹ ر ۱۹۰۸ء کو محمد قادر غنی نے رنگون (برما) سے بھیجا تھا جس کا جواب ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء کو ارسال کیا گیا۔ اس کا عکس معارف رضا (کراچی ۱۹۸۲ء) میں شامل ہے ——— امام احمد رضا اس کا لحاظ تو رکھتے ہی تھے کہ جس زبان میں استفتاء آئے اسی زبان میں جواب لکھا جائے۔ لیکن اس کا بھی اہتمام رکھتے استفتا منثور آتا تو جواب منثور دیا جائے، اور منظوم استفتاء آتا تو جواب منظوم دیا جاتا ——— فتاوئے رضویہ میں منظوم فتوے بھی ہیں۔

---

[۱] احمد رضا خاں: العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ، ج ۴، ص ۱۴۹

[۲] مکتوب محررہ ۲۵ ر اپریل ۱۹۷۹ء از مبارکپور بنام راقم الحروف

Marfat.com

امام احمد رضا کی فقہی تحقیقات اور فاضلانہ فتوے نے بہت سے علماٗ کو مفتی بنادیا مخالف و موافق سب ان کے فتووں سے استفادہ کرتے ہیں۔ بعض ان کا حوالہ دیتے ہیں اور بعض یہ تکلیف گوارا نہیں کرتے اور امام احمد رضا کی تحقیقات کو اپنے حساب میں لگا لیتے ہیں بہرکیف امام احمد رضا اجر و ثواب سے محروم نہیں۔

امام احمد رضا کے مجموعہ فتاوی الفتاوی الرضویہ فی العطایا النبویہ کو قانون کے ماہرین نے قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ چنانچہ ہندوستان کے مشہور قانون دان اور بمبئی ہائی کورٹ کے جج پروفیسر ڈی۔ ایف ملانے امام احمد رضا کے فتاوی رضویہ اور فتاوی عالمگیریہ کو فقہ اسلامی کا شاہکار قرار دیا ہے[1]۔ ـــــــ

اور پروفیسر ڈاکٹر رشید احمد (استاد شعبہ اسلامیہ کراچی یونیورسٹی، کراچی) لکھتے ہیں :-

> فقہ کے میدان میں آپ کے فتاوی فقہ اسلامی کا وہ عظیم الشان کارنامہ ہیں جو آپ کو مجتہد کے درجے پر فائز کرنے کے لئے کافی ہیں[2]

ہندوستان کا مشہور عالمی شہرت یافتہ علمی مجلہ معارف (اعظم گڑھ) فتاوی رضویہ اور امام احمد رضا پر یہ تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے :-

> دینی علوم خصوصاً فقہ و حدیث پر ان کی نظر وسیع اور گہری تھی مولانا جس دقت نظر اور تحقیق کے ساتھ علماء کے استفسارات کے جواب تحریر فرماتے ہیں اس سے ان کی جامعیت، علمی بصیرت، فقہی جزرسی استحضار، ذہانت، طباعی کا پورا پورا اندازہ ہوتا ہے۔ ـــــ ان

---

[1] مکتوب علامہ نور احمد قادری از سفارت خانہ انڈونیشیا اسلام آباد مورخہ ۷ جنوری ۱۹۸۱ء

[2] سید ریاست علی قادری: معارف رضا، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء ص ۴۳

Marfat.com

کے کمالانہ اور محققانہ فتاویٰ مخالف و موافق ہر طبقے کے مطالعہ کے لائق ہیں۔[1]

شیخ ابوالفتاح ابوغدہ (پروفیسر کلیۃ الشریعہ محمد بن سعود یونیورسٹی ریاض) نے فتاویٰ رضویہ کا صرف ایک عربی فتویٰ مطالعہ کیا تو وہ حیران رہ گئے خود فرماتے ہیں :-

عبارت کی روانی اور کتاب و سنت و اقوال سلف سے دلائل کے انبار دیکھ کر میں حیران و ششدر رہ گیا اور اس ایک فتوے کے مطالعہ کے بعد میں نے یہ رائے قائم کر لی کہ یہ شخص کوئی بڑا عالم اور اپنے وقت کا زبردست فقیہ ہے۔[2] (ترجمہ عربی)

مشہور محقق و قلمکار اور امام احمد رضا کے معاصر، مولانا وحید احمد مسعود بدایونی نے بڑی دل لگتی بات فرمائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں :-

حضرت مولانا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا قلم نافع ان کی فقاہت پر منتہی تھا ـــــــ اس سے انہیں مقبولیت حاصل ہوئی اور اسی سے ان کا نام زندہ ہے۔[3]

یہ وہ فضلاء ہیں جو دل کی آواز پر لبیک کہتے ہیں۔ جو نفس کے اشاروں پر نہیں چلتے ـــــــ جو روز روشن میں آنکھیں بند نہیں رکھتے ـــــــ وہی کہتے ہیں جو ان کا دل کہتا ہے۔ ـــــــ عالم اسلام کے موافق و مخالف فضلاء و دانشوروں نے جن جن القاب و آداب سے نوازا اور ان کے علم و فضل پر جو جو اظہار خیال کیا اس کو بیان کرنے کے لئے ایک دفتر چاہیئے۔ ـــــــ ان

---

[1] معارف (اعظم گڑھ، یوپی، بھارت) شمارہ ستمبر ۱۹۴۹ء، ص ۴۳-۴۴

[2] محمد یٰسین الاعظمی : امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، مطبوعہ الہ آباد ۱۹۷۶ء، ص ۱۹۴

[3] محمد مرید احمد : جہان رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء، ص ۱۶۲

Marfat.com

حضرات کے تاثرات پر مشتمل پاکستان اور ہندوستان سے اب تک چھ مجموعے شائع ہو چکے ہیں اور مزید شائع ہونے والے ہیں۔

(۴)

امام احمد رضا کے مستفتیوں میں علماء فضلاء کے علاوہ پاک و ہند کی عدالت ہائے عالیہ کے جج بھی شامل ہیں۔ اور کلیات و جامعات کے پروفیسر بھی ——

جسٹس محمد ابن مرحوم (چیف کورٹ، بہاول پور) جب ایک مقدمہ کا فیصلہ نہ کر سکے۔ مفتیوں سے آٹھ فتوے لئے پھر بھی وہ مطمئن نہ ہو سکے۔ تو انہوں نے ہدایت کی کہ پورا مقدمہ متعلقہ فتوے کی نقول کے ساتھ امام احمد رضا کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ اور ان سے درخواست کی جائے کہ:۔

> ان تمام فتووں کو ملاحظہ فرمادیں اور ان سوالات حل طلب کے متعلق اپنی رائے کا مع استناد جواب تحریر فرما کر بہت جلد مرحمت فرمائیں ۔۔۔۔
> مقدمہ چونکہ عرصے سے دائر ہے اس لئے نتیجہ کے بھجوانے کے لئے استدعا کی جاتی ہے کہ بہت جلدی عدالت میں بھجوادیں[۱] (۱۹۱۲)

اسی طرح اسلامیہ کالج لاہور کے پروفیسر ریاض اور پرنسپل پروفیسر مولوی حاکم علی مرحوم امام احمد رضا سے سائنسی علمی اور سیاسی موضوعات پر گفتگو فرماتے اور فتوے لیتے —— تحریک ترک موالات (۱۹۲۱ء) کے زمانے میں انہوں نے امام احمد رضا سے جو فتویٰ لیا (اور جو علامہ اقبال کی نظر سے بھی گذرا) مشہور و معروف ہے[۲] —— اس فتوے نے تحریک ترک موالات کے حامیوں کی اصلاح کی اور مسلمانوں کو تباہی سے بچایا۔

---

[۱] احمد رضا خان: فتاویٰ رضویہ، مطبوعہ بریلی ۱۴۰۲ھ، ج ۱۱، ص ۱۹۶

[۲] پروفیسر محمد صدیق: پروفیسر مولوی حاکم علی، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء، ص ۱۱۴-۱۳۳

Marfat.com

امام احمد رضا نے فن فتویٰ نویسی میں جن کی تربیت فرمائی وہ بھی اپنے عروج کو پہنچے ــــــ ان میں قابل ذکر یہ حضرات ہیں مفتی اعظم مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں، مولانا امجد علی اعظمی، مولانا سید شاہ غلام بہاری، مولانا محمد ظفر الدین بہاری، حکیم سید عزیز غوث اور مولانا نواب مرزا وغیرہ ــــــ

مولانا مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمہ، امام احمد رضا کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ فن فتویٰ نویسی میں اپنی مثال آپ تھے۔ امام احمد رضا نے مولانا امجد علی اعظمی اور آپ کو منصب افتاء و قضاء پر مامور فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا:۔

ان دونوں کو نہ صرف مفتی بلکہ شرع کی جانب سے ان دونوں کو قاضی مقرر کرتا ہے کہ ان کے فیصلے کی وہی حیثیت ہوگی جو ایک قاضی اسلام کی ہوتی ہے۔[1]

علامہ مصطفےٰ رضا خاں کا مجموعہ فتاویٰ "فتاویٰ مصطفویہ" کے نام سے ۱۹۸۴ء میں ادارہ تصنیفات امام احمد رضا (کراچی) نے شائع کر دیا ہے۔ اس سے قبل ہندوستان سے بھی یہ شائع ہو چکا ہے۔

مولانا امجد علی اعظمی، امام احمد رضا کو دنیا بھر سے آنے والے استفتاء سنایا کرتے تھے اور امام احمد رضا جواب میں جو ارشاد فرماتے وہ املاء کرتے جاتے، طبیعت اخاذ تھی، طرز سے واقف ہو گئے اور فتوے لکھتے رہے۔ فقہ میں ان کا مقام بہت بلند ہے۔ بہار شریعت ان کی مشہور تصنیف ہے۔ ان کا مجموعہ فتاویٰ، فتاویٰ امجدیہ ہندوستان سے شائع ہو چکا ہے۔ ــــــ

مولانا ظفر الدین بہاری بھی فقہ و حدیث میں بہت بلند مقام کے مالک تھے۔

امام احمد رضا کے پرپوتے علامہ محمد اختر رضا خاں (ابن علامہ محمد ابراہیم رضا خاں ابن علامہ محمد حامد رضا خاں ابن امام احمد رضا خاں) آج کل بریلی میں منصب افتاء پر فائز ہیں۔ وہ جامعہ ازہر (قاہرہ۔ مصر) کے فارغ ہیں[2]

---

[1] امجد علی اعظمی: فتاوی امجدیہ، مطبوعہ الٰہ آباد ۱۹۷۹ء، ص۔ ذ۔ ر

Marfat.com

عربی لکھتے ہیں اور علم فقہ و حدیث میں مہارت رکھتے ہیں۔

۵

فتاویٰ کے علاوہ امام احمد رضا دیگر کتب و تصانیف خاص اہمیت رکھتی ہیں جن کی تعداد ایک ہزار سے متجاوز ہے۔ ان کتب و تصانیف میں شروح و حواشی اہل علم کی توجہ کے مستحق ہیں۔ امام احمد رضا کے ایک جلیل القدر معاصر مولانا ہدایت رسول لکھنوی (۱۹۱۵ء) امام احمد رضا کے حواشی پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

اعلیٰ حضرت کے حواشی خود ان کے افاضات و افادات ہوتے ہیں۔[1]

خانقاہ مجددیہ مظہریہ (دہلی) کے سجادہ نشین علامہ ابوالحسن زید فاروقی الازہری دسمبر ۱۹۸۲ء میں پاکستان تشریف لائے۔ کراچی میں ایک ملاقات میں اثنائے گفتگو راقم سے فرمایا کہ وہ حیدر آباد دکن تشریف لے گئے۔ وہاں امام احمد رضا کے رد المختار پر عربی حاشیہ جد الممتار[2] کے چند اوراق دیکھے تو حیران رہ گئے۔ ——— جہاں صاحب رد المختار ایک دو کتابوں کا ذکر کرتے ہیں وہاں مولانا احمد رضا خاں آٹھ دس کتابوں کے حوالے دے ڈالتے ہیں ——
شاہ اولاد رسول مارہروی (م ۱۳۰۷ھ) اسی حاشیئے پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے تھے:۔

اعلیٰ حضرت کو میں ابن عابدین شامی پر فوقیت دیتا ہوں کیوں کہ جو جامعیت اعلیٰ حضرت کے ہاں ہے وہ ابن عابدین شامی کے ہاں نہیں تھی

---

[1] ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی، ج ۱، ص ۱۳۸

[2] جد الممتار ——— (جلد اول) ۱۹۸۲ء میں حیدر آباد دکن سے چھپ کر المجمع الاسلامی، مبارکپور سے شائع ہوگئی ہے اس میں مولانا افتخار احمد قادری (رکن المجمع الاسلامی) نے

(باقی اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

سراج الفقہا مولانا سراج احمد (مفتی سراج العلوم، خانپور) امام احمد رضا کے معاصرین میں تھے۔ ان کے اساتذہ نے ان کو باور کرایا تھا کہ امام احمد رضا کو علم و تحقیق سے کوئی علاقہ نہیں۔ ان کی کتابیں پڑھنا بے سود ہے۔ لیکن جب سراج الفقہا منصب افتاء پر فائز ہوئے اور میراث کے ایک مسئلے میں ان کو الجھن پیش آئی تو مجبوراً انہوں نے امام احمد رضا سے رجوع کیا۔ امام احمد رضا نے ایسا تشفی بخش جواب عنایت فرمایا کہ سراج الفقہا حیران رہ گئے۔ اور امام احمد رضا کی علمی عظمت کا نقش ان کے دل پر مرتسم ہو گیا ——— انہیں ایام میں ان کی ملاقات ایک غیر مقلد عالم مولانا نظام الدین (احمد پور) سے ہو گئی۔ جو ان کے مخلصین میں تھے۔ سراج الفقہاء نے امام احمد رضا کا رسالہ الفضل الموھبی ان کو دکھایا تو وہ حیران رہ گئے۔ اور عالم حیرت میں فرمایا:۔

یہ سب منازل فہم و حدیث مولانا کو حاصل تھے؟ ———

افسوس کہ میں ان کے زمانے میں رہ کر بے خبر و بے فیض رہا ———

علامہ شامی اور صاحب فتح القدیر مولانا کے شاگرد ہیں ———

یہ تو امام اعظم ثانی معلوم ہوتے ہیں۔[۱]

(۶)

امام احمد رضا کا تحقیقی معیار بہت بلند تھا۔ اپنی تصنیف حجب العوار (مطبوعہ لاہور) میں انہوں نے ماخذ اور اس کے متن پر علمی بحث کی ہے[۲]

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابق) امام احمد رضا پر ایک وقیع مقالہ شائع کیا ہے (ص ۲۴ - ۷۹)

۳ بروایت علامہ حسن میاں مارہروی سجادہ نشین خانقاہ مارہرہ شریف۔ مسعود

۱ المیزان (بمبئی) شمارہ مارچ ۱۹۷۶ء، ص ۱۸۵ - ۱۸۶

۲ راقم نے اپنے مقالے حیات امام اہلسنت (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۴ء، ص ۳۸ - ۴۱) میں اس بحث کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ حیات امام اہلسنت کا ایک ایڈیشن کراچی سے شائع ہوا ہے اور ایک ایڈیشن مبارکپور (بھارت) سے۔

Marfat.com

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کیسے بلند پایہ محقق تھے۔ ——— برکلے یونیورسٹی (امریکہ) کے شعبۂ تاریخ کی فاضلانہ ڈاکٹر باربراڈی مٹکاف اپنی کتاب میں لکھتی ہیں :۔

احمد رضا کی نگارشات کا انداز مدلل تھا جس میں بے شمار حوالوں کے ڈھیر ہوتے تھے جس سے ان کی علمی اور عقلی فضیلت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے مخالفین کی کوتاہیوں کا علم بھی ہوتا ہے[1] (ترجمہ انگریزی)

ڈاکٹر محی الدین الوائی جو پہلے جامعہ ازھر (قاہرہ، مصر) میں تھے اور اب مدینہ یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں اور مسلکاً اہل حدیث ہیں۔ لیکن حق پسند اور حق گو ہیں۔ وہ امام احمد رضا کی خدمات کو سراہتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

جن علمائے ہند نے مروجہ علوم عربیہ و دینیہ کی خدمت میں اعلیٰ قسم کا حصہ لیا ہے ان میں مولانا احمد رضا خاں صاحب کا نام سرفہرست نظر آتا ہے ——— علوم عربیہ اسلامیہ کو آراستہ کرنے میں آپ کا بہترین ریکارڈ ہے[2]

امام احمد رضا کی فقہی اور دینی خدمات پر کام ہو رہا ہے۔ چنانچہ پروفیسر ڈاکٹر محمد حنیف اختر فاطمی (صدر شعبہ سائنٹکس، لندن یونیورسٹی انگلستان) نے امام احمد رضا کی تین فقہی اور دینی تصانیف کو سامنے رکھکر انگریزی میں مقالات تحریر فرمائے ہیں :۔

---

[1] باربرا مٹکاف، مسلم ریلیجین لیڈرشپ ان انڈیا، برکلے ۱۹۷۴ء

[2] صوت الشرق (قاہرہ)، شمارہ فروری ۱۹۷۰ء، ص ۱۷

Marfat.com

۱۔ اسلام کا تصوّر علم

۲۔ اسلام کا تصوّر جہل

۳۔ اسلام کا تصوّر دولت

پہلا مقالہ لاہور سے چھپ کر مجلس رضا مانچسٹر (انگلستان) کی جانب سے ۱۹۸۳ء میں شائع ہو گیا ہے ــــــــ پروفیسر محمد حنیف اختر صاحب نے کئی سال ہوئے امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن کو انگریزی میں منتقل کیا تھا، جو لاہور میں چھپ رہا ہے۔

کنز الایمان کو پروفیسر شاہ فرید الحق (کراچی) اور آل رسول حسنین صاحب (مارہرہ شریف) نے انگریزی میں منتقل کر رہے ہیں۔

پروفیسر جی۔ ڈی قریشی (نیو کاسل یونیورسٹی، انگلستان) نے امام احمد رضا کی قابل مطالعہ تصنیف تمہید ایمان کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو عنقریب مجلس رضا مانچسٹر کی طرف سے شائع ہو جائے گا۔

پروفیسر ڈاکٹر جے۔ ایم۔ ایس بلیان (شعبہ اسلامیات، لیڈن یونیورسٹی ہالینڈ) بھی مجموعہ ہائے فتاویٰ کے تقابلی مطالعہ کے سلسلہ میں امام احمد رضا کا فتاویٰ رضویہ مطالعہ کر رہے ہیں۔

امام احمد رضا کے فکر کا ہر گوشہ تحقیق و تدقیق کا متقضی ۔ اور ایک الگ مقالے کا محتاج ہے ــــــــ راقم کو امام احمد رضا پر تحقیق کرتے ۱۴ سال گذر چکے ہیں۔ مگر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ابھی ساحل سمندر تک بھی رسائی حاصل نہ ہو سکی، شناوری اور غواصی تو بہت دور کی بات ہے۔
ــــــــ امام احمد رضا کی شخصیت بزبان حال یہ کہتی معلوم ہوتی ہے ؎

دل ہر قطرہ ہے ساز انا البحر
ہم اس کے ہیں ہمارا پوچھنا کیا

Marfat.com

ہندوستان کے مشہور محقق و فاضل علامہ شبیر احمد غوری (جن کے علمی مقالات سالہا سال سے علمی مجلات کی زینت بن رہے ہیں) فلسفہ جدید و قدیم پر امام احمد رضا کی تصنیف الکلمۃ الملہمہ پر اپنے مقالے "عہد حاضر کا تہافت الفلاسفہ"[1] میں تبصرہ کرتے ہوئے امام احمد رضا کو امام غزالی کا ہم پلہ قرار دیتے ہیں اور یہ دل لگتی بات فرماتے ہیں۔

مجدد مائۃ حاضر جیسے نادرۂ روزگار کی عبقریت کی حقہ تصویر کشی کے لئے جن جامع منقول و معقول فضلاء کی کاوش و تحقیق درکار ہے وہ نایاب نہیں تو کم یاب ضرور ہیں[2]۔

بلاشبہ امام احمد رضا کا ایوان علم و دانش ایک ایسا حیرت کدہ ہے جہاں زمانے کے بڑے بڑے دانشور گم ہوتے نظر آتے ہیں۔

(۷)

امام احمد رضا کی جلالت علمی کے بارے میں فضلاء و محققین کی آراء و تاثرات قاری کو یہ جاننے کے لئے بے چین کئے دیتے ہیں کہ آخر امام احمد رضا اتنے عظیم کیوں تھے؟ ــــــ اس کے جواب میں مولانا ڈاکٹر حسن رضا خان صاحب کی یہ علمی کاوش اور تحقیقی مقالہ "فقیہ اسلام" پیش کی جا سکتی ہے درا صل یہ مقالہ ۱۹۷۹ء میں پٹنہ یونیورسٹی (بھارت) میں ڈاکٹریٹ کے لئے پیش کیا گیا تھا۔ جس پر ڈاکٹر صاحب کو پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری عطا کی گئی۔

---

[1] معارف رضا، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء

[2] ایضاً، ص ۲۳۴

Marfat.com

ـــــــ یہ مقالہ ۱۹۸۱ء میں اسلامک پبلی کیشن سنٹر پٹنہ نے ہندوستان سے شائع کیا۔ ـــــــ ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب کے ہر باب میں تحقیق کا حق ادا کیا ہے۔ ـــــــ پہلے، دوسرے اور تیسرے ابواب محنت سے لکھے گئے ہیں۔ اور اس میں بہت ہی مفید معلومات جمع کی ہیں ـــــــ چوتھا باب امام احمد رضا کے حالات سے شروع ہوتا ہے۔ اس میں آپ کے حالات وافکار کا جائزہ لیا گیا ہے ـــــــ آخر میں ان سندات کی نقول بھی شامل کی ہیں جو امام احمد رضا کو حدیث وفقہ میں عطا کی گئیں۔ ـــــــ

پانچویں باب میں امام احمد رضا کے احوال و آثار کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں امام احمد رضا کے منظوم و منثور فتوے، نیز عربی، فارسی اور اردو فتووں کے نمونے بھی پیش کیے گئے ہیں۔ اور انگریزی ترجمہ شدہ ایک فتوٰی بھی نقل کیا ہے۔ اور آخر میں پچاس علوم و فنون پر امام احمد رضا کی ۶۱۲ تصانیف کی تفصیلی فہرست دی ہے۔

ـــــــ چھٹے باب میں معاصرین، تلامذہ اور خلفاء متبعین کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ باب بھی محنت سے مرتب کیا گیا ہے۔

ـــــــ ساتویں باب میں فقہ اسلامی میں امام احمد رضا کی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے، اور فتوی نویسی میں ان کی مہارت کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کی نگارشات کے نمونے پیش کیے ہیں۔ جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ محدث وقت اور فقیہہ العصر تھے۔ اس باب میں فقہ سے متعلق امام احمد رضا کی مزید ۴۰ ۲ کتب و حواشی کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس طرح مجموعی طور پر امام احمد رضا کی ۶۶ ۲ کتب و حواشی کی تفصیلات اس تحقیقی مقالے میں

Marfat.com

آگئی ہیں ـــــــــ مجموعی طور پر یہ مقالہ قابلِ مطالعہ اور لائق تحسین و آفرین ہے۔ فاضل مقالہ نگار اور وہ علماء و دانشور جنہوں نے ان سے تعاون کیا سب قابل مبارک باد اور ہم سب کے شکریہ کے مستحق ہیں۔

اس کتاب کی اہمیت اور افادیت اس امر کی متقاضی تھی کہ اس کو پاکستان میں بھی شائع کیا جائے ـــــــــ سب سے پہلے اس کی اشاعت کا خیال محترمی جناب سید ریاست علی قادری (ناظم اعلیٰ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی) کے ذھن میں آیا۔ مگر وہ بعض مجبوریوں کی وجہ سے شائع نہ کر سکے۔ تو ادارۂ تصنیفات امام احمد رضا کراچی کو اس اہم کام کے لئے تیار کیا۔ اور ادارۂ تصنیفات امام احمد رضا کراچی نے اس اہم کام کا بیڑا اٹھایا۔ ـــــــــ اس ادارے کے اراکین بالخصوص عزیزان گرامی محمد ریاض ضیائی اور محمد الطاف ضیائی، حضرت شاہ تراب الحق مدظلہ العالی کی سرپرستی میں قابل قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے کئی اہم اور مفید کتابیں شائع کی ہیں۔ اور پیش نظر کتاب تو علمی و تحقیقی نقطۂ نظر سے نہایت ہی اہم ہے۔ اور اہل علم کے لئے قابل مطالعہ ـــــــــ اللہ تعالیٰ ادارۂ تصنیفات امام احمد رضا کے تمام اراکین اور معاونین کو دارین میں سرفراز فرمائے۔ اور مزید ہمت و استقامت ارزانی فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم۔

۲ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ
۲۸ ستمبر ۱۹۸۴ء
یوم جمعۃ المبارک

احقر محمد مسعود عفی عنہ
(پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)
پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج
ٹھٹھہ (سندھ۔ پاکستان)

Marfat.com

الباب الاوّل

ہندوستان میں فقہ اسلامی کا ارتقار

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحقیق الفقہ

فقہ کا معنی کسی شے کا جاننا اور سمجھنا ہے جیسا کہ لوئیس معلوف نے المنجد میں فقہ کا معنی "العلم بالشیٔ والفهم به" لکھا ہے۔ [۱]

علامہ زمخشری نے فقہ کا معنی شق اور فتح لکھا ہے الفقہ حقیقۃ الشق والفتح [۲] حضرت امام غزالی نے احیاء العلوم میں فقہ کا معنی فہم وتدبر اور دین میں بصیرت بیان کیا ہے۔ [۳]

اصطلاح شرع میں احکام شرعیہ کا علم ادلہ تفصیلیہ کے ساتھ ہونا جیسا کہ حضرت صدر الشریعہ توضیح میں رقمطراز ہیں:۔

"العلم بالاحکام الشرعیة العملیة من ادلتها التفصیلیة" [۴]

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق فقہ انسان کے ما لہ وما علیہ کی معرفت کا نام ہے۔ [۵]

---

[۱] المنجد ص ۷۷۳ [۲] حقیقۃ الفقہ ج ۱ ص ۲ [۳] احیاء العلوم ج ۱ ص ۴۲

[۴] توضیح شرح تنقیح ص ۱۰ [۵] توضیح ص ۵ ۔

Marfat.com

احمد ابن مصطفیٰ نے علم فقہ کی تعریف یہ کی ہے :-

"وهو علم باحث عن الاحكام الشرعية الفرعية العملية من حيث استنباطها عن ادلتها التفصيلية" [1]

فقہ وہ علم ہے جو شریعت کے احکام فرعیہ عملیہ سے بحث کرتا ہے اس حیثیت سے کہ ان احکام کو ان کے تفصیلی دلائل سے کس طرح اخذ کیا گیا ہے۔ [2]

اس رائے کی تائید مصنف توضیح نے بھی فرمائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ فقہ شریعت کے ان احکام کا علم ہے جن پر عمل کرنا مقصود ہے اور جو ہم کو بذریعہ وحی معلوم کرائے گئے ہیں۔ یا اجماع علماء قرار پائے ہیں۔

بل هو علم بكل الاحكام الشرعية العملية التى قد ظهر نزول الوحى بها والتى انعقد الاجماع عليها من ادلتها مع ملكة الاستنباط الصحيح منها۔ [3]

---

[1] مفتاح السعادہ ص ۱۹۴ [2] اصول اسلام ص ۷۵ [3] توضیح ص ۱۱

Marfat.com

فقہ اسلامی کے مأخذ

فقہ اسلامی کے عملی قوانین کے متعدد بنیادی مأخذ ہیں جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ شریعت کے مأخذ اور تفصیلی احکام کا سرچشمہ چار ہیں۔

۱۔ قرآن کریم ۲۔ سنت نبوی ۳۔ اجماعِ امت ۴۔ قیاس

مذکورہ چاروں اصولوں کے لئے قرآن کی تشریح موجود ہے۔

یاایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاٰخر ذلک خیر واحسن تاویلاً ____

بعض علماء نے ان چاروں بنیادی اصولوں کے علاوہ دوسرے اصول کو بھی شرعی مأخذ قرار دیا ہے جسے اصطلاح میں استدلال کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ وہ پانچ ہیں۔

۱۔ استحسان ۲۔ مصالح مرسلہ ۳۔ استصحاب

۴۔ مسلک صحابی ۵۔ اسلاف کے قوانین

Marfat.com

فقہ اسلامی کی

عہد بہ عہد ترقی

علامہ محمد الخضری نے اپنی تالیف "تاریخ التشریع الاسلامی" میں فقہِ اسلامی کے چھ ادوار قائم کئے ہیں۔

۱۔ فقہ بہ عہد رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۲۔ فقہ بہ عہد صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

۳۔ فقہ بہ عہد صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم (یہ عہد پہلی صدی ہجری کے بعد ختم ہو جاتا ہے)

۴۔ وہ عہد جب فقہ نے مستقل علم کی شکل اختیار کر لی۔ (یہ عہد دوسری صدی کے اوائل سے شروع ہو کر تیسری صدی کے اخیر میں ختم ہو جاتا ہے)۔

۵۔ وہ عہد جس میں ائمہ فقہاء کے مابین اکثر مسائل شرعیہ پر بحثیں ہوا کیں اور نتیجہ کے طور پر نت نئے فقہی مسائل پیدا ہو گے۔ (یہ دور خلافت عباسیہ کے زوال اور تاتاری غارتگری کے کچھ دنوں بعد ختم ہو جاتا ہے)

۶۔ فقہ بہ زمانہ تقلید ــــ یہ دور پانچویں صدی کے بعد شروع ہوا اور آج تک قائم ہے۔

(تاریخ التشریع الاسلامی ترجمہ اردو ص ۷۲)

Marfat.com

فقہ اسلامی کے مذکرہ بالا ادوار کا سرسری جائزہ لیا جائے تو تاریخ کے صفحات پر بے شمار فقہاء نظر آتے ہیں۔ مخصوص فقہاء کا اجمالی ذکر درج ذیل ہے۔

مفتیان مدینہ :۔

۱ :۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (م ۵۷ھ)
۲ :۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۷۳ھ)
۳ :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۵۸ھ)
۴ :۔ حضرت سعید ابن المسیب المخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۹۴ھ)
۵ :۔ حضرت عروہ ابن الزبیر بن العوام الاسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۹۴ھ)
۶ :۔ حضرت ابو بکر ابن عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۹۴ھ)
۷ :۔ حضرت علی ابن الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۹۴ھ)
۸ :۔ حضرت عبید اللہ ابن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۱۰۲ھ)

مفتیان مکہ

۱ :۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ (م ۶۸ھ)
۲ :۔ حضرت مجاہد ابن جبیر رضی اللہ عنہ (م ۱۰۳ھ)
۳ :۔ حضرت عکرمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ (م ۱۰۳ھ)
۴ :۔ حضرت ابو الزبیر محمد ابن مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۱۲۸ھ)

مفتیان کوفہ

۱ :۔ حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ (م ۶۸ھ) ۲ :۔ حضرت مسروق ابن الاجدع

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۶۳ھ) ۳ :۔ حضرت شریح ابن الحارث رضی اللہ عنہ (م ۸۵ھ)
۴ :۔ حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ (م ۹۵ھ) ۵ :۔ حضرت عامر ابن شرجیل رضی اللہ عنہ (م ۱۰۳ھ)

مفتیان شام۔

۱ :۔ حضرت عبداللہ ابن غنم الاشعری رضی اللہ عنہ (م ۷۸ھ)

۲ :۔ حضرت رجا ابن حیرۃ الکندی رضی اللہ عنہ (م ۱۱۲ھ)

مفتیان مصر۔

۱ :۔ حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ (م ۶۵ھ)

۲ :۔ حضرت یزید بن ابی حبیب رضی اللہ عنہ (م ۱۲۸ھ)

مفتیان یمن۔

۱ :۔ حضرت طاوس ابن کیسان الجندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۱۰۶ھ)

۲ :۔ حضرت وہب ابن الصنعانی رضی اللہ عنہ (م ۱۱۴ھ)

فقہی کتابوں کی تدوین میں عہد بنی عباس بہت زیادہ فیض رساں ثابت ہوا اس دور حکومت میں تدوین فقہ اور نشر و اشاعت کا کام باقاعدہ اور بہت منظم نظر آتا ہے۔ [1]

اس فن میں سب سے پہلے حضرت مالک ابن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسری صدی ہجری میں ایک کتاب لکھی۔ [2]

---

[1] تاریخ الادب العربی ص ۳۸۰ [2] اردو انسائکلوپیڈیا ص ۱۱۵۲

Marfat.com

ہندوستان میں
فقہ اسلامی کا ارتقاء

ہندوستان میں مسلمان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں پہنچ چکے تھے اس کے بعد حجاج ابن یوسف کے زمانہ میں کچھ خاندان ہندوستان کے جنوبی سواحل پر آباد ہو گئے تھے۔ بعد میں تجارت کے فروغ سے یہاں عرب تاجروں کی مستقل آبادیاں قائم ہو گئیں ادھر سندھ میں عربوں کی فاتحانہ پیش قدمی نے انقلاب پیدا کر دیا اس علاقہ میں عربوں کا اثر و رسوخ بھاول پور ملتان تک چوتھی صدی ہجری تک رہا اس براعظم میں آزاد سلطنتیں قائم ہوئیں تو جگہ جگہ مساجد و مدارس میں علماء کرام موجود تھے۔ یہ حضرات طلبہ کو فقہ اسلامی کی تعلیم دیتے ان سے عوام استفتاء کرتے اور یہ فتوےٰ دیتے تھے۔ مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلموں کے بھی استفسارات شریعت اسلامیہ کے بارے میں ملتے ہیں۔ چنانچہ اس قسم کے استفسارات کا حال بزرگ ابن شہر یار کی کتاب:۔ "عجائب الہند" سے معلوم ہوتا ہے۔ بزرگ ابن شہریار ایک عرب جہاز راں محمد حسن نامی کی زبانی تیسری صدی ہجری کا یہ واقعہ نقل کرتا ہے کہ "میں ۲۸۸ھ میں منصورہ میں تھا وہاں مجھ سے مستند بزرگوں نے بیان کیا کہ الراء کے راجہ مہروق ابن رائق جو ہندوستان کا بڑا راجہ تھا اور جس کی حکومت کشمیر زیریں میں تھی ۲۷۰ھ میں منصورہ کے بادشاہ عبداللہ کو لکھا کہ وہ اسلامی شریعت کو زبان ہندی میں منتقل کریں"۔ [1]

---

[1] عجائب الہند ص ۲، ۳

Marfat.com

ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں اور امیروں کو نہ صرف فقہ اسلامی سے دلچسپی تھی بلکہ انھوں نے اس فن میں تصانیف بھی چھوڑی ہیں چنانچہ سلطان محمود غزنوی فقہ اسلامی کا زبردست عالم تھا۔ اس نے ایک کتاب "التفرید فی الفروع" لکھی تھی[1] جو بلاد غزنہ میں بہت مقبول ہوئی۔ اس میں شافعی مذہب کے مطابق بکثرت مسائل بیان کیے گئے۔ امام مسعود ابن شیبہ جو اعیان فقہاء میں سے تھے انہوں نے سلطانی نسخہ سے اس کو نقل کیا تھا[2] اسی طرح ظہیر الدین بابر نے اصول مذاہب پر ایک کتاب لکھی تھی جو اپنے وقت میں بہت مقبول ہوئی[3] خوندمیر نے بادشاہ کے ایماء پر قانون ہمایوں کے نام سے فقہ پر ایک کتاب لکھی[4]

فتاویٰ کی ممتاز و مستند کتابیں جن کی نشاندہی تاریخ کرتی ہے یہ ہیں:۔

۱ :۔ فتاویٰ فیروز شاہی	۲ :۔ فتاویٰ ابراہیم شاہی
۳ :۔ فتاویٰ اکبر شاہی	۴ :۔ فتاویٰ عادل شاہی
۵ :۔ فتاویٰ تاتارخانی	۶ :۔ فتاویٰ عالمگیری

فیروز شاہ کو فقہ سے بڑی دلچسپی تھی اس کی یہ خواہش تھی کہ حکومت احکام شرعیہ کے مطابق چلائی جائے چنانچہ اس کی خواہش پر فتاویٰ فیروز شاہی مرتب کی اس کے قلمی نسخے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں۔ مثلاً انڈیا آفس لائبریری لندن، ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کلکتہ، مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ۔

فتاویٰ فیروز شاہی مولانا محمد یعقوب کرمانی نے زبان عربی میں لکھی تھی ان کے انتقال کے بعد سلطان فیروز شاہ نے مزید اضافوں کے ساتھ دوبارہ مرتب کرایا اور اس کا فارسی ترجمہ کرایا۔[5]

---

[1] ادب نامہ ایران ص ۹۳ [2] الجواہر المضیہ ج ۲ ص ۱۵۰ و نزہۃ الخواطر ج ۱ ص ۹۵
[3] سلاطین ہند و پاک کی تاریخ ص ۱۴۳ [4] ظہیر نامہ ص ۱۴۶ [5] معاشرتی و علمی تاریخ ص ۱۰ و ۴۰۴

Marfat.com

سلطان ابراہیم شرقی کے عہد (۱۴۰۲ - ۱۴۴۰ء) میں فتاویٰ ابراہیم شاہی مرتب کیا گیا[1] عتیق اللہ بن اسمٰعیل ابن شیخ قاسم نے فتاویٰ اکبرشاہی لکھی اس کا قلمی نسخہ کتبخانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں ہے۔ فتاویٰ عادل شاہی بھی مشہور ہے۔

سلطان غیاث الدین تغلق کے عہد میں امیر تاتارخاں نے جہاں علماء کی مشارکت سے تفسیر تاتارخانی لکھوائی وہیں فتاویٰ تاتارخانی بھی مرتب کرایا[2] اس کی تیاری میں کتب خانہ تاتارخاں سے مدد لی گئی جس کے مہتمم عالم ابن علاء تھے۔

فتاویٰ کے سلسلے میں سب سے اہم کام اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے کیا انھوں نے فتاویٰ عالمگیری تیار کرائی جو آٹھ سال کی مدت میں پایۂ تکمیل کو پہنچی اور جس پر اس زمانہ میں دو لاکھ روپے صرف ہوئے۔

اورنگ زیب کی خواہش تھی کہ براعظم میں اسلامی حکومت پورے طور سے نافذ ہو جائے۔ اسی خواہش کے پیش نظر انھوں نے فتاویٰ عالمگیری تیار کرایا۔ اس اہم منصوبہ کی نگرانی شیخ نظام الدین برہان پوری فرما رہے تھے دہلی کے نامور علماء و فقہاء کے علاوہ اطراف واکناف کے کثیر علماء کو بلایا گیا[3] ایک اندازہ کے مطابق پچاس سے زائد علماء اس کام کے لئے مختص تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کی تدوین میں ملا حامد کے معاون تھے لیکن بعد میں عزلت پسندی کی وجہ سے علیحدہ ہو گئے۔[4]

فتاویٰ عالمگیری اصل اردو میں لکھی گئی تھی۔ اس کے بعد عالمگیر نے مولانا چلپی سے اس کا فارسی زبان میں ترجمہ کرایا مولانا موصوف روم سے ہندوستان وارد ہوئے

---

[1] سلطانات ہند و پاک کی تاریخ تعلیم ص ۷۴ [2] نزہۃ الخواطر ج ۲ ص ۱۸، ۱۹

[3] عالمگیر نامہ ص ۱۰۸۶ و بزم تیموریہ ص ۲۳۸ [4] انفاس العارفین ص ۶۹

Marfat.com

تھے۔ بخت آور خاں نے "مرأۃ العالم" میں آپ کی بہت تعریف لکھی ہے فتاویٰ عالمگیری کے ایڈیشن مصر سے بھی شائع ہوئے ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری کے مرتب مخصوص فقہاء

۱۔ شیخ نظام الدین برہان پوری (سرپرست فتاویٰ عالمگیری) (م سنہ ۱۱۰۹ھ)

۲۔ قاضی محمد حسین جونپوری (محتسب و مرتب) (م سنہ ۱۰۷۶ھ)

۳۔ شیخ علی اکبر حسین اسعد اللہ خاں (" ") (م سنہ ۱۰۹۰ھ)

۴۔ شیخ رضی الدین بھاگلپوری (" ") (م سنہ ۱۰۹۶ھ)

۵۔ شیخ عبدالرحیم بن وجیہہ الدین دہلوی (" ") (م سنہ ۱۰۸۳ھ)

۶۔ مفتی وجیہہ الدین گوپاموی (م سنہ ۱۰۸۳ھ)

۷۔ خطیب شیخ احمد ابن منصور گوپاموی

۸۔ ابوالبرکات بن حسام الدین دہلوی

۹۔ شیخ محمد جمیل ابن عبدالجلیل جونپوری

۱۰۔ مولانا ابوالخیر ٹھٹھوی سندھی

۱۱۔ مولانا نظام الدین ابن نور محمد ٹھٹھوی سندھی

۱۲۔ شیخ محمد سعید بن قطب الدین سہالوی

۱۳۔ مفتی عبدالصمد جونپوری

۱۴۔ قاضی عصمت اللہ بن عبدالقادر لکھنوی (م سنہ ۱۰۸۳ھ)

۱۵۔ مولانا جلال الدین مچھلی شہری

۱۶۔ قاضی محمد دولت بن یعقوب فتحپوری

Marfat.com

۱۷ ۔ شیخ محمد غوث کاکوری

۱۸ ۔ سید عبدالفتاح بن ہاشم صمدی

۱۹ ۔ شیخ حامد ابن ابو حامد جونپوری

۲۰ ۔ مفتی محمد اکرام حنفی لاہوری

۲۱ ۔ علامہ ابوالفرح (معارف جنوری تا جون) (سنہ ۱۹۴۸ء)

۲۲ ۔ علامہ غلام محمد قاضی القضاۃ ״

۲۳ ۔ ملا ابو واعظ ہرکاہی ״

۲۴ ۔ چلپی عبداللہ ترک ״ (سنہ ۱۹۴۷ء)

۲۵ ۔ مولانا وجیہہ الرب ״

۲۶ ۔ مولانا محمد فائق ״

۲۷ ۔ ملا محمد اکرام ״

۲۸ ۔ مولانا محمد شفیع ״

۲۹ ۔ سر سید محمد قنوجی ״

۳۰ ۔ شیخ قاضی علی اکبر آبادی ״ (سنہ ۱۹۴۷ء)

۳۱ ۔ شیخ نورالدین نوابی ״ ״

شاہی سرپرستی کی کتابوں کے علاوہ ہندوستان میں بے شمار علما ایسے گذرے ہیں جن کی فقہی تصانیف موجود ہیں۔

پہلی صدی ہجری میں ہندوستان میں کوئی فقیہہ نظر نہیں آتا جس کے تاریخی وجوہات ہیں چونکہ اس وقت ہندوستان میں اسلام کا نفوذ نہیں ہو پایا تھا۔ دوسری صدی میں دو نام ملتے ہیں

۱ ۔ شیخ موسیٰ ابن یعقوب تقتفی ۔ ۲ ۔ شیخ ابن عبدالرحمٰن ابو شعری

Marfat.com

سندھی صاحب المغازی سنہ ھ ۔ [1]

تیسری اور چوتھی صدی میں ایک نام ملتا ہے۔

۱ ۔ ابوالعباس احمد ابن صالح منصوری سندھی داؤدی صاحب کتاب المصباح الکتاب الہادی وکتاب السیر ۔ [2]

البتہ پانچویں صدی میں مندرجہ ذیل تین نام ملتے ہیں۔

(۱) فخرالدین حسین زنجانی لاہوری ۔ (۲) شیخ امام ابوالحسن علی ابن عثمان ہجویری غزنوی لاہوری سنہ ۴۶۵ھ ۔ (۳) سلطان محمود بن سبکتگین غزنوی صاحب التفرید فی الفروع (سنہ ۴۲۱ھ) [3]

جب ہم چھٹی صدی میں آتے ہیں تو اس میں مندرجہ ذیل چار نام ملتے ہیں:۔

۱ ۔ شیخ عمر ابن سعید لاہوری المتوفی سنہ ۵۱۸ھ (۲) ۔ محمد بن عثمان جرجانی المتوفی سنہ ۵۹۰ھ (۳) ۔ محمود ابن محمد ابن خلف لاہوری (۴) ۔ یوسف ابن ابی بکر ابن علی گردیزی المتوفی سنہ ۵۳۱ھ ۔

لیکن ساتویں صدی میں جب اسلام کا کامل طور پر ہندوستان میں نفوذ ہو چکا تھا اور مسلم فاتحین اسلامی علوم کی نشر و اشاعت کے لئے دانشگاہیں قائم کر رہے تھے اس وقت لمبی فہرست فقہا کی نظر آتی ہے۔ اس کے بعد ہر زمانہ میں علماء اور فقہاء کی بڑی تعداد علوم کی ترویج و اشاعت میں سرگرم نظر آتی ہے جن کی فہرست سنہ وار درج ذیل ہے۔

ساتویں صدی ہجری کے فقہاء

نمبر شمار	اسمائے گرامی	وفات سن	نمبر شمار	اسمائے گرامی	وفات سن
۱	شیخ ابوبکر ابن یوسف سنقران سنجری		۲	احمد بن محمد ہانسوی نعمانی	۴۵۹

[1] نزہۃ الخواطر ج ۱ ص ۵۵ [2] نزہۃ الخواطر ج ۱ ص ۵۰ [3] نزہۃ الخواطر ج ۱ ص ۶۹

شمار نمبر	اسمائے گرامی	سن وفات
۳	شیخ اسحاق بن علی بخاری دہلوی	۶۹۰
۴	قاضی اسماعیل ابن علی سندھی	
۵	بدر الدین غزنوی دہلوی	۶۷۵
۶	بدر الدین حسینی دہلوی	۶۴۷
۷	بدر الدین فردوسی سمرقندی دہلوی	
۸	امام رضی الدین ابوالفضائل حسن ابن محمد صنعانی صاحب مشارق الانوار مصباح الدجیٰ فی حدیث المصطفیٰ الشمس المنیرہ والعباب الزاخرہ وغیرہ	
۹	شیخ جلال الدین حسین ابن علی بخاری	
۱۰	قاضی رکن الدین فردوسی دہلوی	
۱۱	شیخ ذکی الدین احمد لاہوری	
۱۲	شیخ سدید الدین حسنی دہلوی	۶۹۵
۱۳	شیخ شرف الدین ولوالجی دہلوی	
۱۴	قاضی شرف الدین اصفہانی	
۱۵	شیخ شمس الدین عراقی	
۱۶	شیخ شمس الدین مارہروی	۶۳۹
۱۷	شیخ صمصام الدین فرغانی	

شمار نمبر	اسمائے گرامی	سن وفات
۱۸	شیخ قاضی ظہیر الدین دہلوی	
۱۹	شیخ خواجہ عزیز کرکی بدایونی	۶۶۶
۲۰	شیخ کمال الدین جعفری بدایونی صاحب المغنی	
۲۱	شیخ محمد ابن احمد ماریکلی دہلوی	۶۸۴
۲۲	قاضی عماد الدین محمد شغرقانی	۶۴۶
۲۳	امام برہان الدین محمود ابن ابوالخیر اسعد بلخی	۶۸۷
۲۴	مولانا منہاج الدین ترمذی ملتانی	
۲۵	شیخ نجم الدین صغری	
۲۶	نجیب الدین ابن سلیمان عدوی دہلوی	۶۶۹
۲۷	شیخ نظام الدین فرغانی	
۲۸	قاضی وجیہہ الدین کاشانی	

Marfat.com

آٹھویں صدی ہجری کے فقہاء

شمار نمبر	اسمائے گرامی	سن وفات
۱	شیخ اسحٰق مغربی	۷۷۶
۲	شیخ اسمٰعیل بن محمد ملتانی	۷۹۵
۳	شیخ امام الدین دہلوی	۷۸۰
۴	شیخ بدرالدین شافعی معبری	
۵	مولانا برہان الدین حنفی	
۶	قاضی تاج الدین ابن شیخ الاسلام	
۷	شیخ بہاؤالدین اچی	
۸	شیخ قطب الدین محمد بن احمد حسینی مدنی کروی	
۹	قاضی جلال الدین کاشانی	
۱۰	شیخ قاضی جلال الدین دلوالجی	
۱۱	شیخ جمال الدین مغربی	
۱۲	شیخ جمال الدین بن عبداللہ دہلوی کوٹلی	
۱۳	شیخ جمال الدین اودی	
۱۴	شیخ ابوعبداللہ حسین ابن عمر مرتضٰی غیاث پوری صاحب حاشیہ ہدایہ	۷۹۸

شمار نمبر	اسمائے گرامی	سن وفات
۱۵	شیخ جلال الدین حسین ابن احمد بخاری اچی	۷۸۵
۱۶	حماد الدین ابن حماد عماد الدین حنفی صوفی کاشانی	
۱۷	شیخ رکن الدین بن جلال الدین کاشانی ملتانی	
۱۸	ابوالفتح رکن الدین ابن صدرالدین ملتانی	۷۹۶
۱۹	شیخ امام رکن الدین بداؤنی	
۲۰	شیخ زین الدین بن عبدالرحمٰن عمری کابلی دہلوی	
۲۱	قاضی زین الدین مبارک گوپاموی	
۲۲	شیخ قاضی سماء الدین حنفی دہلوی	
۲۳	" امام سراج الدین ثقفی دہلوی	
۲۴	" سعید الدین ابن نجم الدین ابراہیم قندھاری	۷۳۶
۲۵	امام سلیمان ابن زکریا قریشی	
۲۶	قاضی سماء الدین بن فخرالدین لکھنوری	۷۷۶

Marfat.com

شمار نمبر	اسمائے گرامی	سن وفات
۲۷	شیخ شمس الدین بن عبد الرحمٰن خراسانی	۷۳۰
۲۸	شیخ شہاب الدین صوفی دہلوی	
۲۹	" شہاب الدین بن فخر الدین زاہری میرٹھی	
۳۰	شیخ امام صدر الدین حنفی بھکری سندھی	
۳۱	قاضی ضیاء الدین سمنانی	
۳۲	شیخ عبد العزیز اردبیلی	
۳۳	" عبد اللہ ابن حمد دہلوی صاحب شرح تنقیح الاصول	۷۵۰
۳۴	قاضی امام عبد المقتدر کنزی ابن محمود دہلوی	۷۹۱
۳۵	شیخ حسام الدین عثمان داؤد ملتانی	۷۳۶
۳۶	شیخ عزالدین زبیری	
۳۷	" عفیف الدین کاشانی	
۳۸	" علاء الدین حنفی اندری	۷۷۷
۳۹	" علاء الدین اودی	
۴۰	" علاء الدین حسینی سندیلوی	

شمار نمبر	اسمائے گرامی	سن وفات
۴۱	شیخ امام سراج الدین عمر بن اسحٰق بن احمد ہندی غزنوی۔ صاحب التوشیح شرح ہدایہ، زبدۃ الاحکام فی اختلاف الائمۃ الاعلام، شرح بدیع الاصول والغرۃ المنیفۃ فی ترجیح مذہب ابی حنیفہ، شرح الزیادات شرح الجامعین، شرح المنار، شرح المختار، عمدۃ المناسک فی المناسک و شرح عقیدۃ الطحاوی	
۴۲	شیخ عمر ابن محمد حنفی صاحب الفتاویٰ الضیائیہ	
۴۳	شیخ فخر الدین مروزی	
۴۴	" فخر الدین ابن رکن الدین بجنوری	
۴۵	" فرید الدین محمود ابن علی ناگوری	
۴۶	" فرید الدین دولت آبادی	
۴۷	" فضل ابن زکریا اسدی ملتانی	
۴۸	قاضی فصیح الدین علاء الملک مروی خراسانی	
۴۹	" کمال الدین ابن بایزید اجودھنی مالوی	
۵۰	قاضی مجد الدین ملتانی	

Marfat.com

نویں صدی ہجری کے فقہاء

شمار نمبر	اسمائے گرامی	سن وفات
۱	شیخ ابوالفتح بن عبدالحی جونپوری	۸۵۸
۲	" احمد بن حسن بلخی بہاری	۸۹۱
۳	" احمد بن محمود حسینی نہروانی گجراتی	۸۰۱
۴	" جلال الدین احمد بن یعقوب بستی	نویں صدی
۵	" شہاب الدین احمد بن عبداللہ کھنوی	۸۴۹
۶	شیخ احمد بن عمر زاوی قاضی شہاب الدین دولت آبادی صاحب شرح اصول بزدوی	۸۴۹
۷	قاضی احمد بن محمد حنفی قاضی نظام الدین صاحب الفتاویٰ الابراہیم الشاہیہ (فتاویٰ قاضی کے معیار کا)	۸۴۲/۸۷۵
۸	شیخ نورالدین احمد بن عمر مدھوروی پنڈوی	۸۱۸
۹	شیخ اسحاق بن ابواسحاق مالوی	
۱۰	" محمد اشرف بن ابراہیم سمنانی معروف بہ جہانگیری صاحب الفتاویٰ اشرفیہ وغیرھما	۸۰۸

شمار نمبر	اسمائے گرامی	سن وفات
۱۱	شیخ برہان الدین حنفی مالوی	۸۲۵
۱۲	" تاج الدین قاضی ادھمی ظفرآبادی	۸۳۱
۱۳	شیخ جمال الدین کشمیری	
۱۴	" قاضی حماد الدین بن محمد اکرم گجراتی	
۱۵	" جمشید اسرائیلی حنفی صوفی راجگیری	۸۴۲
۱۶	" حامد بن محمود بخاری	
۱۷	" حسام الدین حنفی صوفی فتحپوری	۸۰۰
۱۸	" حسن بن حسین بلخی بہاری	۸۵۵
۱۹	" حسن بن محمد اوساوی گجراتی	۸۷۰
۲۰	" حسین بن اسمٰعیل ملتانی	
۲۱	" خوند بن بڈاشبنی گجراتی	۸۷۴
۲۲	" رکن الدین بن صدرالدین جونپوری	۸۷۴
۲۳	شیخ رکن الدین بن شہاب الدین صوفی دہلوی	
۲۴	شیخ رکن الدین قرشی ظفرآبادی	

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات	نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات
۲۵	شیخ علامہ رکن الدین بن حسام الدین حنفی ناگوری صاحب الفتاوی الحمادیہ	نویں صدی	۴۰	شیخ عبد اللہ بن یوسف ملتانی	۹۰۰
۲۶	شیخ سارنگ دہلوی لکھنوی	۸۵۵	۴۱	" عثمان حسینی گجراتی	۸۶۴
۲۷	" سراج الدین حنفی کالپوی	۸۳۰	۴۲	" عزیز اللہ بن یحییٰ مندوی	۸۵۲
۲۸	" سراج الدین بن علامہ کمال الدین دہلوی	۸۱۷	۴۳	" علاء الدین علی بن احمد مہائمی صاحب انعام الملک العلام باحکام حکم الاحکام وغیرہ	(نویں صدی)
۲۹	شیخ سعد اللہ بن محمد متوکل کنتوری	۸۰۶	۴۴	شیخ عماد الدین غوری نارنول	
۳۰	شیخ اسلام اللہ مندوی		۴۵	" عین الدین بن محمد بیجاپوری	۸۳۵
۳۱	سناء الدین بن نظام الدین غزنوی	۸۱۷	۴۶	" غوث الدین قادری بغدادی گجراتی	۸۹۵
۳۲	شیخ شمس الدین اولوی گجراتی	۸۰۴	۴۷	قاضی فخر الدین ابوبکر رمضان شالیانی شافعی ملیباری	
۳۳	" شہاب الدین مداری اودی		۴۸	شیخ ابو الغیب قطب الدین بن نور الدین واسطی ظفرآبادی	۸۶۹
۳۴	" صلاح الدین بن طالب گجراتی	۸۹۵	۴۹	شیخ قیام الدین قریشی چشتی ظفرآبادی	۸۱۷
۳۵	" ضیاء الدین رفائی دیگلوری	۸۲۰	۵۰	" کبیر الدین بن اسمٰعیل ملتانی	۸۲۵
۳۶	" عبد الرزاق بن عبد الغفور جھنجھوی	۸۴۸	۵۱	" کمال الدین بن قوام الدین ناگوری چشتی	(نویں صدی)
۳۷	شیخ عبد اللطیف بن جمال الدین				
۳۸	" عبد اللطیف بن محمود قریشی گجراتی	۸۸۹			
۳۹	شیخ عبد اللہ بن محمود حسینی بخاری گجراتی	۸۵۷	۵۲	" مبارک بن حمید حنفی صوفی بنارسی	

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات
۵۳	شیخ محمد بن احمد بن حسین بخاری اچی ملتانی	۸۲۷
۵۴	شیخ محمد بن حسین سندھی گجراتی	۸۴۷
۵۵	" محمد حسین بن احمد ٹھٹھوی سندھی	۸۹۳
۵۶	" محمد بن رفیع الدین بخاری اچی	۸۸۱
۵۷	" محمد بن عبداللہ بخاری گجراتی	۸۹۲
۵۸	" محمد بن علاء الدین منیری ترھتی	۸۹۲
۵۹	" محمد بن قاسم بن برہان الدین اودھی	۸۹۶
۶۰	" محمد بن یوسف حسینی صدر الدین دہلوی گلبرگوی	۸۲۵
۶۱	شیخ محمد بن ابو محمد قدوائی دریابادی	۸۰۴
۶۲	" محمد اکرم حنفی گجراتی	
۶۳	" محمود بن عبداللہ بخاری گجراتی	۸۰۰۸
۶۴	" محمود بن علاء الدین نصیر آبادی	۸۶۸
۶۵	" محمود بن محمد دہلوی صاحب شرح منار	۸۹۱
۶۶	شیخ مودود بن محمد اجودھنی نہروانی گجراتی	۸۱۱

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات
۶۷	شیخ ابراہیم بن فتح اللہ ملتانی	۸۶۵
۶۸	" احمد بن محمد تھانیسری	۸۲۰
۶۹	" قاضی اسمٰعیل بن عبداللہ گجراتی	۸۶۵
۷۰	" تاج الدین بن یوسف نہروانی گجراتی	
۷۱	" جلال الدین بن اسمٰعیل عمری لکھنوی	
۷۲	" حسین بن محمد بھروچی گجراتی	۸۹۸
۷۳	" شمس الدین خواجگی بن احمد ملتانی کروی	
۷۴	شیخ خواجہ بن جلال الدین عمری پور لکھنوی	
۷۵	شیخ مفتی داؤد بن رکن ناگوری	
۷۶	زین الدین بن بدر الدین عرقی	
۷۷	سعد الدین بن قاضی بڈھن خیرآبادی صاحب شرح بزدوی وشرح حسامی	۸۹۲
۷۸	شیخ صدر جہاں گجراتی	
۷۹	" عبدالغنی مندوی	
۸۰	" فتح اللہ بن نظام اودی	۸۲۱
۸۱	" محمد ساوی بن ابو محمد ساوی	۸۰۹
۸۲	" نصیر الدین دہلوی جونپوری	۸۱۷
۸۳	" نجم الدین گلبرگوی	

Marfat.com

دسویں صدی کے فقہاء

شمار نمبر	اسمائے گرامی	سن وفات	شمار نمبر	اسمائے گرامی	سن وفات
۱	شیخ ابراہیم بن جمال سندھی		۱۶	شیخ احمد بن عبدالملک ملدھوری	۹۶۶
۲	شیخ ابراہیم سرہندی	۹۹۴	۱۷	" احمد بن محمد بہاری حنفی	دسویں صدی
۳	شیخ فاضل ابراہیم جونپوری		۱۸	" احمد بن محمد حسینی حنفی	
۴	" ابوبکر اکبرآبادی صاحب			سنڈیلوی	"
	شرح وصایا وغیرہ		۱۹	" احمد حنفی سرہندی	"
۵	شیخ ابوالغیث بخاری	۹۹۵	۲۰	" احمد فیاض حنفی امیٹھوی	"
۶	" ابوالفتح بن جمال مکی	۹۵۳	۲۱	" احمد حنفی ملتانی	"
۷	مفتی ابوالفتح بن عبدالغفور	۹۷۶	۲۲	" اسمٰعیل بن ابدال لاہوری	۹۹۴
۸	قاضی ابوالمعالی بخاری صاحب		۲۳	" اسمٰعیل بن عبداللہ لاہوری	۹۷۸
	حب المعنی کتاب بسیط		۲۴	" اسمٰعیل بن محمد ملتانی	۹۸۵
۹	ابویزید بن لشکر محمد برہانپوری	۹۹۹	۲۵	مولانا اسمٰعیل نقشبندی	۹۸۰
۱۰	شیخ احمد بن ابوالفتح غازیپوری		۲۶	شیخ اللہ بخش گیلانی	۹۹۴
۱۱	قاضی احمد بن اسماعیل حسینی		۲۷	" اللہ بخش چشتی گجراتی	۹۷۰
	واسطی ظفرآبادی معروف "باحمد نور"	۹۹۵	۲۸	" میرک بایزید سندھی	
۱۲	شیخ احمد بن اسمٰعیل مندوی		۲۹	" بدرالدین بن جلال الدین	
۱۳	" احمد بن زین جونپوری برنلوی	۹۶۳		گجراتی	۹۹۳
۱۴	" احمد بن ضیاء الدین حسینی مندوی	۹۸۹	۳۰	شیخ بدرالدین بن جلال الدین	
۱۵	" احمد بن عبدالقدوس گنگوہی	۹۷۳		اکبرآبادی	۹۹۸

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات	نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات
۳۱	شیخ برہان الدین بن تاج الدین		۴۶	شیخ حسن بن احمد گجراتی	۹۸۲
	کالپوی	۹۷۰	۴۷	" حسن بن حسام الدین	
۳۲	قاضی برہان الدین نہروانی گجراتی			چشتی مارنوی	۹۹۸
۳۳	شیخ برہان الدین حنفی ملتانی		۴۸	شیخ حسن بن طاہر بن کمال	
۳۴	" بہاء الدین بن خلق اللہ عمری			عباسی جونپوری	۹۰۹
	جونپوری	۹۱۱	۴۹	شیخ قاضی حماد حنفی اودلوی	
۳۵	شیخ بہاء الدین بن معز الدین		۵۰	" مولانا حمید الدین سنبھلی	
	گجراتی	۹۱۲	۵۱	الشیخ خواجگی بن علی بن خیر الدین	
۳۶	شیخ پیر محمد بن جلال گجراتی	۹۶۹		دہلوی	
۳۷	شیخ تاج الدین یوسف بن کمال		۵۲	شیخ داؤد حنفی سندھی	
	کمال الدین مندوی	۹۵۰	۵۳	" قاضی دتہ بن شرف الدین	
۳۸	شیخ جلال الدین برہانپوری	بعد ۹۳۰	۵۴	مولانا درویش محمد واعظ دہلوی	۹۹۷
۳۹	" جلال الدین حنفی صوفی کالپوی	۹۹۰	۵۵	الشیخ عصمت اللہ سندھی	
۴۰	" جمال الدین بن محمود بن علم الدین	۹۰۴		صاحب کتاب المناسک	۹۹۴
۴۱	" مفتی جنید بن بہاء الدین		۵۶	شیخ رکن الدین سندھی	۹۴۹
	اکبرآبادی	۹۹۸	۵۷	" زین الدین بن عبدالعزیز	
۴۲	شیخ چندن جونپوری			ملیباری صاحب	۹۸۲
۴۳	" چندن قریشی اکبرآبادی			قرۃ العین فی مہمات الدین	
۴۴	قاضی جگن حنفی گجراتی	۹۲۰	۵۸	شیخ زین الدین بن علی ملیباری	
۴۵	" حبیب اللہ گھوسوی بن احمد جونپوری			شافعی صاحب تصانیف کثیرہ فی الفنون القدیم	۹۲۸

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات
۵۹	شیخ سالار حبتہ الدین حنفی کوروی	۹۴۶
۶۰	شیخ سلیمان بن عفان دہلوی مندوی	۹۴۵
۶۱	" شکر نانطی گجراتی	۹۷۰
۶۲	قاضی شکر اللہ بن وجہ الدین	۹۶۰
۶۳	" شمس الدین بن صدر الدین ملتانی	۹۸۸
۶۴	" شمس الدین کشمیری	دسویں صدی
۶۵	" قاضی صدر الدین قریشی عباسی	۹۹۰
۶۶	" صدر الدین سندھی	دسویں صدی
۶۷	" سید صفائی بن مرتضیٰ حسینی ترمذی	۹۹۱
۶۸	" قاضی مدح الدین خلیل حنفی جونپوری	دسویں صدی
۶۹	" مولانا عبد الاول بن علی حسینی جون پوری	" "
۷۰	" عبد الجلیل بن طٰہٰ انصاری جونپوری	۹۹۰
۷۱	" عبد الحکیم بن بہاء الدین برہان پوری	دسویں صدی
۷۲	" عبد الرحمن بن عبد الرزاق سہارنپوری	۹۶۰
۷۳	شیخ قاضی عبد الشکور بن اسماعیل سہوانی	۹۴۲
۷۴	" عبد الغفور پانی پتی	دسویں صدی
۷۵	" عبد الغفور بن عبد الملک سروھوی	۹۹۰
۷۶	" عبد الغفور حنفی صوفی اعظم پوری	۹۸۵
۷۷	" عبد القدوس بن اسماعیل گنگوہی	۹۴۴
۷۸	" قاضی عبد اللہ بن ابراہیم سندھی	دسویں صدی

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات
۷۹	شیخ عبداللہ سلطانپوری بن شمس الدین	۹۹۰
۸۰	مولانا عبداللہ سندی ساماتی بدایونی	دسویں صدی
۸۱	شیخ مفتی عبدالملک بن محمود امروہوی	۹۵۰
۸۲	" علی بن حسام الدین برہانپوری	
۸۳	صاحب کنز العمال" الحدیث" وغیرہ	۹۷۵
۸۴	شیخ فخر الدین بن داؤد اکبرآبادی	۹۷۰
۸۵	" فخر الدین بن کبیر الدین جون پوری	۹۹۵
۸۶	" قاضی فضل اللہ حنفی دیوبندی	دسویں صدی
۸۷	" مولانا قاسم دیوان حنفی سندھی	۹۷۷
۸۸	" قاضی قاضن بن ابی سعید سندھی	۹۵۸
۸۹	" قاضی مبارک بن شہاب الدین گوپاموی	دسویں صدی
۹۰	" مبارک بن عبدالمقتدر جہنجانوی	"
۹۱	" مبارک بن ابوالمبارک یاتری سندھی	۹۷۸
۹۲	" محمد مبارک بن ابو المبارک الوری	۹۸۷
۹۳	" محب اللہ بن خواجگی بن علی سدھوری	دسویں صدی
۹۴	" محمد بن احمد نہروانی	۹۹۰
۹۵	" محمد بن عاشق محی الدین عباسی چریاکوٹی صاحب حاشیۃ التلویح والکوکب الساری	۹۰۲
۹۶	شیخ محمد بن عبدالملک خالدی	۹۸۴
۹۷	" محمد بن مبارک حنفی جونپوری	دسویں صدی

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات
۹۸	شیخ شمس الدین محمد بن محمد گجراتی	۹۳۲
۹۹	" محمد بن محمود تتوی	۹۷۰
۱۰۰	" محمد بن یوسف نرشی ماندوی	۹۷۲
۱۰۱	" محمد بن ابی محمد اچی	۹۶۲
۱۰۲	" محمد بن ابو محمد شافعی نائطی	دسویں صدی
۱۰۳	" محمد بن ابو محمد حنفی تھانیسری	" "
۱۰۴	" محمد معین حنفی لاہوری	۹۹۵
۱۰۵	" محمود بن ابو سعید حنفی سندھی	۹۶۲
۱۰۶	" قاضی محمود بن احمد نائطی بیجاپوری	۹۹۴
۱۰۷	" محمود بن بابو گجراتی	۹۴۳
۱۰۸	" قاضی محمود بن حامد علوی گجراتی	۹۴۱
۱۰۹	" مفتی محمود بن عطاء اللہ امروہوی	۹۱۷
۱۱۰	" قاضی محمود ابو محمود مورچی گجراتی	دسویں صدی
۱۱۱	" مصطفےٰ ابن عبد الستار انصاری سہارنپوری	۱۰۰۰
۱۱۲	" مظفر علیم بن محمود گجراتی	۹۳۲
۱۱۳	" قاضی منجھلہ جونپوری	دسویں صدی
۱۱۴	" منجھن شطاری کمال پوری	" "
۱۱۵	" قاضی من اللہ بن نعیم اللہ	" "
۱۱۶	" میا ابن یوسف مندوی	" "
۱۱۷	" مناجیو بن داؤد فتنی گجراتی	۹۱۱

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات
۱۱۸	شیخ قاضی نجم الدین گجراتی	۹۱۱
۱۱۹	” نور اللہ بن ابو سعید بھکری	دسویں صدی
۱۲۰	” نصیر الدین بن مجد الدین گجراتی	۹۱۰
۱۲۱	” نظام الدین بن محمد یسین عثمانی امیٹھوی	۹۷۹
۱۲۲	” علامہ حبیب الدین علوی گجراتی صاحب حاشیہ اصول بزدوی حاشیہ ہدایہ و شرح وقایہ و حاشیہ تلویح و حاشیہ تفسیر بیضاوی و حواشی شرح التحریر و شرح عقائد و شرح مواقف	۹۹۸
۱۲۳	شیخ یحییٰ بن ابو الفیض اسراری سمرقندی	۹۹۹
۱۲۴	” قاضی یعقوب بن ابو یعقوب حنفی. مولانا الٰہداد جونپوری صاحب شرح ہدایہ شرح بزدوی و شرح قنیہ و شرح مدارک و شرح کافیہ —	۹۹۸
۱۲۵	شیخ مولانا شعیب بن منہاج لاہوری دہلوی	۹۳۶
۱۲۶	سیّد عبد اللہ بن سید عبد الخالق بھاکری	
۱۲۷	میر سید عبد الاول بن حسینی صاحب حواشی کثیرہ و فیض الباری. شرح بخاری	
۱۲۸	شیخ مفتی محمد فیروز معروف پنجہ گنائی کشمیر	۹۷۳

گیارھویں صدی ہجری کے فقہا

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات
۱	شیخ ابو تراب بن ابو المعالی حنفی بیجاپوری	۱۰۸۶
۲	” ابو الفتح حنفی ملتانی	گیارھویں صدی

Marfat.com

سن وفات	اسمائے گرامی	نمبرشمار
۱۱۰۰	شیخ احمد بن حسین نائطی بیجاپوری	۳
۱۰۰۳	" افضل محمد بن یوسف اکبرآبادی	۴
۱۰۸۳	" جان محمد بدھوری	۵
۱۰۰۶	" حاجی محمد حنفی کشمیری صاحب مصباح الشریعہ	۶
۱۰۴۸	" درویز پشاوری	۷
گیارھویں صدی	" سلطان تھانیسری	۸
" "	" سلیمان کردی	۹
" "	" عبدالرحمٰن کابلی	۱۰
" "	قاضی عبدالسلام صاحب برہان پوری صاحب شرح مختصر وقایہ	۱۱
۱۰۰۶	شیخ عبدالغفور بن داؤد	۱۲
۱۰۰۵	" عبدالقادر بخاری اکبرآبادی	۱۳
۱۰۴۵	" عبدالکریم بن عبداللہ مدھوری	۱۴
گیارھویں صدی	" عبداللطیف بن محمد لاہوری	۱۵
" "	" مولانا عبدالمومن سندھی	۱۶
۱۰۱۷	" عبدالواحد بن محمد مندوری	۱۷
گیارھویں صدی	" عثمان بن منجھن سارنگ پوری	۱۸
۱۰۶۳	" عطاء اللہ بن حبیب اللہ جونپوری	۱۹
۱۰۲۳	" قطب الدین بن عبدالعزیز دہلوی	۲۰
۱۰۱۳	" قیام الدین بن نظام الدین لاہوری	۲۱
۱۰۱۳	" کمال محمد عباسی گجراتی	۲۲

Marfat.com

سن وفات	اسمائے گرامی	نمبر شمار
گیارھویں صدی	شیخ لطیف اللہ کوروی	۲۳
" "	" محمد اشرف بن محمد سعید ہنوزی	۲۴
۱۰۹۲	" قاضی افضل حنفی صوفی لاہوری	۲۵
۱۰۸۳	" محمد رشید بن محمد عثمانی جونپوری صاحب مناظرہ رشیدیہ	۲۶
۱۰۳۹	" قاضی محمد زاہد حنفی کابلی	۲۷
گیارھویں صدی	" محمد شریف بن محمد فرید گجراتی	۲۸
۱۰۹۰	" مولانا مؤمن ترمذی	۲۹
۱۰۱۸	" محمد مودود بن محمد حسین جونپوری	۳۰
گیارھویں صدی	" محمد ہاشم بن عبدالحق دہلوی	۳۱
۱۰۱۲	" نور اللہ بن طہٰ انصاری جونپوری	۳۲
گیارھویں صدی	" مولانا ہدایت اللہ بن اسحاق نصیر آبادی صاحب رسالہ فی الخراج	۳۳
	حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۳۴

بارھویں صدی کے فقہا

سن وفات	اسمائے گرامی	نمبر شمار
بارھویں صدی	شیخ مفتی ابوالبرکات بن حسام الدین حنفی دہلوی مرتب فتاویٰ عالمگیری	۱
۱۱۵۷	شیخ قاضی ابوبکر شافعی مدراسی	۲
۱۱۳۸	" امام ابوالحسن نورالدین محمد بن عبدالہادی سندھی صاحب حاشیہ فتح القدیر و حواشی ستہ وغیرہ	۳
	شیخ امام ابوالحسن بن صادق سندھی صاحب شرح جامع الاصول	۴

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات
	مختار الاطوار وغیرہ	۱۱۸۷
۵	شیخ ابوالحسن حنفی کشمیری	بارھویں صدی
۶	" ابوالخیر بن قاضی ثناء اللہ عمری جونپوری	۱۱۹۸
۷	" ابوسعید بن علیم اللہ گوپاموی	۱۱۵۱
۸	" ابوالفتح کانی حنفی کشمیری	۱۱۴۹
۹	" مفتی ابوالفتح حنفی کشمیری صاحب حواشی علی الکتب الدرسیہ	۱۱۰۲
۱۰	" ابوالفرح گجراتی	بارھویں صدی
۱۱	" مفتی ابومحمد بن محمد عاقل مودودی سہسوانی	۱۱۵۵
۱۲	" ابوالوفا حنفی کشمیری (چار جلدوں میں ایک کتاب فقہ میں تالیف کی)	۱۱۷۹
۱۳	شیخ احمد بن ابوالمنصور گوپاموی۔ مرتب فتاویٰ عالمگیری	بارھویں صدی
۱۴	" قاضی احمد حماد بن جان محمد سہالوی فتحپوری	" "
۱۵	" اسماعیل نقشبندی پشاوری	" "
۱۶	" امام الدین بن سعد اللہ بن جونپوری	۱۱۲۶
۱۷	" امان اللہ بن نور اللہ بنارسی صاحب الفرد والحکم (شرح المفر[illegible] اصول فقہ وغیرہ	۱۱۳۳
۱۸	" امین الدین بن بدیع الدین کنتوری	بارھویں صدی
۱۹	" امین الدین بن غیاث الدین محمود حنفی جونپوری صاحب المقتنیات	" "
۲۰	شیخ اہل اللہ بن عبدالرحیم صاحب مختصر الہدایہ وغیرہ	۱۱۸۷

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات
۲۱	شیخ بدرالدین جونپوری	۱۱۱۱
۲۲	" بدر عالم بن محمد باقر قدوائی ساداموی	۱۱۰۸
۲۳	" مفتی تابع محمد بن مفتی محمد سعید لکھنوی صاحب سراج المنیر	بارھویں صدی
۲۴	" شمس الدین حبیب اللہ مرزا جانجاناں دہلوی	۱۱۹۵
۲۵	" جلال الدین بن محمد گجراتی	۱۱۱۴
۲۶	" جلال الدین ہاشمی مچھلی شہری مرتب فتاویٰ عالمگیریہ	بارھویں صدی
۲۷	" غلام حامد حنفی جونپوری مرتب فتاویٰ عالمگیریہ	" "
۲۸	" حبیب اللہ بن ذکی الدین حنفی بہاری	۱۱۲۸
۲۹	" قاضی حبیب اللہ حنفی تاجپوری	۱۱۰۸
۳۰	" حبیب اللہ حنفی قنوجی (فقہ میں ایک رسالہ تالیف کیا)	۱۱۴۰
۳۱	" حسن بن ابوالحسن نارنولی دہلوی	۱۱۰۰
۳۲	" مفتی قاضی حسن سعید بن محمد جونپوری	۱۱۵۷
۳۳	" قاضی حیدر بن ابو حیدر کشمیری فقیہہ اکبر	۱۱۲۱
۳۴	" شیخ خواجہ میر بن محمد ناصر حسین دہلوی	۱۱۹۹
۳۵	شیخ خلیل بن قاضی بابا حیدر آبادی	۱۱۵۶
۳۶	" خوب محمد حنفی چشتی احمد آبادی گجراتی	۱۱۰۳
۳۷	" قاضی خیر اللہ بن مبارک جونپوری	بارھویں صدی
۳۸	" درگاہی بن عبدالخیر بلگرامی واسطی	۱۱۱۰
۳۹	" مفتی درویش محمد عثمانی حنفی بدایونی	بارھویں صدی
۴۰	" رحمت اللہ بن غلام محمد بکری بجنوری لکھنوی	" "

Marfat.com

سن وفات	اسمائے گرامی	نمبر شمار
بارھویں صدی	شیخ سعید الدین بن جمال الدین بلگرامی	۴۱
۱۱۵۱	" سعد الدین بن امان اللہ کشمیری	۴۲
بارھویں صدی	" سلطان محمد کرمانی دہلوی	۴۳
۱۱۲۳	" مقصود بن احمد	۴۴
۱۱۳۳	" شرف الدین بن محی الدین اعظمی لکھنوی	۴۵
بارھویں صدی	" شمس الدین بن ملا انکنوی جونپوری	۴۶
۱۱۲۰	" شہاب الدین بن محمد حسین گوپاموی	۴۷
۱۱۰۹	شیخ الاسلام بن قاضی عبد الوہاب گجراتی	۴۸
بارھویں صدی	شیخ الاسلام بن فخر الدین دہلوی	۴۹
۱۱۲۱	" صبغۃ اللہ بن معصوم سرھندی	۵۰
۱۱۰۴	" ضیاء الدین خاں محمد بلگرامی	۵۱
بارھویں صدی	" عبد الرسول بن یوسف سہالوی	۵۲
۱۱۷۱	" عبد الصمد بن ابو الحسن	۵۳
بارھویں صدی	" عبد الصمد عثمانی جونپوری	۵۴
" "	" ابو الفرح ابو الفتاح بن ہاشم صمدانی	۵۵
" "	" عبد الکریم حنفی کشمیری	۵۶
۱۱۳۱	" عبد اللہ بن اسماعیل لاہوری	۵۷
۱۱۳۲	" عبد اللہ حسینی بلگرامی	۵۸
۱۱۹۷	" مفتی عبد المومن بن احسن اللہ کشمیری	۵۹
۱۱۵۲	" عبد الوہاب بن ہاشم حنفی منور آبادی	۶۰

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات
۶۱	شیخ قاضی عثمان احمد بن قاضی احسان اللہ بلگرامی	بارھویں صدی
۶۲	" قاضی عصمت اللہ بن عبد القادر لکھنوی	۱۱۱۳
۶۳	" علیم اللہ بن عبد اللہ گوپاموی	۱۱۰۳
۶۴	" عنایت اللہ بن عبد الستار بلگرامی	۱۱۲۰
۶۵	" عنایت اللہ بن بداد بالاپوری	۱۱۱۷
۶۶	" عنایت اللہ کشمیری	۱۱۲۵
۶۷	" عنایت اللہ مدھوری	۱۱۴۱
۶۸	" غلام حسین ابن شہاب الدین اورنگ آبادی	۱۱۷۶
۶۹	" غلام مصطفےٰ ابن محمد اسعد لکھنوی	
۷۰	" قاضی فتح علی حنفی قنوجی	۱۱۲۰
۷۱	" فخر الدین بن نظام الدین اورنگ آبادی دہلوی	۱۱۹۹
۷۲	" فرخ شاہ بن محمد سعید سرہندی	۱۱۲۲
۷۳	" فصیح الدین بن ابویزید پھلواروی	بارھویں صدی
۷۴	" فضل اللہ بن محمد فاضل	۱۱۲۸
۷۵	" فیض الحسن بن نور الحسن	۱۱۵۱
۷۶	" قاسم بن ہاشم دہلوی	بارھویں صدی
۷۷	" قطب الدین بن عبد الحلیم	۱۱۰۳
۷۸	" قطب الدین نقشبندی	۱۱۷۳
۷۹	" قاضی قل احمد بن احمد مسعود	بارھویں صدی
۸۰	" کمال الدین بن عنایت اللہ سندھی	۱۱۳۲

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات
۸۱	شیخ امام کمال الدین محمد دولت فتح پوری	۱۱۷۵
۸۲	" مجیب اللہ بن ظہور اللہ پھلواڑی	۱۱۹۱
۸۳	" محب اللہ بن عبد الشکور بہاری	۱۱۱۹
۸۴	" محمد بن جعفر گجراتی	۱۱۱۱
۸۵	" محمد آصف بن عبد النبی نگرامی	۱۱۸۵
۸۶	" محمد اسعد بن قطب الدین سہالوی	بارھویں صدی
۸۷	" محمد اشرف بن محمد طیب کشمیری	
۸۸	" محمد اکرم بن قاضی عبد الرحمٰن نصرپوری سندھی	
۸۹	" قاضی محمد اکرم حنفی دہلوی	۱۱۱۶
۹۰	" محمد امان بن ابو سعید صدیقی سنتھالوی	۱۱۹۵
۹۱	" محمد امیر بن قاضی مبارک عمری گوپاموی	بارھویں صدی
۹۲	" محمد باقر بن داود بخش بلگرامی	۱۱۳۱
۹۳	" محمد جمیل بن مفتی عبد الجلیل جونپوری	۱۱۲۳
۹۴	" محمد حافظ بن محمد فضل بلگرامی	۱۱۲۳
۹۵	" محمد حسین بن خلیل اللہ بیجاپوری	۱۱۰۸
۹۶	" محمد حیات برہانپوری	بارھویں صدی
۹۷	" محمد سعید بن قطب الدین سہالوی	" "
۹۸	" محمد سعید بن یوسف انبالوی	۱۱۰۳
۹۹	" محمد صدیق حنفی لاہوری	۱۱۹۳
۱۰۰	" عاشق بن عبد الواحد سہالوی	۱۱۳۸

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات
۱۰۱	شیخ محمد عدل بن محمد بریلوی	۱۱۹۲
۱۰۲	" محمد علی بن محمد لطیف بدایونی	۱۱۹۶
۱۰۳	" محمد غوث بن ابوالخیر کاکوروی	۱۱۱۸
۱۰۴	" محمد محسن دہلوی	۱۱۴۷
۱۰۵	" محمد معصوم بن نظام الدین جائسی	
۱۰۶	" محمد ناصر حسینی دہلوی	۱۱۷۲
۱۰۷	" محمد نعیم بن مفتی محمد فائض اودی جونپوری	۱۱۲۰
۱۰۸	" شہاب الدین محمود بن ابوالمحمود مدراسی	بارھویں صدی
۱۰۹	" محی الدین بن قاضی داؤد الہ آبادی	" "
۱۱۰	" مربی بن عبدالنبی حسنی واسطی بلگرامی	۱۱۱۷
۱۱۱	" قاضی مربی ترمذی تھانوی	بارھویں صدی
۱۱۲	" مرتضیٰ بن یحییٰ	۱۱۰۹
۱۱۳	" معین الدین عثمانی	۱۱۳۱
۱۱۴	" میزان بیجاپوری	۱۱۲۵
۱۱۵	" نجم الدین بن عباس برہانپوری	
۱۱۶	" نصیر الدین حسینی برہانپوری	۱۱۱۹
۱۱۷	" امام نظام الدین بن قطب الدین لکھنوی	۱۱۶۱
۱۱۸	" نظام الدین بن نورالدین گجراتی	۱۱۶۵
۱۱۹	" قاضی نورالحق بن قاضی عبدالوہاب گجراتی	بارھویں صدی
۱۲۰	" مفتی نورالحق بن محب اللہ دہلوی	" "

Marfat.com

سن وفات	اسمائے گرامی	نمبر شمار
۱۱۸۰	شیخ نورالحق بن قاضی محمد عاشق سہالوی	۱۲۱
۱۱۵۵	" نورالدین بن محمد صالح احمد آبادی گجراتی	۱۲۲
	" نوراللہ بن حسین محمد آبادی بنارسی	۱۲۳
۱۱۱۳	" نوراللہ بن کرم اللہ	۱۲۴
۱۱۳۵	" نورمحمد حسینی نقشبندی بدایونی	۱۲۵
۱۱۷۶	" ولی اللہ بن عبدالرحیم دہلوی	۱۲۶
۱۱۸۷	" یعقوب بن عبدالعزیز لکھنوی سہالوی	۱۲۷
	" بحرالعلوم مولانا عبدالعلی صاحب لکھنوی	۱۲۸
	" ملا احمد جیون صاحب (مصنف نورالانوار)	۱۲۹
	" مولانا محب اللہ بہاری	۱۳۰

تیرھویں صدی کے فقہاء

سن وفات	اسمائے گرامی	نمبر شمار
۱۲۳۴	شیخ آدم بن ابو آدم مدراسی	۱
۱۲۶۹	" آل احمد بن نظر سہوانی	۲
۱۲۷۲	" ابوالحسن بن عبدالجامع لکھنوی	۳
۱۲۵۰	" ابوسعید بن صفی دہلوی	۴
۱۲۶۷	" مفتی احسان علی بن امان علی پھلواری	۵
۱۲۸۱	" احسان غنی بن جعفر	۶
۱۲۱۹	" احمد بن مصطفیٰ کشمیری	۷

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات
۸	شیخ احمد بن مصطفےٰ	۱۲۳۴
۹	" احمد بن نعیم کشمیری	۱۲۷۲
۱۰	" احمد بن یعقوب لکھنوی	تیرھویں صدی
۱۱	" احمد بن احمد علی سہارنپوری	۱۲۹۷
۱۲	" احمد گل بھوپالی	۱۲۸۶
۱۳	" احمد بن سعید دہلوی	۱۲۷۷
۱۴	" احمد اللہ بن دلیل اللہ	تیرھویں صدی
۱۵	" احمد بن قاضی عبدالرحیم	" "
۱۶	" اسد اللہ بن نور اللہ لکھنوی	۱۲۹۱
۱۷	" امام الدین بن علی امروہوی	۱۲۵۶
۱۸	" امین الدھر بن عالی تبار جائسی	۱۲۵۰
۱۹	" امین اللہ بن محمد اطہر لکھنوی	۱۲۵۳
۲۰	" انوار الحق رامپوری	
۲۱	" مفتی انوار علی آروی	۱۲۶۲
۲۲	" ببر علی انجاروی شیعی	۱۲۴۸
۲۳	" برہان الدین بن سرفراز علی اعظمی	تیرھویں صدی
۲۴	" برہان الحق بن نور الحق لکھنوی	۱۲۸۶
۲۵	" بشارت اللہ بن امانت اللہ بہرائچی	۱۲۵۴
۲۶	" ثناء اللہ پانی پتی	۱۲۲۵
۲۷	" جان محمد مدھوری	۱۲۶۸

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات
۲۸	شیخ جمال الدین حنفی کشمیری	۱۲۴۳
۲۹	〃 حبیب اللہ بن محب اللہ لکھنوی	۱۲۱۶
۳۰	〃 حبیب اللہ بن محمد درویش شافعی	۱۲۲۲
۳۱	〃 حسن علی بن عبد العلی لکھنوی	۱۲۵۵
۳۲	〃 حسین بن دلدار علی نصیر آبادی	۱۲۷۳
۳۳	〃 حسین بن رمضان علی	۱۲۷۱
۳۴	〃 حسین بخش بن میر محمد کوروی	۱۲۵۸
۳۵	〃 حسین علی بن عبد الباسط قنوجی	۱۲۲۳
۳۶	〃 خادم احمد بن حیدر لکھنوی	۱۲۵۶
۳۷	〃 قاضی ذو الفقار علی بن یوسف حیدر آبادی	۱۲۶۰
۳۸	〃 رجب علی بن امام بخش جونپوری	۱۲۹۹
۳۹	〃 مفتی رحمت علی حسینی دہلوی	تیرھویں صدی
۴۰	〃 رحمت اللہ الہ آبادی	۱۲۹۳
۴۱	〃 رضا بن محمد کشمیری	۱۲۷۹
۴۲	〃 رضی الدین بن قاضی علیم الدین	۱۲۷۴
۴۳	〃 زبیر بن ابو زبیر رامپوری	
۴۴	〃 سخاوت علی بن رعایت علی جونپوری	۱۲۶۴
۴۵	〃 شرف الدین حنفی رامپوری	۱۲۶۸
۴۶	〃 سعد الدین سندھی	۱۲۹۳
۴۷	〃 صدر الدین بن لطف اللہ کشمیری	۱۲۸۵

Marfat.com

سن وفات	اسمائے گرامی	نمبر شمار
تیرھویں صدی	شیخ صدیق بن ابو صدیق گجراتی	۴۸
۱۲۹۲	″ صدیق بن بزرگ علی مارہروی	۴۹
۱۲۶۶	″ طیب بن احمد رفیقی کشمیری	۵۰
۱۲۳۴	″ ظہور الحق بن نور الحق پھلواری	۵۱
۱۲۹۵	″ عالم علی بن کفایت علی مراد آبادی	۵۲
۱۲۹۵	″ عبد الباسط بن عبد الرزاق لکھنوی	۵۳
۱۲۷۲	″ عبد الجامع بن عبد النافع لکھنوی	۵۴
تیرھویں صدی	″ شیخ عبد الجبار شاہجہانپوری	۵۵
″ ″	″ عبد الحق بن خلیل الرحمٰن	۵۶
۱۲۵۲	″ عبد الحق بن عمران رامپوری	۵۷
۱۲۹۵	″ عبد الحکیم شیخ پوری	۵۸
۱۲۰۸	″ عبد الرب بن شرف الدین لکھنوی	۵۹
۱۲۵۸	″ عبد الرحمٰن بن سیف الرحمٰن جالندھری	۶۰
۱۲۶۶	″ قاضی عبد الصمد قریشی افغانی	۶۱
۱۲۳۹	″ عبد العزیز بن ولی اللہ دہلوی	۶۲
۱۲۹۹	″ عبد العلی بن پیر علی	۶۳
تیرھویں صدی	″ عبد العلی بن علی اصغر قنوجی	۶۴
۱۲۲۵	″ عبد العلی بن نظام الدین فرنگی محلی	۶۵
۱۲۷۹	″ عبد القادر حیدر آبادی	۶۶
۱۲۹۹	″ مفتی عبد القیوم بن عبد الحئی بڑھانوی	۶۷

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات
۶۸	شیخ عبدالکریم بن محمد مقیم بریلوی	۱۲۴۹
۶۹	" عبداللہ بن صابر سورتی	تیرھویں صدی
۷۰	" عبداللہ بن صبغۃ اللہ مدراسی	۱۲۸۸
۷۱	" عبداللطیف بن ابوالحسن	۱۲۸۹
۷۲	" عبدالمغنی بن معین ہاشمی پھلواروی	۱۲۳۲
۷۳	" عزیزالحق بن ثناء الحق جونپوری	۱۲۱۳
۷۴	" علم الہدیٰ بن قاضی رحمت الدین	۱۲۹۲
۷۵	" علی اشرف بن علی اکبر پھلواروی	۱۲۹۲
۷۶	" عمادالدین بن عبدالرسول کشمیری	تیرھویں صدی
۷۷	" عمر بن ابو عمر رامپوری	۱۲۷۱
۷۸	" غلام احمد بن غلام محمد سورتی	۱۲۷۶
۷۹	" غلام حضرت بن محمد غوث لکھنوی	۱۲۳۴
۸۰	" غلام علی بن جمال سورتی	۱۲۵۱
۸۱	" غلام فرید لاہوری	۱۲۱۶
۸۲	" غلام اللہ بن غلام فرید لاہوری	۱۲۷۲
۸۳	" غلام نبی بن غلام سرور	۱۲۵۲
۸۴	" فخرالدین شافعی بیروری	تیرھویں صدی
۸۵	" فضل رسول بن عبدالحمید بدایونی	۱۲۸۹
۸۶	" فضل الرحمٰن حنفی بردوانی	تیرھویں صدی
۸۷	" فضل اللہ بن اسرار احمد رضوی	" "

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات
۸۸	شیخ فقیہہ اللہ بن اصلح اللہ سنڈیلوی	۱۲۶۹
۸۹	” قطب الدین بن محی الدین دہلوی	۱۲۸۹
۹۰	” قطب الہدیٰ بن محمد واضح بریلوی	۱۲۲۶
۹۱	” قوام الدین بن سعد الدین کشمیری	۱۲۱۹
۹۲	” کرم الٰہی لاہوری	۱۲۸۲
۹۳	” کرامت علی بن امام بخش جونپوری	۱۲۹۰
۹۴	” کریم الدین بن لطف اللہ دہلوی	۱۲۹۱
۹۵	” مبین بن محب لکھنوی	۱۲۲۵
۹۶	” مجاہد الدین بن معلوم بالاپوری	۱۲۳۵
۹۷	” محبوب علی رامپوری	تیرھویں صدی
۹۸	” محمد بن ابو محمد	”
۹۹	” محمد بن احمد حیدرآبادی	۱۲۷۳
۱۰۰	” محمد بن ضیاء الدین بردوانی	تیرھویں صدی
۱۰۱	” محمد بن عرفان رامپوری	”
۱۰۲	” محمد بن محمود کشمیری	۱۲۴۳
۱۰۳	” محمد بن نعمت اللہ پھلواروی	۱۲۷۲
۱۰۴	” مفتی محمد معصوم عظیم آبادی	۱۲۷۲
۱۰۵	” محمد آفاق بن احسان اللہ دہلوی	۱۲۵۱
۱۰۶	” محمد اصغر بن مفتی احمد لکھنوی	۱۲۵۵
۱۰۷	” مفتی محمد افضل بن مرحوم پھلواروی	۱۲۱۸

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات
١٠٨	شیخ محمد اکرم بن جان محمد شاہجہانپوری	تیرھویں صدی
١٠٩	" محمد برکت عظیم آبادی	١٢٢٠
١١٠	" محمد جمیل بن عبدالغفار برہانپوری	١٢٧٤
١١١	" محمد سعید اسلمی مدراسی	١٢٧٢
١١٢	" محمد شاکر حنفی سورتی	١٢٤٠
١١٣	" محمد عابد بن احمد علی سندھی	١٢٥٧
١١٤	" محمد عظیم پشاوری	١٢٧٥
١١٥	" محمد علی بن عبدالحکیم بھیروی	تیرھویں صدی
١١٦	" نقی محمد عوض بن درویش بریلوی	١٢٢٠
١١٧	" محمد غوث بن ناصرالدین مدراسی	١٢٣٨
١١٨	" محمد لطیف ہاشمی مچھلی شہری	١٢٦٧
١١٩	" محمد مرشد بن ارشد	١٢٠١
١٢٠	" محمد ستان بن عبدالسبحان	١٢٢٧
١٢١	" قاضی محمد معروف بن عبداللہ مدراسی	١٢٥٤
١٢٢	" محمد نصیر بن مولانا بخش دہلوی	١٢٦١
١٢٣	" محی الدین بن عبدالقادر بدایونی	١٢٧٠
١٢٤	" مخصوص اللہ بن رفیع الدین	١٢٧١
١٢٥	" مراد اللہ بن نعمت اللہ لکھنوی	١٢٨١
١٢٦	" مرتضیٰ بن مصطفیٰ لکھنوی	١٢٥٠
١٢٧	" مرتضیٰ حسینی لکھنوی	تیرھویں صدی

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات
۱۲۸	شیخ مصطفےٰ بن طیب کشمیری	۱۲۹۴
۱۲۹	〃 مصلح الدین بن صالح سورتی	تیرھویں صدی
۱۳۰	〃 مظفر حسین بن محمد بخش	۱۲۸۳
۱۳۱	〃 نظام الدین بن خیر الدین	۱۲۴۰
۱۳۲	〃 نوازش علی بن ناصر علی نگینوی	تیرھویں صدی
۱۳۳	〃 مفتی نور احمد بن نظر محمد سھوانی	۱۲۸۰
۱۳۴	〃 نور الحق بن قاضی محمد منعم رامپوری	۱۲۲۳
۱۳۵	〃 نور الدین بن عبد اللہ کشمیری	۱۲۸۸
۱۳۶	〃 ولی اللہ بن احمد علی فرخ آبادی	۱۲۴۹
۱۳۷	〃 ولی اللہ لاہوری	۱۲۹۶
۱۳۸	〃 ہادی بن علی احمد	۱۲۷۵
۱۳۹	〃 یاد علی نقوی شیعی	۱۲۵۳
۱۴۰	〃 یعقوب حنفی	۱۲۸۰
۱۴۱	〃 قاضی یوسف بن ابو یوسف افغانی	۱۲۴۰
۱۴۲	〃 یوسف بن عبد اللہ بیجاپوری	۱۲۱۹
۱۴۳	مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی	
۱۴۴	مولانا رضا علی بریلوی (اعلحضرت کے دادا)	
۱۴۵	مولانا مفتی نقی علی بریلوی (اعلحضرت کے والد)	
۱۴۶	مولانا سید آل رسول احمدی (اعلحضرت کے مرشد)	
۱۴۷	مولانا نور محمد فرنگی محلی	
۱۴۸	مولانا انوار احمد 〃 〃	

Marfat.com

فقہائے ہند اور انکی فقہی تصانیف

فقہ اور اصول فقہ اپنی عظمت اور عبقریت کے پیش نظر ایسا مشکل فن ہے جو "کوہ کندن وکاہ برآوردن" کے مصداق ہے۔ اس فن سے دلچسپی انہی کو ہوسکتی ہے جن کو قدرت نے کمال فیاضی کے ساتھ بالغ نظری اور ژرف نگاہی کا ملکہ بھی عطا کیا ہو۔ لیکن ہماری حیرت کی انتہا نہیں رہتی جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس فن میں بھی فقہائے ہند نے مہتم بالشان خدمات انجام دی ہیں اور اس دل سوزی و جگر کاوی کے ساتھ فقہ کی نشر و اشاعت کی ہے کہ بے ساختہ کہنا پڑتا ہے "ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند" ــــ ہم ذیل میں فقہائے ہند کی مختصر فہرست قلمبند کرتے ہیں۔ جن سے فقہ اسلامی میں ' ان کی خدمات کا اندازہ ہوتا ہے ۔

الف

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات	اسمائے کتب
١	شیخ حمید الدین مخلص دہلوی	٧٩٤ھ	شرح ہدایہ
٢	" قداد دہلوی		
٣	" حسین غیاث پوری ابن الامر عولیں	٧٩٨ھ	حاشیہ
٤	محمد اشرف سمنانی کچھوچھوی بن ابراہیم	٨٠٩ھ	"

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات	اسمائے کتب
۵	شیخ الہ داد جونپوری	۹۲۳	حاشیہ ھدایہ
۶	" وجیہ الدین علوی گجراتی	۹۹۸	حاشیہ ہدایہ وشرح وقایہ
۷	مفتی عبدالسلام اعظمی دیوی پور	۱۰۴۷	حاشیہ ہدایہ
۸	شیخ محمد نعیم جونپوری بن محمد فائز		" "
۹	" پیر محمد جونپوری لکھنوی بن اولیا	۱۰۸۵	" "
۱۰	" ولی اللہ لکھنوی بن حبیب اللہ	۱۲۷۰	" "
۱۱	" عبدالحکیم لکھنوی بن عبدالرب	۱۲۸۶	" "
۱۲	" عبدالحکیم لکھنوی بن امین اللہ	۱۲۸۵	" "
۱۳	سید عبداللہ حسینی بلگرامی بن آل محمد		" "
۱۴	مولانا عبدالحئی فرنگی محلی بن عبدالحکیم لکھنوی	۱۳۰۴	" "
۱۵	مولوی محمد حسن سنبھلی		" "
۱۶	شیخ عبدالحق سرہندی		ترجمہ ہدایہ فارسی شرح ہدایہ، حاشیہ ہدایہ
۱۷	قاضی غلام یحییٰ بہاری		ترجمہ ہدایہ
۱۸	سید امیر علی لکھنوی بن معظم علی		عین الہدایہ ترجمہ ھدایہ
۱۹	شیخ عنایت اللہ لاہوری		حاشیہ شرح وقایہ
۲۰	شیخ محمد وارث بنارسی بن عنایت اللہ		" "
۲۱	مولانا عبدالمجید لکھنوی بن عبدالحلیم		تکملہ عمدۃ الرعایہ
۲۲	مولانا عبدالعزیز لکھنوی بن عبدالرحیم		" "
۲۳	مولانا مفتی یوسف فرنگی محلی بن محمد اصغر		حاشیہ شرح وقایہ

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات	اسمائے کتب
۲۴	مولانا عبدالرزاق لکھنوی بن جمال الدین		حاشیہ شرح وقایہ
۲۵	حکیم فخرالدین حسنی رائے بریلوی ابن اللی		"
۲۶	شیخ برہان الدین دیوی پوری ابن سرفراز علی		"
۲۷	مفتی سعد اللہ مراد آبادی بن نظام الدین	۱۲۹۴	"
۲۸	مولانا خادم احمد لکھنوی	۱۲۷۱	"
۲۹	سید معین الدین حسینی کاظمی کڑوی		"
۳۰	شیخ عبدالحق سرہندی		ترجمہ شرح وقایہ
۳۱	وحید الزماں ابن مسیح الزماں لکھنوی		نورالابصار ترجمہ شرح وقایہ ہر جز
۳۲	شیخ عبدالشکور جون پوری		شرح مختصر وقایہ
۳۳	مولوی محمد شکور جعفری بن امانت علی		شرح کنزالدقائق
۳۴	مولانا محمد سلطان بریلوی		ترجمہ کنزالدقائق
۳۵	مولوی محمد احسن نانوتوی	۱۳۱۲	احسن المسائل ترجمہ کنزالدقائق اردو
۳۶	فیض الحسن گجراتی بن نورالحسن		فرح شاہی شرح خلاصہ
۳۷	شیخ محمد عابد لاہوری		شرح فرح شاہی
۳۸	مولوی نصر اللہ خاں خورجوی	۱۲۹۹	"
۳۹	مولانا عبدالحق الہ آبادی مہاجر کی بن شاہ محمد		حاشیہ درمختار و نہایۃ الدلیل
۴۰	مفتی خلیل الدین خاں	۱۲۸۱	شرح درمختار
۴۱	مولانا خرم علی بلہوری	۱۲۷۱	غایۃ الاوطار
۴۲	شیخ جمال پٹنی گجراتی بن عبداللطیف بن عبدالحمید		شرح لواھب الرحمٰن

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات	اسمائے کتب
۴۳	مولوی محمد دین پنجابی		حاشیہ ملا
۴۴	ملا محمد تاتاری		فوائد فیروز شاہی
۴۵	شیخ عالم دہلوی بن علاء		فتاویٰ تاتارخانیہ
۴۶	شیخ کمال الدین ناگوری بن کریم الدین		مجموعہ خانیہ
۴۷	قاضی جگن حنفی گجراتی حوالی	۹۲۰	خزانۃ الروایات
۴۸	قاضی نظام الدین کیکلانی		فتاویٰ ابراہیم شاہی
۴۹	ابوالفتح مفتی رکن الدین ناگوری بن حسام الدین		فتاویٰ حمادیہ
۵۰	قاضی ضیاء الدین سامی بن عوض		فتاویٰ ضیائیہ
۵۱	شیخ بدرالدین لاہوری بن تاج الدین		مطالب المومنین
۵۲	شیخ نصیر الدین بنالی لاہوری		فتاویٰ برہنہ
۵۳	میرک محمد سندھی بن محمود بن محمد سعید		فتاویٰ مودانیہ
۵۴	شیخ معین الدین کشمیری بن خاوند محمود		فتاویٰ نقشبندیہ
۵۵	مفتی ابوالبرکات دہلوی ہاشم بن رکن الدین		مجموع البرکات
۵۶	مفتی نابغ محمد لکھنوی بن مفتی محمد		سراج منیر
۵۷	شیخ محمد معصوم جالسی بن نظام الدین		وصول معصومیہ
۵۸	مفتی ابوالوفا حنفی کشمیری		کتاب الفقہ
۵۹	میر محمد جونپوری لکھنوی بن اولیاء		فتاویٰ فقیہہ
۶۰	سید علیم اللہ جالندھری بن عتیق اللہ	۱۲۰۲	زبدۃ الروایات
۶۱	ملا غفران رامپوری ابن تائب مرشد آبادی	۱۲۶۰	فتاویٰ فقہیہ

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات	اسمائے کتب
۶۲	حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی	۱۲۳۹	فتاویٰ عزیزیہ
۶۳	مولانا سلامت اللہ خان بنارسی		فتاویٰ اختیار
۶۴	مفتی شرف الدین رامپوری	۱۲۶۸	فتاویٰ شرفیہ
۶۵	فقیہ احمد رامپوری بن محمد سعید		منفرقات احمدیہ
۶۶	مرزا حسن علی لکھنوی		فتاویٰ فقہیہ (فارسی)
۶۷	شیخ محمد غوث شافعی مدراسی بن ناصر الدین	۱۲۳۸	فتاویٰ ناصریہ
۶۸	مولانا رحمت اللہ لکھنوی ابن نور اللہ		فتاویٰ فقہیہ
۶۹	مولانا رضا علی بنارسی بن سخاوت علی		″
۷۰	سید عبدالفتاح گلشن آبادی بن عبد اللہ		جامع الفتاوے
۷۱	شیخ محمد حنفی سندھی بن اسماعیل		فتاویٰ محمدیہ
۷۲	مولانا محمد نعیم لکھنوی بن عبدالحکیم	۱۳۱۸	مجموعہ فتاویٰ
۷۳	مولوی اشرف علی تھانوی بن عبدالحق	۱۳۶۲	″
۷۴	قاضی ارتضا علی خاں فاروقی		فتاویٰ ارتضائیہ
۷۵	قاضی ابوالخیر طیب ملتانی بن لدھا		فتاویٰ محمود شاہی
۷۶	شیخ حسام الدین حنفی دہلوی		البحار الزاخرہ
۷۷	حضرت عبدالکافی مرشد آبادی		منتخب الفتاوے
۷۸	سید اشرف سمنانی کچھوچھوی	۸۰۹	فتاوے اشرفیہ
۷۹	شیخ نظام الدین برہانپوری		سرپرست فتاویٰ عالمگیریہ
۸۰	قاضی محمد حسین جون پوری	۱۰۷۳	منتخب و مرتب فتاویٰ عالمگیریہ
۸۱	شیخ علی اکبر حسین اسعد اللہ خاں	۱۰۹۰	″ ″

Marfat.com

اسمائے کتب	سن وفات	اسمائے گرامی	نمبر شمار
محتسب ومرتب فتاویٰ عالمگیری	۱۰۹۶	شیخ ریاض الدین بھاگلپوری	۸۲
" "		، عبدالرحیم بن وجیہہ الدین دہلوی	۸۳
" "		مفتی وجیہہ الدین گوپاموی	۸۴
" "	۱۰۸۳	خطیب شیخ احمد ابن منصور گوپاموی	۸۵
" "		ابوالبرکات ابن حسام الدین دہلوی	۸۶
" "	۱۱۲۳	شیخ محمد جمیل ابن عبدالجلیل جونپوری	۸۷
" "		مولانا ابوالخیر ٹھٹھوی سندھی	۸۸
" "		مولانا نظام الدین ابن نور محمد ٹھٹھوی سندھی	۸۹
" "		شیخ محمد سعید بن قطب الدین سہالوی	۹۰
" "		مفتی عبدالصمد جونپوری	۹۱
" "		مولانا جلال الدین مچھلی شہری	۹۲
" "	۱۱۱۳	قاضی عصمت اللہ بن عبدالقادر لکھنوی	۹۳
" "		قاضی محمد دولت بن یعقوب فتحپوری	۹۴
" "		شیخ محمد غوث کاکوروی	۹۵
" "		سید عبدالفتاح ابن ہاشم صمدی	۹۶
" "		شیخ حامد ابن ابوحامد جونپوری	۹۷
" "		مفتی محمد اکرام حنفی لاہوری	۹۸
تحفۃ النصائح	۷۷۴	شیخ یوسف چشتی بن ابویوسف	۹۹
دستور المصلین		شرف جونپوری	۱۰۰
آداب الحسنہ		شیخ عصمت اللہ سہارنپوری	۱۰۱

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات	اسمائے کتب
۱۰۲	حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۱۰۵۲	فتح المنان فی تائید مذہب النعمان
۱۰۳	شیخ فتح محمد محدث برہانپوری		فتح المذہب
۱۰۴	شیخ محمد نافع اکبرآبادی		خلاصۃ الخانیہ
۱۰۵	حبیب اللہ قنوجی		المختصر فی الفروع
۱۰۶	شیخ اہل اللہ دہلوی ابن شاہ عبدالرحیم		مختصر الہدایہ
۱۰۷	قاضی ثناء اللہ پانی پتی	۱۲۲۵	مالابد منہ
۱۰۸	شیخ شجاع الدین حیدرآبادی	۱۲۶۵	جوہر النظام
۱۰۹	علامہ بحر العلوم عبد العلی فرنگی محلی	۱۲۲۵	رسائل الارکان
۱۱۰	شیخ رضی خاں فاروقی محدث دہلوی	۱۲۶۲	معانی المسائل
۱۱۱	شیخ کرامت علی جونپوری	۱۲۹۰	مفتاح الجنہ
۱۱۲	امام احمد رضا خاں بریلوی	۱۳۴۲	العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ
۱۱۳	صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب	۱۳۴۸	بہار شریعت
۱۱۴	فخر الدین حسن ابن منصور ابن محمود قاضیخاں		فتاوے قاضی خاں
۱۱۵	علامہ ابو الفرج		مؤلف فتاوی عالمگیریہ
۱۱۶	ملا غلام محمد قاضی القضاۃ		″ ″
۱۱۷	ملا ابو الواعظ ہرگامی		″ ″
۱۱۸	چلپی عبداللہ ترکی		″ ″
۱۱۹	وجیہہ الرب		″ ″
۱۲۰	مولانا محمد فائق		″ ″

Marfat.com

اسمائے کتب	سن وفات	اسمائے گرامی	نمبر شمار
مؤلف فتاویٰ عالمگیریہ		ملا محمد اکرم	۱۲۱
" "		مولانا محمد شفیع	۱۲۲
" "		میر سید محمد قنوجی	۱۲۳
" "		شیخ قاضی علی اکبر آبادی	۱۲۴
" "		شیخ نورالدین قوامی	۱۲۵
تفسیرات احمدیہ		ملا احمد جیون صاحب	۱۲۶
فتاویٰ ارشادیہ		مولانا ارشاد حسین رام پوری	۱۲۷
اصول ارشاد	۱۲۹۷ھ	مولانا نقی علی بریلوی	۱۲۸
فتاویٰ مصطفویہ وغیرہ		مولانا مصطفےٰ رضا خاں ابن اعلحضرت بریلوی	۱۲۹

فقہی اصول کی ترویج واشاعت میں

فقہائے ہند کا حصہ

اسمائے کتب	سن وفات	اسمائے گرامی	نمبر شمار
النہایہ والفائق		شیخ صفی الدین محمد ارموی بن عبدالرحیم	۱
شرح البزدوی		" سعدالدین خیرآبادی	۲
"	۹۲۳	" الہ داد جونپوری	۳
"		قاضی شہاب الدین دولت آبادی	۴
"	۹۹۸	شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی	۵

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات	اسمائے کتب
۶	شیخ معین الدین عجزانی دہلوی		شرح الحسامی
۷	" یعقوب ابو یوسف بنانی لاہوری		"
۸	قاضی عبدالنبی احمد نگری		حاشیہ حسامی
۹	مولوی عبدالحق دہلوی بن محمد میر	۱۳۳۴ھ	نامی شرح حسامی
۱۰	شیخ سعدالدین محمود دہلوی		افادۃ الانوار فی اضاءۃ اصول المنار
۱۱	سید یوسف ابن جمال ملتانی		توجیہ الکلام شرح منار
۱۲	مفتی عبدالسلام اعظمی دیوی	۱۰۴۷	شرح منار
۱۳	شیخ احمد صالحی امیٹھوی معروف بملا جیون	۱۱۳۰	نورالانوار شرح منار
۱۴	شیخ نظام الدین محمد سہالوی		الصبح الصادق
۱۵	بحرالعلوم عبدالعلی بن ملا نظام الدین فرنگی محلی		تنویر المنار
۱۶	مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی	۱۲۸۵	قمر الاقمار حاشیہ نورالانوار
۱۷	مولوی عبدالعلی قنوجی بن علی اصغر		حاشیہ شرح منار
۱۸	شیخ رستم علی قنوجی بن علی اصغر		ملخص نورالانوار
۱۹	" یعقوب کشمیری ابن حسن	۱۰۰۳	حاشیۃ التلویح
۲۰	ملا عبدالحکیم سیالکوٹی بن شمس الدین	۱۰۶۷	التصریح حاشیۃ التلویح
۲۱	نورالدین محمد صالح گجراتی	۱۰۵۵	حاشیۃ التلویح
۲۲	شیخ امان اللہ بنارسی بن نوراللہ	۱۱۳۳	"
۲۳	شیخ احمد گجراتی ابن سلیمان		حاشیہ بر حاشیہ

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات	اسمائے کتب
۲۴	قاضی عبدالحق کابلی ماوی بن محمد اعظم		حاشیۃ التلویح
۲۵	سید امیر علی ملیح آبادی بن معظم علی		″
۲۶	مولوی ایوب علی گڑھی بن یعقوب اسرائیلی		″
۲۷	شیخ محمد اعلم سندیلوی ابن محمد شاکر		شرح دائر الاصول
۲۸	قاضی خلیل الرحمن رامپوری		الدائر علی المنار
۲۹	مولوی عبدالحکیم لکھنوی بن عبدالوہاب	۱۲۸۶	سیر الدائر
۳۰	شیخ عبدالنبی محمد آل بن عبداللہ		المواہب الالٰہی
۳۱	راجہ نیاز حسن پوری بن اسماعیل		المناظریہ
۳۲	شیخ نظام الدین محمد سہالوی		شرح المناظریہ
۳۳	شیخ عبدالدائم گوالیاری بن عبدالحی		اساس الاصول
۳۴	شیخ محب اللہ حنفی بہاری بن عبدالشکور	۱۱۱۹	مسلم الثبوت
۳۵	شاہ اسمٰعیل دہلوی بن شاہ عبدالغنی	۱۲۴۶	مختصر الاصول
۳۶	شیخ عبدالوہاب شافعی مدراسی بن محمد غوث	۱۲۸۵	کاشف الرموزات
۳۷	حکیم نجم الغنی رام پوری		مختصر الاصول
۳۸	مولوی محمد حسن سنبھلی		حاشیہ اصول الشاشی
۳۹	مولوی عبدالکریم ٹونکی		شرح مختصر الاصول
۴۰	مولوی عبدالجبار خاں آصفی حیدرآبادی		ترجمہ نور الانوار
۴۱	قاضی صبغۃ اللہ شافعی مدراسی بن محمد غوث		ازالۃ الغم فی اختلاف الائمۃ
۴۲	سید اشرف ابن ابراہیم سمنانی کچھوچھوی	۸۰۸	الفصول مختصر فی الاصول
۴۳	مولوی مشتاق احمد انبیٹھوی		ازالۃ الغواشی

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات	اسمائے کتب
۴۴	عبدالرحیم کللتوی چیف جسٹس مدراس ہائی کورٹ		اصول فقہ انگریزی
۴۵	مولوی ولی اللہ لکھنوی بن حبیب اللہ	۱۲۷۰	نفائس الملکوت
۴۶	مولوی حسن لکھنوی بن غلام مصطفیٰ		شرح مسلم الثبوت
۴۷	ملا مبین اللہ ابن محب اللہ لکھنوی		"
۴۸	شیخ احمد عبدالحق لکھنوی		"
۴۹	قاضی بشیرالدین قنوجی	۱۲۹۶	"
۵۰	شیخ عبدالحق خیرآبادی		"
۵۱	سید محمد نقوی نصیرآبادی بن دلدار علی بن محمد معین		اساس الاصول
۵۲	سید ابوالحسن کشمیری لکھنوی بن نقی شاہ		شرح زینۃ الاصول
۵۳	مولانا عبدالعلی محمد نظام الدین		شرح مسلم الثبوت

فقہ شافعی کے ہندوستانی مصنفین و کتب

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات	اسمائے کتب
۱	شیخ علی شافعی بہائی ابن احمد		رسالہ
۲	فقیہ شیخ محمد غوث شافعی مدراسی بن ناصرالدین	۱۲۳۸	کفایۃ المسندی
۳	شیخ عبداللہ بن صبغۃ اللہ بن محمد غوث شافعی	۱۲۸۸	تعلیقات بر رسالہ ابوشجاع

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات	اسمائے کتب
۴	شیخ عبدالوہاب شافعی بن محمد غوث شافعی	۱۲۸۵	ہبتہ اللہ
۵	قاضی صبغتہ اللہ بن محمد غوث شافعی	۱۲۸۰	المطالع البدریہ فی شرح الکواکب الدریہ
۶	شیخ احمد بن صبغتہ اللہ شافعی مدراسی		الفتاوی الصبغیہ
۷	قاضی عبداللہ بن صبغتہ اللہ شافعی		رسالہ در فقہ شافعی
۸	شیخ عبدالقادر شافعی سورتی بن عبدالاحد		تحفتہ الشافی فی احکام النکاح والاتفاق
۹	شیخ ابراہیم شافعی سورتی بن عبدالاحد	۱۲۸۲	تحفتہ الاخوان
۱۰	شیخ حبیب شافعی الیعدری بن محمد درویش شافعی	۱۲۲۲	آئینہ توجیہ فی شرح التنبیہ

شیعی مصنفین و کتب

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات	اسمائے کتب
۱	شیخ عبدالغنی کشمیری		الجامع الرضوی
۲	دلدار علی نقوی نصیر آبادی	۱۲۳۵	شرح حدیقتہ المتقین
۳	سید محمد نصیر آبادی بن دلدار علی		فواید نصیریہ
۴	سید حسین نصیر آبادی بن دلدار علی		روضتہ الاحکام
۵	سید محمد تقی بن حسین بن دلدار		شرح تبصرۃ الحلی
۶	سید علی محمد بن محمد بن دلدار	۱۲۷۵	الدار الثمین فی نجاستہ الغسالہ

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات	اسمائے کتب
۷	سید ہادی ابن مہدی بن دلدار علی حسینی		رسالہ فی کیفیت الصلوٰۃ
۸	مہدی لکھنوی ابن ہادی ابن مہدی	۱۲۷۷	تحفۃ الصائم
۹	سید احمد علی محمد آبادی بن عنایت حیدر	۱۲۹۵	رسالہ فی جواز الامامہ
۱۰	مفتی محمد علی حسینی کنتوری بن محمد حسین	۱۲۶۰	تطہیر المومنین عن نجاسۃ المشرکین
۱۱	مرزا حسن بخش عظیم آبادی	۱۲۶۱ -	رسالہ فی وجوب صلوٰۃ الجمعہ
۱۲	مفتی عباس تستری لکھنوی		بنار الاسلام فی مسائل الصیام
۱۳	سید ذاکر علی جون پوری	۱۲۲۱	ترجمہ شرائع اسلام
۱۴	ناصر حسین جون پوری		رسالہ فی اثبات نجاسۃ المشرکین
۱۵	سید ناصر حسین کنتوری لکھنوی		اشباع النائل بتحقیق المسائل
۱۶	ابو الحسن کشمیری لکھنوی بن تقی شاہ		اقامۃ البرہان
۱۷	مولوی آغا علی لکھنوی		ہدایۃ المومنین
۱۸	سید محمد سابق رضوی بن محمد باقر		روائع الاحکام بترجمہ شرائع اسلام
۱۹	سید بندہ حسین لکھنوی بن محمد دلدار علی		قواعد المواریث
۲۰	مرتضیٰ حسین جون پوری		مفتاح الشفاعۃ فی اقامۃ الصلاۃ بالجماعۃ
۲۱	حکیم شفاء الدولہ افضل علی حسینی بن اکبر علی		تبصرۃ الاطفال فی العقاید والاعمال
۲۲	بندہ حسین بن محمد بن دلدار علی	۱۲۹۴	الرسالۃ الخلیلہ

Marfat.com

تیرھویں صدی کے فقہاء متوسطین !

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات
۱	شیخ ابو تراب بن نعمت اللہ پھلواری	۱۲۷۰
۲	" ابوالحیات بن نعمت اللہ پھلواری	۱۲۷۶
۳	شیخ احمد بن عبداللہ سندیلوی	
۴	" احمد بن محمد گجراتی سورتی	۱۲۵۵
۵	" احمد ابن سعید رام پوری	
۶	" احمد بن علی حسین چریاکوٹی	۱۲۷۲
۷	" احمد الدین بن نور حیات بگوئی	۱۲۸۶
۸	" اخی ابن محمد حسین سورتی	
۹	" اسداللہ حنفی جہانگیر نگری	
۱۰	" اسلم ابن ابواسلم حنفی رامپوری	
۱۱	" اسماعیل ابن ابواسماعیل برہان پوری	
۱۲	" اسماعیل ابن ابواسماعیل سورتی گجراتی	۱۲۸۷
۱۳	" امیراللہ مدراسی	۱۲۵۰
۱۴	" بدرالدین رامپوری	
۱۵	" مفتی جمال الدین بن عبداللہ سورتی	۱۲۴۶
۱۶	" خلیل الرحمٰن بن عرفان رامپوری	

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات
۱۷	ذوالفقار علی بن محبوب علی دیوی	
۱۸	رحمت اللہ راجہ پوری سورتی	۱۲۶۴
۱۹	مرزا رحیم اللہ شافعی عظیم آبادی	۱۲۶۰
۲۰	روح الفیاض الہ آبادی	۱۲۵۲
۲۱	سجاد علی حسینی شیعی جائسی	
۲۲	ثناء الدین ابن محمد شفیع بدایونی	۱۲۷۸
۲۳	شرف بن عبدالحق سورتی گجراتی	۱۲۴۹
۲۴	شیخ شرف الدین بن ہادی پھلواروی	۱۲۸۹
۲۵	شیخ صالح بن خیرالدین سورتی	۱۲۳۴
۲۶	″ ظفر احمد بن قدرت علی لکھنوی	۱۲۶۶
۲۷	ظہور علی ابن حیدر لکھنوی	۱۲۷۵
۲۸	شیخ عبدالباقی ابن عبدالصمد دیوی	
۲۹	″ عبدالخالق پشاوری	۱۲۹۳
۳۰	″ عبدالرحمٰن بن قاضی عبداللہ شافعی سورتی	
۳۱	″ عبدالرشید رام پوری	
۳۲	″ عبدالسلام بن عطاء الحق بدایونی	۱۲۸۰
۳۳	″ عبدالشکور ابن محی الدین	۱۲۸۲
۳۴	″ عبدالعلی فیض آبادی شیعی	
۳۵	″ عبدالغنی ابن عبدالمغنی	۱۲۶۲
۳۶	″ عبدالواحد بن عبدالاعلی لکھنوی	۱۲۶۱

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن وفات
۳۷	شیخ عبدالوحید ابن مفتی عبدالواحد لکھنوی	۱۲۶۹
۳۸	" علی ضامن ابن امداد علی شیعی	۱۲۸۰
۳۹	علیم الدین ابن نجم الدین کاکوروی	۱۲۵۵
۴۰	" علیم الدین ابن عتیق اللہ جالندھری	۱۲۲۰
۴۱	" محمد ابن زین الدین سورتی	
۴۲	" محمد اکبر کشمیری	۱۲۷۲
۴۳	" محمد حسین ابن علی نور	۱۲۷۴
۴۴	" محمد لبیب ابن محمد سعید بدایونی	۱۲۰۵
۴۵	" محمود بن عبدالقادر شافعی سورتی	۱۲۸۶
۴۶	" محمود ابن کرامت حنفی جون پوری	۱۲۹۶
۴۷	" مظفر علی عظیم آبادی	۱۲۴۷
۴۸	" معزالدین بن خیرات علی	۱۲۵۵
۴۹	" ناصر حسین ابن مظفر حسین جونپوری	
۵۰	نثار علی ابن محمد صادق ظفرآبادی	۱۲۱۵
۵۱	شیخ نصراللہ بن ہدایۃ اللہ مارہروی	۱۲۹۵
۵۲	نصیرالدین بن عبیداللہ بن جلال الدین برہانپوری	
۵۳	یارعلی حنفی ترہتی	

Marfat.com

تیرھویں صدی کی فقہی کتابیں

اسمائے کتب	سنہ تصنیف	مصنفین
حاشیۂ الاشباہ والنظائر وحاشیہ حسامی	۱۲۱۲	شیخ اسلم بن یحییٰ کشمیری
ایضاح الحق	۱۲۴۶	اسماعیل دہلوی
تحقیق الاوزان۔ احکام عید الفطر۔ احکام عید اضحیٰ۔ احکام النکاح۔ تحقیق الاشارہ بالسبابہ فی الصلوٰۃ۔ تحقیق النذور والذبائح۔ مسائل الربا۔ رسالہ مواریث۔ شرح وقایہ۔		مولانا برہان الدین دہلوی
مالابد منہ در رسالہ تحکیم غنا در رسالہ حرمت متعہ	۱۲۲۵	قاضی ثناء اللہ پانی پتی
تحفۃ المشتاق فی النکاح والطلاق۔ برہان الخلاف		مرزا حسین علی
رسالہ تحریم النجوم والرمل والجفر وفتاوی رسالہ		ابن عبد العلی
تحری الاجتہاد		شافعی لکھنوی
رسالہ تقلید موتی۔ الزفر الرائق و فتاوی		حسین بن دلدار علی نصیر آبادی
الرسالہ علی فقہ المذاہب الاربعہ		شیخ حیات حنبلی دہلوی
ہدایۃ الانام فی اثبات تقلید الائمۃ الکرام و حواشی۔ نور الانوار و شرح وقایہ۔ رسالہ بحث طہر متخلل رسالہ زاد التقوی فی آداب الفتوی	۱۲۶۱	شیخ خادم احمد لکھنوی ↑
غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار۔ رسالہ قرأۃ خلف الامام		مولانا خرم علی بلہوری

Marfat.com

اسمائے کتب	سنہ تصنیف	مصنفین
اساس الاصول۔ منتہی الافکار، رسالہ مسائل		شیخ دلدار علی بن محمد معین
الخراج۔ رسالہ ذہبیہ	۱۲۳۵	نصیرآبادی
شرح مناسک۔ مجموع الفتاویٰ۔ کشف الخلاصہ		شیخ شجاع الدین حیدرآبادی
جواہر النظام		
التعلیق الناصل حاشیہ ہدایہ		شیخ عبدالحلیم ابن
قمر الاقمار حاشیہ نور الانوار		امین اللہ فرنگی محلی
فتاویٰ عبدالحیٔ بڑھانوی۔ تحقیق الامور فی حدوث	۱۲۴۳	
الفاتحۃ الندور۔ الیواقیت اللطیفہ فی تائید مذہب		
ابی حنیفۃ التحریر فی حرمۃ المزامیر		
رسائل الارکان الاربعہ تکملہ شرح تحریر الاصول	۱۲۲۵	بحر العلوم عبدالعلی بن
تنویر المنار شرح منار الاصول		نظام الدین لکھنوی
القواعد الغوثیہ۔ مختصر ابوشجاع۔ اوضح المناسک	۱۲۸۸	مولانا صبغۃ اللہ بدراسی
تحفۃ الاجبہ فی بیان استحباب قتل الوزغہ		↑
کاشف الرموزات الی الورقات، ھبۃ الوہاب	۱۲۸۵	مولانا عبدالوہاب بن غوث محمد
النعمۃ العظمیٰ۔ شواہد الجمعہ		شیخ علی حبیب بن ابوالحسن پھلواری
منہاج الاسلام	۱۲۳۶	مولانا علی محمد مچھلی شہری
حاشیہ شرح ہدایہ۔ طنطنہ صولت بحث سماع	۱۲۹۸	شیخ عمر ابن ابوعمر رامپوری
الدر الفرید، ہدایات الاضافی		مفتی عنایت احمد بن محمد بخش
		دیوی کاکوروی
الفتاویٰ	۱۲۶۰	شیخ فاضل غفران بن نائب

Marfat.com

اسمائے کتب	سنہ تصنیف	مصنفین
ترجمۃ الکیدان	۱۲۸۵	مولانا غلام امام حیدری
منظومہ		شیخ غلام حسین بن محمد عظیم
ترجمہ ہدایہ		قاضی یحییٰ بہاری
زینۃ المصلی۔ زینۃ القاری	۱۲۹۰	مولانا برکت علی بن امام بخش
رسالہ (اقامت جمعہ)	۱۲۹۷	مولانا لطف اللہ لکھنوی
شرح مسلم الثبوت۔ رسالہ مع الصوم کنز الحسنات فی مسائل الزکوٰۃ	۱۲۲۵	علامہ معین بن محب لکھنوی
ہدایۃ الجمعہ، الفوائد النصریہ		مولانا محبوب علی رامپوری
احیاء الاجتہاد	۱۲۸۴	مولوی دلدار علی لکھنوی
تبصرۃ الحلی	۱۲۸۹	مولوی محمد تقی لکھنوی
طوالع الانوار علی در المختار	۱۲۵۷	علامہ سندھی ابن احمد علی
طوالع الانوار فی معرفۃ اوقات الصلوٰۃ والاسحار کفایۃ المبتدی۔ الفتاوی ناصریہ	۱۲۳۳	شیخ محمد غوث بن ناصر الدین مدراسی
غایۃ البیان فیما یحل ویحرم من الحیوان	۱۲۵۸	مولانا محمد معین لکھنوی
غایۃ الکلام فی القراۃ خلف الامام۔ المعینہ فی تحریم المتعہ		"
الآمال الحنفیۃ الجواہر المنیعہ، اعلام الاعلام		مرتضیٰ ابن محمد بلگرامی زبیری
شرح عالمگیری	۱۲۲۹	قاضی القضاۃ نجم الدین علی
شرح خلاصۃ الکیدانی۔ ارشاد البلید فی اثبات التقلید	۱۲۹۹	شیخ نصر اللہ بن محمد عمر خورجوی

Marfat.com

اسمائے کتب	سنہ تصنیف	مصنفین
ہدایۃ البریہ الی شریعۃ الاحمدیہ - حاشیہ ہدایہ	۱۲۰۱	مولانا وحید الحق بن وجیہ الحق
نفائس الملکوت شرح مسلم الثبوت حاشیہ ہدایہ	۱۲۷۰	مولانا ولی اللہ بن حبیب اللہ انصاری لکھنوی
حاشیہ شرح وقایہ	۱۲۸۶	مفتی یوسف ابن اصغر علی

ہندوستانی مصنفین و رسائل فقہیہ

جہاں فقہ اسلامی پہ جامع اور مبسوط کتب لکھی گئیں وہیں فقہاء ہند نے فقہی مباحث پر مشتمل چھوٹے چھوٹے رسائل بھی ترتیب دیئے۔ جو اختصار کے باوجود اپنی جامعیت کے اعتبار سے اس لائق ہیں کہ انھیں وقیع شمار کیا جائے ایسے مصنفین کی فہرست ان کے مصنفہ رسائل کے ساتھ درج ذیل ہے

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سنہ تصنیف	رسائل
۱	مولوی عبد القادر		خلاصۃ المسائل
۲	شیخ محمد لکھنوی		تطہیر الاموال
۳	مولوی عبد الشکور بن ناظر علی		علم الفقہ
۴	مولوی محمد مبین لکھنوی بن محب اللہ		کنز الحسنات فی مسائل الزکوٰۃ
۵	مرزا حسن شافعی محدث لکھنوی		تحفۃ المشتاق فی النکاح والصداق
۶	مولوی علی محمد لکھنوی بن محمد مبین	۱۲۸۸	چشمۂ فیض

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سنہ تصنیف	مصنفین
۷	مفتی عنایت احمد کاکوروی	۱۲۶۹	محاسن العمل
۸	مولوی معین لکھنوی بن ملا مبین	۱۲۵۸	غایۃ البیان
۹	مولوی خادم احمد لکھنوی		زاد التقویٰ فی آداب الفتویٰ
۱۰	عبدالسلام حسینی واسطی نیموی بن ابوالقاسم	۱۲۹۹	تزکرۃ الجمعہ واشاعۃ الجمعہ
۱۱	شیخ ابوعلی حبیب پھلواروی بن ابوالحسن	۱۲۹۵	شواہد الجمعہ فی ابطال شرطیۃ السلطان الاقامۃ الجمعہ
۱۲	شیخ جان محمد لاہوری	۱۲۲۸	ایک رسالہ بزبان فارسی
۱۳	شیخ شمس الحق محدث دیانوی عظیم آبادی		التحقیقات العلی فی اثبات وضد الجمعہ
۱۴	مولوی ظہیر احسن شوق نیموی		جامع الآثار فی اختصاص الجمعہ بالامصار

Marfat.com

الباب الثانی

تیرہویں صدی ہجری میں ہندوستان میں فقہ اسلامی کی ترقی کے عوامل

Marfat.com

اعلیٰ حضرت کے عہد میں فقہ اسلامی کے اسباب و عوامل کا اگر جائزہ لیا جائے تو ہندوستان میں تین عوامل کارفرما نظر آتے ہیں۔ (۱) فرنگی حکومت کا تسلط اور اس کے دور رس اثرات۔ (۲) ادیان مختلفہ کی آویزش۔ (۳) مسالک مختلفہ کی کشمکش۔

فرنگی حکومت کا تسلط اور اس کے دور رس اثرات

فرنگی حکومت مسلمانوں سے کبھی مطمئن نہیں رہی۔ اس نے اپنے اقتدار کی راہ میں صرف مسلمانوں کو ہی سدِ راہ سمجھا۔ یورپ میں بیت المقدس کو مسلمانوں سے غصب کرنے کی تحریک بڑے زور شور سے چلی۔ اس تحریک کے زیر اثر تیس سال کے اندر بیت المقدس پر آٹھ حملے ہوئے لیکن آخر میں غازی صلاح الدین ایوبی نے ان کو شکست دے کر اسلامی اقتدار کا پرچم لہرا دیا۔

صلیبی جنگ کی شرمناک شکست کے سبب مسیحیوں میں مسلمانوں کے خلاف شدید بغض و عداوت کے جذبات موجزن تھے جس کا اکثر موقعوں پر اظہار ہوتا رہا۔ [1] پروفیسر سکیشن بارڈن آسٹریلیا کے سب سے ممتاز اخبار (اترنگفت) کا مالک اور مدیر اعلیٰ تھا۔ اس نے ایک بار مسئلہ مشرقی پر تقریر کی جس کو لندن ٹائمس نے شائع کیا۔ اپنی تقریر کے دوران اس نے کہا۔

"اب اور کب تک اسلام کو آزاد چھوڑ دیا جائیگا کہ اپنی ہزار سالہ وحشت و خونخواری کے واقعات بیسویں صدی میں دہراتا رہے"۔ پھر کہتا ہے "اسلام ایک خطرہ ہے۔ اس کی ابتدا تمام تر خطرہ ہے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ یورپ اسلام سے جو زمین کا ٹکڑا

---

[1] سید المرسلین ص ۱۱

حاصل کرتا ہے وہ اس کا قدرتی حق ہے اور وہ یورپ کے لئے مال غنیمت ہے۔ جس کی واپسی کا خیال جنون ہے۔" ؎۱

فرنگی مسلمانوں کے خلاف اور مسلمانوں کے مذہبی مسلمات کے خلاف آئے دن حملے کرتے رہے۔ فرنگیوں کا خیال تھا کہ مسلمان ایک بت پرست قوم ہے اور محمد ایک سونے کا بت ہے جو مدینہ میں رکھا ہوا ہے۔ توحید سے انہیں کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ ایک ایسی قوم ہے جو دنیا میں صرف لوٹ مار کر کے اپنا پیٹ بھرنا چاہتی ہے۔ اسی طرح بے شمار مسموم پروپیگنڈے ہوتے رہے۔

اسلام جو دراصل انسانیت کے لئے آب حیات ہے اس کو زہر بنا کر پیش کرنے کی انتھک کوشش ان کے لٹریچر کا اہم جز بن گیا تھا۔ ؎۲

انیسویں صدی میں فرنگیوں نے ہندوستان میں عیسائیت کی تبلیغ کیلئے ایک ادارہ قائم کیا جس کو حکومت کی سرپرستی حاصل تھی۔ یورپ سے پادری عیسائیت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے بلائے گئے۔ پادریوں نے مسلمانوں کے عقائد کے خلاف زہریلے پروپیگنڈے شروع کئے۔ جس کا جواب مسلمانوں نے بڑی ہی شائستگی سے دیا۔ فرنگیوں نے اسلام کے فقہی قوانین، فرائض، نکاح، طلاق پر خاص طور سے حملے شروع کر دیئے۔

ایسے موقع پر مصلحین ملت کی ایک جماعت نے اس کا بھرپور مقابلہ کیا خصوصًا اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ نے فرائض کے سوالات کے جواب میں "ہدم النصرانی وتقسیم الایمانی" نام سے ایک کتاب ۱۳۰۳ھ میں تصنیف فرمائی۔ جس کو تحفۂ حنفیہ پٹنہ نے شائع کیا۔ یہ کتاب اپنی معنوی و صوری حیثیت سے نادر روزگار ہے۔

؎۱ خطبات آزاد ص ۲۳۔ ؎۲ خطبات آزاد ص ۲۳۹-۲۴۰

Marfat.com

ڈاکٹر وزیر خاں عظیم آبادی نے پادری کارل گوٹلیب فنڈر (۱۸۰۳ء) کا بھرپور جواب دیا ۱۸۲۹ء میں فنڈر نے اسلام کے خلاف اپنی کتاب "میزان الحق" لکھی میزان الحق کا پہلا جواب "استفسار" کے عنوان سے مولوی آل حسن نے دیا۔ فنڈر نے ایک اور کتاب "مفتاح الاسرار" کے نام سے اسلام کے خلاف تصنیف کی جسکے جواب میں لکھنؤ کے ایک عالم نے "کشف الاستار" نام کی ایک کتاب لکھی جو اس موقعہ کی "معرکۃ الآرا تصنیف ہے۔ فنڈر نے جواب الجواب میں" حل الاشکال" تصنیف کی اس کتاب کا جواب مولوی مؤید الدین احمد آبادی نے دی۔ ؏۱

فنڈر نے مسلمانوں کے مذہبی عقائد وقوانین کے خلاف مناظرے بھی کئے ۱۸۵۴ء کا مناظرہ بہت مشہور ہے۔ مقابلے میں مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی ڈاکٹر وزیر خاں نے نمایاں حصہ لیا۔ اور فنڈر کو دندان شکن جواب دیکر لاجواب کر دیا۔ ؏۲

سرسید احمد خاں نے عیسائی مشنری کے اسلام پر ۔۔ کا جواب دینے کیلئے شدید کوشش کی۔ انھوں نے مدلل جواب بھی دیا لیکن مسئلہ کو سمجھانے کے لئے انھوں نے مذہب سے زیادہ عقل سے کام لیا اور اسلام کی حقیقی تعلیم سے علیحدہ ہونے کا نتیجہ یہ نکلا کہ عیسائی پادریوں کے اعتراضات کے سلسلے میں مسلمان متردد ہوگئے اور اسلام کی تاویلیں شروع ہوگئیں۔ نتیجہ کے طور پر یہ مسئلہ مذبذب بن کر رہ گیا۔ ؏۳

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کے بھرپور حصہ لینے کے سبب انگریزوں نے مسلمانوں کی دشمنی میں اور بھی شدت برتنی شروع کردی مسلمانوں

؏۱ حواشی خطبات آزاد ۲۰۳؏ ؏۲ زنگیوں کا جال ۲۴۳، ۲۲۶ بحوالہ خطبات آزاد ص۲۰۳

؏۳ خطبات آزاد ص۲۰۳ —

Marfat.com

کے استیصال کے جتنے بھی ذرائع ہو سکتے تھے پوری طاقت کے ساتھ استعمال کئے گئے ہندوستان میں مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیئے گئے اور غیر مسلموں پر لطف و کرم کی بارش ہوتی رہی جیسا کہ ایک انگریز نے اظہار خیال کیا ہے۔

"مسلمان ہمارے دیوانہ وار دشمن ہیں۔ اس لئے ہماری صحیح پالیسی یہ ہے کہ ہندوؤں کے ساتھ مہربانی کی جائے"۔ [1]

انگریزوں کے انتقامی جذبات کے نشانے پر براہ راست مسلمان ہی تھے۔ ہزاروں مسلمان تہِ تیغ کر دیئے گئے۔ ۱،۲ ہزار) مسلمانوں کو پھانسی کے تختہ پر لٹکا دیا گیا۔ بے شمار لوگوں کی جائداد ضبط کی جانے لگی۔ [2] تمام سرکاری ملازمتوں سے مسلمان برطرف کئے جانے لگے۔

فرنگی حکومت کے ظلم کے نشانے پر اب مساجد و مقابر بھی آ گئے۔ مسلمانوں کی عبادت گاہوں کی بے حرمتی کرنے میں قطعی دریغ نہیں کرتے تھے۔ حد تو یہ ہے کہ جامع مسجد دہلی کے اندر سکھ فوج کیلئے رہائش کا نظم کیا گیا۔ مسجد کے صحن میں انگریزوں کے کتے پھرتے تھے مناروں کے قریب سور ذبح کر کے اس کا گوشت بیچتے تھے۔ [3] ایسے موقع پر شہید ملت حضرت علامہ فضل حق صاحب خیرآبادی نے جامع مسجد کی حالت اور مداخلت فی الدین کے خلاف جہاد کا فتویٰ صادر فرمایا۔ جس کی پاداش میں انہیں جزیرۂ انڈمان بھیج دیا گیا۔ اور وہیں آپ کا وصال [illegible] ہو گیا — مسلمان انگریزوں کی مداخلت فی الدین کو دیکھنے کے بعد مضطرب ہو گئے لیکن ان کے اضطراب کو فرنگیوں نے باغیانہ رنگ دینے کی کوشش کی، اور ایک دوسرا کچوکا لگایا کہ "مسلمانوں کی فطرت میں باغیانہ جذبہ ان کی توحید اور مذہب کے اصول نے پیدا کر رکھا ہے۔ جب تک ہماری حکومت مسلمانوں کا مذہب برداشت کرتی رہے گی اس وقت تک دشمنی کا یہ جذبہ صرف قائم ہی نہیں رہے گا بلکہ روز بہ روز بڑھتا رہے گا۔ [4] اس جذبہ سے مغلوب ہو کر فرنگیوں نے مسلمانوں کو زبردستی عیسائی

---

[1] مسلمانان ہند کی سیاست ملی ص ۱۰۱ [2] تبصرہ التواریخ ج ۲ ص ۵۴

Marfat.com

بنانے کی کوشش جاری کی جیسا کہ مسز مور نسٹ انگلش لکھتی ہے کہ:

انگلستان کا بڑا پادری چاہتا ہے کہ ہندوستان کو دین مسیحی میں داخل کر دے جو لوگ خوشی سے ان کا دین قبول نہیں کرتے ان کے ساتھ سختی سے پیش آتا ہے۔ اور عیسائیت اختیار کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

فرنگی مشینریوں نے اپنے اسکول کے نصاب تعلیم میں وہ تمام کتابیں داخل کیں جو ایک انسان کو اسلام سے دور اور عیسائیت سے قریب کر سکیں۔ اس کے علاوہ، سوالات عیسائیت کے مطابق دیئے جانے لگے۔ اگر بچوں نے جواب ان کی منشا کے مطابق دیا تو انعام دیا جاتا۔[1] فرنگی اپنی تعلیم میں اپنے عقائد کو راسخ کراتے اور اسلامی قوانین کو وحشیانہ، غیر مہذب، دور جدید کے لئے فرسودہ ثابت کرتے نتیجتاً بے شمار مسلمان نوجوان اپنے مذہب سے دور ہی نہیں بلکہ مذہب کا مذاق اڑانے لگے۔ ایسے حالات میں مصلحین امت کا ایک گروہ عیسائیت کے سیلاب بلا کو روکنے کے لئے میدان عمل میں کود پڑا اور بہت سے تعلیمی ادارے قائم کئے گئے جو فقہی مراکز کی حیثیت سے کام کرنے لگے

اہم مدارس و مراکز کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

نام ادارہ	مقام	مؤسس
۱۔ دارالعلوم حزب الاحناف	لاہور	مولانا دیدار علی ۔۔۔ / ۱۸۵۶ء وفات ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء
۲۔ شاہی جامع مسجد	آگرہ	
۳۔ مدرسہ سراج العلوم	خانپور	مولانا سلطان احمد خان ولادت ۔۔۔ ۱۸۰۰ء وفات ۱۳۰۷ھ ۱۹۶۰ء
۴۔ مدرسہ غوثیہ	سادھوراں	مولانا پیر عبدالغفار شاہ ... ولادت ... وفات ...
۵ جامع مسجد	بابلی	مفتی عزالدین ہزاروی ۱۳۰۹ھ/ ۱۹۰۹ء

[1] جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، ص ۱۰۱

Marfat.com

نام ادارہ	مقام	مؤسس
۶- جامعہ نعمانیہ	لاہور	مفتی غلام احمد بن شیخ احمد ولادت ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۶ء وفات ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء
۷- جامعہ شمس العلوم	بدایوں	علامہ عبد القادر بدایونی ولادت ۱۲۵۳ھ/۱۸۳۷ء وفات ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء
۸- مدرسہ حنفیہ	جونپور	ہدایت اللہ صاحب متوفی ۱۳۲۶ھ
۹- جامع مسجد فتحپور	دہلی	
۱۰- دار العلوم منظر اسلام	بریلی شریف	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا
۱۱- دار العلوم دیوبند	دیوبند	حاجی عابد حسین
۱۲- دار العلوم ندوۃ العلماء	لکھنؤ	مولانا محمد علی مونگیری
۱۳- مدرسہ نور الہدیٰ پوکھریرا	مظفرپور	مولانا محمد عبد الرحمٰن محبّے پوکھریروی
۱۴- مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ	دربھنگہ	
۱۵- مدرسہ حنفیہ پٹنہ سٹی	پٹنہ	قاضی عبد الوحید ولادت ۱۲۸۹ھ وفات ۱۳۲۶ھ
۱۶- مدرسہ عالیہ رامپور	رامپور	
۱۷- مدرسہ عالیہ قادریہ	بدایوں	
۱۸- جامعہ نظامیہ	حیدرآباد	
۱۹- دار العلوم معینیہ	اجمیر شریف	
۲۰- مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد ناخدا	کلکتہ	مولانا ابو الکلام آزاد
۲۱- مدرسۃ الحدیث (۱۳۰۱ھ)	پیلی بھیت	
۲۲- مدرسہ حافظیہ سعیدیہ	دادون علیگڑھ	
۲۳- مدرسہ سلیمانیہ	تونسہ	
۲۴- مدرسہ مجیبیہ پھلواری شریف	پٹنہ	
۲۵- مدرسہ ضیاء الاسلام	سیال (سرگودھا)	

Marfat.com

نام ادارہ	مقام	مؤسس
۲۶۔ دارالعلوم صوفیہ	اجمیر	
۲۷۔ مدرسہ فیض عام	کانپور	
۲۸۔ مدرسہ جامعہ مسجد	علی گڈھ	
۲۹۔ مدرسہ انوار العلوم	رامپور	مولٰنا لطف اللہ رامپوری ۱۲۵۴ھ/۱۳۱۳ھ
۳۰۔ مدرسہ فیض الغربا	آرہ	
۳۱۔ مدرسہ اسلامیہ	میرٹھ	
۳۲۔ جامعہ لطیفیہ	علی گڈھ	
۳۳۔ مدرسہ حسین بخش	دہلی	
۳۴۔ مدرسہ حافظیہ	پیلی بھیت	
۳۵۔ دارالعلوم محمودیہ	پیلان	مولٰنا غلام محمود (و) ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۵ء (م) ۱۳۴۲ھ
۳۶۔ مدرسہ تعلیم الاسلام	جے پور	

مذکورہ مدارس کے علاوہ اور دوسرے مدارس فرنگی دور حکومت میں فقہ اسلامی کی تعلیم میں سرگرم عمل تھے۔ مذکورہ مدارس کے نصاب تعلیم میں دوسرے فنون کے علاوہ فقہ سے متعلق مندرجہ ذیل کتابیں داخل نصاب تھیں۔

۱۔ نورالایضاح	حسن بن علی شرنبلالی	(م) ۱۱۹۲ھ/۱۷۰۰ء
۲۔ قدوری	ابوالحسن احمد محمد المعروف قدوری	(م) ۴۲۸ھ/۱۰۳۶ء
۳۔ کنز الدقائق	ابوالبرکات عبداللہ بن احمد عرف حافظ الدین	(م) ۷۱۰ھ/۱۳۱۰ء
۴۔ شرح وقایہ	عبداللہ بن مسعود (صدر الشریعہ)	(م) ۵۴۳ھ/۱۱۴۸ء
۵ ہدایہ اولین	برہان الدین علی بن ابی بکر	(م) ۵۹۳ھ
۶۔ ہدایہ اخیرین	"	"

Marfat.com

۷۔ دُرِّ مختار — علامہ علاء الدین (م) ۱۰۸۸ھ/۱۶۷۷ء

۸۔ اصول الشاشی — نظام الشاسی (م) ۷۵۲ھ/۱۳۵۳ء

۹۔ نورالانوار — شیخ احمد ملاجیون (م) ۱۱۰۵ھ

۱۰۔ حسامی — حسام الدین محمد بن عمر (م) ۶۴۴ھ/۱۲۴۶ء

۱۱۔ توضیح — صدرالشریعہ عبداللہ بن مسعود (م) ۷۴۳ھ/۱۳۱۰ء

۱۲۔ تلویح — علامہ سعدالدین تفتازانی (م) ۷۸۱ھ/۱۳۵۶ء

۱۳۔ مسلم الثبوت — علامہ محب اللہ بہاری (م) ۱۲۰۰ھ/۱۷۸۵ء

مسلمانوں نے عوامی سطح پر بے شمار انجمنیں اور تبلیغی ادارے بھی قائم کیے جن کے ذریعہ اسلامی اصول کی تبلیغ واشاعت بھرپور طور پر شروع کر دیا۔ اور یہ ادارے فرنگیوں کے سیلاب بلا کو روکنے کے لئے سدِ سکندری کا کام دینے لگے۔ اور پورے ملک میں ہر محاذ پر صف آرا ہو گئے۔ انہی مجاہدین کی خدمات کا یہ اثر ہے کہ آج بھی اسلامی زندگی کی دھڑکن برقرار ہے۔

ادیانِ مختلفہ کی آویزش

فرنگی دورِ حکومت میں ہندوستان میں کئی مذاہب اسلام سے براہِ راست ٹکرانے کی کوشش کرتے رہے۔ ان میں عیسائی تو پیش پیش تھے اس لئے کہ عیسائیوں کے مذہبی حملوں کا جواب اگر کوئی مذہب ہندوستان میں دے سکتا تھا تو وہ صرف اسلام ہی تھا چونکہ یہی ایک ایسا مذہب ہے جس کے پاس اپنا اصول ہے۔ اس کے جملہ ارکان عقلِ سلیم اور فطرت کے مطابق ہیں۔ لیکن دوسرے مذاہب جو اس وقت ہندوستان میں تھے۔ ان کے پاس کوئی مستحکم اصول نہیں تھا۔ ان کا مذہب چند روایات پر مبنی تھا۔ ظاہر ہے ایسا مذہب عیسائیوں کے مقابلہ میں کیا ٹک سکتا تھا۔ ہندوستان میں مذاہب کا جائزہ

Marfat.com

لینے پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام ہی ایک ایسا دین تھا جو عیسائیت کا مقابلہ کما حقہٗ کر سکتا تھا۔ اس لئے عیسائی مشنریاں اسلام کے خلاف نہایت شد و مد کے ساتھ صف آرا ہو گئیں۔ اس کے علاوہ اس دور میں ایک طبقہ آریہ منتھ کے نام سے وجود میں آیا جس نے مسلمانوں کے خلاف، اسلامی قوانین کے خلاف، اسلام کے مسلمہ عقائد کے خلاف حملے شروع کر دیئے۔ اس مذہب کا بانی پنڈت ودیانند ہے۔ اس نے اپنے مذہب میں ترمیم کر کے اور فلاسفہ قدیم کے فرسودہ افکار، دور از کار خیالات کو اپنے مذہب سے خارج کر کے میدان عمل میں قدم رکھا اور بے سبب مسلمانوں کے عقائد پر حملہ شروع کر دیا۔ نئے نئے سوالات پیدا کئے جن کے علمائے اسلام نے دندان شکن جوابات دیئے۔

آریہ منتھ کے چند اعتراضات مندرجہ ذیل ہیں

۱۔ مسلمان کہتے ہیں کہ خدا قادر مطلق ہے لیکن خدا اپنے آپ کو مار نہیں سکتا نہ چوری کر سکتا ہے۔ اس لئے وہ قادر مطلق نہیں ہے۔ (انتصار الاسلام ص۱۲)

۲۔ مسلمان کہتے ہیں کہ شیطان بہکا کر انسان سے جرم کراتا ہے۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ شیطان کو کس نے بہکایا۔ حاصل یہ ہے کہ یہ مسئلہ غلط ہے (شیطان کوئی چیز نہیں) انسان خود برے کام کرتا ہے۔ (انتصار الاسلام ص۲۳)

۳۔ مسلمان قائل ہیں کہ احکام خداوندی میں نسخ ہوتا ہے لیکن یہ امر بالکل خلاف عقل ہے کیونکہ اس کے یہ معنی ہوئے کہ خدا نے بے سوچے آج کچھ کہہ دیا کل کو جب کوئی خرابی دیکھی تو حکم بدل دیا۔ خدا کا حکم آدمیوں کے حکم کے برابر نہیں ہمیشہ اس کا ایک حکم رہتا ہے اور تغیر و تبدیل احکام کی اس کے یہاں نوبت نہیں آتی۔ (انتصار الاسلام ص۲۹)

۴۔ یہ مسئلہ اہل اسلام کا ہے کہ ارواح خدا کے یہاں پہلے سے موجود ہیں جب کسی کو حکم دیتا ہے تو وہ حکم کے موافق دنیا میں آجاتی ہیں۔ نہیں بلکہ خدا کو ہر وقت قدرت ہے۔ جب

Marfat.com

چاہے پیدا کر کے بھیج دیتا ہے۔ اور ارواح کل ساڑھے چار ارب ہیں۔ اور جزا و سزا بطور تناسخ ہوتی ہے۔ [۱]

۵۔ مسلمان کہتے ہیں کہ جو کوئی روزہ کسی کا افطار کرادے گا تو جنت میں اس کے انعام میں ستر حوریں ملیں گی۔ تو چاہیئے کہ جو کوئی عورت روزہ کسی کا افطار کرادے تو اس کو ستر مرد اس کے انعام میں ملیں۔ [۲]

۶۔ مسلمان کہتے ہیں کہ توبہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ یہ غلط ہے بلکہ ہر فعل کی جزا یا سزا بطور تناسخ ضرور ملتی ہے۔ سزا معاف نہیں ہو سکتی کیونکہ عدل کے خلاف ہے۔ [۳]

۷۔ مسلمان جو گوشت کھاتے ہیں وہ حلال کر کے کھاتے ہیں۔ سو اگر یہ جانور دعا کے پڑھنے سے حلال ہو جاتے ہیں تو سب جانور حلال ہو سکتے ہیں۔ اور اگر دعا کے پڑھنے سے حلال نہیں ہوتے تو خود مرا ہوا کیوں حلال نہیں ہوتا۔ [۴]

مذکورہ سوال کا منشا یہ ہے کہ گوشت کی حلت کی وجہ کیا ہے۔ اگر گوشت میں حلت اس دعا سے آتی ہے جو تم جانور کو ذبح کرتے ہوئے پڑھتے ہو تو ہر ایک جانور دعا پڑھنے سے حلال ہو جانا چاہیئے۔ یہاں تک کہ سور اور کتا بھی۔ اور اگر حلت موت کی وجہ سے آتی ہے تو جو جانور خود مرجائے اس کا گوشت کیوں حلال نہیں۔ [۵]

۸۔ مسلمان دنیا میں تو شراب حرام کہتے ہیں اور ان کی جنت میں شراب کی نہریں ہیں۔ تماشا ہے کہ جو چیز یہاں حرام ہے وہاں حلال ہو گئی۔ اگر وہ نہریں ہیں تو کتنا طول و عرض رکھتی ہیں۔ اور ان کا منبع کہاں ہے۔ اگر بہتی ہیں تو کدھر سے کدھر کو

[۱] انتصار الاسلام ص۹۲ [۲] انتصار الاسلام ص۷۲ [۳] انتصار الاسلام ص۸۰

[۴] ″ ص۸۱ [۵] ″ ص۱۲۱

Marfat.com

اور نہیں تو سٹرتی کیوں نہیں ہ؟ [1]

۹۔ مسلمان مردے کو دفن کر کے زمین کو ناپاک کرتے ہیں۔ اس لئے جلانا بہتر ہے۔ [2]

۱۰۔ (برزخ پر اعتراض) مسلمان کہتے ہیں کہ آدمی مرکر قیامت تک حوالات میں رہتا ہے اور قیامت کو حساب ہوکر جزا و سزا کو پہنچتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ کیوں کہ حوالات میں رکھنا خلاف عدل ہے۔ بلکہ جزا و سزا بطور تناسخ بعد انتقال فوراً ہی مل جاتی ہے۔ [3]

آریہ سماج کے سوالات کے جواب میں بہت سے علما نے کتابیں تصنیف کیں جن میں خاص طور پر اعلیٰ حضرت مولنٰا احمد رضا خاں نے "کیفر کفر آریہ" لکھ کر اس کا دندان شکن جواب دیا۔

اختلاف مسالک

مذہب وہ اصول و احکامات ہیں جو اللہ کی طرف سے بندوں کو تفویض ہوئے مذہب کی ساری بنیادیں صالح اعتقادات پر قائم ہیں۔ مذہب میں اعتقاد اساس ہے۔ اور اعمال صالحہ و اجتناب معاصی ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔

مذہب اسلام کے تمام اصول و فروع کا مدار کتاب و سنت یا وہ مواد ہیں جو کتاب

---

[1] انتصار الاسلام صـ۸۵ [2] انتصار الاسلام صـ۹۴
[3] 〃 صـ۱۰۳

Marfat.com

و سنت کی روشنی میں حاصل ہیں۔ لیکن اسلام کے اعتقادی مسائل کا اثبات صرف دلائل قطعیہ سے ہو سکتا ہے۔ اور اس کے تمام معتقدات عہد رسالت سے آج تک ہر قرن میں پورے احتیاط و تواتر کے ساتھ منقول ہوتے رہے۔ اور ہم تک پہونچے۔ اسی لئے مذہب اسلام میں ان مخترعات کو کبھی بھی قبول نہ کیا گیا جن کی اصل قرون سابقہ میں نہ معلوم ہو۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذہب میں اختراع واحداث کرنے والوں سے دور رہنے کی تاکید فرمائی اور اشارہ فرمایا کہ جو طریقہ تمھارے آباء واجداد سے چلا آرہا ہے اس پر اعتماد کیا جائے۔

سیکون فی اخر امتی اناس یحدثونکم بما لم تسمعوا انتم ولا اباءکم فایاکم وایاھم [۱]

اس حدیث سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ مستقبل میں مذہب اسلام میں تغیر و تبدیل کرنے والے فرقے ظہور پذیر ہوں گے بلکہ صراحت کے ساتھ فرقوں کی تعداد کی طرف نشاندہی فرمائی۔

تفترق امتی علی ثلاث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ۔ [۲]

امت کی تفریق چونکہ مقدر ہو چکی تھی اور رسول صادق کی خبر پوری ہونی تھی اس لئے عہد صحابہ سے ہی فرقوں کا ظہور شروع ہو گیا۔ خوارج وروافض اور قدریہ نیز مرجیہ وغیرہ کے نام سے چند فرقے اسی دور میں ظہور پذیر ہوئے۔ اور مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ فرقوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ اور بعض فرقے چند ہی دنوں میں پیوند خاک بھی ہو گئے لیکن ان کے نظریات وافکار نے نیا جامہ پہنا اور نئے فرقے کے نام سے زندہ ہوتے رہے دور حاضر میں جو بھی فرقے نظر آتے ہیں ان کی عمر خواہ کتنی ہی کم ہو لیکن ان کے فکری مواد قرون سابقہ کے فرقوں میں موجود تھے۔

---

[۱] مسلم شریف صـ۹ [۲] ترمذی شریف صـ۹/۲

اسلامی فرقوں کے ظاہر ہونے میں جن اسباب کو دخل تھا ہم انہیں پانچ حصّوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

۱۔ اسلام دشمن ریشہ دوانیاں

۲۔ تحصیل شہرت

۳۔ کسی سیاسی مقصد کی تحصیل

۴۔ مذاہب مختلفہ

۵۔ فکر و نظر کی کوتاہی

فرقوں کے حق و باطل ہونے کا فیصلہ اس اعتبار سے سخت مشکل ہے کہ ان فرقوں کے افکار و نظریات گذشتہ دور میں بھی ابھرتے رہے جس سے ان کی قدامت ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن اس حیثیت سے فیصلہ کن مرحلہ پر پہنچنا بہت آسان ہے کہ عہد ماضی میں اسلاف نے ان فاسد نظریات کو قبول نہ کیا یا رد کیا؟ اس حیثیت سے بھی آسان ہے کہ فرقوں کی تحریک کن اسباب کے تحت پیدا ہوئی۔؟

مذہب کے معتقدات کے تحفظ میں جن اہل اسلام کی عمریں صرف ہوئیں جنھوں نے لومت لائم کی پروا کئے بغیر حق کا تحفظ کیا اور طرح طرح کی مصیبتیں جھیلیں مگر کسی قیمت پر مذہب حقہ میں تبدیلی پسند نہیں کی۔ مذہب کی تشریح میں ایسے لوگوں کے اقوال یقیناً قابل اعتماد ہیں۔ یہی سب وجوہ ہیں کہ اسلاف نے نئے فرقوں کی وجہ سے پیدا ہونے والے مسائل کا نہایت سنجیدگی سے دفاع کیا۔

اس دور کے علما نے نئے پیدا شدہ فرقوں کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا اس کی بنیاد دراصل سلف صالحین کی تائید پر ہے۔ اس لئے اگر ان کو تنگ نظر قرار دیا گیا' یا اور کسی طرح ان پر زبان طعن دراز کی گئی تو یقیناً یہ بات اسلاف تک پہونچے گی۔

تاریخی جائزہ لینے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ یہاں جب سے اسلام کی آمد ہوئی

Marfat.com

اس وقت سے یہاں سنی مسلمان آباد ہیں۔ البتہ ایک طویل عرصہ گذرنے کے بعد بعض وجوہ کے پیش نظر فرقہ شیعہ کی ہندوستان میں آمد ہوئی۔ عہد جہانگیر میں اس فرقہ کو نور جہاں کی وجہ سے حکومت کی تائید حاصل ہوئی اور اس کے پھلنے پھولنے کے وسیع ذرائع فراہم ہوئے۔ آہستہ آہستہ شیعوں کے مختلف فرقے ہندوستان میں آباد ہو گئے۔

ہندوستان میں پیدا ہونے والے فرقوں میں سب سے پہلا فرقہ "دین الٰہی" کے نام سے نمودار ہوا۔ شہنشاہ اکبر کے ایماء پر فیضی اور ابو الفضل نے اغراض کی تکمیل کے لئے غیر اسلامی افکار و توہمات کو نہایت شد و مد کے ساتھ اسلام میں داخل کیا "دین الٰہی" سے اکبر کے جو بھی مقاصد رہے ہوں ہمیں اس سے بحث نہیں البتہ "دین الٰہی" کے ظاہر ہوتے ہی مختلف سیاسی الجھنیں اکبر کو درپیش ہوئیں۔ شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ نے کھل کر اور ملا دو پیازہ نے پس پردہ اس فرقہ کے خلاف منظم تحریک چلائی۔ دین الٰہی بھی اکبر کے ساتھ دفن ہو گیا۔

ہندوستان میں انگریزوں کا ورود عہد شاہ جہانی میں ہوا۔ بظاہر وہ تجارت کے لئے اپنی زمین ہموار کرنا چاہتے تھے۔ لیکن حقیقتاً ان کا مقصد کچھ اور تھا، جو ایک طویل عرصہ کے بعد ظاہر ہوا۔ اورنگ زیب عالمگیر کے بعد جب حکومت مغلیہ مائل بہ زوال ہوئی طوائف الملوکی کے آثار نمایاں ہونے لگے تو انگریزوں کا جذبۂ قیام حکومت ابھر آیا۔ اس مقصد کے پیش نظر انھوں نے اختلافات کی آگ بھڑکانے میں پوری کوشش صرف کر دی بالخصوص مسلمانوں میں مذہبی اختلافات کے لئے افراد و اشخاص کا انتخاب کیا، جن کے ذریعہ مختلف فرقوں کے نظریات کی نشاۃ ثانیہ کے اسباب فراہم کئے۔ انگریزوں کی تائید سے تھوڑے ہی عرصہ میں نئے نئے فرقے ہندوستان بھر میں ابھر آئے۔ تاریخ کا یہ نہایت المناک سانحہ ہے۔ کہ ہر پیدا ہونے والے فرقہ کا سید ھا نشانہ مذہب اہل سنت و جماعت تھا۔

Marfat.com

تحریکِ وہابیت

مغلوں کے آخری دور میں سب سے پہلی تحریک جس فرقہ کی ابھری وہ "تحریک وہابیت" تھی۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے یہ تحریک محمد ابن عبدالوہاب کی تعلیمات سے متاثر ہوکر شروع کی اس تحریک کی بنیادی تعلیم محمد ابن عبدالوہاب کے معتقدات پر مشتمل تھی۔

مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں :۔

"شاہ عبدالعزیز صاحب کے انتقال کے بعد مولوی اسمٰعیل صاحب نے جب "تقویۃ الایمان" اور "جلاء العینین" لکھی تو علما میں ہلچل مچ گئی اور ان کے رد میں شاہ صاحب کے شاگرد رشید اور مولوی اسمٰعیل کے رفیق درس مولٰنا منور الدین صاحب نے متعدد کتابیں لکھیں۔ پھر جامع مسجد دہلی میں شہرۂ آفاق مناظرہ ہوا۔ جس میں ایک طرف مولٰنا اسمٰعیل اور مولانا عبدالحیٔ تھے اور دوسری طرف مولٰنا منور الدین اور تمام علمائے دہلی"۔ (آزاد کی کہانی ص۵۶)

چونکہ سلطنت مغلیہ کے فرمانرواؤں کا اعتقاد مذہب اہل سنت وجماعت کے مطابق تھا اس لئے مولوی اسمٰعیل اور ان کے رفقا مغلیہ حکومت کے سخت مخالف تھے۔ انوار ساطعہ ص۲۴۸ پر "غایت المرام" کے حوالہ سے میلاد وقیام کے استحسان پر ایک فتوٰی درج ہے۔ جس پر مشاہیر علما کے علاوہ بہادر شاہ ظفر کی مہر بھی ثبت ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت مغلیہ کا شہنشاہ مذہبی طور پر تحریکِ وہابیت کا مخالف تھا۔ شمس العلما ذکاءاللہ خاں اور سر سید احمد خاں کے بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہابیت کے محرکین بھی حکومت مغلیہ سے مذہبی طور پر سخت برہم تھے۔

Marfat.com

ذکاءاللہ خاں لکھتے ہیں:۔

" دہلی میں وہابی مولویوں کا گروہ بہادر شاہ ظفر کو بڑا بدعتی جانتا تھا اور ان مسجدوں میں نماز پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتا تھا۔ جن میں بادشاہ کی طرف سے امام مقرر ہوتا تھا۔" ؎۱

سرسید احمد خاں لکھتے ہیں:۔" دلی میں ایک بڑا گروہ مولویوں اور ان کے تابعین کا ایسا تھا کہ وہ مذہب کی رو سے معزول بادشاہِ دلی کو بہت بُرا اور بدعتی سمجھتے تھے ان کا یہ عقیدہ تھا کہ دلی کی جن مسجدوں میں بادشاہ کا قبض و دخل اور اہتمام ہے ان مسجدوں میں نماز درست نہیں۔ چنانچہ وہ لوگ جامع مسجد میں نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اور غدر سے بہت قبل کے چھپے ہوئے فتوے اس معاملے میں موجود ہیں۔" ؎۲

مولوی اسمٰعیل دہلوی نے تحریک وہابیت کو کچھ اس انداز میں چلایا کہ آگے چل کر یہی تحریک اپنی بنیادی تعلیم پر برقرار رہتے ہوئے تین حصوں میں تقسیم ہوگئی

غیر مقلد ۔ دیوبندی ۔ نیچری

؎۱ تاریخ عروج عہد انگلشیہ ص۶۶ ؎۲ اسباب بغاوت ہند ص۱

Marfat.com

لباب الثالث

مکاتب فقہ اسلامی اور اعلیٰ حضرت کا دور

Marfat.com

اختلاف مذاہب کی بناء

مسلمانوں کو عہد رسالت مآب میں جب بھی کوئی سوال پیش آتا تو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے رجوع کرتے۔ آپ کے وصال کے بعد اصحاب کی بارگاہ سے رجوع کرتے لیکن جب یہ دور بھی گذر گیا تو مسائل دریافت کرنے کے لئے تابعین کی خدمت میں حاضر ہوتے تابعین کے دور میں بے شمار نئے مسائل وجود میں آ گئے[1] لیکن ان کے درمیان جو بھی اختلافات پیدا ہوئے وہ اجتہادی تھے۔ اس اختلاف میں دین اسلام کا قیام مقصد اصلی تھا۔ جو کچھ لوگوں نے جبر و قدر کا مسئلہ چھیڑا وقتاً فوقتاً اصول عقائد میں اختلاف پیدا ہوتے رہے[2] نئے مسائل کے پیدا ہونے کا ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ خلفاء عباسیہ کے دور میں حکماء یونان کی بہت سی کتابوں کا ترجمہ عربی میں کرایا گیا فلاسفہ کے اقوال کی اشاعت سے لوگوں کے خیالات متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ بہت سے نئے مسائل پیدا ہو گئے۔[3]

فرقوں کی تقسیم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "ستفترق امتی علی ثلث وسبعين ملة" ایک معجزہ ہے جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا بے کم و کاست سب ظہور پذیر ہوئے۔

---

[1] مذاہب الاسلام صـ ۲۵ [2][3] مذاہب الاسلام صـ ۲۵

Marfat.com

بنام اسلام پانچ فرقے جو بہت مشہور ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ اہل سنت وجماعت

۲۔ شیعہ

۳۔ خوارج

۴۔ معتزلہ

۵۔ مرجیہ

ان فرقوں کی تقسیم کے بعد ہر فرقہ میں کئی ضمنی فرقے پیدا ہو گئے۔

اہل سنت وجماعت

چوتھی صدی ہجری سے قبل دنیا میں کسی مذہب معین کی قید نہیں تھی لیکن جب چنگیزی فوج نے اسلامی سلطنت کو برباد کر دیا تو لوگوں کی رائے مذاہب اربعہ پر قرار پائی اس لئے کہ یہ مذہب مدون ہو چکے تھے لیکن ابھی تک تقلید کو واجب قرار نہیں دیا جاتا تھا بلکہ عوام کے لئے تقلید کو مستحسن خیال کیا جاتا تھا اور علماء کے حق میں تقلید کو مکروہ سمجھا جاتا تھا۔ مگر جیسے جیسے جہل بڑھتا گیا تقلید کی ضرورت ناگزیر ہوتی چلی گئی۔ نتیجتاً مذاہب اربعہ کی تقلید عام طور سے پوری دنیائے اسلام میں ہونے لگی۔ بعض محققین جو تقلید کے محتاج نہیں تھے انھوں نے بھی اس بنا پر تقلید اختیار کی کہ عامۂ خلق ان سے منحرف نہ ہو جائیں۔

جزوی فقہی اختلاف کی بنا پر اہل سنت میں چار مذاہب پیدا ہو گئے۔ ان کے اختلافات فتاویٰ میں زیادہ واضح ہیں عقائد میں تقریباً سب متفق ہیں۔

۱۔ حنفی ۲۔ شافعی ۳۔ مالکی ۴۔ حنبلی

عقائد میں تین گروہ نظر آتے ہیں۔

Marfat.com

۱- اشعری ۲- ماتریدی ۳- حنبلی [1]

مجتہدین مذاہب اربعہ

یہ چار ائمہ امام ابوحنیفہ (۸۰/۱۵۰ھ) امام مالک (۹۳/۱۷۹ھ) امام شافعی (۱۵۰/۲۰۴ھ) امام حنبل (۱۶۲/۲۴۱ھ) جمہور اہل اسلام کے وہ ائمہ ہیں جن کے تفقہ نے قبولیت دوام حاصل کی جمہور اہل اسلام آج بھی انہیں چاروں ائمہ میں سے کسی ایک کی تقلید کرتے ہیں۔ مذکورہ ائمہ اربعہ کی زندگی کا مختصر خاکہ درج ذیل ہے۔

۱- امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ نعمان نام ابوحنیفہ کنیت (لیکن یہ کنیت حقیقی نہیں ہے اس لئے کہ امام اعظم کی کسی اولاد کا نام حنیفہ نہیں تھا۔ یہ کنیت وصفی معنی کے اعتبار سے ہے۔ یعنی ابوالملۃ الحنفیہ ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے وابتعوا ملۃ ابراھیم حنیفا [2] امام نے اسی نسبت کی وجہ سے اپنی کنیت ابوحنیفہ اختیار کی) امام اعظم لقب۔ آپ کے دادا علوی دور خلافت میں دولت اسلام سے مشرف ہوئے۔ اسلامی نام نعمان رکھا گیا اپنے وطن سے ہجرت کرکے اسلامی حکومت کے دار الخلافہ کوفہ پہنچے۔ بارگاہ علوی میں حاضری دی وطن کا تحفہ "فالودہ" نذر گذاری [3] اور اپنے بچے ثابت کے لئے دعا چاہی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دعائے خیر دی۔ [4] ثابت جب پینتالیس (۴۵) برس کی عمر کو پہنچے تو ۸۰ھ میں اللہ تعالیٰ نے بابرکت فرزند عطا فرمایا۔ دادا کے نام پر نعمان نام رکھا۔ آپ کی عمر جب ۱۲ یا ۱۳ سال کی ہوئی۔ آپ حضرت انس رضی اللہ عنہ خادم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (جس پر زندگی بھر نازاں تھے)

---

[1] مذاہب الاسلام ص۲۱۱ [2] تاریخ علم فقہ ص۳۶ [3] [4] تاریخ خطیب ص۳۲۶، ۱۳/۱۲۳

Marfat.com

۱۷ سال کی عمر سے تحصیل علم کی طرف متوجہ ہوئے طباع ذہن نے عقائد کی اہمیت کے خیال سے علم کلام کی طرف توجہ دی اور اس فن میں اعزاز کمال حاصل کیا۔ چونکہ علمی دنیا میں فقہ کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل تھی عوام اور حکومت سب کو اس کی ضرورت تھی چونکہ دین اور دنیا کی حاجتیں اس سے وابستہ ہیں اس لئے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد میں فقہ کی طرف آپ نے بھرپور توجہ دی۔ اور اس فن میں بھی یگانہ روزگار ہو گئے۔

امام ابوحنیفہ سنہ ھ میں امام حماد کی درس گاہ میں حاضر ہوئے۔ استاد نے جوہر قابل دیکھ کر توجہ سے پڑھانا شروع کیا۔ جب تک استاد زندہ رہے آپ تقریباً بیس سال تک علمی استفادہ کرتے رہے۔ امام حماد کے علاوہ امام ابوحنیفہ کے چند مشاہیر اساتذہ یہ ہیں۔

۱۔ عامر بن شرجیل شعبی کوفی	(و سنہ ۱۰۳ھ)
۲۔ علقمہ بن مرثد کوفی	(و سنہ ۱۰۲ھ)
۳۔ طاؤس بن کیسان یمنی	(و سنہ ۱۰۶ھ)
۴۔ سلیمان بن کیسان یمنی	(و سنہ ۱۰۶ھ)
۵۔ سالم بن عبداللہ بن عمر مدنی	(و سنہ ۱۰۶ھ)
۶۔ عکرمہ مولیٰ ابن عباس مکی	(و سنہ ۱۰۷ھ)
۷۔ مکحول شامی	(و سنہ ۱۱۳ھ)
۸۔ عطا ابن رباح مکی	(و سنہ ۱۱۴ھ)
۹۔ امام محمد باقر بن زین العابدین	(و سنہ ۱۱۴ھ)
۱۰۔ محارب بن دثار کوفی	(و سنہ ۱۱۶ھ)
۱۱۔ عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعراج مدنی	(و سنہ ۱۱۷ھ)

Marfat.com

۱۲۔ نافع مولیٰ ابن عمر مدنی (و سنہ ۱۲۰ھ)

۱۳۔ سلمہ بن کہیل کوفی (و سنہ ۱۲۳ھ)

۱۴۔ امام المحدثین شہاب الزہری مدنی (سنہ ۱۲۴ھ)

۱۵۔ ابو زبیر مکی (سنہ ۱۲۷ھ)

۱۶۔ قتادہ بصری (سنہ ۱۲۷ھ)

۱۷۔ ابو اسحاق سبعی کوفی (سنہ ۱۲۷ھ)

۱۸۔ عبداللہ بن دینار مدنی (سنہ ۱۲۷ھ)

۱۹۔ امام جعفر صادق مدنی (سنہ ۱۴۸ھ)

سنہ ۱۵۰ھ میں آپ نے وفات پائی۔ آپ نے بے شمار ایسے شاگرد چھوڑے جو آپ کی رحلت کے بعد آپ کی جانشینی کے فرائض انجام دیتے رہے۔

۲۔ امام مالک

امام مالک ابو عبداللہ بن انس بن مالک بن ابو عامر اصبحی سنہ ۹۳ھ میں مدینہ میں پیدا ہوئے آپ نے ابتدائے عمر میں تحصیل علم نہایت تنگدستی کی حالت میں کی کبھی ایسا بھی ہوا کہ آپ اپنے مکان کی چھت اکھیڑ کر اس کی لکڑیوں کو فروخت کر کے کتابیں خریدتے۔ آپ تیرہ سال کی عمر میں مسند افادہ پر متمکن ہوئے۔ آپ کے مشاہیر اساتذہ یہ ہیں۔

۱۔ عبدالرحمٰن بن ہرمز رحمۃ اللہ علیہ ۲۔ زبیر بن نافع رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ ابن زکوان رحمۃ اللہ علیہ ۴۔ یحییٰ ابن سعید رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ فقیہ حجاز ربیعۃ الرائے

امام مالک کی مجلس درس نہایت باوقار ہوئی۔ آپ کے تلامذہ میں عبداللہ بن مبارک ابو یوسف محمد بن حسن اور امام شافعی جیسی شخصیتیں شریک تھیں۔ امام مالک

Marfat.com

کی اہم تالیف مؤطا ہے جسکوان سے ہزاروں آدمیوں نے سنی جن میں مجتہدین، محدثین صوفیہ، فقہا، امرار اور خلفا بھی تھے۔

امام مالک تا حیات مدینۃ الرسول میں درس وافتاء کے کام میں مشغول رہے۔ ۱۷۹ھ میں آپ نے وفات پائی۔

۳۔ امام شافعی

ابو عبداللہ محمد بن ادریس بن عثمان بن شافع الشافعی المطلبی آپ کی نویں پشت میں عبدمناف ہیں۔ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چوتھی پشت میں ہیں۔

امام شافعی کی والدہ ام الحسن بنت حمزہ بن القاسم بن یزید بن امام حسن ہیں حضرت امام شافعی صوبہ عسقلان میں بمقام غزہ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ دو برس کے تھے کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ماں نے پرورش کی۔ دس برس کی عمر میں قرآن حکیم اور مؤطا کو حفظ کر لیا۔ پھر مکہ پہنچ کر وہاں کے فقیہ مسلم بن خالد زنجی سے فقہ حاصل کی اس وقت آپ کی عمر پندرہ سال کی تھی۔ استاد نے فتویٰ دینے کی اجازت دی مگر استاد سے سفارشی خط لے کر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کو مؤطا سنائی اور ان سے فقہ سیکھی۔ مزید برآں اکیاسی شیوخ سے حدیثیں سنیں۔

امام محمد بن حسن تلمیذ امام اعظم ابوحنیفہ کے یہاں آمد و رفت شروع کی اور ان سے بسلسلہ فقہ حنفی استفادہ کرنے لگے اس طرح امام شافعی طریقہ علمائے حدیث، طریقۂ اہل حجاز بواسطۂ امام مالک اور طریقۂ اہل عراق بواسطۂ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ تینوں کے جامع ہوئے پھر مکہ واپس ہوئے۔ اور وہاں آنے جانے والے علماء انصار سے تبادلۂ خیال اور استفادہ علمی کا مزید موقع ملا۔

امام شافعی فقہ حنفی اور فقہ مالکی دونوں سے کماحقہ واقف تھے، علم حدیث

Marfat.com

میں بھی انھوں نے کمال تبحر حاصل کیا اس لئے طریقۂ اہل عراق اور اہل حجاز کو اپنے نظریہ کے مطابق احادیث کے ذریعہ تطبیق و ترجیح کے ساتھ خود اپنی نئی فقہ ترتیب دی اور تخریج مسائل کئے۔

امام شافعی کے فقہ کی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ "مذہب قدیم" جسے انھوں نے عراق میں مرتب کیا تھا۔ اس میں عراقی رنگ غالب ہے۔

۲۔ "مذہب جدید" جسے انھوں نے مصر میں مرتب کیا تھا۔ اس میں حجازی رنگ کا غلبہ ہے۔

امام شافعی اپنے مذہب کی اساس اصول خود اپنے رسالہ اصولیہ میں لکھتے ہیں وہ ظاہری قرآن سے استدلال کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ کسی دلیل سے ثابت ہو کہ ظاہر قرآن مراد نہیں ہے اس کے بعد حدیث کو لیتے ہیں خواہ وہ کسی مقام کے علماء سے حاصل کی ہو بشرطیکہ متصل ہو رواۃ ثقہ ہوں۔

امام مالک کی طرح اس کے بعد وہ کسی عمل کی جو حدیث کی مؤید ہو قید نہیں لگاتے ہیں۔ نہ امام ابو حنیفہ کی طرح حدیث کی شہرت وغیرہ کی قید لگاتے ہیں۔ حدیث کی اس تائید کی بنا پر علمائے حدیث میں امام شافعی کو قبولیت دوام حاصل ہوئی یہاں تک کہ اہل بغداد ان کو ناصر السنتہ کہتے تھے وہ حدیث کو اسی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور واجب الاتباع سمجھتے ہیں۔ جب قرآن، حدیث اور اجماع تینوں میں سے کسی سے مسئلہ حل نہ ہو تو وہ قیاس پر اس شرط کے ساتھ عمل کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ کوئی معین ہو۔ عراقیوں کے استحسان اور حجازیوں کی اصطلاح کی انھوں نے شدید مخالفت کی البتہ وہ استدلال عمل سے کرتے ہیں جو اس کے قریب قریب ہو۔

۴۔ امام احمد بن حنبل :۔ ابو عبداللہ احمد بن حنبل بن ہلال الذہلی

Marfat.com

المروزی ۱۶۲ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ دو برس کی عمر میں یتیم ہو گئے۔ ماں نے پرورش کی۔ ابتدائی عمر میں امام ابو یوسف کی مجلس میں حاضر ہونے لگے۔ سولہ برس کی عمر سے تحصیل حدیث شروع کی ہشیم اور سفیان بن عیینہ سے حدیثیں سنیں۔

۱۸۶ھ میں پہلی بار مکہ گئے۔ وہاں کے مشائخ سے حدیث سنی۔ ۱۹۶ھ میں دوبارہ مکہ پہنچے تین برس رہے پھر یمن پہنچے۔ عبدالرزاق سے حدیث سنی۔ اسی طرح مختلف بلاد میں مشائخ کثیرہ سے سماع حدیث کرتے رہے۔

امام شافعی جب عراق آئے تو ان سے فقہ سیکھی۔ امام شافعی کے بغدادی تلامذہ میں امام احمد سب سے زیادہ بڑے ہیں۔

۲۱۲ھ میں عقیدۂ خلق قرآن کا فتنہ شروع ہوا۔ مامون نے ۲۱۸ھ میں صوبوں میں حکم بھیجا کہ محدثین سے خلق قرآن کا اقرار کرایا جائے۔ بغداد کے محدثین نے اختلاف کیا تو مامون نے انکار کرنے والے سات اکابر محدثین کو طلب کیا ان ساتوں میں حضرت امام احمد بھی تھے ان میں سے چھ نے خوف جان سے خلق قرآن کا اقرار کر لیا۔ لیکن امام احمد نے صریح مخالفت کی۔ ان کو قید کر دیا گیا۔ قید خانے میں سخت اذیتیں دی گئیں۔ درے مارے گئے۔ لیکن اپنے موقف سے نہیں ہٹے بالآخر انہیں رہا کر دیا گیا۔

بارہ ربیع الاول ۲۴۱ھ کو ۷۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔

فقہ حنبلی

امام احمد کی فقہ نہایت سادہ ہے فی الحقیقت اصحاب حدیث کا طریقہ ہے جس میں درایت اور عقل و وجدان سے بہت کام لیا گیا ہے امام احمد نے فقہ حنفی کی واقفیت امام ابو یوسف سے حاصل کی امام شافعی سے ان کا طریقہ سیکھا محدثین سے

Marfat.com

حدیث کی تکمیل کی اپنا اصول یہ رکھا کہ قرآن اور حدیث صحیح السند پر عمل ہو۔ حنفیہ اور شافعیہ کی طرح درایت، تنقیح، مناط اور قیاس سے حتی الامکان انھوں نے احتراز کیا۔ مالکیہ کی طرح تعامل اہل مدینہ بھی ان کے نزدیک حجت نہیں

احادیث صحیحہ مرفوعہ و موقوفہ کو ہر موقع پر معمول بہ ٹھہراتے ہیں اس بنا پر احادیث مختلفہ کی صورت میں ان کی فقہ میں جواب بھی مختلف ہیں۔ قیاس سے وہ بدرجۂ مجبوری کام لیتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کے دور میں مختلف فرقے

فقہ مالکی کی تقلید کرنے والے ہندوستان میں کبھی نظر نہیں آئے۔ فقہ حنبلی کی تقلید کرنے والے بھی ساحلی علاقے میں اتنے مختصر ہیں کہ ان کی انفرادی حیثیت کوئی نمایاں نہیں ہے۔ حضرت شافعی کے پیرو بھی ساحلی علاقے میں پائے جاتے ہیں۔ خصوصًا جنوبی علاقے کے مشرقی ساحلی 'سماترا' جاوا پر عربی فوج نے حملہ کیا تھا۔[1] ان علاقوں میں مسلمان تاجروں کی آمد و رفت زیادہ رہی۔ اس لئے بمبئی، سورت، سماترا اور جاوا میں کچھ افراد فقہ شافعی کے پیرو نظر آتے ہیں۔ ان کے بہت سے فقہا گذرے ہیں۔ جن کی علمی یادگاریں بھی موجود ہیں۔

احناف :-

ہندوستان میں اکثریت فقہ حنفی کے مقلدین کی ہر دور میں رہی۔ اس کے مختلف اسباب ہیں۔ اسلامی حکومت فقہ حنفی کی رو سے مذہبی امور میں فتاویٰ اور قضا کے فرائض انجام دیتے تھے۔ اس کے علاوہ مختلف مدارس فقہ حنفی کی تعلیم کا

[1] تاریخ ہند ۲۵

اہتمام کرتے تھے۔ علمائے احناف میں بھی دو گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ کے سرخیل ملا بحر العلوم عبد العلی (۱۱۴۴/۱۲۳۵ھ) بن ملا نظام الدین (۱۱۶۱ھ) مصنف ارکان اربعہ اور مولانا عبد الحی فرنگی محلی (۱۲۶۴/۱۳۰۹) بن عبد العلیم (۱۲۰۹/۱۲۸۵) مصنف السابق وغیرہ ہیں۔ دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جو تقلید پر سختی سے قائم ہے مثلاً مولانا شیخ فضل رسول بدایونی اور ان کے متبعین تھے۔ [۱]

اعلیٰ حضرت کے والد مولانا نقی علی خاں اور مولانا فضل رسول بدایونی رحمتہ اللہ علیہ اپنے عہد کے ہم خیال و ہم مسلک تھے۔ مولانا احمد رضا فاضل بریلوی (۱۲۷۲/۱۳۴۰) شدت سے مسلک اہل سنت اور مذہب حنفیت پر قائم تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد بھی حنفیت پر سختی سے عمل پیرا تھے۔ اعلیٰ حضرت کے دور میں جو گروہ شدت کے ساتھ حنفیت پر عمل پیرا تھا وہ علماء بدایوں اور علماء بریلی کا گروہ تھا [۲]

اعلیٰ حضرت کی پوری زندگی اور آپ کے تمام فتاوے میں یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ آپ نے نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی [۳] اعلیٰ حضرت کے قبل ہندوستان کے اکثر مسلمان حنفی مسلک کے مقلد تھے۔ جیسا کہ خود مولانا ثناء اللہ امرت سری نے انکشاف حقیقت کیا کہ امرت سر میں اسی سال قبل تقریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل بریلوی حنفی کہا جاتا ہے [۴] اعلیٰ حضرت کے عہد میں سیاسی بحران کے نتیجہ میں مذہبی بحران بھی رونما ہوا اور بڑی شدت سے علمائے احناف کے اندر دو گروہ الگ الگ پیدا ہو گئے۔ ایک عرف عام میں بریلوی کے نام سے موسوم ہے اور دوسرا دیوبندی کے نام سے معروف ہے۔

عرف عام میں بریلوی :- بریلوی، مولانا احمد رضا خاں قدس سرہٗ

---

[۱] ترجمہ الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند صفحہ ۱۵۴ — [۲] حیات شبلی صفحہ ۲۶

[۳] شمع توحید صفحہ ۴ — [۴] ؟ ونح کوثر صفحہ ۰

Marfat.com

کے معتقدین کو کہا جاتا ہے۔ عہد صحابہ میں جب حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کا اختلاف شروع ہوا تو مسلمانوں کے دو نئے نام تاریخ کے صفحات پر ملتے ہیں شیعی (محب علی) عثمانی (محب معاویہ) پھر جب ائمہ مجتہدین کا زمانہ آیا تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ (۸۰/۱۵۰ھ) حضرت امام مالک (۹۳/۱۷۹) حضرت امام شافعی (۱۵۰/۲۰۴) حضرت امام حنبل (۱۶۲/۲۴۱) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنے اپنے طور پر قرآن واحادیث سے مسائل شرعیہ مستنبط کئے جس کی روشنی میں مختلف فقہی طبقات پیدا ہو گئے۔ مسلمانوں کے یہ طبقات چار نام سے موسوم ہوئے۔ حنفی مالکی، شافعی، حنبلی۔ ثانی حضرت کے دور میں کچھ جدید مسائل ایسے پیدا ہو گئے جس کی بنیاد پر مسلمانوں میں شدید کش مکش اور اختلاف پیدا ہو گئے جس کے نتیجے میں بہت سے مناظرے اور بے شمار مجادلے ہوئے۔

اختلاف کے نتیجہ میں اس وقت کئی جماعتیں عالم وجود میں آئیں۔ بریلوی دیوبندی نیچری، اہل قرآن، وہابی۔

بریلوی جماعت کے مقتدا مولٰنا احمد رضا خاں ہیں۔ جن کے ماننے والوں کی تعداد ہندوستان میں بے شمار ہے

دیوبندیوں کے مقتدا مولوی اسماعیل دہلوی، مولوی قاسم نانوتوی۔ مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی اشرف علی تھانوی۔ مولوی محمود الحسن ہیں۔ ان کے ماننے والے بھی ہندوستان میں اچھی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔

نیچری کے بانی سرسید احمد خاں صاحب ہیں۔ (۱۸۱۷/۱۸۹۸)۔ نیچری وہ مسلمان ہیں جو سرسید کے ہم خیال ہیں۔ جب سائنس کی ترقی بام عروج پر پہنچی تو سائنسداں حضرات نے مباحثوں میں بہت سے دانشور سے عقل وضمیر کی تائید حاصل کرلی۔ اس وقت یورپ کے کچھ مسلمان سائنسدانوں سے متفق ہو گئے۔ سائنسی فرقہ اتنا

Marfat.com

زبردست ہو چکا تھا کہ وہ مذہب کی دستگیری کا خواہاں نہیں تھا۔ بلکہ مذہب کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ اس لئے یورپ میں دو فرقے ہو گئے۔ ایک کا نام مذہبی۔ دوسرے کا نام نیچری [1] یہی حال ہندوستان کے مسلمان کا ہو گیا ہے۔ جو مذہبی باتوں کو تاویلات کے ذریعہ سائنس کا ہم آہنگ بناتے ہیں۔ وہ نیچری کہلاتے ہیں۔

وہابی جماعت کے محرک ہندوستان میں مولوی سید احمد رائے بریلوی ہیں ان کے معتقدوں میں مولوی محمد اسماعیل دہلوی اس جماعت کے عظیم قائد گذرے ہیں انھوں نے اس تحریک کی اشاعت میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ کچھ دنوں کے بعد غیر مقلدیت میں بھی دو فرقے ہو گئے۔ ایک اسماعیلیہ دوسرا اسحاقیہ۔ اسماعیلیہ سے مقصود وہ فرقہ ہے جو بدعات و رسوم کی مخالفت کے ساتھ تقلید شخصی کا بھی تارک ہو جیسا کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان اور جلاء العینین وغیرہ میں لکھا ہے [2]۔ اسحاقیہ سے مقصود وہ فرقہ ہے جو حنفیت اور تقلید سے تو انکار نہیں کرتا لیکن بدعات و رسوم کا مخالف ہے [3]۔ لیکن ایک دور ایسا بھی آیا جب اسماعیلیہ غیر مقبول ہو گئے۔ تو مقلدیت حنفیت کی راہ اختیار کر کے اپنے عقائد کی اشاعت کرنے لگے [4]۔ اس جماعت کے متبعین بھی ہندوستان کے اکثر صوبوں میں موجود ہیں۔ آجکل یہ جماعت اہل حدیث یا غیر مقلد کے نام سے زیادہ معروف ہے۔

مذکورہ فرقوں کے درمیان اختلافی مسائل :۔

۱۔ امکان کذب باری تعالیٰ

۲۔ مسئلہ خاتم النبیین

۳۔ علم مصطفےٰ کمیت وکیفیت کے اعتبار سے

---

[1] مذاہب الاسلام ص۶۹۱   [2] آزاد کی کہانی ص۱۶۴

[3] آزاد کی کہانی ص۱۶۴   [4] آزاد کی کہانی ص۱۶۵

Marfat.com

۴۔ مسئلہ علم غیب

۵۔ میلاد، قیام، عرس، نیاز، فاتحہ

۶۔ نزول وحی بذریعۂ فرشتہ ہوا یا جو مضامین حضور کے قلب پر واضح ہوئے اسے آپ نے الفاظ میں پیش فرمایا۔

۷۔ حج فریضۂ الٰہی ہے یا ذریعۂ تجارت اور تفریح ہے۔

۸۔ جن و فرشتہ کا کوئی وجود ہے یا کائنات کی فطری قوت کا نام فرشتہ ہے۔

۹۔ جنت و دوزخ کی حقیقت جو قرآن میں مذکور ہے۔ واقعی ہے یا تمثیلی۔

۱۰۔ احادیث کس حد تک واجب العمل ہیں۔

۱۱۔ فقہا کے قرآن و حدیث سے مستخرجہ مسائل واجب العمل ہیں۔ یا ان پر عمل گمراہی ہے۔

۱۲۔ حضور کا مقام بشریت

۱۳۔ حیات النبی

۱۴۔ اختیار مصطفےٰ

اہل تشیع :۔

آفتاب رسالت کے غروب ہوتے ہی رفض و خروج کے آثار نمایاں ہوئے حتیٰ کہ خلافت راشدہ کے اختتام کے بعد مسلمان تین گروہوں میں منقسم ہو گئے جمہور اہل اسلام خارجی اور شیعہ

ان سیاسی جماعتوں کے نظریے بھی مختلف تھے۔ جس نے مسائل فروع میں بھی گہرا اثر ڈالا۔ اس وقت خارجیوں کا وجود محض نام کا ہے [1]

---

[1] تاریخ علم فقہ صفحہ ۱۲

لیکن شیعہ عہد حاضر میں بھی اپنے مسلک کے ساتھ زندہ ہیں۔ گروہ شیعی کے بائیس فرقے ہیں جن میں سے مندرجہ ذیل اٹھارہ غلاط کہلاتے ہیں۔ سبائیہ، کاملیہ، مغیریہ بنانیہ، جناحیہ، منصوریہ، خطابیہ، غرابیہ، ذبابیہ، ذمیہ، امویہ، غمایہ، رزامیہ، سلمغانیہ، اسحاقیہ، نصیریہ، علویہ، نقضیعہ، راوندیہ، لبسلمیہ، حلاجیہ، کیسانیہ۔ بقیہ چار فرقے یہ ہیں۔

جارودیہ، سلیمانیہ، بتریہ (یہ تینوں زیدیہ ہیں) اور امامیہ جنھیں اثنا عشری بھی کہتے ہیں۔ انہوں نے جمہور اسلام سے الگ اپنی فقہ کی تدوین کی مگران میں سے اکثر معدوم ہو گئے۔ ان سے تین گروہ باقی ہیں۔ ایک زیدیہ دوسرا مذہب امامیہ (یا اثنا عشریہ یا حنفیہ) تیسرا مذہب اسماعیلیہ ہے۔ [1]

زیدیہ۔ یہ مذہب امام زید بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب ہے جنہوں نے کوفہ میں ہشام ابن عبدالملک کے زمانہ میں علم مخالفت بلند کیا اور شہید ہوئے۔ یہ مذہب فروع میں مذہب اہل سنت سے بہت قریب ہے۔ اصولاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلافت کا زیادہ حقدار جانتے ہیں۔ مگر خلفائے ثلاثہ حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی ذی النورین رضی اللہ عنہم کی خلافت کو بھی صحیح جانتے ہیں۔ اور ان کی تنقیص نہیں کرتے۔ [2]

اس مذہب کے سب سے بڑے داعی حسین ابن علی بن الحسن بن زید بن عمر بن علی ابن الحسن بن علی ہوئے۔ مذہب زیدیہ سے متعلق انہوں نے بہت سی کتابیں لکھیں ایک کتاب مجموع فقہی یا مسند زیدیہ امام شہید کی طرف منسوب ہے۔ ائمہ زیدیہ میں حسن ابن زید ابن محمد بن اسماعیل بن الحسن زیدیہ (۲۷۰ھ) بڑے فقیہ تھے انہوں نے کتاب البیان اور کتاب الجامع تالیف کی زیدیہ کے بھی متعدد فرقے ہیں۔

---

[1] تاریخ علم فقہ ص ۱۲۱ [2] تاریخ علم فقہ ص ۱۲۲

Marfat.com

قاسمیہ:- یہ قاسم بن ابراہیم العلوی (م ۲۴۲ھ) کی طرف منسوب ہے اور ہادویہ جو ہادی بن یحییٰ (۲۹۸ھ) کی طرف منسوب ہے۔ ان کی تالیف کتاب الجامع ہے۔ یمن میں اب تک زیدیوں کی حکومت قائم ہے۔ اور اکثر یمنی زیدی شیعہ ہیں۔ [1]

امامیہ:- یہ فرقہ زیدیہ کے بھتیجے امام جعفر الصادق کی طرف منسوب ہے۔ امام جعفر الصادق اہلسنت کے مسلم امام ہیں۔ امام ابو حنیفہ اور امام مالک نے ان سے روایت کی ہے لیکن ابو النضر محمد بن مسعود عیاشی ابو علی محمد بن احمد بن الجنید اور زرارہ بن اعین نے نئی فقہ امام جعفر کی طرف منسوب کی ہے۔ اور اسے شائع کیا۔ اس فقہ کے متبع امامیہ یا اثنا عشریہ کہلاتے۔

اس مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ ائمہ معصوم ہیں۔ حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی اور خلیفہ بلا فصل ہیں۔ خلفاء ثلاثہ کی خلافت صحیح نہیں اور نہ ان کی روایت حجت ہے، یہ اجماع اور قیاس کے قائل نہیں ہیں۔ تقیہ کے قائل ہیں۔ یہ مذہب ایران میں اب تک رائج ہے۔ ہند و پاک میں بھی اس مذہب کی پیرو ایک جماعت ہے۔ [2]

اسماعیلیہ:- چوتھی صدی ہجری میں مصر اور اس کے ملحق شہروں میں ایک مذہب اسماعیلیہ کا ظہور ہوا۔ یہ مذہب امام جعفر الصادق کے بیٹے امام اسماعیل کی طرف منسوب ہے۔ معز الدین اللہ فاطمی مصری حکمران نے اس کو مصر میں رائج کیا لیکن چھٹی صدی میں جب مصر سے فاطمیوں کی حکومت ختم ہو گئی۔ تو یہ مذہب بھی وہاں سے ختم ہو گیا۔ [3]

مذہب اسماعیلی کے ماننے والے اب متفرق طور پر ادھر ادھر پائے جاتے ہیں۔ داؤدی بوہرہ اور آغا خانی خوجہ کے نام سے مشہور ہیں۔ مگر یہ حضرات اپنے مذہب کو بہت چھپاتے ہیں۔ اس کی تفصیل دوسروں کو نہیں بتاتے۔ [3]

---

[1] تاریخ علم فقہ صـ ۱۲۲ [2] تاریخ علم فقہ صـ ۱۲۲ [3] تاریخ علم فقہ صـ ۱۲۳

باب الرابع

ابتدائی زندگی، تعلیم اور اساتذہ

Marfat.com

اُتّر پردیش

Marfat.com

شجرۂ نسب

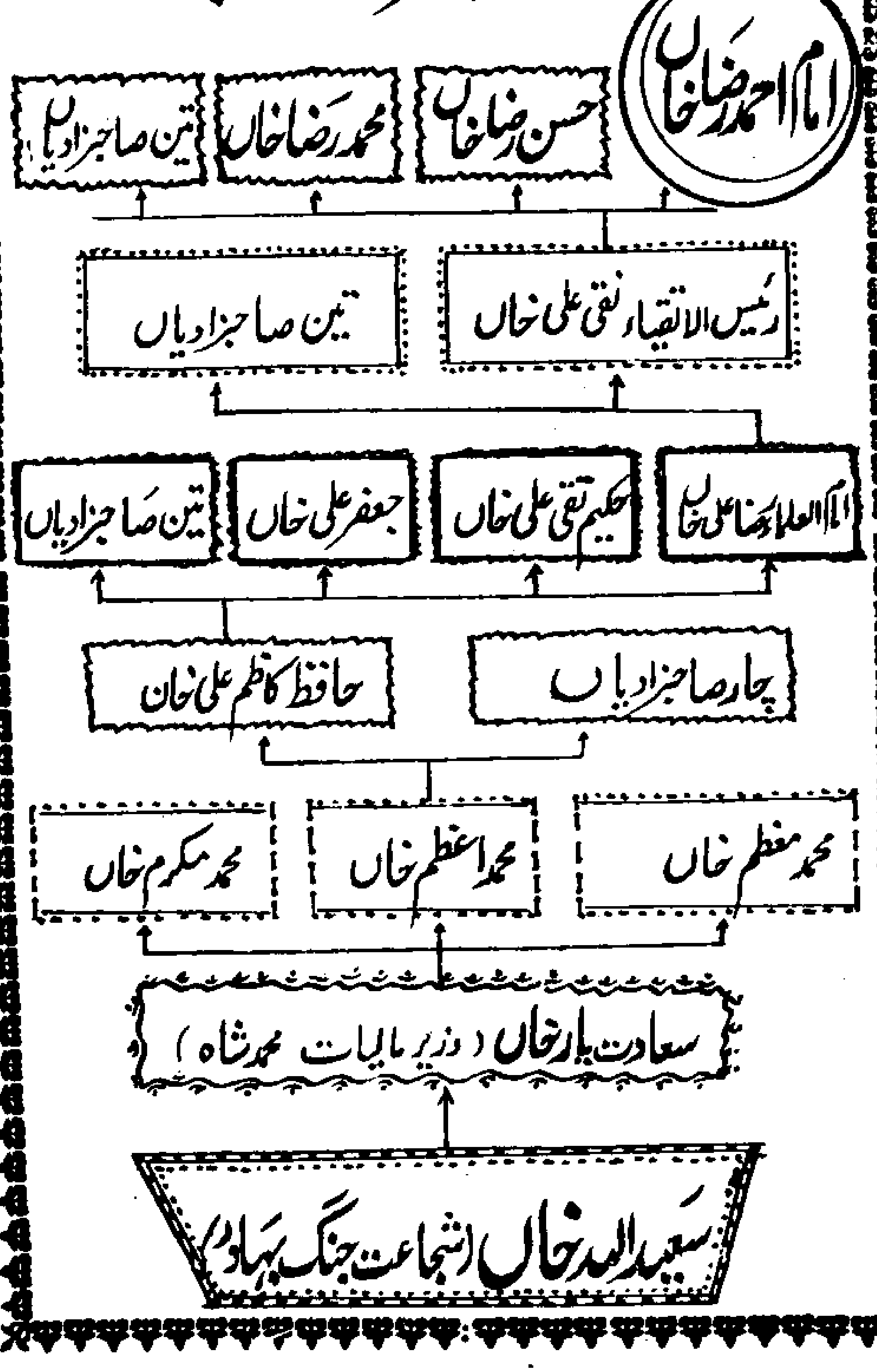

Marfat.com

خاندانی حالات

اعلیٰ حضرت کا خاندان بہت باعظمت اور باوقار تھا۔ آپ کا تعلق پٹھانوں کے مشہور قبیلہ یوسف زئی سے تھا۔ شجرۂ نسب کی ابتداء سعید اللہ خاں سے کی جاتی ہے جو عالی جناب شجاعت جنگ بہادر کے لقب سے مشہور تھے قندھار (کابل) سے سلطان شاہ محمد شاہ کے ہمراہ ہندوستان آئے[1] اور یہیں کے ہو رہے۔ بیحد ذکی و فہیم تھے۔ آپ کی سیاسی بصیرت اور انتظامی صلاحیت سے متاثر ہو کر شہنشاہ مغلیہ نے ششش ہزاری کے منصب جلیلہ پر فائز کیا۔ حکومت کی طرف سے لاہور کا شیش محل آپ کی جاگیر میں دیا گیا۔ آپ لاہور سے دہلی تشریف لے آئے۔[2]

سعادت یار خاں:۔ اپنے وقت کی بہت باوقار شخصیت تھی۔ وہ حکومت وقت (سلطنت مغلیہ) کے وزیر مالیات تھے ان کی دیانت داری سے بادشاہ متاثر ہو کر ضلع بدایوں کے کئی مواضعات جاگیر میں عطا کئے (جو ابھی اس خاندان کے لوگوں کے حصے میں ہیں) آپ فن سپہ گری میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ اس لئے حکومت نے ایک جنگی مہم سر کرنے کے لئے روہیل کھنڈ بھیجا۔ فتحیابی کے بعد فرمان شاہی پہونچا کہ آپ کو اس علاقے کے صوبیدار کا منصب حکومت نے عطا کیا ہے لیکن آپ اس وقت بستر وصال پر تھے[3]

---

[1] المیزان امام احمد رضا نمبر ص۵۵ [2] سوانح اعلیٰ حضرت ص۹۹

[3] سوانح اعلیٰ حضرت ص۹۹

Marfat.com

محمد اعظم خاں:۔ محمد اعظم خاں سلطنت مغلیہ کی وزارت اعلیٰ کے عہدے پر فائز تھے۔ آپ دہلی سے بریلی تشریف لے آئے۔ کچھ دنوں تک وزارت کے عہدہ پر فائز رہے پھر بعد میں سلطنت کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو گئے۔ اور آپنے ترک دنیا فرمائی عبادت و ریاضت میں ہمہ وقت مشغول رہنے لگے۔ آپ رشد و ہدایت بھی فرماتے آپ کی ذات والا صفات سے قندھار کے اس خانوادے میں علم و فضل اوراد و وظائف کا بول بالا شروع ہوا۔ آپ بریلی محلہ معماران میں اقامت گزیں رہے۔ وہیں آپ کا مزار پاک بھی ہے۔ آپ صاحب کرامت بزرگوں میں سے تھے [۱]

کاظم علی خاں:۔

کاظم علی خاں شہر بدایوں کے تحصیل دار تھے۔ دو سو سواروں کی بٹالین آپ کی خدمت میں رہا کرتی تھی۔ آپ کو سلطنت مغلیہ نے آٹھ گاؤں جاگیر میں پیش کیا تھا۔ [۲]

مولانا رضا علی خاں:۔

قطب الوقت مولانا شاہ رضا علی خاں صاحب علیہ الرحمہ (م ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۶ء) ایک بلند پایہ عالم اور صاحب دل بزرگ تھے [۳] اعلیٰ حضرت کے خاندان میں آپ ہی کے وقت سے دنیاوی حکمرانی کا رنگ ختم ہو کر فقر و درویشی کا رنگ غالب آگیا آپ سے پہلے کے بزرگوں نے شروع میں حکومت کا عہدہ سنبھالا پھر بعد میں عبادت و ریاضت میں مشغول رہے۔ لیکن آپ کی ذات گرامی ایسی تھی کہ کبھی بھی حکومت کا عہدہ قبول نہیں کیا۔ بلکہ شروع ہی سے عبادت و ریاضت میں زندگی گزاری۔

---

[۱] سوانح اعلیٰ حضرت ص۹۰ [۲] سوانح اعلیٰ حضرت ص۹۰

[۳] سوانح اعلیٰ حضرت ص۹۰ تذکرہ علماء ہند ص۸۵

Marfat.com

مولانا نقی علی خاں صاحب:۔

حضرت مولانا نقی علی خاں صاحب (و ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء) ایک بلند پایہ عالم اور اپنے وقت کے بہت بڑے فقیہہ تھے۔ آپ نے علوم ظاہری اور باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کی آپ اپنے وقت کے جلیل القدر عالم، بے مثل مناظر، بے نظیر مصنف اور بڑے فقیہہ تھے۔ جیسا کہ مولانا عبدالحیٔ رائے بریلوی نے لکھا ہے:۔

الشیخ الفقیہ نقی علی بن رضا علی بن کاظم علی بن اعظم شاہ بن سعادت یار الافغانی البریلوی احد الفقہاء الحنفیۃ اسند الحدیث عن شیخہ احمد بن زین دحلان الشافعی [1]

تصانیف:۔

۱۔ تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال ۲۔ وسیلۃ النجاۃ ۳۔ سرور القلوب فی ذکر المحبوب ۴۔ جواہر البیان فی اسرار الارکان ۵۔ اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد ۶۔ ھدایۃ البریہ الی الشریعۃ الاحمدیہ ۷۔ اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام ۸۔ فضل العلم والعلماء ۹۔ ازالۃ الاوہام ۱۰۔ تزکیۃ الایقان رد تقویۃ الایمان ۱۱۔ الکواکب الزہراء فی فضائل العلم وآداب العلماء ۱۲۔ الروایۃ المرویۃ فی الاخلاق النبویہ ۱۳۔ النقاوۃ النقویہ فی الخصائل النبویہ ۱۴۔ لمعۃ النبراس فی آداب الاکل واللباس ۱۵۔ التمکین فی تحقیق مسائل التزئین ۱۶۔ ھدایۃ المشتاق الی سید الانفس والآفاق ۱۷۔ ارشاد الاحباب الی آداب الاحتساب ۱۸۔ اجمل الفکر فی مباحث الذکر ۱۹۔ عین المشاہدہ لحسن المجاہدہ ۲۰۔ التشرق الاذاہ الی

---

[1] نزہۃ الخواطر ج ۷ ص ۵۰۹

Marfat.com

طرق حجۃ اللہ **۲۱**- نہایۃ السعادۃ فی تحقیق الہمۃ والارادہ **۲۲**- انوی الذریعہ الی تحقیق الطریقۃ والشریعۃ **۲۳**- ترویح الارواح فی تفسیر سورۃ الانشراح۔ [1]

امام احمد رضا نے اپنے والد اور اپنے جد امجد کا تذکرہ اپنے نعتیہ دیوان میں اس طرح فرمایا ہے "احمد ہندی رضا ابن نقی ابن رضا" [2] حضرت مولانا نقی علی خاں صاحب کی چھ اولاد ہوئی تین صاحبزادے احمد رضا خاں، حسن رضا خاں، محمد رضا خاں اور تین صاحب زادیاں تھیں [3] بیٹوں میں سب سے بڑے امام احمد رضا تھے، ان سے چھوٹے حسن رضا تھے اور سب سے چھوٹے محمد رضا تھے جو اپنے وقت کے بلند پایہ عالم اور بہترین شاعر گذرے ہیں۔ آپ کی تصانیف میں نعتیہ دیوان "ذوق نعت" بہت مشہور ہے۔ آپ داغ دہلوی کے شاگرد تھے۔

ولادت:-

امام احمد رضا کی ولادت ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء موافق ۱۱ جیٹھ سدی ۱۹۱۳ سمبت روز شنبہ ظہر کے وقت شہر بریلی شریف محلہ جسولی میں ہوئی [4] خود امام احمد رضا نے مندرجہ ذیل آیت کریمہ سے اپنا سن ولادت استخراج فرمایا

اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ

۱۲ ھ ۷۲

حسن اتفاق کہ اعلیٰ حضرت کی پیدائش کے وقت آفتاب منزل غفر میں تھا جو اہل نجوم کے نزدیک بہت ہی مبارک ساعت ہے۔ [5] اعلیٰ حضرت خود فرماتے ہیں۔

---

[1] جواہر البیان ص۲۰۳ [2] حدائق بخشش دوم ص۵۸ [3] حیات اعلیٰحضرت ص۱۱۔

[4] حیات اعلیٰحضرت ص۱ [5] حیات اعلیٰ حضرت ص۱

Marfat.com

دنیا ہزار حشر جہاں ہیں غفور ہیں
ہر منزل اپنے ماہ کی منزل غفر کی ہے [1]

نام :-

آپ کا پیدائشی نام محمد ہے اور تاریخی نام المختار ہے۔ ۱۲۷۲ھ جد امجد مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ (م ۱۲۸۲/ ۱۸۶۶ء) نے آپ کا نام احمد رضا تجویز فرمایا [2] جس نام سے آپ مشہور ہیں بعد میں آپ نے اپنے اسم شریف کے ساتھ عبد المصطفیٰ کا اضافہ فرمایا۔ چنانچہ اپنے نعتیہ دیوان میں ایک جگہ فرماتے ہیں۔

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

آپ اپنے دستخط میں احمد رضا کے ساتھ ہمیشہ عبد المصطفیٰ لکھتے تھے لیکن اس کے بعد عبد المصطفیٰ پر بے شمار اعتراضات ہوئے کسی نے ایک سوال لکھ کر اعلحضرت کی بارگاہ میں بھیجا کہ :-

زید کہتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں ہر کتاب اور ہر خط میں لکھتے ہیں " راقم عبد المصطفیٰ " خدا جل جلالہٗ کے سوا دوسرے کا عبد کوئی کیسے بن سکتا ہے۔ اس کا جواب اعلحضرت نے مفصل طور پر تحریر فرمایا۔

الجواب

اللہ عزوجل فرماتا ہے " وانکحوا الایامیٰ منکم والصالحین من عبادکم و امائکم " ہمارے غلاموں کو ہمارا بندہ فرمایا کہ تم میں جو عورتیں بے شوہر ہوں انہیں بیاہ کر دو اور تمہارے بندوں اور تمہاری باندیوں میں جو لائق ہوں ان کا نکاح کر دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔ لیس علی المسلم فی عبدہ ولا فی فرسہ صدقۃ

---

[1] حدائق بخشش [2] سوانح اعلحضرت ص [3] حدائق بخشش ص ۸

Marfat.com

مسلمان پر اس کے بندے اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم اور باقی سب صحاح میں موجود ہے۔ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجمع صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جمع فرما کر علانیہ فرمایا کہ کنت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکنت عبدہٗ وخادمہ "میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ میں حضور کا بندہ اور خدمت گار تھا" یہ حدیث جناب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا بحوالہ ابوحنیفہ وکتاب الریاض النضرۃ لکھی اور اس سے سند لی اور مقبول رکھی ہے۔ مثنوی شریف میں قصۂ خریداری بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی۔ ؎

گفت ما دو بندگانِ کوئے تو
کردمش آزاد ہم بر روئے تو

اللہ عزوجل فرماتا ہے: قل یٰعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم۔

حضرت مولوی معنوی قدس سرہٗ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

بندۂ خود خواند احمد در رشاد
جملہ عالم را بخواں قل یٰعباد

مولوی اشرف تھانوی صاحب نے حاشیہ شمائم امدادیہ میں قرآن کریم کا یہی مطلب ہونے کی تائید کی ہے کہ تمام جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ ہے۔ ؎ عبد اللہ بمعنی خلق خدا و ملک خدا تو ہر مومن و کافر ہے۔ مگر مومن وہی ہے جو عبد المصطفیٰ ہے۔ امام الاولیاء مرجع العلماء حضرت سیدنا سہیل بن عبد اللہ تستری

؎ فتاوے افریقہ ص ۱۰۰ ؎ فتاویٰ افریقہ ص۱۰۱

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں من لم یر نفسہ فی ملک النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لایذوق حلاوۃ الایمان ۔

آخر نہ دیکھا جب اللہ عزوجل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشانی میں ودیعت کیا۔ اور اس نور کی تعظیم کے لئے تمام ملائکہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کا حکم دیا۔ سب نے سجدہ کیا۔ ابلیس لعین نے نہ کیا۔ کیا اسوقت عبداللہ ہونے سے نکل گیا۔ اللہ کا مخلوق اللہ کا مملوک نہ رہا۔ حاشا یہ تو ناممکن ہے بلکہ نور مصطفےٰ کی تعظیم کو نہ جھکا عبدالمصطفےٰ نہ بنا۔ لہٰذا مردود ابدی و ملعون سرمدی ہوا۔ آدمی کو اختیار ہے چاہے عبدالمصطفےٰ بنے اور ملائکہ مقربین کا ساتھی ہو یا اس سے انکار کرے اور ابلیس لعین کا ساتھ دے والعیاذ باللہ رب العلمین واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم ۔[1]

عہد طفلی :-

اعلیٰ حضرت کا بچپن بہت ناز و نعم میں گذرا فطری طور پر ذہین تھے اور حافظہ بلا کا قوی تھا جد امجد حضرت مولانا شاہ رضا علی خاں صاحب (۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۶ء) نے عقیقہ کے دن خواب دیکھا جس کی تعبیر یہ تھی کہ فرش گیتی پر قدم رکھتے ہی بچہ اپنے وقت کا فاضل و عارف ہوگا۔[2]

حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کا عہد طفلی بھی طہارت نفس، اتباع سنت پاکیزہ اخلاق اور حسن سیرت کے اوصاف سے مزین تھا۔ تقریباً ساڑھے تین سال کی عمر تھی ایک نیچا کرتا پہنے ہوئے اپنے گھر سے باہر نکلے تھے کہ ایک گاڑی پر کچھ طوائفیں بیٹھی ہوئی کسی رئیس کی تقریب میں گانے بجانے جا رہی تھیں ان کا سامنا ہوتے ہی فوراً اپنے کرتے کا دامن اٹھا کر آنکھوں پر رکھ لیا طوائفیں ہنسنے لگیں۔ ان میں سے ایک بولی

[1] فتاویٰ افریقہ ص۲
[2] تذکرہ علماء ہند ص۶۱

واہ صاحبزادے آنکھوں کو چھپالیا اور ستر کو کھول دیا۔ آپ نے برجستہ ایسا نفیس جواب عہد طفلی میں دیا ہے کہ بڑے بڑے ماہرین نفسیات کے لئے سر دھننے کا موقع ہے۔ فرماتے ہیں کہ "جب نظر بہکتی ہے تب دل بہکتا ہے اور جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے"[۱] یہ جواب سن کر وہ سکتہ میں رہ گئیں کہ یہ کوئی ساڑھے تین سال کا بچہ ہے یا ساٹھ سال کا ماہر نفسیات بول رہا ہے۔

پوری دنیا کے لئے معیار حق بننے والا بچہ اپنے عہد طفلی میں بھی تبلیغ دین میں مصروف نظر آتا ہے۔ آپ کو بچپنے میں جو مولوی صاحب پڑھاتے تھے ایک دن بچوں نے ان کو سلام کیا۔ مولوی صاحب نے جواب دیا جیتے رہو! اس پر آپ نے مولوی صاحب سے فرمایا یہ تو سلام کا جواب نہ ہوا وعلیکم السلام کہنا چاہئے تھا۔ استاد بہت خوش ہوئے۔ اور آپ کو دعائیں دیں۔[۲]

بالائے سرش زہوشمندی
می تافت ستارۂ بلندی[۳]

بچپن سے ہی اعلیٰ حضرت اپنے بزرگوں کی بارگاہ عقیدت میں بہت باادب رہتے تھے۔ دوسرے بچے ایسی مثال نہیں لا پائیں گے۔ آپ نے چھ برس کی عمر میں یہ معلوم کر لیا تھا کہ بغداد شریف کدھر ہے۔ پھر اس وقت سے دم آخیر تک بغداد شریف کی جانب پاؤں نہیں پھیلایا۔[۴]

عالم طفولیت ہی سے آپ کی پیشانی پر سعادت وارجمندی کے آثار ہویدا تھے جو ایک روز علم وفضل کا تاجدار اور شہرۂ آفاق شخصیت کا حامل ہوگا۔ یہ مشہور ہے کہ ایک عارف باللہ سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے آپ کو سر سے پاؤں تک دیکھا

---

[۱] ترجمان المسنت شمارہ نہم تا دہم صہ۹۵ [۲] حیات اعلیٰ حضرت صہ۱۴ [۳] گلستاں صہ۲
[۴] ترجمان المسنت شمارہ نہم تا دہم صہ۹

Marfat.com

اور دیکھتے ہی رہے۔ بڑی دیر تک دیکھنے کے بعد فرمایا "رضا علی خاں کے کون ہو؟" آپ نے فرمایا میں ان کا پوتا ہوں۔ یہ سن کر انہوں نے ارشاد فرمایا "جب ہی تو" اور یہ کہہ کر چلے گئے۔ [1]

اعلیٰ حضرت کے کاشانۂ اقدس میں مولوی صاحب بچوں کو پڑھانے تھے اعلیٰحضرت بھی ان سے کلام اللہ شریف پڑھا کرتے تھے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ مولوی صاحب کسی آیت کریمہ میں بار بار ایک لفظ بتاتے مگر آپ کی زبان سے نہیں نکلتا وہ زبر بتلاتے تھے اور آپ زیر پڑھتے تھے۔ یہ کیفیت دیکھ کر حضور کے جد امجد مولانا رضا علی خاں صاحب قطب وقت نے اپنے پاس بلایا اور کلام پاک منگوا کر دیکھا تو اس میں کاتب سے اعراب کی غلطی ہو گئی تھی۔ زیر کی جگہ زبر لکھ دیا تھا۔ اور بے تصحیح طبع ہو گیا تھا۔ یعنی اعلیٰ حضرت کی زبان سے جو ادا ہو رہا تھا وہ صحیح تھا۔ حضرت کے جد امجد نے آپ سے پوچھا کہ جس طرح مولوی صاحب تم کو پڑھا رہے تھے اسی طرح کیوں نہیں پڑھتے تھے۔ عرض کیا کہ میں ارادہ کرتا تھا کہ اسی طرح پڑھوں مگر زبان پر قابو نہیں پاتا تھا۔ حضرت جد امجد نے فرمایا خوب! اور تبسم فرمایا، سر پر ہاتھ پھیرا اور مولوی صاحب سے فرمایا کہ کاتب کی غلطی سے قرآن میں اعراب غلط چھپ گیا ہے، اس لئے حضرت نے اپنے قلم سے اس کی تصحیح فرمادی۔ [2]

اعلیٰ حضرت کے روزہ کشائی کی تقریب اور خوف خدا۔

اعلیٰ حضرت نے پہلی بار روزہ رکھا تھا روزہ کشائی کی تقریب بہت شان و شوکت سے منائی جا رہی تھی۔ کاشانۂ اقدس میں جہاں افطار کے دوسرے بہت سے سامان تھے ایک محفوظ کمرے میں فیرنی کے پیالے چنے ہوئے تھے۔ آفتاب نصف النہار پر تھا۔ ٹھیک تمازت کا وقت ہے کہ حضور کے والد ماجد آپ کو اسی کمرہ میں لے جاتے

[1] امام احمد رضا علم و دانش ص۱۸ [2] حیات اعلیٰ حضرت ص۲۲

Marfat.com

ہیں اور کواڑوں کو بند کر کے آپ کے والد آپ کو ایک پیالہ اٹھا کر دیتے ہیں کہ اسے کھالو۔ عرض کرتے ہیں کہ میرا تو روزہ ہے کیسے کھاؤں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے تو کھالو۔ میں نے کواڑ بند کر دی ہے۔ کوئی دیکھنے والا نہیں ہے۔ آپ عرض کرتے ہیں جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے۔ یہ سن کر حضور کے والد ماجد کے چشمان مبارک سے آنسو کے تار بندھ گئے اور کمرے سے باہر نکل آئے[1] یہ آنسو ندامت کے نہیں بلکہ اپنے ہونہار فرزند کے بچپنے میں تقویٰ کی دولت اور احکام خداوندی کے احترام کو دیکھ کر خوشیوں کے آنسو تھے جو نکلے تھے۔ وجدانی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ دل عالم کیف و سرور میں مدہوش ہو رہا تھا کہ بچپنے کا جب یہ عالم ہے تو عہد شباب کا کیا عالم ہوگا۔

عادات و خصائل۔

انسان کی زندگی کا اصل جوہر اس کے اچھے خصائل و عادات ہیں۔ ایک باکمال شخصیت کے اندر ان اوصاف کا پایا جانا ضروری ہے۔

اعلیٰ حضرت کی پیدائش آسودہ خانداں۔ بزرگوں کے ماحول، نورانی و عرفانی فضا میں ہوئی۔ اس لئے حضرت کی زندگی کا ہر پہلو تابناک ہے۔

شکل و شمائل :-

آپ دوسرے صفات حمیدہ کی طرح ظاہری حسن و جمال میں بھی یکتائے روزگار تھے، قد اوسط، پیشانی چوڑی، آنکھیں بڑی، ناک لمبی کھڑی، چہرہ لمبا، رنگ گندمی ملیح، شگفتہ جلال و جمال کی کھلی ہوئی تفسیر، ہاتھوں کی انگلیاں لمبی، بھوئیں گھنی، گردن اونچی، بال لمبے جو کان کی لو تک رہتے تھے۔

لباس ـــــ کرتا، ٹوپی، پاجامہ، انگرکھا، عبا، عمامہ آپ کا مخصوص لباس تھا

[1] حیات اعلیٰ حضرت ص ۲۳

روزانہ پنجوقتہ فرض نماز عبا اور عمامہ کے ساتھ ہی ادا کرتے تھے۔ آپ ہفتہ میں دو بار جمعہ اور سہ شنبہ کو لباس تبدیل فرماتے تھے۔ ہاں اگر پنجشنبہ یا شنبہ کو یوم عیدین یا یوم النبی پڑے تو دونوں دن لباس تبدیل فرماتے۔ ان دونوں تقریبوں کے علاوہ سوائے یوم معین کے کسی اور وجہ سے لباس تبدیل نہیں کرتے تھے۔ [1]

غذا :-

اعلیٰ حضرت نحیف الجثہ اور نہایت قلیل الغذا تھے ان کی عام غذا چکی کے پسے ہوئے آٹے کی روٹی اور بکری کا قورمہ تھا آخر عمر میں ان کی غذا اور بھی کم رہ گئی تھی۔ ایک پیالی شوربا بکری کا بغیر مرچ کا اور ایک یا ڈیڑھ بسکٹ سوجی کا تناول فرماتے تھے۔ کھانے پینے کے معاملے میں نہایت سادہ تھے۔ ایک بار اہل خانہ نے ان کی علمی مصروفیت دیکھ کر جہاں وہ کاغذات اور کتابیں پھیلائے ہوئے بیٹھے تھے۔ دستر خوان بچھا کر قورمہ کا پیالہ رکھ دیا۔ اور چپاتیاں دستر خوان کے ایک گوشے میں لپیٹ دیں کہ ٹھنڈی نہ ہو جائیں کچھ دیر بعد دیکھنے تشریف لائیں کہ حضرت کھانا تناول فرما چکے یا نہیں تو یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئیں کہ سالن آپ نے نوش فرمالیا ہے لیکن چپاتیاں دستر خوان میں اسی طرح لپٹی رکھی ہوئی ہیں۔ پوچھنے پر آپ نے فرمایا کہ چپاتیاں تو میں نے دیکھی نہیں سمجھا ابھی نہیں پکی ہیں۔ میں نے اطمینان سے بوٹیاں کھالیں اور شوربا پی لیا [2]۔ رمضان المبارک کے زمانے میں افطار کے بعد پان نوش فرماتے تھے۔ سحری میں صرف ایک پیالی میں فیرینی اور ایک پیالی میں چٹنی آیا کرتی تھی وہی نوش فرمایا کرتے تھے۔ کسی نے دریافت کیا کہ :-

حضرت! فیرینی اور چٹنی کا کیا جوڑ؟ فرمایا! نمک سے کھانا شروع کرنا اور نمک ہی پر ختم کرنا سنت ہے۔ [3]

---

[1] المیزان امام احمد رضا نمبر ص ۳۳۲ [2] المیزان امام احمد رضا نمبر ص ۳۳۵

[3] حیات اعلیٰ حضرت ج ۱ ص ۱۱۴

Marfat.com

داد و دہش :۔

اعلیٰ حضرت کا ایثار کمال درجہ پر تھا آپ کی داد و دہش کا یہ عالم تھا کہ حاجت مندوں کی حاجات اپنی ضروریات پر مقدم جانتے تھے آپ کے ایک عقیدت مند جناب ذکاءاللہ صاحب موسم سردی میں حاضر خدمت تھے۔ ان کے پاس سردی سے بچاؤ کا کوئی انتظام نہ تھا۔ اعلیٰ حضرت کو اس کا علم ہوا تو آپ نے اپنی قیمتی رضائی انھیں عطا فرمائی مگر آپ خود رضائی کے بغیر گذارہ فرماتے رہے۔ دو تین دن کے بعد رضائی بن کر آئی پھر ایک مسافر آیا جس کے پاس سردی سے بچاؤ کے لئے کچھ نہ تھا۔ آپ کو علم ہوا تو آپ نے وہ نئی رضائی بھی اس مسافر کو اوڑھا دی۔ [1]

ایک عقیدت کیش نے اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں ایک بیش قیمت چھتری پیش کی۔ ایک سائل نے وہ چھتری مانگی آپ نے بلا تامل اسے عطا فرما دی۔ اس کے علاوہ سردیوں میں ہر سال رضائیاں بنوا کر غریبوں میں تقسیم فرماتے تھے۔ [2]

حضرت شاہ عبد العلیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ حج سے واپس آکر حاضر خدمت ہوئے اور اعلیٰ حضرت کی شان میں ایک منقبت لکھی تھی پڑھی [3] اگرچہ یہ بات طبعاً پسند نہ تھی پھر بھی دلجوئی (خردہ نوازی کے تحت) آپ نے انھیں اپنا ایک جبہ تحفہ میں عطا فرمایا۔

---

[1] الشاہ احمد رضا ص ۶۱ — [2] الشاہ احمد رضا ص ۶۲

[3] نوٹ: مولانا عبد العلیم صاحب رح کی منقبت شریفہ جو انہیں اعلیٰ حضرت کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کا شرف حاصل ہوا وہ یہ ہے۔

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو — قسیم جام عرفاں اے شہ احمد رضا تم ہو
غریق بحر الفت مست جام بادۂ وحدت — محب خاص و منظور حبیب کبریا تم ہو
جو مرکز ہے شریعت کا مدار اہل طریقت کا — جو محور ہے حقیقت کا وہ قطب اولیا تم ہو

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

Marfat.com

اس زمانہ میں جسکی قیمت ایک سو پچاس [۱۵۰] روپئے سے کم نہ تھی۔

پہلا حج اپنے والد ماجد قدس سرہٗ کے ہمراہ جبکہ آپ ۲۲ سال کی عمر کے تھے تو ۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۸ء کو ادا کیا۔ ایک روز نماز مغرب مقام ابراہیم علیہ السلام پر ادا کی بعد نماز امام شافعیہ (بلا تعارف سابق) حسین بن صالح جمل اللیل نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھر لے آئے اور بہت دیر تک ان کی پیشانی تھامے رہے اور فرمایا:۔

" انی لاجد نور اللہ من ھذ الجبین

(صفحہ سابق کا بقیہ)

یہاں آکر ملیں نہریں شریعت اور طریقت کی
ہے سفینہ مجمع البحرین ایسے رہنما تم ہو

حرم والوں نے مانا تم کو اپنا قبلہ و کعبہ
جو قبلہ اہل قبلہ کا ہے وہ قبلہ نما تم ہو

مزین جس سے ہے تاج فضیلت تاج والوں کی
وہ لعل پر ضیا تم ہو وہ در بے بہا تم ہو

عرب میں جا کے جن آنکھوں نے دیکھا آپکی صورت کو
عجم کے واسطے لاریب وہ قبلہ نما تم ہو

ہیں سیارہ صفت گردش کناں اہل طریقت یاں
وہ قطب الوقت اے سرخیل جمع اولیا تم ہو

عیاں ہے شان صدیقی تمہاری شان تقویٰ سے
کہوں اتقا نہ کیونکر جب کہ خیر الاتقیا تم ہو

جلال و ہیبت فاروق اعظم آپ سے ظاہر
عدو اللہ پر اک حربۂ تیغ خدا تم ہو

اشداء علی الکفار کے ہو سربسر مظہر
مخالف جس سے تھرائیں وہی خیبر فگار تم ہو

تمہیں نے جمع فرمائے نکات و رموز قرآنی
یہ ورثہ پانے والے حضرت عثمان کا تم ہو

خلوص مرتضیٰ، خلق حسن عزم حسینی میں
عدیم المثل یکتائے زمن اے باخدا تم ہو

تمہیں پھیلا رہے ہو علم حق اکناف عالم میں
امام اہلسنت نائب غوث الوریٰ تم ہو

بھکاری تیرے در کا بھیک کی جھولی ہے پھیلائے
بھکاری کی بھر و جھولی گدا کا آسرا تم ہو

وفی اموالھم حق ہر اک سائل کا حق ٹھہرا
نہیں پھرتا کوئی محروم ایسے باسخا تم ہو

علیم خستہ اک ادنیٰ گدا ہے آستانہ کا
کرم فرمانے والے حال پر اس کے شہا تم ہو

Marfat.com

اور فرمایا کہ تمہارا نام ضیاء الدین احمد ہے۔ ساتھ ہی سلسلۂ قادریہ کی اجازت اور سند حدیث عطا کی۔

جیسا کہ تذکرۂ علمائے ہند کے مصنف رحمان علی پوری نے تحریر کیا ہے:۔

"روزے نماز مغرب بہ مقام ابراہیم علیہ السلام خواند بعد نماز مغرب امام شافعیہ حسین ابن صالح جمل اللیل بلا تعارف سابق دست صاحب ترجمہ گرفتہ بہ خانۂ خود برود تا دیر پیشانی وے گرفتہ فرمود "انی لاجد نور اللہ من ھٰذ الجبین" پس سند صحاح ستہ و اجازت سلسلۂ قادریہ بہ دستخط خاص داد و فرمودند کہ نام تو ضیاء الدین احمد است۔"

اس لئے اعلیٰ حضرت کا لقب ضیاء الدین احمد ہے۔ [1]

دنیا و ما فیہا سے بے نیازی:۔

اعلیٰ حضرت نے جس ماحول میں زندگی بسر کی وہ دولت اور ثروت، جاہ و جلال اور علم و عرفان کا تھا۔ جس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ دولت و شہرت، عزت و وقار اور شان و شوکت کے دلدادہ نہیں تھے۔ آپ نے امور دنیا سے کبھی تعلق ہی نہیں رکھا آپ اپنے وقت کے بہت بڑے زمیندار تھے۔ لیکن ساری جائداد کا انتظام دوسرے عزیزوں کے سپرد تھا۔ انہیں کتابوں کی خریداری، سادات کی مہمان نوازی اور گھر کے اخراجات کے لئے ماہانہ ایک رقم مل جاتی تھی۔ لیکن انہوں نے کبھی نہیں پوچھا کہ گاؤں کی آمدنی کتنی ہوئی اور مجھے کتنی ملی۔ [2]

اہل دول سے اجتناب:۔

ایک مرتبہ نواب رام پور مینی تال جا رہے تھے۔ اسپیشل بریلی شریف پہونچا تو حضرت شاہ مہدی حسن میاں صاحب نے اپنے نام سے ڈیڑھ ہزار کے نوٹ ریاست کے

---

[1] تذکرۂ علمائے ہند ص ۱۶

[2] المیزان امام احمد رضا نمبر ص ۳۳۵

Marfat.com

مدار المہام کی معرفت بطور نذر اسٹیشن سے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بھیجا اور والیٔ ریاست کی جانب سے مستدعی ہوئے کہ ملاقات کا موقع دیا جائے۔ اعلیٰ حضرت کو مدار المہام صاحب کے آنے کی خبر ہوئی تو اندر سے دروازہ کی چوکھٹ پر کھڑے کھڑے مدار المہام صاحب سے فرمایا کہ میاں صاحب کو میرا سلام عرض کر دیجئے گا اور یہ کہہ دیجئے گا یہ الٹی نذر کیسی، مجھے میاں کی خدمت میں نذر پیش کرنی چاہئے۔ نہ کہ میاں مجھے نذر پیش کریں۔ یہ ڈیڑھ ہزار ہوں یا جتنے ہوں واپس لے جائیے۔ فقیر کا مکان نہ اس قابل کہ کسی والیٔ ریاست کو بلا سکوں۔ نہ میں والیان ریاست کے آداب سے واقف کہ خود جا سکوں۔ [1]

یہ واقعہ اعلیٰ حضرت کے استغنا عالمانہ شان و وقار اور دین پروری کا بین ثبوت ہے یہ شدت و غلظت نہیں بلکہ خالص اتباع شریعت ہے۔ اور ہمارے اسلاف کرام کا یہی معمول رہا ہے کہ وہ سلاطین وامراو حکام و والیان ریاست اور ارباب دولت و ثروت سے دور رہا کرتے تھے تاریخ کے صفحات پر ایسی سیکڑوں مثالیں پائی جاتی ہیں

ایک بار حضرت سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب سجادہ نشین سرکار کلاں نے سرکار مارہرہ مطہرہ کے عرس کی دعوت دی آپ نے فرمایا میں خود ہی ارادہ کر رہا تھا کہ بہت عرصہ سے حاضری بھی نہیں ہوئی ہے۔ یہ خبر مشتہر ہوتے ہی مخلصین کا قافلہ بھی تیار ہونے لگا۔ حضرت سید مہدی حسن نے ادھر اعلیٰ حضرت کو دعوت دی ادھر نواب حامد علی خاں والی ریاست رام پور (جو معتقدین میں سے تھے۔) کو بھی دعوت دے دی چونکہ نواب صاحب برسوں سے اعلیٰ حضرت کی زیارت و ملاقات کے مشتاق تھے اس لئے یہ صورت نکالی گئی کہ عرس شریف کے موقعہ پر ملاقات ہو جائے گی۔ نواب صاحب نے فوراً دعوت منظور کر لی اور اظہار نیاز مندی و خوش اعتقادی کے لئے بہت کچھ ساز و

---

[1] حیات اعلیٰ حضرت ص ۱۹۱

Marfat.com

سامان ریاست سے مارہرہ شریف پہونچادیا۔ ریلوے اسٹیشن سے آبادی تک دونوں جانب روشنی کے لئے قریب قریب گیس کے ہنڈے لگا ڈے لگا دیئے گئے۔ اور ہر ٹرین پر زائرین کو لینے کیلئے ریاست کی موٹر اور ہاتھی جن پر زری کی جھولیں پڑی تھیں گشت لگا رہے تھے۔

نواب صاحب کا پروگرام تھا کہ جس وقت اعلیٰ حضرت بریلی سے روانہ ہوں گے اسی وقت میں بھی خاص سواری سے روانہ ہو جاؤں گا۔ سید مہدی حسن میاں نے مزید اطمینان خاطر کے لئے ایک عریضہ لکھ کر رجسٹری کی اور اس میں عرس میں عدم شرکت کی خبر کا ذکر کیا۔ اعلیٰ حضرت کے پاس جس وقت یہ خط پہونچا تو چہرہ پر جلال کے آثار نمایاں ہو گئے۔ اور فرمایا "میں جانتا ہوں کہ میاں نے کس مقصد سے ایسا خط میرے پاس لکھا ہے۔ صرف اس لئے کہ میں جوش میں آکر یہ لکھ دوں کہ یہ کسی نے غلط اڑایا ہے۔ میں ضرور آؤں گا۔ مجھ سے رجسٹری کرانی مقصود ہے تاکہ نواب صاحب کو دکھانے کے لئے ہو جائے۔ میاں سمجھتے ہیں کہ میں اس چہار دیواری کے اندر بیٹھا ہوں۔ اسے کیا خبر ہوگی۔ حالانکہ میرے خبر دینے والوں نے ذرہ ذرہ کی خبر دی ہے۔ میں جانتا ہوں میری روانگی ہوتے ہی نواب کا اسپیشل روانہ ہو جائے گا جو بالکل تیار کھڑا ہے"۔ بالآخر اعلیٰ حضرت نے اس عرس میں شرکت نہ کی۔ ؎

اعلیٰ حضرت کے دور میں نوابوں کی قصیدہ خوانی کا عام رواج تھا بہتیرے اہل علم اسی کو ذریعہ معاش بنائے ہوئے تھے لیکن اعلیٰ حضرت نے یہ ضمیر فروشی کبھی نہیں کی اور نہ کسی دنیادار کی تعریف و توصیف مدح و ستائش سے اپنی زبان کو آلودہ کیا۔ ایک نواب نانپارہ نے خواہش بھی کی کہ مولانا میرے سلسلے میں کوئی منقبت اور قصیدہ کہیں لیکن آپ نے سختی سے یہ عرضداشت ٹھکرا دی اور ارشاد فرمایا :۔

؎ حیات اعلیٰ حضرت صـ۱۹۱

Marfat.com

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

مذہبی خودداری و تصلّب فی الدین کے واقعات تو اعلیٰ حضرت کے تاریخ زندگی کے ورق ورق پر بکھرے ہوئے ہیں۔ اعدا دین سے مداہنت اور نرمی کا رویہ انہوں نے کبھی روا نہ رکھا۔ وہ دین و اسلام کے باغی و غدار ہیں۔ اور ان سے لطف و مروت کا معاملہ رکھنے والا خود قانون کا مجرم ہوا کرتا ہے۔ اعلیٰ حضرت کسی بھی صاحب ثروت کی تعریف اس کی دولت و ثروت کی بنا پر نہ کرتے اور نہ اس کی غلطیوں کو نظر انداز کرتے جیسا کہ عام دستور ہے وہ صحیح معنوں میں من احب للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان کے مصداق تھے اور ان کی پوری زندگی الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کی سچی تفسیر تھی وہ اپنی زندگی کا نقشہ خود اس طرح کھینچتے ہیں۔

نہ مرا نوش ز تحسین نہ مرا نیش ز طعن
نہ مرا گوش بمدحے نہ مرا ہوش ذمے
منم و کنج خمولی کہ نگنجد در وے
جز من و چند کتابے و دوات و قلمے

اظہار رائے میں بیباکی :-

اعلیٰ حضرت اپنی جو رائے قائم کر لیتے تھے اس کے اظہار میں کوئی پس و پیش نہیں ہوتا جو لوگ اس رائے کی مخالفت کرتے ان کے دلائل کا رد بھی اسی سختی سے کرتے تھے۔ ڈاکٹر اقبال نے اعلیٰ حضرت کی رائے کے متعلق کہا کہ مولانا ایک دفعہ جو رائے قائم کر لیتے ہیں اس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں۔ یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور و فکر کے بعد کرتے ہیں۔ انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاوؤں میں کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑتی[1]

[1] ترک موالات صـ۱۶

Marfat.com

اس سلسلے میں مسجد کے اندر خطبۂ جمعہ کے پہلے اذان کے مسئلہ میں کلکتہ کا مباحثہ شاہد عدل ہے کہ تمام علماء اعلیٰ حضرت کے فتاوے کے خلاف جو رائے رکھتے تھے مباحثہ شروع ہوا تو سبھوں نے اپنی رائے سے رجوع کر لیا۔ اس کے علاوہ بے شمار فتاوے ہیں جسے دیکھنے کے بعد یہ بات ہویدا ہو جاتی ہے کہ اعلیٰ حضرت اپنی رائے کے اظہار میں کسی طرح کی غیر شرعی رکاوٹ برداشت نہیں کرتے تھے۔

صلابت دینی :-

اعلیٰ حضرت دینی امور میں بہت سخت تھے اس کا اثر مختلف مظاہرے نمایاں ہوتا تھا۔ وہ ایک متصلب حنفی تھے۔ آپ کسی طرح کی کوئی بات جو دین کے خلاف ہو پسند نہیں فرماتے ایک بار آپ مولانا فضل رسول صاحب بدایونی قدس سرہٗ کے عرس میں بدایوں تشریف لے گئے۔ کسی نے مولوی سراج الدین صاحب اتولوی کو میلاد شریف پڑھنے بٹھا دیا انہوں نے اثنائے تقریر میں کہا کہ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک میں فرشتے روح ڈالیں گے چونکہ اس میں حیات انبیاء علیہم السلام کے مسلمہ اصول سے انکار نکلتا تھا۔ اس کو سن کر حضرت کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ انہوں نے مولینا عبد القادر صاحب سے فرمایا کہ آپ اجازت دیں تو میں ان کو منبر پر سے اتار دوں۔ مولانا عبد القادر صاحب نے مقرر کو تقریر سے روک دیا۔ اور مولانا عبد الغفور صاحب سے فرمایا کہ آپ جیسے لوگوں کو مولانا احمد رضا صاحب کے سامنے میلاد شریف پڑھنے کو نہ بٹھایا کیجئے۔ ان کے سامنے بیان کرنے والے کیلئے علم اور زبان کو بہت نگاہ رکھنے کی ضرورت ہے۔ [1]

آپ کی ذات الحب للہ والبغض للہ کی زندہ تصویر تھی۔ اللہ اور رسول سے محبت کرنے والوں کو اپنا عزیز سمجھتے اور اللہ و رسول کے دشمن کو اپنا دشمن سمجھتے تھے

---

[1] المیزان امام احمد رضا نمبر ص ۲۳۵

آپ اپنے مخالف سے بھی کج خلقی سے پیش نہیں آئے۔ کبھی دشمن سے بھی سخت کلامی نہیں کی بلکہ حلم سے کام لیا لیکن دین کے دشمن سے کبھی نرمی نہیں برتی۔ [1]

اعلیٰ حضرت کی حیات کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ من احب للّٰہ والبغض للّٰہ واعطی للّٰہ ومنع للّٰہ فقد استکمل الایمان کے مظہر تھے [2] اعلیٰ حضرت کی زندگی کا ہر گوشہ اتباع سنت کے انوار سے منور ہے۔ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کے مزاج میں بہت شدت تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ پٹھان تھے مگر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ ان الحدۃ تعتری قراء امتی لعزۃ القرآن فی اجوافہم یعنی میری امت کے علماء کو قرآن کی عزت کے سبب گرمی پیش آئے گی جو ان کے دلوں میں ہے۔ [3]

اولاد سے محبت :-

اعلیٰ حضرت نے اپنی اولاد سے بھی محبت من حیث اولاد نہیں فرمایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں "الحمد للّٰہ کہ میں نے مال من حیث ھو مال سے کبھی محبت نہ رکھی صرف انفاق فی سبیل اللّٰہ کیلئے اس سے محبت ہے اسی طرح اولاد من حیث ہو اولاد محبت نہیں صرف اسی سبب سے کہ صلہ رحم عمل نیک ہے اس کا سبب اولاد ہے اور یہ میری اختیاری بات نہیں۔ میری طبیعت کا تقاضہ ہے۔ [4]

عشق رسول کا غلبہ :-

ایک بندہ مومن کیلئے عشق رسول سے بڑھ کر اور کون سی چیز ہو سکتی ہے خدا کی معرفت بلکہ خوشنودی خدا بھی اسی پر موقوف ہے وجہ آفرینش اور مقصد حیات انسانی معرفت حق اور عشق رسول کے سوا کچھ نہیں۔ عشق ایک وجدانی کیفیت، روحانی مسرت اور کسی بلند مقصد کے لئے ہمہ تن وقف ہو جانے کا نام ہے احادیث و قرآن کے مطالعہ

---

[1] المیزان امام احمد رضا نمبر ۳۴۳ [2] سوانح اعلیٰ حضرت ص ۹۰

[3] الملفوظ حصہ چہارم ص ۳۱ [4] الملفوظ حصہ چہارم ص ۲۵

Marfat.com

سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ محب ہے اور رسول اللہ محبوب ہی ہی نہیں بلکہ اللہ رسول کے چاہنے والوں کو بھی اپنا محبوب بناتا ہے ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ فرشتے بھی حضور کی بارگاہ ناز میں حاضری کی تمنا کرتے ہیں۔ اور جو ایک بار حضور کے روضہ پر حاضری دے لیتے ہیں وہ ہمیشہ حاضری کی تمنا لئے رہتے ہیں۔ ع

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام

صحابہ کرام کے عشق کا تو کہنا ہی کیا کسی ایک صحابی کے عشق کا حال بیان کرنا ہو تو اس کے لئے ایک دفتر ناکافی ہے۔ اسی طرح قرون اولی سے لیکر آج تک عاشقان رسول برابر ہوتے رہے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ بلکہ مسلمانوں نے ہمیشہ اپنا سب سے بڑا سرمایہ عشق رسول ہی کو سمجھا ہے ایسا سرمایہ کہ جان کے عوض بھی ہاتھ آئے تو ارزاں ہے۔

اعلیٰ حضرت کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق نے مشہور زمانہ کر دیا ہے

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

عشق رسول میں ہوش اور خرد کا عالم یہ تھا کہ آپ فرماتے ہیں "خبردار! جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ یہ خلاف ادب ہے۔ بلکہ چار ہاتھ فاصلے سے زیادہ قریب نہ جاؤ۔ یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا۔ اپنے مواجہ اقدس میں جگہ بخشی ان کی نگاہ کرم اگرچہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی اب خصوصیت اس درجہ قرب کے ساتھ ہے۔ والحمد للہ" [1]

سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ کبھی بعض اصحاب کا ص، صلعم اور انبیاء کرام کے اسمائے گرامی کے ساتھ اختصار کیلئے ع، م کا لکھنا انہیں سخت

[1] المیزان امام احمد رضا نمبر ص ۳۲۶

Marfat.com

ناپسند تھا بلکہ وہ اسے کفر سمجھتے تھے۔ ایک خط میں ملک العلماء کو لکھتے ہیں تاتار خانیہ سے ایک عبارت علامہ طحطاوی نے حاشیہ در ر میں بالواسطہ نقل کیا ہے وہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نام کے ساتھ علیہ السلام کا اختصار ع' م لکھنا کفر ہے کہ تخفیف شان نبوت ہے۔ اب کبھی بانکی پور جانا ہو تو اس عبارت کو ضرور تلاش کیجیے۔ ؎

حضرت کا حسن ادب بارگاہ رسالت میں اس قدر تھا کہ ایک بار حضرت مولانا سید شاہ اسمٰعیل حسن میاں نے آپ سے سیزدہ درود شریف نقل کرایا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت میں لفظ حسین اور زاہد بھی تھا۔ حضرت نے نقل میں یہ دو لفظ تحریر نہ فرمائے اور فرمایا کہ حسین صیغۂ تصغیر ہے اور زاہد اسے کہتے ہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ان الفاظ کا لکھنا مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا لیکن پھر میاں کے حکم کا احترام کرتے ہوئے نہایت لطافت کے ساتھ حسین کا لفظ اس طرح استعمال فرمایا کہ یہی صیغۂ تصغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان ظاہر کر رہا ہے اب درود شریف کی عبارت یوں ہو گئی۔ اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا و مولانا محمدن المصطفیٰ رفیع الشان المرتضیٰ علی شان الذی رجل من امۃ خیر من رجال السابقین وحسین من زمرتہ حسن من کذا و حسناً من السابقین۔ ؎

سرور کائنات سے محبت کرنے والا ان کے خدا سے جدا ہو کر خوشی و مسرت کی زندگی کیسے گذار سکتا ہے۔ ایک عاشق کی آخری تمنا ہے کہ موت ہو تو دیار حبیب میں ہو۔ اعلیٰ حضرت اپنی اظہار تمنا ایک خط کے ذریعے کرتے ہیں۔ مولانا عرفان علی بیسل پوری کو ایک خط کے ذریعہ تحریر فرماتے ہیں "وقت مرگ قریب ہے اور میرا

؎ حیات اعلیٰ حضرت ص ۲۸۳ ؎ المیزان امام احمد رضا نمبر ص ۳۴۸

Marfat.com

دل ہند تو ہند مکہ معظمہ میں بھی مرنے کو نہیں چاہتا اپنی خواہش تو یہی ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایمان کے ساتھ موت آئے اور بقیع مبارک میں خیر کے ساتھ دفن نصیب اور وہ قادر ہے۔ [1]

کیوں در بدر گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

یہ سر ہو اور وہ سنگ در وہ سنگ در ہو اور یہ سر
رضا وہ بھی اگر چاہیں تو اب یہ دل میں ٹھانی ہے

اعلیٰ حضرت ان شہیدان محبت میں ہیں جن کے نزدیک حاضری حرمین کا اصل آستانۂ نبوت کی زیارت ہے۔ عاشقان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتقاد یہ ہے کہ اگر زیارت کی نیت نہ ہو تو حج کعبہ کا کوئی لطف حاصل نہیں اور اس حج میں کوئی جان نہیں جو آپ کی زیارت سے وابستہ نہ ہو۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت اس سفر مقدس کا بھی مقصد آستانۂ نبوی کی زیارت ہی قرار دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا
پوچھا تھا جس نے مجھ سے کہ نہضت کدھر کی ہے

اعلیٰ حضرت نے سید محمد احسن صاحب کی فرمائش پر مسائل حج پر ایک کتاب تحریر فرمایا جس میں سات فصلیں ہیں جس کا نام "انوار البشارہ فی مسائل حج وزیارہ" ہے۔ ۱۳۰۹ھ

فصل اول:۔ آداب سفر و مقدمات حج میں

---

[1] المیزان امام احمد رضا نمبر ص ۳۴۸

Marfat.com

فصل دوم :۔۔۔ احرام اور اس کے احکام داخل حرم محترم و مکہ مکرمہ و مسجد الحرام ۔

فصل سوم :۔۔۔ طواف وسعی صفا و مروہ و بیان عمرہ

فصل چہارم :۔۔۔ روانگی منیٰ و وقوف عرفات

فصل پنجم :۔۔۔ منیٰ و مزدلفہ و باقی افعال حج

فصل ششم :۔۔۔ جرم اور ان کے کفارے

وصل ہفتم :۔۔۔ حاضری سرکار اعظم مدینہ طیبہ حضور حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔

اس کتاب میں حج کے مسائل کا بیان مکمل ہو جانے کے بعد جہاں زیارت روضہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ شروع ہوا ہے وہاں جذبہ عشق کا تلاطم دیکھنے کے قابل ہے ۔ یہاں تک کہ اعلیٰ حضرت کو یہ بھی گوارا نہیں ہے کہ جس ساتویں فصل میں وہ دیار حبیب کی زیارت کے آداب بیان کرنے جا رہے ہیں اسے وہ فصل سے تعبیر کریں بلکہ اس کو انہوں نے وصل سے تعبیر کیا ہے ۔ فصل ہفتم کی بجائے انہوں نے وصل ہفتم کی سرخی قائم کی ہے ۔

آپ حدیث کی کتابوں کے اوپر کبھی کوئی دوسری کتاب نہیں رکھتے تھے ۔ اگر اقوال رسول کی ترجمانی فرما رہے ہیں ۔ اور اس درمیان کوئی شخص بات کاٹتا تو سخت کبیدہ خاطر ہوتے تھے

امام احمد رضا کا جذبہ عشق ہمیشہ ادب کے سانچے میں ڈھلا رہتا تھا ۔ شریعت کی حد سے کبھی بھی تجاوز نہیں فرماتے ۔ وہ خود ہی فرماتے ہیں ۔ ؎

پیش نظر وہ نوبہار سجدے کو دل ہے بیقرار
روکئے سر کو روکئے ہاں یہی امتحان ہے

Marfat.com

بیتاب ہیں مگر شریعت کا دامن ہاتھ میں ہے۔ فرماتے ہیں۔

اے شوق دل یہ سجدہ گر ان کو روا نہیں
اچھا وہ سجدہ کیجئے کہ سر کو خبر نہ ہو

عشق دل کی ایک کیفیت ہے اس کیفیت کو الفاظ کا ایسا جامہ پہنانا کہ اسے قاری یا سامع زیادہ سے زیادہ محسوس کر سکے نہایت مشکل کام ہے اس مشکل سے وہی عہدہ برآ ہو سکتا ہے جو مہارت فن کے ساتھ ایک سچے عاشق کا دل رکھتا ہو۔ فرماتے ہیں [1]

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لیکے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لیکے چلے

اعلیٰ حضرت کے جذبات عشق کو دیکھنا ہو تو ان کا نعتیہ دیوان شاہد ہے جسمیں تپش عشق والہانہ عقیدت اور وصال محبوب کی تمنا میں بے شمار اشعار ملتے ہیں۔ فرماتے ہیں

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

رخصت قافلہ کا شور غش سے ہمیں اٹھائے کیوں
سوئے ہیں ان کے سائے میں کوئی ہمیں جگائے کیوں

یاد حضور کی قسم غفلت عیش ہے ستم
خوب ہیں قید غم میں ہم کوئی ہمیں چھڑائے کیوں

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ ناز دوا اٹھائے کیوں

لہجہ کی متانت اور مدھم سوز دل کی اضطرابی کیفیت اور عشق کا والہانہ انداز ہر قدم پر محسوس ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ قافیہ خود بخود ڈھلا چلا جا رہا ہے۔

---

[1] المیزان امام احمد رضا نمبر صفحہ ۵۱۸

Marfat.com

نہ آسماں کو یوں سرکشیدہ ہونا تھا | حضور خاک مدینہ خمیدہ ہونا تھا
اگر گلوں کو خزاں نارسیدہ ہونا تھا | کنار خار مدینہ دمیدہ ہونا تھا
حضور ان کے خلاف ادب تھی بیتابی | مری امید تجھے آرمیدہ ہونا تھا
ہلال کیسے نہ بنتا کہ ماہ کامل کو | سلام ابروئے شہ میں خمیدہ ہونا تھا
ٹپکنا رنگ جنوں عشق شہ میں ہر گل سے | رگ بہار کو نشتر رسیدہ ہونا تھا
بجا تھا عرش پہ خاک مزار پاک کو ناز | کہ تجھ سا عرش نشیں آفریدہ ہونا تھا

رضاؔ جو دل کو بنانا تھا جلوہ گاہ حبیب
تو پیارے قید خودی سے رہیدہ ہونا تھا

اعلیٰ حضرت کا بچپن پاکیزگی میں ضرب المثل تھا۔ آپ اپنے عہد طفلی میں بھی یکتائے روزگار تھے۔

بریلی میں ایک بہت بڑے زمیندار حاجی محمد شاہ خاں صاحب جو اعلیٰ حضرت سے عمر میں بڑے ہوتے تھے۔ حضرت کے دروازہ کی جاروب کشی کر رہے تھے۔ لوگوں نے پوچھا کہ کیا بات ہے اتنے بڑے آدمی ہو کر یہ کیا کر رہے ہیں۔ حاجی صاحب نے جواب دیا عمر میں حضور سے بڑا ہوں۔ ان کا بچپن دیکھا۔ جوانی دیکھی اور اب بڑھاپا دیکھ رہا ہوں ہر حال میں یکتائے زمانہ پایا تب ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے۔ بڑھاپے میں تو ہر کوئی بزرگ ہو جاتا ہے انھیں بچپن ہی میں ضرب المثل اور یکتائے روزگار دیکھا۔ [1]

تعلیم و تربیت:۔

حضرت کا گھرانہ مذہبی اعتبار سے ہندوستان میں باعظمت سمجھا جاتا تھا گھر کا ہر فرد مذہبی رنگ میں پورے طور سے رنگا ہوا تھا۔ لہٰذا ماحول کے اعتبار سے حضرت

---

[1] حیات اعلیٰ حضرت ص ۲۵

Marfat.com

کی مذہبی تعلیم شروع کرائی گئی۔ رواج کے مطابق حضرت کے جدامجد اور والد محترم نے ۱۲۷۵ھ کے اوائل میں بسم اللہ خوانی کی محفل سجائی [1] اعلیٰ حضرت کا مکتب کرایا۔ مکتب کے استاد مرزا غلام قادر بیگ ہیں۔ [2]

آثار کمال :-

بسم اللہ خوانی کے وقت استاد نے الف' با' تا' جس طرح پڑھایا جاتا ہے پڑھایا اور ان کے بتانے کے مطابق پڑھتے رہے۔ لیکن جب لام الف کی نوبت آئی استاد نے کہا۔ کہو۔ لام الف۔ آپ خاموش ہو گئے۔ استاد نے دوبارہ کہا۔ کہو میاں لام الف۔ آپ نے فرمایا یہ دونوں تو پڑھ چکے ہیں۔ دوبارہ کیا ؟ اس وقت آپ کے جدامجد مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ (۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۶ء) نے فرمایا بیٹا! استاد کا کہا مانو جو کہتے ہیں پڑھو۔ آپ نے جدامجد کے حکم کی تعمیل فرمائی مگر ان کے چہرے کو تجسس کی نظر سے دیکھا جدامجد نے کہا۔ بیٹا تمہارا خیال درست ہے۔ اور سمجھنا بجا ہے کہ یہ حرف مفردہ کا بیان ہے۔ اس میں ایک الف مکرر کیسے آیا مگر بات یہ ہے کہ شروع میں جسکو تم نے الف پڑھا ہے وہ حقیقتاً ہمزہ ہے اور الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے۔ اور ساکن کے ساتھ ابتدا ناممکن ہے۔ اس لئے ایک لام اول لاکر اس کا تلفظ مقصود ہے۔ تو پھر آپ نے فرمایا کوئی ایک حرف ملا دینا کافی تھا۔ اتنے دور کے بعد لام کی کیا خصوصیت ہے۔ حضرت جدامجد نے فرمایا کہ لام اور الف میں صورۃً وسیرتاً مناسبت خاص ہے۔ ظاہر دیکھنے میں بھی دونوں صورت ایک سی ہوتی ہے۔ اور سیرتاً اس وجہ سے کہ لام کا قلب الف ہے اور الف کا قلب لام ہے یعنی یہ اس کے بیچ میں ہے اور وہ اس کے بیچ میں ہے

---

[1] تذکرہ رضا ص۱

[2] حضور مفتی اعظم ہند نے ۴ اپریل ۱۹۶۱ء بوقت ۸ بجے شب فرمایا کہ مرزا غلام قادر بیگ پہلے استاد ہیں

Marfat.com

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری [1]

جب اعلیٰ حضرت کی عمر چھ سال کی تھی تو ربیع الاول کے مہینے میں (۱۲۷۸ھ/۱۸۶۲ء) کو ایک عظیم مجمع عام میں میلادِ شریف پڑھی جس سے لوگوں کو اندازہ ہو گیا کہ ؎

بالائے سرش ز ہوش مندی
می تافت ستارۂ بلندی

اعلیٰ حضرت خود فرماتے ہیں! "میرے استاد جن سے میں ابتدائی کتاب پڑھتا تھا، جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے ایک دو مرتبہ میں دیکھ کر کتاب بند کر دیتا، جب سنتے تو حرف بحرف لفظ بلفظ سنا دیتا۔ روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے ایک دن مجھ سے فرمانے لگے احمد رضا یہ تو کہو کہ تم آدمی ہو یا جن کہ مجھ کو پڑھاتے دیر لگتی ہے مگر تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی [2] آپ نے چار سال کی عمر میں (۱۲۷۶ھ/۱۸۶۰ء) میں قرآن شریف ناظرہ کی تکمیل کی [3] اعلیٰ حضرت نے ابتدائی عربی کی کتابیں مرزا غلام قادر بیگ سے پڑھی [4] دینیات کی تکمیل اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خاں صاحب (متولد ۱۲۴۶ھ متوفی ۱۲۹۷ھ) سے تمام فرمائی [5] حضرت مولانا عبد العلی صاحب رامپوری سے چند اوراق شرح چغمنی کے اسباق پڑھے [6]

اعلیٰ حضرت نے اپنی فطری ذکاوت کی بنا پر ۱۳ سال ۱۰ مہینے اور ۵ دن میں علوم دربیہ سے فراغت حاصل کی۔ ایک جگہ خود تحریر فرماتے ہیں وذالک لمنتصف شعبان ۱۲۸۶ سنہ الف ومائتین وست وثمانین وانا ذالک ابن ثلثة عشر شہر

---

[1] مظہر المناقب جلد اول ص۳۲ [2] حیات اعلیٰ حضرت ج اول ص۳۲
[3] تذکرۂ رضا ص۱ [4] " " ص۳۲
[5] حیات اعلیٰ حضرت ص۳۲ [6] " " "

وخمسۃ ایام دفی ہٰذا التاریخ فرضت علی الصلوٰۃ وتوجہت الی الاحکام [1]

فراغت کے بعد ہی آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خانصاحب علیہ الرحمہ نے افتار کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد کردی اور اسی عمر سے آپ نے فتویٰ نویسی کا کام شروع کردیا۔

ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ کے نام ایک مکتوب میں خود تحریر فرماتے ہیں "بحمدہ تعالیٰ فقیر نے ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو تیرہ برس کی عمر میں پہلا فتویٰ لکھا اور ۷ دن زندگی بالخیر رہی تو دس شعبان ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۷ء کو اس فقیر کو فتویٰ لکھتے ہوئے بفضلہٖ تعالیٰ پورے پچاس سال ہوں گے۔ اس نعمت کا شکر فقیر کیا ادا کرسکتا ہے۔ [2]

طریقت کی تعلیم اپنے پیر و مرشد سے حاصل کی علم تکسیر اور علم جفر کی تعلیم حضرت نوری میاں علیہ الرحمہ مارہرہ شریف سے حاصل کی خود اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں!

جمادی الاول ۱۲۹۴ھ شرف بیعت سے مشرف ہوا تعلیم طریقت حضور پر نور پیر و مرشد سے حاصل کیا۔ ۱۲۹۶ھ میں حضرت کا وصال ہوا تو قبل وصال بھی سیدنا شاہ ابوالحسن نوری اپنے ابن الابن ولیعہد سجادہ نشین کے سپرد فرمایا۔ حضرت نوری میاں صاحب سے بعض تعلیم طریقت، علم تکسیر اور علم جفر کی تعلیم حاصل کی۔ [3]

اعلیٰ حضرت نے علوم درسیہ کے علاوہ دیگر علوم و فنون کی بھی تحصیل کی اور بعض علوم و فنون میں تو خود آپ کی طبع سلیم نے رہنمائی کی ایسے تمام علوم و فنون کی تعداد ساٹھ ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ تفسیر ۲۔ اصول تفسیر ۳۔ رسم خط قرآن ۴۔ حدیث ۵۔ اسانید حدیث

---

[1] الاجازۃ الرضویہ (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) [2] حیات اعلیٰ حضرت جلد اول صفحہ ۲۸

[3] حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۳۴

Marfat.com

۶۔ اصول حدیث ۷۔ اسماء الرجال ۸۔ جرح و تعدیل ۹۔ تخریج احادیث
۱۰۔ لغت حدیث ۱۱۔ فقہ ۱۲۔ اصول فقہ ۱۳۔ رسم المفتی
۱۴۔ فرائض ۱۵۔ تجوید ۱۶۔ مناظرہ ۱۷۔ عقائد
۱۸۔ سیر ۱۹۔ فضائل ۲۰۔ کلام ۲۱۔ معانی
۲۲۔ بیان ۲۳۔ بدیع ۲۴۔ منطق ۲۵۔ فلسفہ ۲۶۔ ہیئت
۲۷۔ حساب ۲۸۔ ہندسہ ۲۹۔ قرأۃ ۳۰۔ تصوف ۳۱۔ سلوک
۳۲۔ اخلاق ۳۳۔ تاریخ ۳۴۔ لغت ۳۵۔ ادب ۳۶۔ ریاضی
۳۷۔ جبر و مقابلہ ۳۸۔ حساب سینی ۳۹۔ اوفاق ۴۰۔ توقیت ۴۱۔ مناظرہ و مرایا
۴۲۔ زیجات ۴۳۔ مثلث ۴۴۔ ہیئات جدیدہ ۴۵۔ تبیر ۴۶۔ جفر
۴۷۔ تکسیر ۴۸۔ رمل ۴۹۔ خط مستقیم ۵۰۔ عروض ۵۱۔ بلاغت
۵۲۔ صرف ۵۳۔ نحو ۵۴۔ نجوم ۵۵۔ استخراج تاریخ ۵۶۔ فن تاریخ اعداد
۵۷۔ نظم و نثر فارسی ۵۸۔ نثر و نظم ہندی ۵۹۔ خط شکستہ ۶۰۔ خط نستعلیق

اعلیٰ حضرت نے ان ۲۱ علوم (۱۔ علم قرآن ۲۔ علم حدیث ۳۔ اصول حدیث ۴۔ فقہ جملہ مذاہب ۵۔ اصول فقہ ۶۔ جدل ۷۔ تفسیر ۸۔ عقائد ۹۔ کلام ۱۰۔ نحو ۱۱۔ صرف ۱۲۔ معانی ۱۳۔ بیان ۱۴۔ بدیع ۱۵۔ منطق ۱۶۔ مناظرہ ۱۷۔ فلسفہ ۱۸۔ تکسیر ۱۹۔ ہیئات ۲۰۔ حساب ۲۱۔ ہندسہ) کے متعلق صراحت کی ھٰذہ احدی وعشرون علماً اخذت جلہا بل کلہا عن امام العلماء خاتمۃ المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد [1] بقیہ علوم و فنون کے متعلق اعلیٰ حضرت نے خود فرمایا کہ ان علمائے کرام سے حاصل کئے۔

---

[1] الاجازات المتینہ ص ۳۲

۱- شاہ آل رسول مارہروی (م ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۸ء)

۲- مولانا نقی علی خاں (م ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۷۹ء)

۳- شیخ احمد بن دحلان علی (م ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۶ء)

۴- شیخ عبدالرحمٰن علی (م ۱۳۰۱ھ/ ۱۸۸۳ء)

۵- شیخ حسین بن صالح (م ۱۳۰۲ھ/ ۱۸۸۴ء)

۶- شاہ ابوالحسین احمد النوری (م ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء) [1]

۷- مولانا عبدالعلی صاحب رامپوری

اعلیٰ حضرت نے جتنے علوم وفنون حاصل کئے سب میں کوئی نہ کوئی اپنی یادگار چھوڑی ہے۔ خود فرماتے ہیں ولی فی کلھا اوجلھا تحریرات وتعلیقات من زمن طلبی الی حسین (۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء) [2]

اعلیٰ حضرت نے تیرہ سال دس مہینے کی عمر میں ۱۲۸۶ھ میں تمام درسیات سے فراغت پایا تاریخ فراغت تعویذ ہے (۱۲۸۶ھ) دوسرا مادہ تاریخ غفور ہے۔ (۱۲۸۶ھ) [3]

اساتذہ :-

(۱) مرزا غلام قادر بیگ :-

مرزا غلام قادر بیگ بریلی شریف کے رہنے والے تھے۔ اپنے وقت کے بہترین اساتذہ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ مرزا صاحب اپنے اخیر وقت میں اکثر ٹالین کلکتہ میں قیام پذیر رہے۔ اعلیٰ حضرت نے میزان منشعب تک کی تعلیم ان سے حاصل کی [4] وہ کلکتہ سے برابر اعلیٰ حضرت کے پاس استفتا بھیجا کرتے تھے۔ اور اعلیٰ حضرت جواب

---

[1] الاجازات المتینہ ص۳۰ [2] الاجازات المتینہ ص۳۲

[3] حیات اعلیٰ حضرت ص۳۳ [4] حیات اعلیٰ حضرت ص۳۲

Marfat.com

دیا کرتے تھے (متعدد استفتا فتاوی رضویہ میں موجود ہیں) ان ہی کے ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے "تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین" تحریر فرمائی۔ ؎۱

(۲) مولانا عبد العلی صاحب رامپوری:۔

آپ ہندوستان کے مشہور عالم تھے۔ فن ریاضی میں بہت مہارت رکھتے تھے ابتدائی تعلیم مولوی حیدر علی ٹونکی اور مولانا شرف الدین رامپوری (المتوفی ۱۲۲۸ھ) سے حاصل کی اور کتب حدیث وطب بترتیب حضرت شاہ اسحاق دہلوی اور حکیم صادق علی دہلوی سے پڑھی۔ علامہ فضل حق خیر آبادی سے حاشیہ قدیمہ پڑھا۔ علوم حکمیہ سے خصوصی شغف اور دلچسپی رکھتے تھے۔

مدرسہ عالیہ میں مدرس اول تھے۔ باذوق طلباء کی جماعتوں کو گھر پر ہی تعلیم دیتے تھے تقریباً ۱۲۹۱ھ یا ۱۲۹۰ھ میں رامپور حاضر ہو کر اعلیٰ حضرت نے چغمنی کے چند اسباق پڑھے ۱۳۰۳ھ میں آپ کا وصال ہوا ؎۲

(۳) حضرت مولانا نقی علی خاں صاحب:۔

آپ رجب ۱۲۴۶ھ میں محلہ ذخیرہ میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد حضرت مولانا رضا علی خانصاحب سے تعلیم وتربیت پائی۔ بعد فراغت تدریس وتصنیف میں مشغول ہوئے۔ حضرت تاج الفحول کی معیت میں مارہرہ حاضر ہو کر حضرت شاہ آل رسول قدس سرہٗ کے مرید ہوئے اس مجلس میں خلافت سے نوازے گئے۔ ۱۲۹۵ھ میں حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضرت سید احمد دحلان وغیرہ علماء کرام سے سند حدیث حاصل کی ۱۲۹۷ھ ذیقعدہ بروز پنج شنبہ بوقت ظہر اکاون ۵۱ برس کی عمر میں لقائے رب سے ہمکنار ہوئے۔ فرزند ارجمند اعلیٰ حضرت نے بہت سے تاریخی

؎۱ حیات اعلیٰ حضرت ص۳۲ ؎۲ تذکرہ کاملان رامپور

Marfat.com

مواد استخراج کئے انہیں میں سے خاتم احلۃ الفقہا ہے۔ ؎۱

اعلیٰ حضرت نے مندرجہ ذیل علوم کی تکمیل آپ سے کی۔

۱۔ علم قرآن ۲۔ علم حدیث ۳۔ اصول فقہ ۴۔ فقہ جملہ مذاہب ۵۔ نحو ۶۔ جدل۔ ۷۔ تفسیر ۸۔ عقائد ۹۔ کلام۔ ۱۰۔ صرف ۱۱۔ معانی ۱۲۔ بیان ۱۳۔ بدیع ۱۴۔ منطق ۱۵۔ مناظرہ۔ ۱۶۔ فلسفہ ۱۷۔ تکسیر ۱۸۔ ہیئات ۱۹۔ حساب ۲۰۔ ہندسہ ؎۲

۴۔ حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ :-

حضرت مولانا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری ابن شاہ ظہور حسن ابن حضرت شاہ آل رسول ۱۹ ر شوال مطابق ۲۶ ر دسمبر ۱۸۳۹ء بروز جمعرات پیدا ہوئے۔ آپ کا تاریخی نام مظہر علی ہے۔ حضرت شاہ آل رسول قدس سرہٗ ہر وقت آپ کو پیش نظر رکھتے تھے۔ مدرسین خانقاہ برکاتی سے علوم و فنون حاصل کیا۔ مولانا شاہ محمد سعید بدایونی (م ۱۲۷۰ھ) مولانا فضل اللہ جالیسری (م ۱۲۸۳ھ) مولانا نور احمد بدایونی (م ۱۳۰۱ھ) مولانا ہدایت علی بریلوی (م ۱۳۲۲ھ) آپ کے مشہور اساتذہ میں تھے ۱۷ ر ربیع الاول کو اپنے دادا سے بیعت ہوئے۔ اور اجازت متعلقہ سے مشرف کئے گئے آپ اپنے وقت کے بہت مشہور شیخ طریقت تھے۔ آپ کا حلقۂ بیعت و ارشاد بہت وسیع تھا۔ حضرت میاں صاحب سے اعلیٰ حضرت نے علم جفر، علم تکسیر اور علم تصوف حاصل کئے۔ ؎۳

اعلیٰ حضرت خود فرماتے ہیں :-

۱۲۹۶ھ میں حضرت (حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی) کا وصال ہوا

؎۱ تذکرۂ علماء اہلسنت ص ۲۵۷ ؎۲ الاجازات المتینہ ص ۳۵
؎۳ تذکرۂ نوری ملخص

Marfat.com

تو قبل وصال مجھے سیدنا شاہ ابوالحسین نوری اپنے ابن الابن ولیعہد وسجادہ نشین کے سپرد کیا۔ حضرت نوری میاں صاحب سے بعض تعلیم طریقت وعلم تکسیر وعلم جفر وغیرہ میں نے حاصل کئے۔ [1]

(۵)۔ شاہ آل رسول صاحب :۔

حضرت مخدوم شاہ آل رسول مارہروی قدس سرہٗ تیرھویں صدی ہجری کے اکابر اولیاء اللہ میں سے تھے۔ ۱۲۰۹ھ میں ولادت باسعادت ہوئی۔ اپنے بڑے چچا حضرت اچھے میاں اور والد ماجد حضرت شاہ آل برکات ستھرے میاں قدس سرہما کی آغوش شفقت ومحبت میں تربیت ونشوونما پائی۔ حضرت عین الحق شاہ عبدالمجید بدایونی حضرت مولانا سلامت اللہ کشفی بدایونی قدس سرہما سے خانقاہ برکاتی میں ابتدائی درسیات پڑھی۔ فرنگی محل کے علماء حضرت ملا نور صاحب مولانا عبدالواسع صاحب سے تکمیل کی ۱۲۲۲ھ میں مخدوم شیخ العالم عبدالحق صاحب رودولوی کے عرس کے موقع پر مشاہیر علماء ومشائخ کی موجودگی میں دستاربندی ہوئی۔ اسی سنہ میں حضرت اچھے میاں کے ارشاد کے بموجب حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے درس میں شریک ہوئے۔ صحاح ستہ کا دورہ کرنے کے بعد سلاسل حدیث وطریقت کی سند مرحمت ہوئی۔ اعلیٰ حضرت نے آپ سے تصوف واذکار کی تعلیم حاصل کی۔[2]

سفر حجاز :۔

اعلیٰ حضرت پہلی بار ۹۶ /۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں سفر مکہ ومدینہ اپنے والد کے ساتھ کیا[3] اعلیٰ حضرت نے خود تحریر فرمایا ہے کہ میں نے مکہ میں شیخ احمد بن زینی دحلان مکی (م ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء)

---

[1] حیات اعلیٰ حضرت ص۳۵ [2] تذکرہ علماء اہلسنت ص۲۲

[3] المیزان امام احمد رضا نمبر ص۵۵

Marfat.com

سے تعلیم حاصل کی۔

شیخ عبدالرحمٰن صاحب مکی (م ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۴ء) شیخ حسین بن صالح (م ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء)
سے بھی علوم وفنون کی سندات حاصل کی۔ [1]

اسناد :-

اعلیٰ حضرت کو سند حدیث مسلسل تین واسطوں سے حاصل ہوئی ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دوسری شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی اور تیسری امام شافعیہ حسین بن صالح جمل اللیل سے جنہوں نے ایک روز بعد نماز مغرب مقام ابراہیم پر آپ کا بازو پکڑا اپنے گھر لائے اور فرمایا۔ انی لاجد نور اللہ فی ھٰذا الجبین اور صحاح ستہ کی سند عطا کی۔ [2]

حضرت سید احمد دحلان مفتی شافعیہ اور عبدالرحمٰن سراج مفتی حنفیہ نے سند حدیث وفقہ واصول وتفسیر اور دیگر علوم عطا کیا۔ [3]

سند الفقہ مندرجہ ذیل ہے جسمیں ستائیس رابطوں سے امام اعظم تک سند پہنچتی ہے اور چار رابطوں سے امام اعظم کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے۔

---

[1] الاجازات المتینہ ص۳۵ ص۳۹ [2] حیات اعلیٰ حضرت ص۱۳

[3] تذکرہ علماے ہند ص۱۵-۱۶

سند الإمام في الفقه المنير مسلسلاً بالحنفية الكرام أو المفتين والمصنفين المشائخ الأعلام

لنا بحمد الله تعالى طرق كثيرة من أجلها إلى رواية عن سراج البلاد الحرمية مفتي الحنفية بمكة المحمية
مولانا الشيخ عبد الرحمن السراج بن مفتي الأجل مولانا عبد الله السراج عن مفتي مكة سيدي جمال بن عبد الله بن عمر
عن الشيخ الجليل محمد بن عابد السندي الأنصاري المدني عن الشيخ يوسف بن محمد بن علاء الدين المزجاجي عن الشيخ عبد القادر
بن خليل عن الشيخ إسماعيل بن عبد الله الشهير بعلي زاده البخاري عن عارف بالله تعالى الشيخ عبد الغني
بن إسماعيل بن عبد الغني النابلسي وهو صاحب الحديقة الندية والمطالب الوفية والتصانيف الجليلة الزكية
عن والده مؤلف شرح الدرر والغرر عن شيخين جليلين أحمد الشوبري وحسن الشرنبلالي محشي
الدرر والغرر وهو صاحب نور الإيضاح وشرحيه مراقي الفلاح وإمداد الفتاح والتصانيف الملاح
برواية الأول عن الشيخ عمر بن نجيم صاحب النهر الفائق والشمس الحانوتي صاحب الفتاوى والشيخ علي المقدسي شارح
نظم الكنز ورواية الثاني عن الشيخ عبد الله النحريري والشيخ محمد بن عبد الرحمن المسيري والشيخ محمد بن
أحمد الحموي والشيخ أحمد المحبي سبقهم عن الشيخ أحمد بن يونس الشلبي صاحب الفتاوى عن سري الدين
عبد البر بن الشحنة شارح الوهبانية عن الكمال بن الهمام صاحب فتح القدير والمحقق حيث ما أطلق عن السراج قارئ
الهداية عن علاء الدين السيرافي عن سيد جلال الدين الخبازي شارح الهداية عن الشيخ عبد العزيز
البخاري صاحب الكشف والتحقيق عن جلال الدين الكبير عن إمام محمد بن عبد الستار الكردري عن الإمام برهان الدين
صاحب الهداية عن الإمام فخر الإسلام البزدوي عن شمس الأئمة الحلواني عن القاضي أبي علي النسفي
عن أبي بكر محمد بن الفضل البخاري عن الإمام أبي عبد الله السبذموني عن عبد الله بن أبي حفص البخاري عن
أبيه أحمد بن حفص وهو الإمام الشهير بأبي حفص الكبير عن الإمام الحجة أبي عبد الله محمد بن الحسن الشيباني
عن الإمام الأعظم أبي حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن علقمة والأسود عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه عن
النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ط

Marfat.com

سند الحديث المسلسل بالاولية
من طريق الشيخ المحقق عبد الحق المحدث قدس سره

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين اما بعد فقد حدثني السيد الامام الهمام قطب العالم حضرة الشيخ رضي الله تعالى عنه مشافهة وهو اول حديث سمعته منه قال حدثني السيد رحلة زمانه امام اوانه عمي وشيخي ومولائي مرشدي السيد آل احمد الملقب باچھے میاں صاحب المارهروي قدس الله سره العزيز وهو اول حديث سمعته منه قال عن السيد النقي الامام التقي الورع الكامل البارع الفاضل العارف بالله الاحد السيد الشاه حمزه بن السيد آل محمد البلگرامي الحسيني الواسطي وهو اول حديث سمعته منه قال حدثني السيد طفيل محمد الاترولوي وهو اول حديث سمعته منه قال حدثني السيد السند البارع الاكمل الافضل وحيد زمانه السيد مبارك فخر الدين البلگرامي رحمة الله تعالى عليه وهو اول الخ قال حدثني الشيخ العالم العامل حاج الحرمين الشريفين استاذ الشيخ ابو الرضا بن الشيخ اسمعيل الدهلوي احد احفاد الشيخ عبد الحق الدهلوي سلمه ربه ورحمه الله عليه وهو اول حديث الخ قال حدثني جدي استاذي وشيخي افضل المحدثين الشيخ عبد الحق دهلوي رحمه الله تعالى عليه وهو اول الخ قال حدثنا الشيخ الصالح المؤمن عبد الوهاب بن فتح الله البروجي احد فقراء سيدي الشيخ عبد الوهاب المتقي رحمة الله تعالى عليه وهو اول الخ قال حدثنا الشيخ الكبير محمد بن افلح اليمني وهو اول حديث الخ قال حدثنا شيخنا امام وجيه الدين عبد الرحمن بن ابراهيم العلوي وهو اول الخ حدثني شيخنا الامام شمس الدين السخاوي القاهري وهو اول الخ حدثني جماعة كثيرون اجلهم علماً وعملاً شيخي الاستاذ الحجة الناقد شيخ مشائخ الاسلام حافظ العصر الشهاب ابو الفضل احمد بن علي العسقلاني

نحریا ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سماعا من لفظہ بحفظہ وھو اول الخ قال حدثنی بہ جماعۃ کثیرۃ
منھم حافظ الوقت الزین ابو الفضل عبد الرحیم بن الحسین العراقی وھو اول الخ اخبرنی بہ عالیا ان
الشیخ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد التدمری اجازۃ وھو اول حدیث رویتہ عنہ قال
ھو والعراقی ثنا بہ صدر ابو الفتح محمد بن محمد بن ابراھیم المیدومی اجازۃ وھو اول حدیث
قال العراقی سمعتہ منہ وقال التدمری حضورا منہ عندہ ثنا بہ النجیب ابو الفرج عبد اللطیف بن عبد المنعم
الحرانی وھو اول الخ ثنا بہ الحافظ ابو الفرج عبد الرحمن بن علی ابن الجوزی وھو اول الخ ثنا بہ ابو سعد
اسمعیل بن ابی صالح احمد بن عبد الملک النیسابوری وھو اول الخ ثنا بہ والدی ابو صالح
احمد بن عبد الملک المؤذن وھو اول الخ ثنا ابو طاھر محمد بن محمد بن محمش الزیادی وھو اول حدیث
الخ ثنا بہ ابو حامد احمد بن محمد بن یحیی بن بلال البزاز وھو اول الخ ثنا بہ عبد الرحمن بن بشر
بن الحکم وھو اول الخ ثنا بہ سفین بن عیینۃ وھو اول الخ من سفین عن عمرو بن دینار عن
ابی قابوس مولی عبد اللہ بن عمرو بن العاص عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما ان رسول اللہ
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال الراحمون یرحمھم الرحمن تبارک وتعالی ارحموا من فی الارض
یرحمکم من فی السماء

Marfat.com

سند الحدیث من طریق الشاہ عبد العزیز دہلوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد فقد حدثنی السید الامام الہمام
قطب الزمان ماحضرت الشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وھو اول حدیث سمعتہ منہ قال حدثنی استاذی علم المحدثین مولانا الشاہ
عبد العزیز دہلوی وھو الاول عن ابیہ ذی فضل الجامع مولانا ولی اللہ وھو الاول قال حدثنی السید عمر من لفظہ
بجانب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو الاول قال حدثنی جدی الشیخ عبد اللہ بن سالم البصری وھو الاول قال
حدثنی یحیی محمد الشہیر بالشاوی وھو اول حدیث سمعتہ منہ قال اخبرنا بہ الشیخ سعید بن ابراھیم الجزائری
الشہیر بقدورۃ قال وھو الاول قال اخبرنا بہ الشیخ المحقق سعید بن محمد المقری قال وھو الاول عن ابی الکامل احمد حجی
قال وھو الاول عن شیخ الاسلام العارف باللہ تعالیٰ سیدی ابراھیم التازی قال وھو الاول قال قرأت علی المحدث الربانی
ابی الفتح محمد بن ابی بکر بن الحسین المراغی قال وھو اول حدیث تولیتہ علیہ قال سمعت من لفظ شیخنا زین الدین عبد الرحیم
بن الحسین العراقی قال ثم الخ قال حدثنا ابو الفتح محمد بن محمد بن ابراھیم البکری المیدومی قال وھو الاول بمثل الحدیث سندا و
متنا ثم نلت لی فی الحدیث طریقا ثانیا قال حدثنی مولانا الاجل السید الشاہ ابو الحسین احمد النوری نور اللہ مرقدہ
المعنوی والصوری قال حدثنا افضل العلماء واورع الاتقیاء مولانا احمد حسن العثمانی المرادآبادی وھو الاول
قال حدثنا بحدیث الرحمۃ المسلسل بالاولیۃ الشیخ الناسک احمد بن محمد الدمیاطی المشہور بابن عبد الغنی
وھو الاول بحضرۃ جمع من اھل العلم قال انبأنا المعمر محمد بن عبد العزیز وھو اول الخ واجازۃ بجمیع مرویاتہ قال حدثنا بہ الشیخ
المعمر ابو الخیر بن عموس الرشیدی وھو اول الخ واجازہ بجمیع مرویاتہ فی ربیع الاول سنۃ اثنین بعد الالف قال حدثنا بہ
شیخ الاسلام الشرف زکریا بن محمد الانصاری وھو الاول قال انبأنا خاتمۃ الحفاظ الشہاب ابو الفضل احمد بن
علی بن حجر العسقلانی وھو اول حدیث سمعتہ منہ قال اخبرنا بہ الحافظ زین الدین ابو الفضل عبد الرحیم بن الحسین
العراقی وھو اول حدیث سمعتہ منہ الی اخر الحدیث سندا ومتنا ۔

Marfat.com

لباب الخمس

احوال ـــ و ـــ آثار

Marfat.com

اعلیٰ حضرت نے اپنی جودت طبع اور ذکاوت فطری کی بنا پر ۱۳ سال ۱۰ مہینے اور پانچ دن کی مختصر مدت ہی میں علوم عقلیہ ونقلیہ سے کمال و تمام فراغت حاصل کرلی تھی جیسا کہ خود فرماتے ہیں :۔

"وذلك لمنتصف شعبان سنہ ۱۲۸۶ھ وانا ذلك ابن ثلث عشر عاما عشر شہر وخمسة ایام وفی هذا التاریخ فرضت علی الصلوٰۃ وتوجہت الی الاحکام" [1]

صرف اوقات

۱ ۔ کتب بینی ۲ ۔ فتاویٰ نویسی

۳ ۔ درس وتدریس ۴ ۔ تصنیف وتالیف

۵ ۔ عبادت وریاضت ۶ ۔ خدمت سادات

کتب بینی :۔

اعلیٰ حضرت کے ذوق کتب بینی کا یہ حال تھا کہ ۲۴ گھنٹے میں صرف ڈیڑھ دو گھنٹے آرام فرماتے تھے بقیہ تمام وقت کتب بینی۔ تصنیف وتالیف اور دیگر خدمات دینیہ میں صرف فرماتے [2]

آپ کے مطالعہ کا طریقہ یہ تھا کہ جس کتاب کو پڑھتے اول سے اخیر تک بالاستیعاب

---

[1] منظر المناقب ج اول ص ۳۲ [2] سوانح اعلیٰ حضرت صہ ۹۱

Marfat.com

پڑھتے اور ایک ہی بار کے مطالعہ سے کتاب کے تمام مندرجات اور اس مالہٗ و ماعلیہ پر حاوی ہو جاتے۔

ایک مرتبہ آپ پیلی بھیت تشریف لے گئے اور مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی علیہ الرحمہ کے مہمان ہوئے۔ اثنائے گفتگو میں "عقود الدریہ فی تنقیح فتاوے الحامدیہ" کا ذکر چل پڑا۔ حضرت محدث سورتی نے فرمایا کہ وہ کتاب میرے کتب خانہ میں ہے۔ اعلیٰ حضرت نے اس وقت اسے دیکھا نہیں تھا۔ فرمایا۔۔۔ جاتے وقت میرے ساتھ کر دیجئے گا۔ حضرت محدث سورتی نے کتاب لاکر آپ کی خدمت میں پیش کر دی اور یہ بھی فرمایا کہ ملاحظہ فرمانے کے بعد بھیج دیجئے گا۔ آپ کے یہاں کتابیں بہت ہیں اور میرے پاس تو گنتی کی یہی چند کتابیں ہیں جن سے فتویٰ دیا کرتا ہوں۔۔۔

اعلیٰ حضرت کو اسی دن واپس آنا تھا۔ مگر ایک جاں نثار کی دعوت پر رکنا پڑا۔ آپ نے رات میں عقود الدریہ کی دو ضخیم جلدوں کا مطالعہ فرما لیا۔ دوسرے دن ظہر کی نماز کے بعد بریلی کا قصد فرمایا لیکن عقود الدریہ کو سامان میں رکھنے کی بجائے محدث صاحب کے یہاں واپس بھجوا دی اس واقعہ کے بعد محدث صاحب تشریف لائے اور عرض کیا کہ کیا میری اتنی سی گذارش پر کہ "مطالعہ کے بعد کتاب واپس فرمادینگے" آپ کو اتنا ملال ہوا کہ آپ کتاب ابھی واپس کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر کل ہی جانا ہوتا تو بریلی لے جاتا لیکن جب رک گیا تو شب میں اور صبح میں پوری کتاب دیکھ ڈالی۔ اب لے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ محدث صاحب نے فرمایا کیا ایک مرتبہ دیکھنا کافی ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ دو تین مہینے تک جہاں کی عبارت چاہوں گا فتاویٰ میں لکھ دوں گا۔ اور مضمون تو انشاء اللہ عمر بھر کیلئے محفوظ ہو گیا۔ (حیات اعلیٰ حضرت ص ۳۸-۳۹)

Marfat.com

اعلیٰ حضرت کے وسعت مطالعہ کا اندازہ آپ کے فتاویٰ کے مطالعہ سے بہ خوبی ہو جاتا ہے۔

مثلاً آپ نے سماعِ موتیٰ کے جواز میں جو فتویٰ دیا اس میں ۲۵۴ کتابوں سے حوالے پیش کئے۔

اعلیٰ حضرت نے فتاویٰ رضویہ کا جب خطبہ لکھا تو نوّے[۹۰] کتابوں کے ناموں کو اس صنعت کے ساتھ لکھا کہ وہی اسماء خطبہ بن گئے۔ اس سے دو باتوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کہ عربی لسانیات پر اس درجہ آپ کو قدرت تھی کہ جس لفظ کو چاہتے اپنے مطلب کے لئے استعمال کر لیتے

دوسرے یہ کہ وہ نوے کتابیں جو صرف فقہی احکام پر مشتمل ہیں۔ نہ صرف یہ کہ وہ سب آپ کی نگاہوں سے گذر چکی تھیں۔ بلکہ ان کے مضامین پر ذہن کی گرفت اتنی سخت تھی کہ کوئی بھی گوشہ آپ کے حاشیۂ خیال سے اوجھل نہیں تھا۔ اس سے آپ کے وسعت مطالعہ کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

خطبہ مندرجہ ذیل ہے :۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ ھو الفقہ الاکبر[۱]، والجامع الکبیر[۲] لزیادات[۳]، فیضہ[۴]، المبسوط[۵] الدرر[۶]، الغرر[۷]، بہ الھدایہ[۸]، ومنہ البدایہ[۹]، والیہ النہایہ[۱۰]، بحمدہ الوقایہ[۱۱]، والنقایہ[۱۲]، الدرایہ[۱۳]، وعین العنایہ[۱۴]، وحسن الکفایہ[۱۵]، والصلوٰۃ والسلام[۱۶] علی الامام الاعظم المرسل[۱۷] الکرام مالکی[۱۸]، وشافعی[۱۹]، احمد الکرام[۲۰]، یقول الحسن بلا توقف محمد[۲۱]، الحسنی[۲۲]، ابو یوسف[۲۳]، فانہ ارصل[۲۴]، المحیط[۲۵]، لکل فضل بسیط[۲۶]، ووجیز[۲۷] و وسیط[۲۸]، البحر الزخار[۲۹]، والدر المختار[۳۰]، وخزائن الاسرار[۳۱]، وتنویر الابصار[۳۲]، ورد المحتار علی مسح الابصار[۳۳]، وفتح القدیر[۳۴]، وزاد الفقیر[۳۵]، وملتقی الابحر[۳۶]، مجمع الانہر[۳۷]

وکنز الدقائق[38]، وتبیین الحقائق[39]، والبحر الرائق[40]، منه یستمد کل نهر فائق[41]، فیه المنیة[42]
وبه الغنیة[43]، ومراقی الفلاح[44]، وامداد الفتاح[45]، والایضاح[46] اصلاح[47]، ونور الایضاح[48]
وکشف[49]، المضمرات[50]، وحل المشکلات[51]، والدر المنتقی[52]، وینابیع المبتغی[53]، وتنویر الابصار[54]
وزواهر الجواهر[55]، البدائع[56]، النوادر[57]، المنزہ[58] وجوباً عن الاشباہ[59]، والنظائر[60] مغنی
السائلین، ونصاب[61] المساکین، الحاوی القدسی[62]، بکل کمال وقدسی[63] والسنی الکافی
والوافی[64]، الشافی[65]، المصفی[66] المصطفی، المستصفی[67]، المجتبی[68]، المنتقی[69] الصافی، عدة[70]
النوازل[71]، وانفع الوسائل[72]، لاسعاف السائل[73]، بعیون المسائل[74]، عمدة الاواخر[75]
وخلاصة الاوائل[76]، وعلی آله وصحبه واهله وحزبه[77] مصابیح الدجی، ومفاتیح
الهدی[78]، لاسیما الشیخین[79]، الصاحبین[80]، الآخذین من الشریعة والحقیقة
بکلا الطرفین[81]، والختنین الکریمین[82] کل منهما نور العین، ومجمع البحرین[83] وعلی
مجتهدی ملة وائمة امتة[84] خصوصاً الارکان الاربعة، والانوار اللامعة[85]،
وابنه الاکرم الغوث الاعظم ذخیرة الاولیاء[86]، وتحفة الفقها[87]، وجامع
الفصولین[88]، فصول الحقائق، والشرع المهذب، بکل زین وعلینا معهم وبهم
ولهم یا ارحم الراحمین آمین آمین والحمد لله رب العلمین[1]

فتاویٰ کے اکثر جوابات میں بے شمار کتابوں کا ذکر ملتا ہے۔ مجموعی طور سے دیکھا جائے تو ہزاروں کتابیں اعلیٰ حضرت کے مطالعہ سے گذر چکی ہیں۔ اس لئے کہ جو ایک ہزار سے زیادہ کتابوں کا مصنف ہوگا یقیناً وہ اس سے زیادہ کتابوں کا مطالعہ کر چکا ہوگا۔

فتاویٰ نویسی:۔

اعلیٰ حضرت کو فقہ اسلامی میں ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔ آپ کے فقیہ ہونے کا اعتراف عالم اسلام کی متعدد شخصیتوں اور قابل اعتماد علمائے کرام نے کیا ہے خصوصیت

---

[1] فتاویٰ رضویہ ج اول ص ۲۷۳۔

کے ساتھ ہندوستان اور حجاز مقدس میں آپ کو بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔

اعلیٰ حضرت نے ۱۴ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء سے مسند افتاء کی ذمہ داری سنبھالی [1] اور اخیر عمر تک اس منصب پر فائز رہے۔ آپ کی بارگاہ میں ہندوستان کے علاوہ عرب، افریقہ اور ایشیا کے بیشتر ممالک سے سوالات بصورت استفتاء آتے رہتے تھے جن کے تحقیقی جوابات حوالہ جات کی توضیح و صراحت کے ساتھ مستفتی کو بھیج دیئے جاتے تھے۔

آپ کے فتاویٰ کو دیکھنے کے بعد مکہ معظمہ کے ایک مشہور فاضل سید اسماعیل خلیل حافظ کتب الحرام نے لکھا:

واللہ اقول والحق اقول انہ لو رأھا (فتاویہ) ابوحنیفۃ النعمان لاقرت عینہ ولجعل مؤلفہا من جملۃ الاصحاب [2]

اعلیٰ حضرت سے استفتاء کرنے والے مشاہیر علماء

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تفصیل
۱	ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب بہاری	فتاوےٰ رضویہ جلد اول ص ۶
۲	مولانا سید ابراہیم صاحب بلگرامی	" " " ۲۴
۳	مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی	" " " ۲۱۵
۴	مولانا سلطان احمد خاں صاحب	" " " ۲۱۶
۵	مولانا سید شاہ نور عالم صاحب کاسگنج ایٹہ	" " " ۵۸۲
۶	مولانا محمد حسین صاحب	" " دوم ۱

[1] سوانح اعلیٰ حضرت ص ۱۰۰ [2] الاجازات المتینہ ص ۹

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تفصیل
۷	مولانا ضیاء الدین صاحب لکھنوی	فتاوے رضویہ جلد دوم ص ۳۴
۸	مولانا محمود الحسن صاحب سہسرام	" " " ۳۶
۹	مولانا حفیظ الدین صاحب	" " " ۴۱
۱۰	مولانا عبد الحمید صاحب پانی پت	" " " ۵۷
۱۱	مولانا سلیم اللہ صاحب لاہور	" " " ۱۴۹
۱۲	مولانا ضیاء الدین صاحب پٹنہ	" " " ۱۶۹
۱۳	مولانا رضا علی صاحب نقشبندی بہار	" " " ۲۲۱
۱۴	مولانا عبد الخالق صاحب حیدر آباد	" " " ۲۵۲
۱۵	مولانا برہان الحق صاحب	" " " ۴۱۶
۱۶	مولانا عبد العزیز صاحب لاہور	" " " ۴۲۶
۱۷	مولانا سید عبد الغفار صاحب بنگلور	" " " ۴۳۷
۱۸	مولانا عبد المقتدر صاحب اسلام آباد	" " " ۴۹۴
۱۹	مولانا احمد مختار صاحب میرٹھ	" " " ۴۹۷
۲۰	مولانا مشتاق احمد صاحب اجمیر	" ۵ " ۲۷۰
۲۱	مولانا عبد العلی صاحب لکھنؤ	" " " ۳۲۲
۲۲	مولانا ابو الخیر صاحب بنارس	" " " ۴۰۶
۲۳	مولانا سید شاہ ابو الحسین نوری حضرت مارہرہ	" " " ۵۰۳
۲۴	مولانا عبد الواحد صاحب	" " " ۵۹۹
۲۵	مولانا سید سلیمان اشرف صاحب	" " " ۶۴۸
۲۶	مولانا عبد اللہ صاحب علی گڑھ	" " " ۶۴۸

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تفصیل
۲۷	مولانا ضیاء الاسلام صاحب جامع مسجد آگرہ	فتاوے رضویہ جلد ۵ ص ۴۶۶
۲۸	مولانا سید روشن علی صاحب	؍ ؍ ؍ ۴۸۳
۲۹	مولانا احمد بخش صاحب	؍ ؍ ؍ ۴۸۶
۳۰	مولانا سید سلیمان اشرف (پروفیسر دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڈھ)	

اعلیٰ حضرت سے استفتاء کرنیوالے چند شہروں کے نام

۱۔ میرٹھ	(یوپی)	۱۲۔ خیرآباد (سیتاپور)	یو۔پی	۲۳۔ شیش گڈھ	یو۔پی
۲۔ بجنور	؍	۱۳۔ نینی تال	؍	۲۴۔ ہردوئی	؍
۳۔ سرونج	؍	۱۴۔ اعظم گڈھ	؍	۲۵۔ آگرہ	؍
۴۔ بریلی	؍	۱۵۔ جونپور	؍	۲۶۔ غازیپور	؍
۵۔ بلندشہر	؍	۱۶۔ رائے بریلی	؍	۲۷۔ جہلم	؍
۶۔ علی گڈھ	؍	۱۷۔ سہسوان	؍	۲۸۔ خیرآباد	؍
۷۔ فرخ آباد	؍	۱۸۔ مارہرہ مطہرہ	؍	۲۹۔ ملیح آباد	؍
۸۔ شاہجہانپور	؍	۱۹۔ بنارس	؍	۳۰۔ بستی	؍
۹۔ لکھنؤ	؍	۲۰۔ بارہ بنکی	؍	۳۱۔ فتح پور	؍
۱۰۔ پیلی بھیت	؍	۲۱۔ اٹاوہ	؍	۳۲۔ الآباد	؍
۱۱۔ غازی آباد	؍	۲۲۔ بلیا	؍	۳۳۔ جھانسی	؍

Marfat.com

مقام	صوبہ
۳۴۔ سرہند شریف	یو۔پی
۳۵۔ مبارکپور اعظم گڈھ	"
۳۶۔ بہرائچ	"
۳۷۔ مرزاپور	"
۳۸۔ شیوائی	"
۳۹۔ مئو	"
۴۰۔ فیض آباد	"
۴۱۔ دربھنگا	بہار
۴۲۔ گیا	"
۴۳۔ پٹنہ	"
۴۴۔ سیتامڑھی	"
۴۵۔ رام پور	"
۴۶۔ سہسرام	"
۴۷۔ داناپور	"
۴۸۔ پورنیہ	"
۴۹۔ مظفرپور	"
۵۱۔ بھاگلپور	"
۵۱۔ ڈالٹن گنج	"
۵۲۔ روہتاس	"
۵۳۔ شاہ آباد	"
۵۴۔ رانچی	"
۵۵۔ ہگلی	بنگال
۵۶۔ ہوڑہ	"
۵۷۔ دیناجپور	"
۵۸۔ جیرہ	"
۵۹۔ کلکتہ	"
۶۰۔ سلہٹ	"
۶۱۔ نورکھائی	"
۶۲۔ پانپا	"
۶۳۔ چوبیس پرگنہ	"
۶۴۔ ڈھاکہ	بنگلہ دیش
۶۵۔ فریدپور	"
۶۶۔ چاٹ گام	گجرات
۶۷۔ کاٹھیاواڑ	"
۶۸۔ احمد آباد	"
۶۹۔ پنج محل	"
۷۰۔ بھڑوچ	"
۷۱۔ سورت	"
۷۲۔ ساہیوال	"
۷۳۔ بڑودہ	"
۷۴۔ اندور	ایم پی
۷۵۔ ناگپور	"
۷۶۔ جبلپور	ایم پی
۷۷۔ جاورہ	"
۷۸۔ رائے پور	"
۷۹۔ بھوپال	"
۸۰۔ سرگجا	"
۸۱۔ چتوڑ گڈھ	راجستھان
۸۲۔ اودے پور	"
۸۳۔ جے پور	"
۸۴۔ اجمیر شریف	"
۸۵۔ ماروار	"
۸۶۔ جالندھر	پنجاب
۸۷۔ امرتسر	"
۸۸۔ فیروزپور	"
۸۹۔ لاہور	"
۹۰۔ راولپنڈی	"
۹۱۔ پانی پت	"
۹۲۔ شیرپور	"
۹۳۔ گجرات	"
۹۴۔ کٹک	اڑیسہ
۹۵۔ چوہرکوٹ بارتھان	بلوچستان

Marfat.com

۹۶- حیدرآباد	اے پی	۱۱۰- گورگاؤں	۱۲۴- ٹھاکردوارہ
۹۷- میسور	کرناٹک	۱۱۱- برار	۱۲۵- ہوشنگ آباد
۹۸- بمبئی	مہاراشٹر	۱۱۲- گلگٹ جونال	۱۲۶- فیروزپور
۹۹- جورہاٹ	آسام	۱۱۳- انگو	۱۲۷- مان بھوم
۱۰۰- گولہ گھاٹ	”	۱۱۴- جوناگڈھ	۱۲۸- نوگاؤں
۱۰۱- رام پور	پاکستان	۱۱۵- بلند شہر	۱۲۹- بھیکم پور
۱۰۲- ہزارہ	”	۱۱۶- مین پور	۱۳۰- باسیر
۱۰۳- فرید پور	بھاولپور	۱۱۷- جاکل	۱۳۱- باری سال
۱۰۴- غائر	ملک متوسط	۱۱۸- پرتگال	۱۳۲- رنگون
۱۰۵- اجین		۱۱۹- ہمسر پور	۱۳۳- مان پور
۱۰۶- گوالیار		۱۲۰- دہلی	۱۳۴- خان پور
۱۰۷- سہاور		۱۲۱- احمد نگر	۱۳۵- بیوار
۱۰۸- نجیب آباد		۱۲۲- کھیری	۱۳۶- ٹہرہ
۱۰۹- رہتک		۱۲۳- ملتان	۱۳۷- ڈیرہ غازی خاں

فتاویٰ نویسی کی زبان :-

اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں جس زبان میں استفتاء کیا جاتا تھا اسی زبان میں فتویٰ صادر فرماتے تھے۔ حد یہ ہے کہ اگر کسی نے منظوم سوال کیا تو جواب بھی منظوم ہی دیا ہے۔ منظوم جواب میں سوال جس بحر میں ہے جواب کے لئے بھی اسی بحر کا اہتمام کیا گیا ہے جس سے زبان پر قدرت اور قادر الکلامی کا اندازہ ہوتا ہے۔

اعلیٰ حضرت کی بارگاہ سے مندرجہ ذیل زبانوں میں فتویٰ

دیئے گئے ہیں۔

۱۔ اردو نثر و نظم ۲۔ فارسی ۳۔ عربی ۴۔ انگریزی

تفصیلات ملاحظہ فرمائیں :۔

مسئلہ :۔ مسئولہ نواب سلطان احمد خاں صاحب بریلی

عالمان شرع سے ہے اس طرح میرا سوال ★ دیں جواب اس کا برائے حق مجھے وہ خوش خصال
گرکسی نے ترجمہ سجدہ کی آیت کا پڑھا ★ تب بھی سجدہ کرنا کیا اس شخص پر واجب ہوا
اور ہوں سجدے تلاوت کے ادا کرنے جسے ★ بلکہ ادا کرنے سے ان سجدوں کے وہ پہلے مرے
پس سبکدوشی کی اس کے شکل کیا ہوگی جناب ★ چاہئے ہے آپ کو دینا جواب باصواب

الجواب

ترجمہ بھی اصل سا ہے وجہ سجدہ بالیقین ★ فرق یہ ہے فہم معنی اس میں شرط ایسی نہیں
آیت سجدہ سنی جانا کہ ہے سجدہ کی جا ★ اب زباں سمجھے نہ سمجھے سجدہ واجب ہوگیا
ترجمہ میں اس زباں کا جاننا بھی چاہئے ★ نظم و معنی دو ہیں ان میں ایک تو باقی رہے
تاکہ من وجہ صادق ہو سنا قرآن کو ★ ورنہ اک موج ہوا تھی چھو گئی جو کان کو
ہے یہی مذہب بہ نقیتی علیہ الاعتماد ★ شامی از فیض و نہر واللہ اعلم بالرشاد
سجدہ کا فدیہ نہیں اشباہ میں تصریح کی ★ صیرفیہ میں اسی انکار کی تصحیح کی
کہتے ہیں واجب نہیں اس پر وصیت وقت موت ★ فدیہ گر ہوتا تو کیوں واجب نہ ہوتا جبر فوت
یعنی اس کا شرع میں کوئی بدل ٹھہرا نہیں ★ جز ادا یا توبہ وقت عجز کچھ چارہ نہیں
یہ نہیں معنی کہ ناجائز ہے یا بے کار ہے ★ آخر اک نیکی ہے نیکی ماحی اوزار ہے
قلت لخذا من التعلیل فی امر الصلوٰۃ ★ دلھو بحث ظاھر والعلو حق للالہ

مسئلہ :۔ از کراچی بندر گاڑی خانہ، رام باغ حجرہ اسلامیہ مولوی احمد صدیق

لے فتاویٰ رضویہ ج سوم ص ۶۶۴، ۶۶۵

نقشبندی بہ روز سہ شنبہ ۲۶ ربیع الاول شریف ۱۳۲۴ھ

زید نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کے شروع میں عربی عبارت اس طرح لکھی ہے :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

" الہنا محمد وھو معبود جل شانہ وعز برھانہ ورسولنا محمد وھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم "

ان الفاظ کی کوئی تاویل ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو ایسے لکھنے والے پر شرعاً کیا حکم ہے۔ اور اس سے میل جول رکھنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور ایسے اعتقاد والے سے نکاح وغیرہ پڑھوانا شرعاً کیسا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

ہمارے ائمہ نے حکم دیا ہے کہ اگر کسی کلام میں ننانوے ۹۹ احتمال کفر کے ہوں اور ایک اسلام کا تو واجب ہے کہ احتمال اسلام پر کلام محمول کیا جائے جب تک کہ اس کا خلاف ثابت نہ ہو ــ پہلے جملہ میں محمد بہ فتح میم کیوں پڑھا جائے۔ محمِد بہ کسر میم پڑھا جائے یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محمِد ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار بہ کثرت حمد و ثنا کرنے گئے اور ان کا رب عزوجل ان کا محمَد ہے۔ بار بار بکثرت ان کی مدح و تعریف فرمانے والا اب یہ معنی صحیح ہو گیا اور لفظ بالکل کفر سے نکل گیا اور اگر بفتح میم ہی پڑھیں اور معنی لغوی مراد لیں یعنی ہمارا رب عزوجل بار بار بکثرت حمد کیا گیا ہے جب بھی کفر نہ رہے گا۔ مگر اب صرف نیت کا فرق ہوگا۔ بہر حال ناجائز ہونے میں شبہ نہیں۔

ردالمحتار میں ہے :-

" مجرد ایھام المعنی المحال کاف فی المنع ــــ مصنف کو توبہ چاہیے

Marfat.com

اور اسے تنبیہ کیا جائے اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں مگر یہ کہ کوئی حالت خاصہ داعی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ [1]

مسئلہ ۔ از پترہ ڈاکخانہ مہنجر رامپور موضع سات ہیلہ مسئولہ رجب علی صاحب بروز شنبہ تاریخ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ ۔

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اندریں مسئلہ کہ چند مولویان معہود بمکان شخص کہ از وے کارے خلاف شرع سرزد شدہ بود یعنی با زن مغلظہ خود تا مدت دو سہ ماہ باعیش ازدواج اوقات بسر برد بوجہ علم بلا تعمل و تنبیہ ختم خوانی کردہ طعام خوری نمودند ازیں جہت شخصے معتبر عالم دوست حاجی الحرمین کہ از مریدان جناب شاہ عبداللطیف شہنوی است و جناب شاہ صاحب نیز برائے تنبیہ امور شرع اورا تاکید بسیار نمودہ واد برائے تعمیل در شان جناب شاہ صاحب اکثر مقدمات شرع شریف و معاملات دنیوی فیصلہ می کند و فی الحال در کار شرع بسیار مستحکم و مستقیم است ترا گفتہ کہ مولویان این زمان در راہ یدہ برکن دہان افگند [2] و میان حلال و حرام تمیز نہ کنند پس دریں صورت شخصے موصوف موافق شرع کافر شود یا نہ و یا بروے فقط حکم تجدید نکاح کردہ شود یا نہ، اگر شرعاً کافر نہ شود کسے اورا کافر گوید چہ حکم۔ بینوا بسند الکتاب توجروا عند اللہ یوم الحساب

الجواب

کسیکہ با زن سہ طلاقہ خود بے تحلیل طرح معاشرت انداخت و نزد زنا شوئی باخت بجائے خود بزہ کار است و باچنیں گناہ کاراں معاملہ پیشوایان این تخلف بودہ است ہم بہ نرمی کار کردہ اند و ہم بدرشتی چنانکہ در احیاء العلوم رنگ تفصیل دادہ اند مولویاں کہ بہ خانہ او ختم خواندند و چیزے خوردند گناہے نہ کردند کسیکہ

---

[1] فتاوی رضویہ ج ششم قلمی ص ۶۶۷ [2] ھکذا فی السوال

آناں را بہ السان الفاظ بد یاد کرد چیزے شنیع آورد باحکم خاص بر آناں نہ خود بلکہ عام مولویان ایں زمان شناعتش ازحد گزشت تکفیر او نشاید کرد اما تجدید اسلام و نکاح سزد کہ باید زانکہ تکفیر او کردہ است نیز کار از حد بیروں بردہ است او را نیز توبہ باید واللہ تعالیٰ اعلم" [1]

مسئلہ :- از پوسٹ کانت فقیر ہاٹ مدرسہ اسلامیہ کالا پل چاٹگام۔

مرسلہ- وحید اللہ صاحب ۷ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ

ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ فی ھٰذہ المسئلة ان رجلا لغا الجھل قال لمعلم العلوم العربیہ اعنی المبادی والمقاصد ما انت الا بشر مثلنا فقال لہ ان کان الامر کذلک فما اصنع فی المدرسة العالیة مثلا فاجاب لہ یا راعی البقر والخنزیر ترعیھما فیھا وایضا اعتقد ان اللہ یغفر ویدخل الجنة من یشرک بہ لمن یشاء فذکر العالم شیئا من اٰیة القراٰن والاحادیث الصحیحہ فقال ھٰذا الیس بشیئ ففی الصورة المسئولہ ھل یجب التوبة وتجدید النکاح علیہ ام لا

من قال واعتقد ان تارک الصلوٰة کافر فالقائل ھل ھو خارج عن مذھب ابیحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ام لا۔ بینوا توجروا

الجواب

اما ما خاطب بہ العالم فھو من جھلہ وسوء ادبہ یستحق بہ التحزیر الشدید اللائق بحالہ الزاجر لہ ولامثالہ ففی الحدیث عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثلثة لا یستخف بحقھم الا منافق بین النفاق عالم وذو الشیبة فی الاسلام وامام مقسط وما قولہ ان اللہ

[1] فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۶۶۔

Marfat.com

یغفر لمن یشرك به لمن یشاء۔ فمخالف للقرآن العظیم قال اللہ عزوجل "ان اللہ لا یغفر ان یشرك بہ ویغفر مادون ذالك لمن یشاء" وما نزلہ الآیات القرآن العظیم والاحادیث "ھذا لیس بشیٔ" فلیس بشیٔ الا الکفر الجلی تجری بہ علیہ احکام المرتدین فعلیہ ان یسلم واذا اسلم فلیجدد نکاحہ برضا المرءۃ وان لم ترض فلھا الخیار تعتد وتنکح من تشاء واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

الحکم بالکفر علی تارك الصلوٰۃ وارد فی صحاح الاحادیث وعلیہ جمہور الصحابہ والتابعین ولیست المسألۃ فقہیۃ بل کلامیۃ فیھا اہل السنۃ قدیما فمن قال باحد القولین لا یخرج بہ عن الحنفیۃ واللہ تعالٰی اعلم۔ [1]

---

[1] فتاوٰی رضویہ ج ۶ ص ۲۴۳، ۲۴۴

Marfat.com

Rangoon
The 19th May 1908
To

Maulvi Haji Ahmad Reza Khan Eaque
Mohalla Saudagran
Barailly United Provinces.

Honoured Sir

We desire to place before you a certain religious matter on which we solicit your valuable opinion The facts are briefly thus. There is a chulia Mosque in Moving Loulay Street at there place there are five duly elected trusted or Motawllies who manage the affairs of the said mosque according to schems fremed by the Chief Court of lawer Barma. The trustees are given the power of dispensing with the Imam, Muazzin and warders of the mosque. By virtue of the said power, the trustees at a meeting discharged the Imam, Syed Maqbool for misconduct and disobedience. After the the discharge the trustees filed a suit in the chief court of lower Barma for a declaretion that the discharge of the Imam may be confirmed that inspite of his misconduct they have no power to discharge

Having placed the facts briefly, we request you most humbly to give your fatwa as to whether the trustees have the power to discharge the Imam whan they fined if necessary to do so, This is a vital point which is at present Ingaging the attention of the leading member of the Chulia Sunni Mohammeddn Community and we shall thank you very much if you can sand your Fatwa before the 1st week of June.

Thanking you in anticipetion. we beg to remain Honoured Sir.

Your most obedients & humble Followers

Marfat.com

M. Quadir Ghani.
President, The Medras Muslim Association,
No 37, Tocakey Mig Louley Street,

الجواب

Barailly
The 28th of May, 1908.

To

Mr. Quadir Ghani,
President, The Madras Mulim Association.

Sir,

with referance to your letter dated the 9th of May 1908 I send my Fatwa for your perusal :

The trustees can discharge an Imam by their authority when such indifference is found in him which may be the sufficient reason of share for him to be dismissed

wide lisonal Hukkom Printed almisr (egipt) page 123.

فی فتاوی قاضی خان اذا عرض للامام او للمؤذن عذر منعه عن المباشرة مدة ستة اشهر فلمتولی ان یعزله ویولی غیره وان کان للمعذور نائب ۔

Translation :- There is a Fatwa Qazi khan, when an Imam or Muazzin may have some certain business which may be cause of six months absence from the Mosque, not with standing, he may have given som person for him to act. At such opportunity trustees can discharge him and may astablish or appoint an other Imam in his place.

Tahtawi printed misr and shami printed constantipls Volume 3 page 639

وتقدم مایدل علی جواز عزله اذا مضی شهر

Marfat.com

Translation :- Birizoda has said that the Books aforesaid style shows that a trustee can discharge an Imam on account of a month's absence from the Mosque the trustee has no nead of taking sanction of discharging the Imam from the Court or from any higher officer or Governer because the authority of trustee in these months is over the power of a Mohammedan Governor, although the same Motawallis or trustees may have been fixed by the some Mohammedan Governor.

See Ashbahunnazalr printed Lucknow page 179 copied from the Fawa of Imam Rashiduddin.

لایملک القاضی التصرف فی الوقف مع وجود ناظرہ ولو من قبلہ

Translation :— A Qazi can not interfare a waqf in the presence of a trustee although Trustee may have been fixed by the some Qazi. Hamwi Sharhe Ashbah printed Lucknow Page 179 ccpied from Fatwa Zahiruddin.

قاضی البلد اذا نصب رجلا متولیا للوقف بعد ما قلدہ الحاکم للحکومۃ فلیس للحاکم علی الوقف سبیل حتّی لا یملک الاجارۃ ولا غیرھا

Translation : — A king appointed a Qazi and after it the Qazi fixed a Trustee on a waqf.

Now the king has no connaction with the waqf nor has he any power of its contract etc

Another style from lisonal Hukum copied from Fatwa Imam wabri.

لاتدخل ولایۃ السلطان علی ولایۃ المتولی فی الوقت

Translation :- A king can not interfare a waqf against a trustee's authcritjes.

In this case the higher officers or governors are not Mohammedan once and therefore they do not know the

Marfat.com

schemes of "Shara" as a Mohammedan trustee knowers.

The trustees can discharge an Imam when the Imam leaves the Sunni doctrine or an open sin against "Shara" or there may be found in him some thing wich may be the cause of abborrance wich decreeses number of people at prayers or he may be disobadient against the maneging rules of affairs of the mosque or assambly of persone at prayers or there may be somthing such in him:otherwise he will not be discharged without fault.

See Raddul Muhtar constant in opie Volume 3 page 597:-

قال فی البحر واستفید من عدم صحة عزل الناظر بلا جنحة عدمها
لصاحب وظیفة فی جنحة وقف بغیر جنحة وعدم اهلیة

Translation ;- It is said in "Bahrul Raeque" Motawalli can not be dismissed without faults From this it is manifested that any receivers of a salery of a waqf cannot be discharged until his fault be proved or he may be proved to be unfit for his duties.

امر برقه عبده المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم [1]

[1] فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۳۱۱

Marfat.com

درس و تدریس

علماء کے فرائض و اعمال میں تصنیف و تالیف، وعظ و تقریر، پند و نصیحت اور رشد و ہدایت و ارشاد کے علاوہ درس و تدریس بھی ہے۔

اعلیٰ حضرت نے کتب درسیہ سے فراغت کے بعد تدریس، افتاء اور تصنیف کی طرف توجہ منعطف فرمائی۔ ابتداء میں تدریس کی جانب زیادہ میلان تھا کیونکہ بریلی میں اہلسنت و جماعت کا کوئی مدرسہ نہ تھا۔ صرف اعلیٰ حضرت کی ذات واحد مرجع طلبہ و علماء تھی۔ پھر جب آپ کے فضل و کمال کا شہرہ ہوا تو دوسرے اضلاع اور صوبجات کے تشنگانِ علوم بھی آپ کی بارگاہ میں آ کر علم و دانش و عرفان و آگہی کے اس چشمہ صافی سے بہ قدر حوصلہ و ظرف سیراب ہوئے۔ مائل بہ کرم ساقی کمال فیاضی کے ساتھ قطرہ طلب کرنے والے کو دریا بخش رہا تھا اور کلی کلی کو ترسنے والے اس چمنستان علوم میں پہنچ کر گلستان بکنار ہو رہے تھے لیکن اس کی حیثیت کسی مروجہ درسگاہ کی نہیں تھی۔ جس کے رجسٹر داخلہ اور رجسٹر فارغ التحصیل کا کوئی اہتمام نہیں تھا۔ آنے والے طلبہ اور فارغ ہونے والے علماء کے نام بمبر شمار کے ساتھ درج نہیں تھے اسی لئے اعلیٰ حضرت کے شاگردوں کی صحیح تعداد معلوم نہیں کی جا سکتی ہے[1]۔ سوائے اس کے کہ مشاہیر شاگردوں کے نام سوانح تاریخ کی کتابوں میں موجود ہیں۔ جن سے استفادہ کیا گیا ہے۔

تصنیف و تالیف :-

اعلیٰ حضرت کے تصانیف و تالیفات کا دوسرے مصنفین اور مؤلفین سے

---

[1] سوانح اعلیٰ حضرت ص ۲۳۸

Marfat.com

موازنہ کرنے پر یہ یقین ہو جاتا ہے کہ نہ صرف ان کے دور میں بلکہ اس سے پہلے ادوار میں بھی کثرت تصانیف کے لحاظ سے آپ بلا شبہ نادر روزگار تھے۔ ایک متحرک تحقیقی ادارہ کا کام آپ نے تنہا انجام دیکر اپنی جامع شخصیت کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔

آپ نے ایک اندازہ کے مطابق ۵۰ سے زائد فنون پر تقریباً ایک ہزار کتابیں تصنیف فرمائیں تصانیف کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

تفسیر

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
۱	انباء الحی ان کتابہ المصون تبیان لکل شئ	عربی	۱۳۲۶	اہلسنت بریلی
۲	حاشیہ تفسیر بیضاوی	"		
۳	حاشیہ تفسیر خازن	"		
۴	حاشیہ الدر المنثور	"		
۵	حاشیہ عنایۃ القاضی	"		
۶	حاشیہ معالم التنزیل	"		
۷	الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی	"		
۸	کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن	اردو	۱۳۳۵	اہلسنت وجماعت مراد آباد
۹	الصمصام علی مشکک فی اٰیۃ علوم الارحام		۱۳۱۵	
۱۰	الحجۃ المؤتمنہ فی اٰیۃ الممتحنہ		۱۳۳۹	
۱۱	تفسیر باء بسم اللہ	عربی		مکتبہ رضویہ کراچی

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
۱۲	تفسیر بر کنز الایمان	عربی		
۱۳	النفحۃ الفائحۃ من مسک سورۃ الفاتحہ	〃	۱۳۱۵	
۱۴	تفسیر سورۂ والضحیٰ	〃		
۱۵	نائل الراح فی فرق الریح والریاح	〃		
۱۶	انوار الحکم فی معانی میعاد واستجب لکم	〃		

اصول تفسیر

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
۱۷	حاشیہ الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی	〃		

رسم خط قرآن

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
۱۸	جالب الجنان فی رسم احرف من القرآن	〃		

حدیث

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
۱۹	حاشیہ صحیح بخاری	〃		
۲۰	حاشیہ صحیح مسلم	〃		
۲۱	حاشیہ جامع ترمذی	〃		
۲۲	حاشیہ سنن نسائی	〃		
۲۳	〃 سنن ابن ماجہ	〃		
۲۴	〃 تیسیر شرح جامع صغیر	〃		
۲۵	〃 مسند امام اعظم	〃		

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
۲۶	حاشیہ کتاب الحج	عربی		
۲۷	" کتاب الآثار	"		
۲۸	" شرح معانی الآثار	"		
۲۹	" سنن دارمی	"		
۳۰	" خصائص کبریٰ للسیوطی	"		
۳۱	" کنز الاعمال	"		
۳۲	" ترغیب و ترہیب	"		
۳۳	" القول البدیع للسخاوی	"		
۳۴	" نیل الاوطار للشوکانی	"		
۳۵	" المقاصد الحسنہ	"		
۳۶	" عمدۃ القاری شرح بخاری	"		
۳۷	" فتح الباری "	"		
۳۸	" ارشاد الساری "	"		
۳۹	" جمع الوسائل فی شرح الشمائل	"		
۴۰	" فیض القدیر شرح جامع صغیر	"		
۴۱	" مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ	"		
۴۲	" موضوعات الکبیر	"		
۴۳	" اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ	"		
۴۴	" التعقبات علی الموضوعات	"		
۴۵	" ذیل المدعا لاحسن الوعاء	اردو	۱۳۰۶	

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
۴۶	حاشیہ اشعۃ اللمعات	فارسی		
۴۷	القیام المعود تنقیح المقام المحمود	عربی		
۴۸	ابنار الحذاق بمسلک النفاق	"	۱۳۰۹	
۴۹	تلالؤ الافلاک بجلال حدیث لولاک	"	۱۳۰۵	
۵۰	سمع وطاعۃ فی احادیث الشفاعہ	اردو		
۵۱	الاحادیث الراویہ لمدح الامیر معاویہ	"		
۵۲	اسماء الاربعین فی شفاعۃ سید المحبوبین	عربی اردو		

اسانید حدیث

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
۵۳	الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البہیہ	عربی	۱۳۲۳	
۵۴	الاجازات المتینہ لعلماء مکۃ والمدینہ	"	۱۳۲۴	
۵۵	النور البہانی اسانید حدیث و سلاسل اولیاء اللہ۔	"		

اصول حدیث

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
۵۶	مدارج طبقات الحدیث	عربی		
۵۷	الافادات الرضویہ	"		
۵۸	حاشیہ فتح المغیث	"		
۵۹	شرح نخبۃ الفکر (حاشیہ)	"		
۶۰	الہاد الکاف فی حکم الضعاف	اردو	۱۳۱۳	

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
۶۱	الفضل الموہبی فی معانی اذا صح الحدیث فہو مذہبی	اردو	۱۳۱۳	
	اسماء الرجال			
۶۲	حاشیہ تقریب التہذیب	عربی		
۶۳	" تہذیب التہذیب	"		
۶۴	" الاسماء والصفات	"		
۶۵	" الاصابہ فی معرفت الصحابہ	"		
۶۶	" تذکرۃ الحفاظ	"		
۶۷	" میزان الاعتدال	"		
۶۸	" خلاصہ تہذیب الکمال	"		
	جرح وتعدیل			
۶۹	حاشیہ کشف الاحوال فی نقد الرجال	"		
۷۰	" العلل المتناہیہ	"		
	تخریج احادیث			
۷۱	النجوم الثواقب فی تخریج احادیث الکواکب			
۷۲	البحث الفاحص فی طرق احادیث الخصائص		۱۳۰۵	

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
۷۳	الروض البهیج فی آداب التخریج	عربی		
۷۴	حاشیه نصب الرایه لتخریج احادیث الهدایه	"		

لغت حدیث

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
۷۵	حاشیه مجمع بحار الانوار	"		

عقائد و کلام

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
۷۶	المعتمد المستند بناء نجاة الابد	"	۱۳۲۰	
۷۷	السعی المشکور فی ابداء الحق المهجور	"	۱۲۹۰	
۷۸	حاشیه شرح فقه اکبر	"		
۷۹	" شرح مواقف	"		قادریه لاہور
۸۰	" شرح مقاصد	"		"
۸۱	منتهی التفصیل فی بحث التفضیل	"		اہلسنت بریلی
۸۲	صمصام القیوم علی ناج الندوة عبد القیوم	"	۱۳۲۱	"
۸۳	صمصام حدید بر کولی بے قید عدو تقلید	"	۱۳۰۵	حسنی پریس بریلی
۸۴	اعمال الابرار والآم الاشرار	عربی اردو	۱۳۱۸	
۸۵	ابرار المجنون من انتهاک علم المکنون		۱۳۲۳	
۸۶	البشری العاجلة من تحف آجله		۱۳۰۰	
۸۷	الجلاء الکامل لعین نفاة الباطل		۱۳۲۶	

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
۸۸	حل خطاء الخط		۱۳۸۸	
۸۹	حاشیہ حدیقہ ندیہ			
۹۰	حاشیہ خیالی علی شرح العقائد			
۹۱	انضمام الالٰہی علی عمائد الشرب الوھی			
۹۲	ضوء النہایہ فی اعلام الحمد والہدایہ		۱۳۸۵	
۹۳	حاشیہ الصواعق المحرقہ			
۹۴	حاشیہ عقاید عضدیہ			
۹۵	مالی الجیب بعلوم الغیب		۱۳۱۸	
۹۶	حاشیہ مسامیرہ ومسایرہ			
۹۷	حاشیہ مفتاح السمادۃ	اردو		
۹۸	اتنائے حرمین کا تازہ عطیہ	"	۱۳۲۸	اہلسنت بریلی
۹۹	الادلۃ الطاعنہ فی اذان الملاعنہ	"	۱۳۰۶	حسنی پریس بریلی
۱۰۰	الاہکال لفیض الاولیاء لبعد الوصال	"	۱۳۰۳	مطبع بمبئی
۱۰۱	الطاری الداری علی ھفوات عبد الباری	"	۱۳۱۳	مطبع اہلسنت
۱۰۲	الاستمداد علی اجیال الارتداد	"	۱۳۳۷	"
۱۰۳	امور عشرین امتیاز عقائد متبین	"		
۱۰۴	اکمال الطامہ	"		رضویہ کتب خانہ بریلی
۱۰۵	انتصار الهدے من شعوب الھوی	"		"
۱۰۶	ازاحۃ العیب بسیف الغیب	اردو	۱۳۳۵	حسنی پریس بریلی

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
۱۰۷	پیکان جانگداز برجان مکذبان بے نیاز	اردو	۱۳۲۷	حسنی پریس بریلی
۱۰۸	التجابیر بباب التدبیر	"	۱۳۰۵	رضوی کتب خانہ بریلی
۱۰۹	ترجمۃ الفتوے وجد عدم البلوی	"	۱۳۱۸	حسنی پریس
۱۱۰	تمہید ایمان بآیات قرآن	"	۱۳۲۶	انجمن اشرفی دارالمطالعہ
۱۱۱	ترجمۃ الفتوی سابعۃ الدعوی	"	۱۳۱۷	اہلسنت بریلی
۱۱۲	تحقیقات قادریہ	"		حنفیہ پٹنہ
۱۱۳	الجزاء المھیا لغلمۃ کنھیا	"	۱۳۲۰	اہلسنت بریلی
۱۱۴	جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ	"	۱۳۱۶	"
۱۱۵	حیات الموات فی بیان سماع الاموات	"	۱۳۰۵	اہلسنت بریلی
۱۱۶	الوفاق المتین بین سماع الدفین وجواب الیمین	"	۱۳۱۶	"
۱۱۷	حجب العوار عن مخدوم بہار	"	۱۳۲۹	
۱۱۸	خلص فوائد فتوے	"	۱۳۱۷	گلزار حسنی
۱۱۹	خلاصہ فوائد فتوے	"	۱۳۲۴	اہلسنت بریلی
۱۲۰	خالص الاعتقاد	"	۱۳۲۸	رضا برقی پریس
۱۲۱	دوام العیش فی الائمۃ من قریش	"	۱۳۳۱	حسنی پریس
۱۲۲	دامان باغ سبحن السبوح	"	۱۳۲۶	شاہی پریس لکھنؤ
۱۲۳	دفعۃ الباس علی حامد الفاتحہ والفلق والناس	"	۱۳۲۶	اہلسنت بریلی
۱۲۴	دوامع الحمایر	"	۱۳۴۰	حسنی پریس
۱۲۵	دو صد تازیانہ برسم جمہور زمانہ	"		

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
۱۲۶	ذوالفقار	اردو		انجمن حزب الاحناف
۱۲۷	دافع الفساد عن مراد آباد	"		اہلسنت بریلی
۱۲۸	رد الرفضہ	"	۱۳۲۰	"
۱۲۹	الرائحۃ العنبریہ من المجمرۃ الحیدریہ	"	۱۳۰۰	تجارۃ اسلامیہ میرٹھ
۱۳۰	سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح	"	۱۳۰۷	تحفہ حنفیہ پٹنہ
۱۳۱	سبحٰن القدوس عن تقدیس نحس منکوس	"	۱۳۰۹	"
۱۳۲	سل سیوف الہندیہ علی کفریات بابا النجدیہ	"	۱۳۱۲	"
۱۳۳	سوالات حقائق نما برؤس ندوۃ العلماء	"	۱۳۱۳	اہلسنت بریلی
۱۳۴	السوء والعقاب علی المسیح الکذاب	"	۱۳۲۰	"
۱۳۵	سرگذشت وماجرائے ندوہ	"	۱۳۱۳	مجیدی بریلی
۱۳۶	سیوف العنوہ علی زمائم الندوہ	"	۱۳۱۳	اہلسنت بریلی
۱۳۷	سوالات علماء وجوابات ندوۃ العلماء	"	۱۳۱۳	"
۱۳۸	سیف المصطفٰی علی ادیان الافتراء	"	۱۳۲۹	"
۱۳۹	سیف الزمان لدفع ناوب الشیطٰن	"	۱۲۹۹	"
۱۴۰	سد الفرار	"		"
۱۴۱	شرح المطالب فی مبحث ابی طالب	"	۱۳۱۶	"
۱۴۲	العذاب البئس	"		
۱۴۳	فتاوی القدوۃ لکشف دفین الندوۃ		۱۳۱۳	نادری پریس
۱۴۴	قوارع القہار علی المجسمۃ الفجار	"	۱۳۲۸	
۱۴۵	قہر الدیان علی المرتد بقادیان	"	۱۳۲۳	حسنی پریس

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
۱۴۶	الفتح المبین لآمال المکذبین	اردو	۱۳۲۹	شاہی پریس
۱۴۷	الکوکبة الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ	″	۱۳۱۲	اہلسنت پریس
۱۴۸	کیفر کفر آریہ	″	۱۳۱۶	
۱۴۹	اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ماکان ومایکون	″	۱۳۱۸	
۱۵۰	کشف التمہیات	″		اہلسنت بریلی
۱۵۱	مراسلات سنت وندوہ	″	۱۳۱۳	نظامی پریس
۱۵۲	مبین احکام وتصدیقات الاعلام	″	۱۳۲۰	اہلسنت بریلی
۱۵۳	المبین ختم النبیین	″	۱۳۲۶	حق اکیڈمی مبارکپور
۱۵۴	مقتل کذب وکید	″	۱۳۲۱	اہلسنت بریلی
۱۵۵	الرد الناہز علی ذام النہی الحاجز	″	۱۳۱۵	
۱۵۶	الجبل الثانوی علی کلیة النانوتوی	″	۱۳۲۷	
۱۵۷	تجہیر البحر بقصم البحر	″	۱۳۲۹	
۱۵۸	الہدایة المبارکہ فی خلق الملائکہ	″	۱۳۱۱	اہلسنت بریلی
۱۵۹	اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والآل والاصحاب	″	۱۲۹۸	
۱۶۰	اجلی نجوم الرجم برایڈیٹر النجم	″	۱۳۳۷	
۱۶۱	لشد الباس علی عابد الخناس	″	۱۳۲۸	
۱۶۲	البارقة المشارقہ	″		
۱۶۳	البارقة اللمعا	″	۱۳۰۴	
۱۶۴	تحفة الاخوان	″		

Marfat.com

مطبع	سن اشاعت	زبان	اسماے کتب	نمبر شمار
	۱۳۲۵	اردو	ثلج الصدر لایمان القدر	۱۶۵
		"	الحرج الوالج فی بطن الخوارج	۱۶۶
		"	رسائل عقاید	۱۶۷
	۱۳۸۲	"	الصمصام الحیدری علی عنق العیار المعتری	۱۶۸
	۱۳۱۵	"	الصارم الربانی علی اسراف القادیانی	۱۶۹
	۱۳۱۳	"	غزوہ لهدم سماک دار الندوہ	۱۷۰
		"	العقاید والکلام	۱۷۱
	۱۳۱۱	"	فیح السائرین لجواب اسئلۃ العشرین	۱۷۲
		"	الفرق الوجیز بین النبی العزیز والوہابی الرجیز	۱۷۳
		"	ازاحۃ جرامع الغیب عن ازاحۃ العیب	۱۷۴
	۱۳۲۱	"	الامۃ القاصفہ لکفریات الملاطفہ	۱۷۵
	۱۳۱۲	"	عصمۃ الشمعۃ لهدی شیعۃ الشنعۃ	۱۷۶
	۱۳۹۲	"	معتبر الطالب فی شیون ابی طالب	۱۷۷
	۱۳۰۴	"	مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید	۱۷۸
	۱۳۲۰	"	معارك الجروح علی التوهب المقبوح	۱۷۹
	۱۳۲۷	"	یک گز وسہ فاختہ یمناك	۱۸۰
	۱۳۰۰	"	النذیر الہائل لکل حلف باهل	۱۸۱
		فارسی	حاشیہ تحفہ اثنا عشریہ	۱۸۲
	۱۳۲۰	اردو	اصلاح النظیر	۱۸۳

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
۱۸۴	اظہار الحق الجلی	اردو	۱۳۲۰	
۱۸۵	اکمل البحث علی اہل الحدیث	"	۱۳۱۲	
۱۸۶	انوار المنان فی توحید القرآن	"	۱۳۳۰	
۱۸۷	حاشیۃ التفرقہ بین الاسلام والزندقہ	"		
۱۸۸	المعود التنقیح المحمود	"	۱۲۹۷	
۱۸۹	رفع العروش الخاویہ عن امیر معاویہ	"		
۱۹۰	القمرین	"	۱۲۹۷	
۱۹۱	حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین	"	۱۳۲۴	
۱۹۲	فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین	"	۱۳۱۷	
	تجوید			
۱۹۳	الجام الصاد عن سنن الضاد	اردو	۱۳۱۷	اہلسنت بریلی
۱۹۴	نعم الزاد لروم الضاد	فارسی	۱۳۱۵	سنی دارالاشاعت
۱۹۵	حاشیۃ المنح الفکریہ	عربی		
۱۹۶	بیسر الزاد لمن ام الضاد	"	۱۳۱۰	
	فقہ			
۱۹۷	"اعلیٰ حضرت کی فقہی تصانیف کے عنوان کے تحت "الباب السابع" میں ۲۵۴ کتابوں کی فہرست درج ہوگی۔			

Marfat.com

نمبرشمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
	اصول فقہ			
۱۹۸	التاج المکلل فی انارۃ مدلول کان یفعل	عربی	۱۳۰۲	
۱۹۹	تقریب الاشباہ والنظائر	"		
۲۰۰	حاشیہ حموی شرح الاشباہ والنظائر	"		
۲۰۱	حاشیہ فواتح الرحموت	"		
۲۰۲	حاشیہ مسلم الثبوت	"		
۲۰۳	نشر العرف فی بناء بعض الاحکام علی العرف	"		
۲۰۴	السیوف المخیفۃ علی غائب ابی حنیفہ	اردو	۱۳۱۲	
	رسم المفتی			
۲۰۵	اجلی الاحکام بان الفتوی مطلقا علی قول الامام	عربی	۱۳۲۴	اہلسنت بریلی
۲۰۶	فصل القضا فی رسم الافتاء	"	۱۲۹۰	غیر تاریخی نام
۲۰۷	حاشیہ رسائل شامی	"		
	فرائض			
۲۰۸	ندم النصرانی وتقسیم الایمانی	فارسی	۱۳۱۶	تحفہ حنفیہ پٹنہ
۲۰۹	المقصد النافع فی عصوبۃ النصف الرابع	اردو	۱۳۱۵	
۲۱۰	تجلیۃ السلم فی مسائل من نصف العلم	"	۱۳۲۱	
۲۱۱	طیب الامعان فی تعدد الجہات والابدان			

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
	نحو			
۲۱۲	شرح ہدایۃ النحو	عربی	۱۲۸۲	
	صرف			
۲۱۳	حاشیہ علم الصیغہ	فارسی		
	ادب			
۲۱۴	حمائد فضل رسول	عربی	۱۳۰۱	بدایوں
۲۱۵	حدائق بخشش (اول)	اردو		تحفہ حنفیہ پٹنہ
۲۱۶	" (دوم)	"		"
۲۱۷	آمال الابرار و آلام الاشرار	عربی		
۲۱۸	مدائح فضل رسول			
۲۱۹	چراغ انس	اردو	۱۳۱۵	
۲۲۰	حضر جان نور	"	۱۳۲۴	
۲۲۱	سلام وسیر	"	۱۳۲۲	
۲۲۲	سراپا نور	"	۱۳۲۴	
۲۲۳	تذکرہ ادرتہنیت شادی اسری	"	۱۳۰۰	المنت بریلی
۲۲۴	مشرقستان قدس	"	۱۳۱۵	"
۲۲۵	عذاب اولی	"	۱۳۱۹	"

Marfat.com

مطبع	سن اشاعت	زبان	اسمائے کتب	نمبر شمار
اہلسنت بریلی	۱۳۲۰	اردو	مشرقستان اقدس	۲۲۶
		″	فضائل فاروق	۲۲۷
		″	اتحاف العلی	۲۲۸
		″	لغت واستعارات	۲۲۹
		″	مدح رسول	۲۳۰
اہلسنت بریلی	۱۳۲۱	فارسی	وظیفہ قادریہ	۲۳۱
قادری بریلی	۱۳۰۹	″	نظم معطر	۲۳۲
	۱۳۰۲	″	اکسیر اعظم	۲۳۳

عروج

		فارسی	حاشیہ میزان الافکار	۲۳۴

لغت

		فارسی	حاشیہ صراح	۲۳۵
	۱۳۱۲	اردو	فتح المعطی بتحقیق الخاطی والمخطی	۲۳۶

منطق

		عربی	رسالہ منطق	۲۳۷
		″	حاشیہ میرزاہد	۲۳۸
		″	حاشیہ ملا جلال	۲۳۹

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
	فلسفہ			
۲۴۰	حاشیہ اصول طبعی	عربی		
۲۴۱	نزول آیات قرآن بسکون زمین وآسمان	اردو		حسنی بریلی
۲۴۲	نور مبین در رد حرکت زمین	"		
۲۴۳	الکلمۃ الملہمہ موہاء الفلسفۃ الموہمتہ	"		سمنانی کتبخانہ
۲۴۴	معین مبین بہر دور شمس وسکون زمین	"		
	فضائل			
۲۴۵	تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین	اردو	۱۳۰۵	اہلسنت بریلی
۲۴۶	الامن والعلی		۱۳۱۱	"
۲۴۷	انباء المصطفیٰ بحال سر واخفیٰ		۱۳۱۸	"
۲۴۸	شفاء الوالہ فی صور الحبیب و مزارہ ونعالہ		۱۳۱۵	"
۲۴۹	شمول الاسلام باباء الرسول الکرام	اردو	۱۳۱۵	حسنی بریلی
۲۵۰	صلات الصفا فی نور المصطفیٰ	"	۱۳۲۹	"
۲۵۱	منبہ المنیہ لوصول الحبیب الی العرش والرویہ	"	۱۳۲۱	اہلسنت بریلی
۲۵۲	منبۃ اللبیب ان التشریع بید الحبیب	"	۱۳۱۱	"
۲۵۳	الفیم المفیم فی فرحۃ مولد النبی الکریم	"	۱۲۹۹	"

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
۲۵۴	فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ	اردو	۱۳۲۶	اہلسنت بریلی
۲۵۵	المیلاد النبوی	"		رضوی کتبخانہ بریلی
۲۵۶	ھدی الحیران فی نفی الفیء عن شمس الاکوان	"	۱۲۹۹	شاہی کتبخانہ بریلی
۲۵۷	اجلال جبرئیل بجعلہ خادماً للمحبوب الجلیل		۱۲۹۸	
۲۵۸	سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ		۱۲۹۷	
۲۵۹	العروس الاسماء والحسنیٰ فیما لنبینا من الاسماء الحسنیٰ		۱۳۰۷	
۲۶۰	قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام		۱۲۹۶	
۲۶۱	مبین الھدیٰ فی نفی امکان مثل المصطفیٰ		۱۳۲۴	
۲۶۲	الموہبۃ الجدیدۃ فی وجود الحبیب فی مواضع عدیدۃ		۱۳۲۰	
۱۶۳	اشاقۃ الکلام فی حواشی اذاقۃ الآثام			
۱۶۴	حاشیہ شرح شفا ملا علی قاری			
۱۶۵	اذاقۃ الآثام لمانع عمل المولد والقیام		۱۳۱۱	
	مناقب			
۱۶۶	حاشیہ بہجۃ الاسرار شریف	عربی		
۱۶۷	الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ	"		
۱۶۸	انجاء البری عن وسواس المفتری	"	۱۳۱۲	

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
۲۶۹	تنزیہ المکانۃ الحیدریہ عن وصمۃ عہد الجاھلیہ	اردو		اہلسنت بریلی
۲۷۰	جمع القرآن وبم عزوہ لعثمان	"	۱۳۲۲	حسنی - بریلی
۲۷۱	غایۃ التحقیق فی امامۃ الصحابہ والصدیق	"	۱۳۳۱	رضوی - "
۲۷۲	فتاوے کرامات غوثیہ	"		گلزار حسنی بمبئی
۲۷۳	اظلال السحابۃ باجلال الصحابہ	"		
۲۷۴	الکلام البہی فی تشبیہ الصدیق بالنبی	"	۱۲۹۷	
۲۷۵	مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین	"		
۲۷۶	وجہ المشوق بجلوۃ اسماء الصدیق والفاروق	"	۱۲۹۷	
۲۷۷	ذب الاھواء الوھیۃ فی باب الامیر معاویہ	"	۱۳۱۲	
۲۷۸	جمیل ثناء الائمۃ علی علم سراج الامۃ	"	"	
۲۷۹	عرش الاعزاز والاکرام لاول ملوک الاسلام	"	"	
۲۸۰	احیاء القلوب المیت بنشر فضائل اہلسنت	"		
۲۸۱	رفع العروش الخاویہ من ادب الامیر معاویہ	"		

سیر

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
۲۸۲	حاشیہ ھمزیہ			

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
۲۸۳	المقال الباهر ان منکر الفقه کافر		۱۳۱۹	
۲۸۴	السوء والعقاب علی المسیح الکذاب		۱۳۲۰	اہلسنت بریلی
۲۸۵	الدلائل القاهرة			"

تصوف

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
۲۸۶	ازهار الانوار من صبا صلاة الاسرار	عربی	۱۳۰۵	
۲۸۷	حاشیه الیواقیت والجواهر	"		
۲۸۸	" احیاء العلوم	"		
۲۸۹	" الابریز	"		
۲۹۰	" الزواجر	"		
۲۹۱	" مدخل لابن امیر الحاج	"		
۲۹۲	" میزان الشریعة الکبریٰ	"		
۲۹۳	لوارق تلوح من حقیقة الروح	"		
۲۹۴	کشف حقائق واسرار دقائق	اردو	۱۳۰۸	رضوی پریس بریلی
۲۹۵	مقال عرفاء باعزاز شرع وعلماء	"	۱۳۲۷	تحفہ حنفیہ پٹنہ
۲۹۶	طرد رفاعی	"		"
۲۹۷	جاء القصیدة البغدادیه ملقب به الزمزمة القمریة	"	۱۳۰۶	
۲۹۸	التلطف بجواب مسائل التصوف	"	۱۳۱۲	

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
	سلوک			
۲۹۹	زمرۃ الصلاۃ من شجرۃ اکارم الھداۃ		۱۳۰۵	
	الیاقوتۃ الواسطۃ فی قلب عقد الرابطۃ		۱۳۰۹	عثمانیہ پریس بدایوں
۳۰۰	نقاء السلافۃ فی البیعۃ والخلافۃ		۱۳۱۹	
۳۰۱	شجرۂ طیبہ قادریہ			اہلسنت بریلی
	اذکار			
۳۰۲	ازھار الانوار من صبا صلاۃ الاسرار	عربی	۱۳۰۵	سنی دار الاشاعت
۳۰۳	حاشیہ شفاء الاسقام	"		
۳۰۴	الوظیفۃ الکریمہ	اردو	۱۳۳۸	
۳۰۵	المنۃ الممتازۃ فی دعوات الجنازۃ	"	۱۳۱۸	
۳۰۶	ذیل المدعا لاحسن الوعاء	"		
۳۰۷	ما قل وکفیٰ من ادعیۃ المصطفیٰ	"	۱۳۰۴	
۳۰۸	مرتجی الاجابات لدعاء الاموات	"	۱۳۹۱	
۳۰۹	سلسلۃ الذھب ما فیہ الادب	فارسی		درخشاں پریس بریلی
	اخلاق			
۳۱۰	اعجب الامداد فی مکفرات حقوق العباد	اردو	۱۳۱۰	اہلسنت بریلی
۳۱۱	نشر الحقوق لطرح العقوق	"	۱۳۰۷	"

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
۳۱۲	مشعلة الارشاد الی حقوق العباد	اردو	۱۳۱۰	المجمع الاسلامی
	پند و نصائح			
۳۱۳	وصایا شریف	اردو		حسنی پریس بریلی
۳۱۴	تدبیر فلاح و نجات و اصلاح	"		اہلسنت بریلی
۳۱۵	اہانة الباری فی مصالحة عبد الباری	"		"
	ھیئات			
۳۱۶	الصراح المعجز فی تعدیل المرکز	فارسی	۱۳۱۹	
۳۱۷	جدول برائے جنتری شصت سالہ	"		
۳۱۸	قانون رویت اہلہ	اردو		
۳۱۹	طلوع و غروب کواکب و قمر	اردو		
۳۲۰	رویت ہلال	"		
۳۲۱	مبحث المعادلہ ذات الدرجة الثانیہ	عربی		
۳۲۲	حاشیہ کتاب الصور	"		
۳۲۳	حاشیہ شرح تذکرہ	"		
۳۲۴	" طیب النفس	"		
۳۲۵	اقمار الانشراح الحقیقة الاصباح	"		
۳۲۶	جادة الطلوع الممر للسیارة والنجوم والقمر	"		
۳۲۷	حاشیہ تصریح	"		

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
۳۲۸	حاشیہ شرح چغمنی	عربی		
۳۲۹	علم ہیئت	"		
۳۳۰	رفع الخلاف فی دقائق الاختلاف	"		
۳۳۱	شرح باکورہ	"		
	حساب			
۳۳۲	حاشیہ خزانۃ العلم	فارسی		
۳۳۳	المجمل الدائرہ فی خطوۃ الدائرہ	"		
۳۳۴	مسئولیات السہام	"		
	ریاضی			
۳۳۵	جداول الریاض	عربی		
۳۳۶	الکسر العشری	"		
۳۳۷	زاویۃ الاختلاف المنظر	فارسی		
۳۳۸	عزم البازی فی جوالریاضی	"		
۳۳۹	کسور اعشاریہ	"		
۳۴۰	معدن علومی درسنین ہجری و عیسوی و رومی	"		
	ہندسہ			
۳۴۱	الاشکال الاقلیدس نسکس اشکال اقلیدس	عربی	۱۳۰۶	

Marfat.com

مطبع	سن اشاعت	زبان	اسمائے کتب	نمبر شمار
			حاشیہ اصول ہندسہ	۳۴۲
			تحریر اقلیدس	۳۴۳
			اعالی العطایا فی الاضلاع والزوایا	۳۴۴
			المعنی المجلی للمغنی والظلی	۳۴۵
			تکسیر	
		عربی	اطائب الاکسیر فی علم التکسیر	۳۴۶
		؍؍	حاشیہ الدر المکنون	۳۴۷
		اردو	۱۱۵۲ مربعات	۳۴۸
		؍؍	مجتلی العروس	۳۴۹
		فارسی	رسالہ در علم تکسیر	۳۵۰
			اوفاق	
			الفوز بالاعمال فی الاوفاق والاعمال	۳۵۱
			جفر	
		عربی	الجدول الرضویہ للمسائل الجفریہ	۳۵۲
			الاجوبۃ الرضویہ للمسائل الجفریہ	۳۵۳
			الثواقب الرضویہ علی الکواکب الدریہ	۳۵۴

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
	لوگارثم			
۳۵۵	رسالہ در علم لوگارثم			
۳۵۶	ستین ولوگارثم			
	زیجات			
۳۵۷	حاشیہ برجندی	عربی		
۳۵۸	حاشیہ زلالات برجندی	عربی		
۳۵۹	" زیج الغخانی	"		
۳۶۰	" زیج بہادر خانی	"		
۳۶۱	" فوائد بہادر خانی	فارسی		
۳۶۲	" جامع بہادر خانی	"		
۳۶۳	مضمر المطالع للتقویم والطالع	"		
	جبر و مقابلہ			
۳۶۴	حاشیہ القواعد الجلیلہ	عربی		
۳۶۵	حل المعادلات لقوی المکعبات	فارسی		
۳۶۶	رسالہ جبر و مقابلہ	"		
	مثلث			
۳۶۷	تلخیص علم مثلث کروی	"		

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
۳۶۸	رسالہ علم مثلث	فارسی		
۳۶۹	وجوہ زوایا مثلث کروی	"		
	ارثماطیقی			
۳۷۰	الوھبات فی المربعات	عربی	۱۳۱۹	
۳۷۱	کتاب الارثماطیقی	فارسی		
۳۷۲	البدور فی اوج المجذور	"		
	توقیت			
۳۷۳	درء القبح عن درک وقت الصبح	اردو	۱۳۲۶	
۳۷۴	تسھیل التعدیل	"		
۳۷۵	ترجمہ قواعد نائکل المنک	"	۱۳۲۹	
۳۷۶	جدول اوقات	"	"	
۳۷۷	تدویر الکواکب وتعدیل الایام	"	۱۳۱۹	
۳۷۸	زیج الاوقات للصوم والصلوٰۃ	"		
۳۷۹	طلوع وغروب نیرین	"		
۳۸۰	الانجب الانیق فی طرق التعلیق	فارسی	۱۳۱۹	
۳۸۱	استنباط الاوقات	"		
۳۸۲	البرھان القویم علی العرض والتقویم	"	۱۳۲۷	
۳۸۳	تاج توقیت	"	۱۳۲۰	

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
۳۸۴	رویت ہلال رمضان	فارسی		
۳۸۵	جدول ضرب	عربی	۱۳۲۸	
۳۸۶	حاشیہ جامع الافکار	"		
۳۸۷	" خزانۃ العلم	"		
۳۸۸	" زبدۃ المنتخب	"		
	نجوم			
۳۸۹	استخراج تقویمات کواکب	فارسی		
۳۹۰	استخراج وصول قمر برراس	"		
۳۹۱	زاکی البہانی فوق الکواکب وضعفہا	"		
۳۹۲	رسالہ العادقمر	عربی		
۳۹۳	حاشیہ حدائق النجوم	"		
	مکتوبات			
۳۹۴	مکتوبات امام اہلسنت	اردو		مکتبہ رضویہ کراچی
۳۹۵	بعض مکاتیب حضرت مجدد	"	۱۳۲۶	حسنی پریس بریلی
	ملفوظات			
۳۹۶	ملفوظات اعلیٰ حضرت	اردو		چشتی پریس بریلی
۳۹۷	الملفوظ اول	"		تحفہ حنفیہ پٹنہ

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	سن اشاعت	مطبع
۳۹۸	الملفوظ دوم	اردو		تحفہ حنفیہ پٹنہ
۳۹۹	" سوم	"		"
۴۰۰	" چہارم	"		"
	خطبات			
۴۰۱	الخطبات الرضویہ فی المواعظ والعیدین والجمعہ	عربی		الیکٹرک پریس بریلی
	مناظرہ			
۴۰۲	ابحاث اخیرہ	اردو	۱۳۲۸	اہلسنت بریلی
۴۰۳	صمصام سنت بگلوئے نجدیت	"	۱۳۱۱	" "
۴۰۴	فتح خیبر	"	۱۳۰۰	اسلامیہ میرٹھ
۴۰۵	الطائب الصیب علی ارض الطیب	عربی	۱۳۳۲	
۴۰۶	یادداشت عبارت سند القراۃ	اردو		مکتبہ قادریہ لاہور
	تاریخ			
۴۰۷	اول من صلی صلوٰۃ الخمس	"	۱۳۱۰	[illegible]
۴۰۸	جمان التاج فی بیان الصلوٰۃ قبل المراج	عربی	۱۳۱۶	
۴۰۹	نطق الهلال بارخ ولاد الحبیب الوصال	"	۱۳۱۷	
۴۱۰	اعلام الصحابة الموافقين الامير المعاويه و ام المؤمنين	"	۱۳۱۲	
۴۱۱	حاشیہ عصر الشارد	عربی		
۴۱۲	حاشیہ مقدمہ ابن خلدون	"		

Marfat.com

عبادت وریاضت

اعلیٰ حضرت صوم وصلوٰۃ اور طہارت وغیرہ میں بہت احتیاط فرماتے تھے وضو میں بال کی جڑ تک پانی پہنچانے کا پورا اہتمام فرماتے تھے۔ کوشش بلیغ کرتے کہ ہر جگہ سے سیلان آب ہوجائے اور بال برابر بھی جگہ خشک نہ رہ جائے اس مقصد کے تحت پانی کے دو لوٹے آپ کے لئے رکھے جاتے تھے بریلی میں جب ٹیوب ویل کا رواج ہوا تو اپنے یہاں فوراً لگوا کر بہت خوش ہوئے۔ فرمایا۔ اب کنواں میں چڑیوں کی بیٹ یا کسی نجاست کے گرنے کا احتمال نہ رہا۔

تمام عمر جماعت سے مسجد میں آکر نماز پڑھی اور باوجودیکہ گرم مزاج تھے پھر بھی کیسی ہی گرمی کیوں نہ ہو ہمیشہ عمامہ اور انگرکھے کے ساتھ نماز پڑھتے۔ خصوصاً فرض نماز تو کبھی بھی صرف ٹوپی اور کرتا میں ادا نہیں کیا۔

نماز میں اس قدر احتیاط برتتے تھے کہ اس حیثیت سے اپنی مثال آپ تھے ایک مرتبہ آنکھوں میں کچھ تکلیف ہوگئی تھی۔ متعدد بار ایسا اتفاق ہوا کہ کسی کو نماز کے بعد بلا کر پوچھتے کہ دیکھو تو آنکھ کے حلقہ سے باہر پانی تو نہیں آیا ہے ورنہ وضو کر کے نماز کا اعادہ کرنا ہوگا۔ [۱]

سادات کرام کا احترام

ایک مومن کا سرمایۂ حیات محبت رسول ہے۔ اعلیٰ حضرت اپنے دور کے عاشقوں میں امتیازی مقام رکھتے تھے ——— جس چیز کو بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱] المیزان امام احمد رضا نمبر ص ۲۳۴

Marfat.com

سے نسبت و اضافت ہے اس کی تعظیم و توقیر کرنی ضروری ہے۔ اور ان میں سادات کرام جزو رسول ہونے کی وجہ سے سب سے زیادہ مستحق توقیر و تعظیم ہیں۔ اعلیٰ حضرت کسی سید صاحب کو اس کی ذاتی حیثیت و لیاقت سے نہیں دیکھتے تھے۔ بلکہ اس حیثیت سے ملاحظہ فرماتے کہ یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جزو ہیں۔ پھر اس اعتقاد و نظریہ کے بعد جو کچھ ان کی تعظیم و توقیر کی جائے کم ہے۔

ایک صاحب نے سوال کیا کہ کیا استاذ سادات کے بچوں کو تادیباً سزا دے سکتا ہے؟ آپ فرماتے ہیں "قاضی جو حدود الٰہیہ قائم کرنے پر مجبور ہیں۔ اس کے سامنے اگر کسی سید پر حد ثابت ہوئی تو باوجودیکہ ان پر حد لگانا فرض ہے اور وہ حد لگائیں گے لیکن ان کو حکم ہے کہ سزا دینے کی نیت نہ کریں۔ بلکہ دل میں یہ نیت رکھیں کہ شہزادے کے پیر میں کیچڑ لگ گئی ہے اسے صاف کر رہے ہیں۔ [۱]

آپ کسی سید صاحب کی بے حرمتی تو کیا ان کی پشیمانی پر بھی بے پناہ کرب محسوس کرتے ان کو یہ گوارہ نہیں تھا کہ سید زادہ پشیماں نظر آئے۔

جس زمانہ میں اعلیٰ حضرت کے دولت کدہ کی مغربی سمت جسمیں کتب خانہ نیا تعمیر ہو رہا تھا عورتیں اعلیٰ حضرت کے قدیمی آبائی مکان میں (جسمیں مولانا حسن رضا خاں صاحب برادر اوسط اعلیٰ حضرت مع متعلقین تشریف رکھتے تھے) قیام فرماتیں اور اعلیٰ حضرت کا مکان مردانہ کر دیا گیا تھا کہ ہر وقت مرد و زن کا اجتماع رہتا تھا۔ اس طرح کئی مہینے تک وہ مکان مردانہ رہا۔ جن لوگوں کو اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں باریابی کی ضرورت پڑتی بے کھٹک پہنچ جایا کرتے۔ جب وہ کتبخانہ مکمل ہو گیا۔ مستورات حسب دستور سابق اس مکان میں چلی آئیں۔ اتفاق وقت کہ ایک سید صاحب جو کچھ دن پہلے تشریف لائے تھے اور اس مکان کو مردانہ پایا تھا۔ اب تشریف لائے تو سابق خیال کے تحت وہ

---

[۱] الملفوظ ص ۲۷

بے تکلف اندر چلے گئے۔ لیکن جب نصف آنگن کے اندر چلے گئے تو مستورات کی نظر پڑی جو زنانہ مکان میں امور خانہ داری میں مصروف تھیں انہوں نے جب سید صاحب کو دیکھا تو گھبرا کر ادھر ادھر پردہ میں ہو گئیں ان کے جانے کی آہٹ سے سید صاحب کو معلوم ہو گیا کہ یہ مکان زنانہ ہو گیا ہے۔ احساس ندامت سے پشیماں ہو گئے۔ سر جھکائے واپس ہونے لگے اعلیٰ حضرت دکھن جانب کے سائبان سے فوراً تشریف لائے اور سید صاحب کو وہاں لے گئے جہاں آپ تشریف رکھا کرتے تھے۔ سید صاحب کو بٹھا کر بہت دیر تک باتیں کرتے رہے تاکہ سید صاحب کی پشیمانی اور ندامت دور ہو جائے پہلے تو سید صاحب خفت کے مارے خاموش رہے پھر معذرت کی اور اپنی لاعلمی ظاہر کی کہ مجھے زنانہ مکان ہونے کا کوئی علم نہیں آپ نے فرمایا حضرت! یہ سب تو آپ کی باندیاں ہیں۔ آپ آقا اور آقا زادے ہیں معذرت کی کیا ضرورت ہے۔ میں خوب سمجھتا ہوں۔ حضرت اطمینان سے تشریف رکھیں۔ غرض بہت دیر تک سید صاحب کو وہاں بٹھا کر بات چیت کی۔ پھر پان منگوا کر انھیں کھلایا دیکھا کہ سید صاحب کے چہرے پر آثار ندامت نہیں ہے۔ سید صاحب نے اجازت چاہی تو ساتھ ساتھ تشریف لائے اور باہر کے پھاٹک تک پہنچا کر ان کو رخصت کیا۔ [1]

سید زادہ کی گذارش پر لاکھوں کے مجمع میں شکست و ذلت کو زیب گلو کرنے کا واقعہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی کا تو تاریخ کے صفحات میں ملتا ہے لیکن نادانستگی اور لاشعوری طور پر ایک مزدور سید زادہ کے کاندھے پر سواری کر لینے کے بعد ندامت و شرمساری کا انداز اور اس نادانستہ جرم کے ازالہ کا منظر امام احمد رضا کے علاوہ چشم فلک نے نہ دیکھا ہوگا۔

واقعہ یوں ہے ـــ کہاروں نے پالکی اٹھائی۔ پالکی لیکر تھوڑی ہی دور چلے ہیں کہ یکایک امام اہلسنت کی آواز سنائی دیتی ہے "پالکی روک دو" حکم کے مطابق پالکی

---

[1] حیات اعلیٰ حضرت ۱۲۰ ص ۲۰۷

Marfat.com

روک دی گئی حضرت اضطراب کی حالت میں پالکی سے برآمد ہوئے۔ کہاروں کو اپنے قریب بلایا۔ بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔ آپ لوگوں میں کوئی آلِ رسول تو نہیں ہے؟ اپنے جدِ اعلیٰ کا واسطہ سچ بتائیے۔ میرے ایمان کا ذوقِ لطیف تن جاناں کی خوشبو محسوس کر رہا ہے۔

اس سوال پر اچانک کہاروں میں سے ایک شخص کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا پیشانی پر غیرت و پشیمانی کی لکیریں ابھر آئیں دیر تک خاموش رہنے کے بعد نظر جھکائے ہوئے دبی زبان سے کہا۔ "مزدور سے کام لیا جاتا ہے ذات پات نہیں پوچھی جاتی۔ آپ نے میرے جدِ اعلیٰ کا واسطہ دیکر میری زندگی کا ایک سربستہ راز فاش کر دیا ——

ابھی اس مزدور کی بات تمام بھی نہ ہو پائی تھی کہ لوگوں نے پہلی بار تاریخ کا یہ حیرت انگیز واقعہ دیکھا کہ عالمِ اسلام کے ایک مقتدر امام کی دستار اس کے قدموں پر رکھی ہوئی ہے اور وہ آنسوؤں کی بارش میں مزدور سے التجا کر رہا ہے۔

"معزز شہزادہ میری گستاخی معاف کر دو۔ لاعلمی میں یہ گستاخی سرزد ہو گئی ہے۔ ہائے غضب ہو گیا۔ قیامت کے دن اگر سرکار نے کہیں پوچھ دیا کہ احمد رضا! کیا فرزند کا دوش نازنین اس کے لئے تھا کہ وہ تیری سواری کا بوجھ اٹھائے تو میں کیا جواب دوں گا۔ اس وقت بھرے میدانِ حشر میں میرے ناموسِ عشق کی کتنی بڑی رسوائی ہو گی۔"

دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ جس طرح ایک عاشق دلگیر اپنے روٹھے ہوئے محبوب کو مناتا ہے اسی انداز میں وقت کا عظیم المرتبت امام اس سیدزادہ مزدور کی منت و سماجت کر رہا ہے۔ اور لوگ پھٹی آنکھوں سے عشق کی ناز برداریوں کا یہ رقت انگیز تماشہ دیکھ رہے ہیں۔ کئی بار زبان سے معاف کر دینے کا اقرار کرا لینے کے بعد امام

Marfat.com

امام اہلسنت نے ایک آخری التجائے شوق پیش کی۔

چونکہ راہ عشق میں خون جگر سے زیادہ وجاہت وناموس کی قربانی عزیز ہے اس لئے لاشعور کی ایک تقصیر کا کفارہ جب ہی ہوگا کہ اب تم پالکی میں بیٹھو اور میں اسے اپنے کاندھوں پر اٹھاؤں۔ ہزار انکار کے باوجود آخر سید زادہ کو عشق جنوں خیز کی ضد پوری کرنی ہی پڑی۔

یہ منظر کس قدر دل گداز ہے اہلسنت کا جلیل القدر امام کہاروں میں شامل ہوکر اپنے علم وفضل جبہ ودستار اور عالم گیر شہرت کا سارا اعزاز خوشنودی حبیب کے لئے ایک گمنام مزدور کے قدموں پر نثار کر رہا ہے۔ [1]

ایک دن اتفاق وقت پھاٹک پہ کوئی نہ تھا۔ ایک سید صاحب (جو مفلوک الحالی کی وجہ سے سوال کیا کرتے تھے) تشریف لائے اور سیدھے زنانہ دروازہ پر تشریف لے گئے۔ صدا لگائی "دلواؤ سید کو"۔ اعلیٰ حضرت کے پاس اسی دن ذاتی اخراجات علمی یعنی کتاب وکاغذ وغیرہ اور دارو دہش کے لئے دو سو روپے آئے تھے جس میں نوٹ بھی تھے اور اٹھنی چونی بھی کہ جس چیز کی ضرورت ہو صرف فرمائیں۔

آپ نے آفس بکس کے اس حصہ کو جس میں یہ سب روپے تھے سید صاحب کی آواز سنتے ہی ان کے سامنے حاضر کر دیا۔ اور ان کے روبرو لئے کھڑے رہے جناب سید صاحب دیر تک ان سب کو دیکھتے رہے اس کے بعد ایک چونی لے لی آپ نے فرمایا حضور یہ سب حاضر ہیں۔ سید صاحب نے فرمایا مجھے اتنا ہی کافی ہے۔ الغرض سید صاحب ایک چونی لے کر سیڑھی پر سے اتر آئے۔ آپ بھی ان کے ساتھ تشریف لائے پھاٹک پر ان کو رخصت کر کے خادم سے فرمایا دیکھو سید صاحب کو آئندہ سے آواز دینے کی ضرورت نہ پڑے جس وقت سید صاحب پر نظر پڑے ایک چونی حاضر کر کے سید صاحب

---

[1] دل کی آشنائی ملخص

کو رخصت کر دیا کرو۔ ؎۱

ایک کم عمر صاحب زادے خانہ داری کے کاموں میں امداد کے لئے کاشانۂ اقدس میں ملازم ہوئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ سید زادہ ہیں۔ لہٰذا گھر والوں کو تاکید فرمادی کہ سید صاحب سے خبردار کوئی کام نہ لیا جائے کہ مخدوم زادہ ہیں۔ کھانا وغیرہ اور جس چیز کی ضرورت ہو حاضر کی جائے۔ جس تنخواہ کا وعدہ ہے بطور نذرانہ پیش کیا جائے۔ چنانچہ حسب ارشاد تعمیل ہوتی رہی۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ صاحب زادہ خود ہی تشریف لے گئے۔ ؎۲

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور ہے ؎۳

؎۱ حیات اعلیٰ حضرت ج ۱ ص ۲۰۸ ؎۲ ایضاً ص ۲۰۱

؎۳ حدائق بخشش ص ۴

Marfat.com

لباب الدرس

معاصرین، تلامذہ اور متبعین

Marfat.com

اعلیٰ حضرت کے معاصر فقہا

اعلیٰ حضرت کا عہد تاریخ ہندوستان کا علمی اعتبار سے تابندہ ترین دور ہے یہ دور علوم اسلامیہ کی ترقی کا تھا۔ علماء اور دانشور ہندوستان کے ہر گوشہ سے ظہور پذیر ہو چکے تھے۔ تعلیم و تربیت اور تالیف و تصنیف کا غیر منقطع سلسلہ تھا۔ ہر مکتبہ فکر کے علماء ہندوستان کے مذہبی آسمان پر روشن ستارہ کی طرح تابندہ تھے اعلیٰ حضرت کے معاصر فقہا کی فہرست تو بہت طویل ہے لیکن مخصوص لوگوں کا تذکرہ تاریخ وار (CHRONOLOGICAL ORDER) علی الترتیب ہے

حضرت مولانا لطف اللہ صاحب (۱۲۴۴/۱۳۳۴ھ)

مفتی لطف اللہ بن اسد اللہ بن فیض اللہ بن لعل محمد علی گڈھی ۱۲۴۴ھ میں میکھند علی گڈھ میں ولادت ہوئی۔ مقامی علماء سے تحصیل علم کرنے کے بعد علامہ عنایت احمد صاحب سے درسی کتابیں پڑھیں۔ فیض عام کانپور میں

Marfat.com

۱۲۸۰ھ میں مولانا عنایت احمد صاحب نے مدرس دوم مقرر کر دیا۔ پھر مدرسہ جامع مسجد علی گڈھ میں صدر المدرسین مقرر ہوئے اور اس شان سے تدریسی فرائض انجام دیئے کہ ہر طرف سے تشنگان علوم کے قافلے اترنے لگے۔ فارغین کی پہلی جماعت میں حضرت علامہ شاہ احمد حسن کانپوری جیسے اکابر علم و ہنر تھے۔ مولوی محمد اسماعیل علیگڈھی سے تحریری مناظرہ بھی کیا۔ ۱۳۱۲ھ میں اعزاز و اکرام کے ساتھ ریاست حیدرآباد کے دعوت العلوم میں صدر المدرسین مقرر ہوئے اور مفتی عدالت کا عہدہ بھی پیش کیا گیا ایک ہزار روپیہ مشاہرہ مقرر ہوا۔ بلند اخلاق، کریم النفس، متواضع اولیاء و مشائخ کے جاں نثار اور علم و فضل میں یگانۂ روزگار اور فقہ و افتاء میں شہرۂ آفاق تھے۔ بڑے بڑے علماء آپ کے شاگرد ہوئے چار بجے دن ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ (۱۹۱۶ء) میں علی گڈھ میں انتقال ہوا۔ نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی نے یہ قطعہ تاریخ کہا ؎

چوں مولانا لطف اللہ۔ بودہ استاذ العلماء

حسرت سال وفات شاں۔ استاذ العلماء گفتا[1]

۱۳۳۴

مولانا خیر الدین صاحب دہلوی (۱۸۳۱ء/۱۹۰۸ء)

حضرت مولانا شاہ خیر الدین دہلوی بن مولانا محمد ہادی ۱۸۳۱ء میں پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا مفتی صدر الدین آزردہ دہلوی اور علامہ فضل امام خیرآبادی سے علوم کی تکمیل کی۔ حضرت شاہ محمد یعقوب سے حدیث کا درس لیا۔

---

[1] (الف) نزہتہ الخواطر (ب) تذکرہ علماء اہلسنت ص ۲۲۱

Marfat.com

۱۸۴۹ء میں بعد نماز جمعہ مفتی صدرالدین صاحب نے دستار بندی کی. شاہ عبدالغنی دہلوی نے سند درس پر بٹھایا. علماء اور مشائخ کی موجودگی میں آپ نے ایک جماعت طلبہ کو ہدایہ اور بخاری شریف کا درس دیا. ۱۸۵۱ء میں اپنے نانا کی معیت میں ہجرت کر کے مکہ معظمہ میں اقامت کر لی تھی. محلہ قدوہ میں مکان تعمیر کیا. شیخ محمد طاہر الکردی المدنی کی بھانجی سے عقد ہوا. حرم پاک میں سب سے پہلے جس ہندوستانی کو وعظ کا شرف حاصل ہوا وہ آپ ہی کی ذات گرامی ہے۔

شیخ الاسلام احمد زینی دحلانی تلمیذ مولانا شیخ محمد طاہر الکرمی کے ہمراہ قسطنطنیہ گئے. وہاں دو سال قیام کیا. ایک سال مصر میں رہکر مکہ معظمہ واپس آئے. کچھ عرصہ بمبئی میں بھی رہے یہیں سے بغداد تشریف لے گئے سیدنا عبدالرحمٰن قدس سرہٗ اس وقت نقیب الاشراف تھے نقیب الاشراف آلوسی زادہ کے تلمیذ اور بڑے مداح تھے. انہوں نے تفسیر کا مسودہ مولانا خیرالدین صاحب کو دکھایا. بعد مطالعہ کمال حق گوئی کے ساتھ آپ نے یہ تبصرہ کیا کہ اعتزال کی بو آتی ہے. حضرت نقیب الاشراف اور دیگر شاگردوں کو یہ بات گراں گذری آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ نکال کر دکھایا کہ آلوسی زادہ نے وجود حضرت سے انکار کیا ہے اور الوسی زادہ کے تمام استدلال معتزلہ کے دلائل و براہین سے ماخوذ ہیں. مزید گیارہ مقامات آپ نے اسی طرح کے نکال کر انہیں دکھائے. آپ کے اعتراضات کے وہ بھی متفق ہو گئے. اور خواہش ظاہر کی کہ ان استدراکات کو تحریر فرما دیں چنانچہ یہ استدراکات "روح المعانی" کے آخر میں شامل ہیں. وہاں چھ ماہ قیام کیا پھر بمبئی واپس آئے. پھر سلسلہ رشد و ہدایت کے لئے کلکتہ گئے. آپ نہایت فصیح البیان خطیب تھے. شیخ عبدالحق قسطنطنیہ کے شیخ الحدیث نے بھی آپ کے حسن خطابت کو سراہا تھا. کلکتہ میں اپنے ایک مرید حاجی واحدنا کے

Marfat.com

ساتھ ایک مسجد میں کچھ وعظ و نصیحت فرما رہے تھے۔ باہر سے شور و شغف اور ہلچل کی آواز آئی جو لوگ شریک محفل نہ ہو سکے تھے وہ اندر آنا چاہتے تھے۔ ختم مجلس کے بعد آپ نے بڑی حیرت سے کہا کہ اتنے بڑے شہر میں کوئی ایسی مسجد نہیں جہاں خدا کے بندے جمع ہو کر اس کا کچھ ذکر کر سکیں۔ خدا جانے آپ نے کس درد و کرب سے اپنی یہ حیرت ظاہر کی کہ حاجی واحد نانے عرض کیا کہ حضور آپ دعا فرمائیں کہ میں اسی جگہ ایک ایسی عظیم الشان مسجد تعمیر کر دوں کہ جس میں ہزاروں بندگان خدا بیٹھ کر آپ کا وعظ سن سکیں۔ اس کے فوراً ہی بعد ایک عظیم الشان مسجد کی تعمیر ہوئی۔ جو اب پورے ہندوستان میں "ناخدا مسجد" کے نام سے مشہور ہے۔ عربی، فارسی اور اردو کے شاعر بھی تھے۔ ۱۹۰۱ء میں اعلیٰحضرت فاضل بریلی سے آپ ملاقات کے لئے گئے تھے۔ اردو کے مشہور ادیب و صحافی اور ہندوستان کے چوٹی کے لیڈر مولانا ابوالکلام آزاد آپ کے لڑکے ہیں۔ آپ کی بہت ساری محققانہ تصانیف ہیں۔ جن سے آپ کے رموز علم کا پتہ چلتا ہے۔ علم و فضل کے امین اور تفسیر و حدیث و فقہ و علوم دینیہ کے فاضل اجل تھے۔ شیخ الاسلام سید احمد زینی دحلان کی خواہش پر دس جلدوں میں رد وہابیہ میں ایک عظیم کتاب لکھی جس کی دو جلدیں سرکاری پریس میں چھپی تھیں۔ ۱۰ رجب المرجب ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں آپ کا انتقال ہوا۔ مانک تلہ کلکتہ میں آپ کا مزار ہے۔ [۱]

[۱] غبار خاطر، آزاد کی کہانی مقتبس ص۲۸ تذکرہ علماء اہلسنت ص۲۸

Marfat.com

حضرت مولانا عبدالقادر صاحب بدایونی

(۱۲۵۳/ ۱۳۱۹ھ)

تاج الفحول محب رسول مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی قادری بن سیف اللہ المسلول حضرت مولانا شاہ فضل رسول قدس سرہٗ ۔ ۱۷ رجب ۱۲۵۳ھ ۱۸۳۷ء بدایوں میں پیدا ہوئے۔ تاریخی نام مظہر حق اور شیخ الاسلام فی الہند لقب ہے والد بزرگوار مولانا شاہ نوراحمد عثمانی بدایونی (علامہ فضل حق خیرآبادی) سے علوم عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل کی علامہ فضل حق کو آپ پر ناز تھا فرماتے تھے کہ صاحب قوت قدسیہ ہر زمانہ میں ظاہر نہیں ہوتے۔ اگر اس زمانہ میں کسی کو مانا جائے تو آپ ہیں۔ حضرت مولانا فضل رسول بدایونی فرماتے ہیں کہ مجھ سے مولانا فیض احمد کی ذہانت زیادہ ہے۔ مگر عبدالقادر کی ذہانت و ذکاوت ہم دونوں سے زیادہ ہے۔ علامہ ہدایت اللہ خاں رامپوری، علامہ فیض الحسن سہارنپوری، علامہ عبدالحق بن فضل حق خیرآبادی اور علامہ عبدالقادر بدایونی، علامہ فضل حق کے شاگردوں میں عناصر اربعہ سمجھے جاتے تھے۔ علامہ عبدالحق کا فرمانا تھا کہ ہر تلمیذ یکتائے عصر اور وحید روزگار ہیں۔ مگر مولانا عبدالقادر بدایونی کا تبحر اور جامعیت تمام علوم و فنون میں ہے۔ مولانا عبدالقادر کو اپنے والد ماجد سے سند حدیث اور اجازت و خلافت حاصل ہے۔ مکہ مکرمہ میں حضرت شیخ جمال عمر مکی سے سند حدیث کی اجازت حاصل ہے۔ ۱۲۹۰ھ میں بغداد معلی کا سفر کیا۔ نقیب الاشراف شیخ محمد سلیمان بن علی نے بڑی پذیرائی کی متعدد بار زیارت حرمین سے سرفراز ہوئے۔ آغاز عمر میں درس و تدریس سے خصوصی شوق تھا۔ آخر میں اسے ترک کر دیا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی آپ سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے تھے اور آپ کی شان میں اپنا مشہور قصیدہ "چراغ انس" لکھا ہے جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

Marfat.com

سنیت سے پھر اہدی سے پھر اب جو تجھ سے پھر احب رسول
آج قائم ہے دم قدم سے ترے دین حق کی بنا محب رسول

بعد نماز مغرب بروز اتوار ۱۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۹ھ کو واصل بحق ہوئے [۱]

تصانیف :—

۱۔ احسن الکلام فی تحقیق عقائد الاسلام (عربی)
۲۔ سیف الاسلام المسلول (فارسی)
۳۔ حقیقۃ الشفاعۃ علیٰ اصل السنۃ والجماعۃ
۴۔ شفاء السائل بتحقیق المسائل
۵۔ دیوان عربی در نعت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء
۶۔ ہدایت الاسلام
۷۔ تاریخ بدایون
۸۔ دیوان عربی ۹۔ دیوان فارسی
۱۰۔ دیوان اردو

---

[۱] ملخص تذکرۂ علمائے اہل سنت ص ۱۲۵-۱۲۰

Marfat.com

مولانا عبدالحئی صاحب فرنگی محلی ۱۲۶۴ھ/۱۳۰۴ھ

ابوالحسنات مولانا عبدالحئی صاحب فرنگی محلی بن عبدالحلیم بن امین اللہ بن محمد اکبر ابی الرحم بن محمد یعقوب بن عبدالعزیز بن محمد سعید بن شیخ قطب الدین لکھنوی ۱۲۶۴ھ میں باندہ میں پیدا ہوئے۔ معقول و منقول کی درسی کتب اپنے والد ماجد حضرت مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی سے پڑھیں مفتی نعمت اللہ بن نور اللہ لکھنوی سے ہیئت کی کچھ کتابیں پڑھیں۔ ۱۷ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے حیدرآباد میں درس و تدریس کا کام ایک مدت تک انجام دیا۔ ۱۲۹۳ھ میں حج کیا۔ مکہ معظمہ میں شیخ احمد بن زینی دحلان شافعی مفتی محمد بن عبداللہ بن حمید حنبلی سے سند حدیث حاصل کی۔ مدینہ طیبہ میں شیخ محمد بن محمد شافعی اور شیخ عبدالغنی بن ابی سعید دہلی سے سند حدیث ملی۔ حیدرآباد سے رخصت لیکر لکھنؤ آئے اور زندگی بھر دینی علمی خدمت انجام دیتے رہے علوم و فنون اور احکام مسائل کے ماہر تھے اعلیٰ و تحقیقی اغلاط کی تصیح و تنبیہہ کا کام کرنے کے شائق تھے۔ اسی سلسلے میں علامہ عبدالحق بن علامہ فضل حق خیرآبادی نواب صدیق حسن خاں بھوپالی مولانا محمد شبیر سہسوانی سے معرکے بھی ہوئے۔ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۰۴ھ میں ۳۹ سال کی عمر میں انتقال ہوئے۔ [1]

تصانیف :-

۱۔ التبیان شرح المیزان
۲۔ تکملۃ المیزان
۳۔ الہدیۃ المختاریہ شرح رسالۃ العضدیہ
۴۔ حاشیہ بدیع المیزان
۵۔ التعلیقات السنیہ
۶۔ مقدمۃ الہدایہ

---

[1]

Marfat.com

۷۔ مقدمۃ الجامع الصغیر المسماۃ بالنافع الکبیر
۸۔ مقدمۃ السعایہ
۹۔ القول الاشرف فی الفتح عن الصحف
۱۰۔ القول المنشور فی ہلال خیر الشہور
۱۱۔ غایۃ المقال فیما یتعلق بالنعال
۱۲۔ قوت المغتذین بفتح المقتدین
۱۳۔ التحقیق العجیب فی التثویب
۱۴۔ تحفۃ الاخیار فی احیاء سنۃ الابرار
۱۵۔ تحفۃ الثقات فی تفاصیل اللغات
۱۶۔ نزہۃ الفکر فی سبحۃ الذکر
وغیرہ

مولانا غلام قادر صاحب

حضرت مولانا غلام قادر معروف غلام قادر ہاشمی بن مولانا غلام حیدر قدس سرہما ۱۲۶۵ھ/۱۸۴۹ء میں بھیرہ ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے (پاکستان) ابتدائی تعلیم مولانا غلام محی الدین بگوی اور ان کے برادر خرد مولانا احمد الدین بگوی سے حاصل کی۔ مزید تعلیم کے لئے حضرت مولانا مفتی صدر الدین آزردہ صدر الصدور دہلی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تکمیل علوم کے بعد لاہور تشریف لائے۔ اندرون بھاٹی دروازہ اونچی مسجد میں خطیب مقرر ہوئے۔ اس کے بعد آپ کی تبلیغ و خطابت سے متاثر ہو کر بیگم شاہی مسجد میں خطیب مقرر ہوئے۔ بعد میں اس کی تولیت آپ ہی کے سپرد کر دی گئی۔ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہٗ سے اجازت و خلافت کا شرف ملا۔ مشہور تذکرہ نویس بزرگ مولانا غلام دستگیر نامی لکھتے ہیں کہ آپ کو لاہور کا قطب سمجھا جاتا تھا۔ [1]

۱۸۶۶ء اورینٹل کالج لاہور میں آپ کو عربی کا استاذ مقرر کیا گیا۔ اور دو سال تک درس دیتے رہے ایک بار اسی دوران ایک انگریز کو فتویٰ کی ضرورت پیش آئی

---

[1] بزرگان لاہور ص ۱۸۱

تمام علماء نے صاف انکار کر دیا۔ کالج کے علماء کرام کو استعمال کرنا چاہا۔ معزز غلام قادر بھیروی کے پاس جب اس کاغذ کو دستخط کے لئے پیش کیا گیا تو آپ نے استعفیٰ پیش کرتے ہوئے فرمایا "میں ملازمت سے دست بردار ہو سکتا ہوں مگر غلط فتویٰ کی تائید نہیں کر سکتا ہوں" پھر آپ نے جامعہ نعمانیہ لاہور کو شرف کو بخشا اور تمام تر توجہ قرآن و حدیث و فقہ اور دیگر فنون کی تعلیم میں دینے لگے۔ علمی دبدبہ اور طبیعت کے جلال کے سبب کسی کو سامنے آنے کی جرأت کم ہی تھی۔ دیگر مذاہب و فرقہ باطلہ کی تردید، تحریر و تقریر وعظ و تبلیغ ہر طرح سے کی۔ پنجاب کے علماء میں سب سے پہلے مرزا قادیانی کے خلاف آپ ہی نے فتویٰ دیا۔ کثرت درس میں مشہور روزگار تھے ۱۱ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء کو واصل بحق ہوئے — بیگم شاہی مسجد لاہور میں مدفون ہوئے۔

تصانیف:—

۱۔ الشوارق المحمدیہ

۲۔ کاز حضوری

۳۔ حقیقت انوار محمدیہ

۴۔ جواہر ایمانی

۵۔ نماز ضروری

۶۔ شمس الضحیٰ فی مدح خیر الوریٰ

۷۔ شمس الحنفیہ بجواب نور الحنفیہ

۸۔ اسلام کی گیارہ کتابیں

Marfat.com

مذکورہ معاصر فقہاء کے علاوہ ہندوستان کے مشاہیر معاصر فقہاء کی ایک فہرست درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	اسمائے گرامی	ولادت	وفات	
۱	آقا حسن بن کلب عابد نصیر آبادی لکھنوی	ربیع الاول سنہ ۱۲۸۷ھ	سنہ ۱۳۴۴ھ	شیعی فقیہ
۲	احمد علی بن کرامت علی صدیقی جونپوری		سنہ ۱۳۱۷ھ	
۳	احمد علی بن امجد علی فتحپوری	ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۷ھ		
۴	ادریس بن عبد العلی حنفی	۱۴ شوال سنہ ۱۲۷۵ھ	۱۰ شعبان سنہ ۱۳۳۳ھ	
۵	اسحاق بن لطیف حنفی بردوانی	سنہ ۱۲۸۳ھ	سنہ ۱۳۰۷ھ	کلکتہ
۶	امام الدین یار محمد کشمیری	سنہ ۱۲۲۵ھ	سنہ ۱۳۱۹ھ	
۷	امان الحق بن برہان الحق لکھنوی		سنہ ۱۳۰۵ھ	لکھنؤ
۸	امانت اللہ بن فصیح غازیپوری		سنہ ۱۳۱۵ھ	
۹	امیر علی بن معظم علی لکھنوی	سنہ ۱۲۷۲ھ	سنہ ۱۳۳۷ھ	
۱۰	انوار اللہ بن شجاع الدین حیدر آبادی	سنہ ۱۲۶۴ھ	سنہ ۱۳۳۶ھ	
۱۱	قاضی انور علی حسین لکھنوی		سنہ ۱۳۱۳ھ	لکھنؤ
۱۲	محمد ایوب بن قمر الدین مظفر نگری		سنہ ۱۳۱۵ھ	
۱۳	بدر الدین بن شرف الدین پھلواروی	سنہ ۱۲۹۸ھ	سنہ ۱۳۴۳ھ	
۱۴	تصدق حسین بن غلام حسین	سنہ ۱۲۶۳ھ		شیعی فقیہ
۱۵	حسین صدیقی دہلوی	سنہ ۱۲۶۴ھ		
۱۶	حبیب الرحمٰن بن احمد علی حنفی		سنہ ۱۳۳۷ھ	سہارنپوری
۱۷	حسن بن سلیمان حنفی پھلواروی		سنہ ۱۳۳۱ھ	

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	ولادت	وفات	
۱۸	حسن بخش حسین بخش حنفی کاکوروی	سنہ ۱۲۲۱ھ	سنہ ۱۳۰۱ھ	
۱۹	حسین بن محسن الیمانی	سنہ ۱۲۴۵ھ	سنہ ۱۳۲۷ھ	
۲۰	حیدر حسن بن احمد حسن	سنہ ۱۲۸۱ھ	سنہ ۱۳۶۱ھ	
۲۱	دلاور علی حنفی حیدرآبادی		سنہ ۱۳۱۲ھ	حیدرآباد
۲۲	دوست محمد بن محمد امیر حنفی		سنہ ۱۳۲۸ھ	افغانی
۲۳	راغب بن محب اللہ پانی پتی	سنہ ۱۲۶۹ھ	سنہ ۱۳۲۰ھ	حنفی
۲۴	رحمت اللہ بن نور اللہ		سنہ ۱۳۰۵ھ	لکھنوی
۲۵	رضا علی بن سخاوت علی	سنہ ۱۲۴۶ھ	سنہ ۱۳۱۳ھ	
۲۶	ریاست علی شاہجہانپوری		سنہ ۱۳۴۹ھ	حنفی
۲۷	سبط حسین بن رمضان علی		سنہ ۱۳۶۷ھ	شیعی فقیہہ
۲۸	شمس الحق بن امیر علی		سنہ ۱۲۷۳ھ	
۲۹	شوکت علی بن سند علی	سنہ ۱۲۳۴ھ	سنہ ۱۳۲۰ھ	
۳۰	ظفر مہدی بن حسن ذکی	سنہ ۱۲۳۹ھ	سنہ ۱۳۲۰ھ	شیعی فقیہہ
۳۱	عبدالماجد بن قاضی محمد حسن خانپوری	سنہ ۱۲۶۸ھ	سنہ ۱۳۱۳ھ	
۳۲	عبدالحق بن غلام رسول کانپوری		سنہ ۱۳۰۸ھ	شافعی
۳۳	عبدالحمید بن ابراہیم		سنہ ۱۳۰۸ھ	
۳۴	عبدالحلیم بن عبدالحمید		سنہ ۱۳۵۳ھ	
۳۵	قاضی عبدالحق محمد بن اعظم کابلی	سنہ ۱۲۶۷	سنہ ۱۳۲۵ھ	حنفی
۳۶	عبدالحکیم بن احمد اللہ صادق پوری		سنہ ۱۳۳۷ھ	"
۳۷	عبدالرحمٰن بن عنایت اللہ		سنہ ۱۳۶۶	"

Marfat.com

	وفات	ولادت	اسمائے گرامی	نمبر شمار
حنفی	سنہ ۱۳۱۴ھ		عبدالرحمٰن بن عنایت اللہ پانی پتی	۳۸
			عبدالرحمٰن بن محمد ادریس	۳۹
شافعی	سنہ ۱۳۴۹ھ	سنہ ۱۲۷۲ھ	عبدالرحیم بن عبدالقادر	۴۰
حنفی	سنہ ۱۳۰۷ھ	سنہ ۱۲۳۷ھ	عبدالرزاق بن جمال الدین لکھنوی	۴۱
	سنہ ۱۳۰۳ھ		عبدالسبحان بن محمد حسن	۴۲
	سنہ ۱۳۸۱ھ	سنہ ۱۲۹۳ھ	عبدالشکور بن ناظر علی کاکوروی	۴۳
	سنہ ۱۳۲۳ھ		عبدالصمد بن غالب حسین	۴۴
	سنہ ۱۳۳۸ھ		عبدالعزیز بن عبدالرحیم لکھنوی	۴۵
حنفی	سنہ ۱۳۲۶ھ		عبدالعزیز بن حمزہ	۴۶
	سنہ ۱۳۴۰ھ		عبدالعلی بن نصیب علی میرٹھی	۴۷
	سنہ ۱۳۲۹ھ	سنہ ۱۲۳۴ھ	عبدالفتاح بن عبداللہ	۴۸
شافعی	سنہ ۱۳۲۹ھ	سنہ ۱۲۵۱ھ	عبدالقادر بن فضل اللہ	۴۹
	سنہ ۱۳۵۱ھ	سنہ ۱۳۱۳ھ	عبدالقادر بن محمود سورتی	۵۰
	سنہ ۱۳۷۹ھ		عبدالکریم مرادآبادی	۵۱
			عبداللطیف بن محمد اسحاق	۵۲
	سنہ ۱۳۰۵ھ	سنہ ۱۲۴۸ھ	عبداللہ بن آل احمد	۵۳
حنفی	سنہ ۱۳۲۴ھ		عبداللہ بن انصار علی انبیٹھوی	۵۴
	سنہ ۱۳۳۷ھ	سنہ ۱۲۶۱ھ	عبداللہ بن عبدالرحیم اعظم گڈھ	۵۵
	سنہ ۱۳۲۸ھ		عبداللہ بن فرزند علی بازید پوری	۵۶
	سنہ ۱۳۶۶ھ	سنہ ۱۲۹۵ھ	عبداللہ بن محمد افضل جونپوری	۵۷

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	ولادت	وفات	
۵۸	عبداللہ بن صبغۃ اللہ ملتانی		سنہ ۱۳۰۵ھ	
۵۹	عبید اللہ بدایونی		سنہ ۱۳۰۵ھ	حنفی
۶۰	عبدالمجید بن عبدالحلیم لکھنوی		سنہ ۱۳۱۵ھ	
۶۱	عظمت بن احمد اللہ لکھنوی		سنہ ۱۳۵۶ھ	
۶۲	علی اکبر بن حیدر علی کاکوروی	سنہ ۱۲۴۹ھ	سنہ ۱۳۱۴ھ	
۶۳	انور علی بن اکبر علی علوی کاکوروی	سنہ ۱۲۶۹	سنہ ۱۳۲۴ھ	
۶۴	غنی بخش بن خدابخش بدایونی		سنہ ۱۳۰۳ھ	
۶۵	علی محمد بن محمد لکھنوی	سنہ ۱۲۶۰ھ	سنہ ۱۳۱۲ھ	شیعی
۶۶	علی نقی بن محمد علی حیدر آبادی	سنہ ۱۲۷۷ھ	سنہ ۱۳۵۴ھ	
۶۷	علیم الدین حسینی بن تصدق حسین انصاری	سنہ ۱۲۶۰ھ	سنہ ۱۳۰۶ھ	
۶۸	عنایت اللہ بن محمود سندھی	سنہ ۱۲۷۶ھ	سنہ ۱۳۲۷ھ	حنفی
۶۹	عنایت علی بن کرامت علی دہلوی	سنہ ۱۲۴۲ھ		
۷۰	غلام احمد بن شیخ احمد	سنہ ۱۲۷۳ھ	سنہ ۱۳۲۵ھ	
۷۱	غلام حسین بن شیخ محمد		سنہ ۱۳۴۱ھ	حنفی
۷۲	غلام رسول امرت سری		سنہ ۱۳۳۵ھ	
۷۳	غلام محمد بن غلام رسول پنجابی	سنہ ۱۲۸۲ھ	سنہ ۱۳۲۵ھ	
۷۴	فتح محمد تھانوی		سنہ ۱۳۲۲ھ	حنفی
۷۵	فخر الدین بن محمد زماں الہ آبادی		سنہ ۱۳۰۷ھ	
۷۶	فقیر محمد بن محمد شفارش	سنہ ۱۲۶۰ھ	سنہ ۱۳۲۲ھ	

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	ولادت	وفات	
۷۷	کرامت اللہ دہلوی			حنفی
۷۸	لطف اللہ بن غنی سعد اللہ رامپوری	سنہ ۱۲۹۴ھ	سنہ ۱۳۳۱ھ	
۷۹	محمد بن نور اللہ گجراتی		سنہ ۱۳۲۰ھ	
۸۰	محمد بن ہاشم سورتی	سنہ ۱۲۵۶ھ	سنہ ۱۳۱۵ھ	
۸۱	محمد اکرم الدین بن مولانا محمد نعیم لکھنوی		سنہ ۱۳۱۱ھ	
۸۲	محمد بشیر بن بدر الدین	سنہ ۱۲۵۱ھ	سنہ ۱۳۲۳ھ	
۸۳	محمد حسن بن بیان افغانی ٹونکی		سنہ ۱۳۱۵ھ	
۸۴	محمد حسن بن ظہور حسین سنبھلی		سنہ ۱۳۰۵ھ	
۸۵	محمد حسن بن نور الحسن کھیبنی	سنہ ۱۲۷۷	سنہ ۱۳۱۳	چکڑاوی
۸۶	محمد حسن بن محمد گل	سنہ ۱۲۳۸ھ	سنہ ۱۳۳۱ھ	
۸۷	محمد حسین بن احمد حسن نصیر آباد		سنہ ۱۳۰۳ھ	
۸۸	محمد رشید بن عبد القادر		سنہ ۱۳۳۴ھ	
۸۹	محمد سعید بن صبغۃ اللہ	سنہ ۱۲۴۷ھ	سنہ ۱۳۱۴ھ	شافعی
۹۰	محمد شاہ قادری حیدر آبادی		سنہ ۱۳۳۹ھ	
۹۱	محمد عادل بن محی الدین کانپوری	سنہ ۱۲۴۱ھ	سنہ ۱۳۲۵ھ	
۹۲	محمد رشید بن عبد القادر کانپوری		سنہ ۱۳۳۴ھ	
۹۳	محمد سعید بن صبغۃ اللہ مدراسی	سنہ ۱۲۴۷ھ	سنہ ۱۳۱۴ھ	
۹۴	محمد شاہ قادری		سنہ ۱۳۳۹ھ	
۹۵	محمد علی بن محمد اسماعیل بنارسی		سنہ ۱۳۰۳ھ	حنفی
۹۶	محمد علی بن عبد العلی کانپوری	سنہ ۱۲۶۲ھ	سنہ ۱۳۴۶ھ	〃

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	ولادت	وفات
۹۷	محمد فاضل بن محی الدین	سنہ ۱۲۱۷ھ	سنہ ۱۳۰۲ھ
۹۸	محمد معصوم بن عبدالرشید سرہندی دہلوی	سنہ ۱۲۶۷ھ	سنہ ۱۳۴۱ھ
۹۹	محمد نعیم بن عبدالحکیم فرنگی محلی		سنہ ۱۳۱۰ھ
۱۰۰	محمد یٰسین بن ناصر علی	سنہ ۱۲۸۰ھ	سنہ ۱۳۴۳ھ
۱۰۱	محمود بن غلام محمد	سنہ ۱۲۰۵ھ	سنہ ۱۳۳۰ھ
۱۰۲	مسیح الدین بن جمال الدین		سنہ ۱۳۲۱ھ
۱۰۳	مسیح الدین بن فخرالدین قادری الہ آبادی	سنہ ۱۲۶۱ھ	سنہ ۱۳۳۳ھ
۱۰۴	مشتاق احمد بن مخدوم بخش انبیٹھوی		سنہ ۱۳۶۰ھ
۱۰۵	مصلح الدین بن رجب علی جونپوری		سنہ ۱۳۰۶ھ
۱۰۶	معین الدین بن عبدالرحمٰن اجمیری	سنہ ۱۲۹۹ھ	سنہ ۱۳۵۸ھ
۱۰۷	منصور علی بن محمد حسن علی مرادآبادی		سنہ ۱۳۲۷ھ
۱۰۸	نورالحق بن خیرالدین		سنہ ۱۳۳۶ھ
۱۰۹	قاضی وجیہ الدین بن علیم الدین کاکوروی	سنہ ۱۲۳۲ھ	سنہ ۱۳۰۵ھ
۱۱۰	وحید الزمان بن مسیح الدین خیرآبادی	سنہ ۱۲۶۷ھ	سنہ ۱۳۸۸ھ
۱۱۱	ہدایت اللہ بن محمود سندھی	سنہ ۱۲۸۱ھ	
۱۱۲	مفتی یحییٰ بن ایوب مسد لقی	سنہ ۱۲۰۹ھ	سنہ ۱۳۵۰ھ
۱۱۳	یعقوب بن کریم اللہ دہلوی		سنہ ۱۳۲۴ھ
۱۱۴	یعقوب بن مملوک علی صدیقی نانوتوی	سنہ ۱۲۴۹ھ	سنہ ۱۳۰۲ھ

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	ولادت	وفات	
۱۱۵	مولانا رشید احمد گنگوہی	۱۲۴۴ھ	۱۳۲۳ھ	دیوبندی
۱۱۶	مولانا قاسم نانوتوی	۱۲۴۸ھ	۱۲۹۷ھ	"
۱۱۷	مولانا محمود الحسن دیوبندی	۱۲۶۸ھ	۱۳۳۹ھ	"
۱۱۸	مولانا خلیل احمد انبیٹھوی	۱۲۶۹ھ	۱۳۴۶ھ	"
۱۱۹	مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی	۱۲۷۵ھ	۱۳۴۷ھ	"
۱۲۰	مولانا اشرف علی تھانوی	۱۲۸۰ھ	۱۳۶۲ھ	"

Marfat.com

اعلیٰ حضرت کے مشاہیر تلامذہ

۱۔ حضرت مولانا عبد السلام صاحب جبلپوری

(۱۲۷۲ھ/۱۳۷۳ھ)

آپ کا سلسلۂ نسب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ تین سال کی عمر میں آپ اپنے والد ماجد حضرت مولانا شاہ محمد عبد الکریم قادری قدس سرہ کے ساتھ حیدر آباد دکن سے جبل پور تشریف لائے۔ چودہ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا اور تمام ظاہری و معنوی علوم کی تکمیل اپنے والد ماجد سے کی۔

۱۳۱۲ھ ندوۃ العلماء کے پہلے اور بنیادی جلسۂ لکھنؤ میں آپ مجلس عاملہ کے رکن کی حیثیت سے شریک ہوئے شبلی نعمانی اور ان کے ہم خیال کسی سے آپ کی نہ بنی البتہ حضرت مولانا محمد حسین الہ آبادی سے خوب بنی تھی چونکہ وہ آپ کے ہم خیال تھے ندوہ کے اجلاس کے موقع پر جب دعوت نامہ موصول ہوا تو آپ کے والد ماجد نے فرمایا۔ جا رہے ہو تو بریلی میں حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کی خدمت میں ضرور حاضر ہونا شاید افضل کی ذات

Marfat.com

بابرکات سے تمھیں فیض ملتا ہے۔ ندوہ کا ایک بہانہ ہے۔ آپ بریلی تشریف لے گئے ڈپٹی اشفاق حسین صاحب کے دولت کدہ پر قیام تھا۔ درس نظامی میں تبدیل وترمیم پر مجلس عاملہ کی گفتگو نے طوالت اختیار کی۔ شبلی نعمانی سے آپ کی نوک جھونک ہوگئی۔ اعلیٰ حضرت کا رسالہ "سوالات حق نما علیٰ رؤس ندوۃ العلماء" پیش فرماکر جواب طلب کیا۔ اور دونوں حضرات جلسہ سے اٹھ کر چلے آئے۔ قیام گاہ پر پہنچ کر اعلیٰ حضرت کے دولت کدہ پر حاضری دی۔ شاہ محمد عبد الکریم جبل پوری قادری کا لفافہ پہلے پہنچ چکا تھا۔ جسمیں تحریر تھا کہ فقیر زادہ عبد السلام حاضر ہو رہا ہے۔ اس کی سرپرستی قبول فرمایئے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا حضرت مولانا عبد الکریم صاحب نے خط کے ذریعہ آپ کو یوں پیش فرمایا۔ گویا وہ موجود ہیں اور آپ کو میرے سپرد کر رہے ہیں۔ ماشاءاللہ آپ یہاں قیام فرمائیں۔ اسباب ڈپٹی صاحب کے یہاں سے منگالئے گئے۔

مولانا عبد السلام صاحب نے آستانۂ اعلیٰ حضرت پر ایک عرصہ تک قیام فرمایا۔ مولانا حامد رضا خاں کے ساتھ شریک درس رہے۔ جن علوم کی تکمیل اپنے والد ماجد سے کی ان پر مزید علوم و معارف کی تکمیل بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت سے کی اور کم وبیش دس ماہ آستانۂ عالیہ پر گذارے۔ ذیقعدہ ۱۳۱۳ھ میں سند فضیلت وخلافت لے کر کامیاب و بامراد جبلپور واپس ہوئے[1]۔ ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۳ فروری ۱۹۵۳ء کو آپ کا وصال ہوا اور اپنے والد کے پہلو میں عیدگاہ جبلپور میں دفن ہوئے۔ [1]

---

[1] ماہنامہ "پاسبان" الہ آباد نومبر و دسمبر ۱۹۵۵ء

Marfat.com

۲۔ حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب قبلہ

(۱۲۷۶ھ / ۱۳۲۶ھ)

استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب حسنؔ بریلوی فاضل بریلوی کے منجھلے بھائی تھے ابتدائی تعلیم والد گرامی مولانا مفتی نقی علی خاں صاحب اور برادر حضرت فاضل بریلوی سے حاصل کی پھر فصیح الملک داغ دہلوی کی خدمت میں رام پور پہونچے اور شعر گوئی کے میدان میں کمال حاصل کیا پہلے داغ سے عشقیہ شاعری میں مشورۂ سخن کرتے تھے۔ غزلیہ دیوان ثمرۂ فصاحت ہے۔ اعلیٰ حضرت کے فیض صحبت نے نعت گوئی کا ذوق بخشا آپ کا نعتیہ دیوان "ذوق نعت" چھپ کر داد تحسین حاصل کر چکا ہے زبان کی لطافت، بیان کی سادگی، حسن ادا نیز کیف آوری واثر انگیزی کا بہترین نمونہ ہے آپ نے ادبی و مذہبی دونوں خدمات انجام دیں۔ لیکن مذہبی خدمات زیادہ نمایاں اور غالب رہیں جس کی وجہ سے آپ کی ادبی شخصیت دب گئی۔ شہادت امام حسین پر بھی آپ نے ایک کتاب بنام "انتخاب شہادت مع آئینۂ قیامت تصنیف فرمائی جس کے متعلق اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ کسی سائل نے پوچھا کہ محرم کی مجالس میں جو مرثیہ خوانی ہوتی ہے سننا چاہئے یا نہیں، آپ نے ارشاد فرمایا مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کی کتابیں جو عربی میں ہیں یا میرے بھائی حسن میاں مرحوم کی کتاب آئینۂ قیامت میں صحیح روایات ہیں انہیں سننا چاہئے۔ باقی غلط روایات کے پڑھنے سے نہ پڑھنا اور نہ سننا بہتر ہے۔ [1]

۳ شوال ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء بریلی میں وصال ہوا۔ بریلی سٹی اسٹیشن سے متصل قبرستان میں مدفون ہوئے

---

[1] الملفوظ حصہ دوم ص ۱۹۱

Marfat.com

اعلیٰ حضرت نے مندرجہ ذیل اشعار میں ان کی تاریخ وفات استخراج فرمایا ہے۔

نعت حسن آمدہ نعت حسن ۔ حسن رضا بادبریں سلام
۱۳۲۶ھ
ان من الذوق لسحرھم ۔ ان من الشعر لحکمۃ تمام
۱۳۲۶ھ ۱۳۲۶ھ
کلک رضا داد جناں سال آں ۔ یافت قبول از شہ راس الانام
۱۳۲۶ھ

تصانیف :۔

۱۔ ذوق نعت
۲۔ ثمرۂ فصاحت
۳۔ دین حسن
۴۔ انتخاب شہادت
۵۔ صمصام حسن بردار فتن
۶۔ ساغر پر کیف
۷۔ نگارستان لطافت

Marfat.com

۳۔ ابوالمحمود سید احمد اشرف جیلانی قدس سرہٗ

(۱۲۸۶ھ / ۱۳۴۳ھ)

عارف باللہ حضرت ابوالمحمود اشرفی جیلانی کچھوچھوی مشہور روزگار بزرگ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں قدس سرہٗ کے نامور اور باکمال فرزند تھے۔ تاریخی نام ابوالمحمود سید شاہ احمد اشرف ہے۔ یوم جمعہ المبارکہ ۱۴ شوال ۱۲۸۶ھ کو آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ امام احمد رضا فاضل بریلوی کے ابتدائی تلامذہ میں سے تھے۔[1]

کچھ ابتدائی کتب کچھوچھہ مقدسہ میں پڑھیں درسیات کی تکمیل استاذ الاساتذہ مولانا لطف اللہ علی گڑھی سے کی۔ علم و فضل میں کامل تھے۔ عالم رویا میں سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کی دستار بندی فرمائی چنانچہ اس خواب سے آپ نے کسی مدرسہ میں دستار بندی کرنے سے انکار کر دیا۔ والد مکرم سے بیعت تھے۔ فاضل بریلوی نے بھی اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ نہایت بلند پایہ خطیب تھے۔ پُر تاثیر وعظ ہوتا تھا۔ شیخ المشائخ سید شاہ محمد مختار اشرف مدظلہٗ العالی ۱۳۳۳ھ آپ کے فرزند ارجمند ہیں۔ شیخ المشائخ سید شاہ علی حسین کی حیات طیبہ ہی میں آپ کا انتقال ہوا۔[2]

---

[1] الاستمداد علی اجیال الارتداد ص۱۰۹ مطبوعہ مظہر فیض رضا بہرج منڈی لائل پور پاکستان

[2] تذکرہ علمائے اہلسنت ص۳۰ محمود احمد قادری مطبوعہ کانپور ۱۳۹۱ھ

Marfat.com

۴ - حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب قبلہ

(۱۲۹۲ھ / ۱۳۶۲ھ)

اسم گرامی محمد عرف حامد رضا اور خطاب حجۃ الاسلام تھا۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے بڑے صاحب زادہ تھے۔ سنہ ۱۲۹۲ھ کو بریلی میں ولادت ہوئی درسیات کی تمام کتابیں والد ماجد سے پڑھیں تفسیر بیضاوی کے درس میں اپنے عہد کے لاثانی اور بے نظیر مدرس تھے ظاہری حسن و وجاہت کے ساتھ باطنی فضل و کمال کے بھی جامع تھے تفسیر و حدیث کا درس خاص طور پر مشہور تھا۔ عربی ادب میں منفرد حیثیت کے مالک تھے۔ فارسی زبان میں بھی کامل عبور تھا۔ آپ اپنے والد کی تمام خوبیوں کے جامع تھے۔ تلامذہ مریدین اور ناداروں کی دستگیری آپ کا شیوہ تھا۔ حضرت مخدوم شاہ ابوالحسن احمد نوری مارہروی قدس سرہٗ المتوفی سنہ ۱۳۲۴ھ کے مرید و خلیفہ تھے۔ فاضل بریلوی سے بھی اجازت و خلافت تھی۔ مولانا شاہ ابراہیم رضا جیلانی میاں خلف اکبر حضرت مولانا حامد رضا خاں سنہ ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء مولانا حشمت علی لکھنوی المتوفی سنہ ۱۳۸۰ھ مولانا حبیب الرحمٰن قادری مدظلہٗ مولانا شاہ رفاقت حسین کانپوری آپ کے نامور خلفاء ہیں۔ [1]

سنہ ۱۳۲۳ھ میں آپ زیارت حرمین طیبین سے مشرف ہوئے وہاں حضرت شیخ سید حسین دباغ اور سید محمد مالکی ترکی نے آپ کی قابلیت کو خراج تحسین پیش

---

[1] تذکرہ علماء اہل سنت صفحہ ۸۱ - ۸۲

Marfat.com

کرتے ہوئے اعتراف کیا کہ ہم نے ہندوستان کے اطراف واکناف میں حجۃ الاسلام جیسا فصیح و بلیغ دوسرا نہیں دیکھا۔ اپنی کیفیت وصال بیان کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے زبان ذکر صلوٰۃ و سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مشغول ہو گی روح قرب وصال کے چھلکتے کیف و سرور کے جام سے محظوظ ہو گی۔ ؎

حضور روضہ ہوا جو حاضر تو اپنی سج دھج یہ ہو گی حامد
خمیدہ سر بند آنکھیں لب پر میرے درود و سلام ہو گا

نماز کے دوران تشہد میں ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۴۳ء اپنے خالق سے جا ملے۔

تصانیف:-

۱۔ مجموعہ فتاویٰ
۲۔ الصارم الربانی علی اسراف القادیانی
۳۔ ترجمہ الدولۃ المکیہ
۴۔ ترجمہ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین
۵۔ نعتیہ دیوان
۶۔ حاشیہ ملا جلال [1]

---

[1] حاشیہ الاستمداد ص ۸۶۔۸۸

Marfat.com

۵ - ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری قدس سرہ

(۱۳۰۳ھ / ۱۳۸۲ھ)

ملک العلماء محمد ظفر الدین قادری بن الملک منشی محمد عبد الرزاق بن کرامت علی بن غلام قادر بن ملک سعادت یار بن ملک تا تار بن ملک بہار الدین بن ملک محمد اسماعیل بن اللہ داد بن ملک غلام محی الدین عرف گدن بن ملک خطاب الملک بن ملک علاء الدین علاء الملک بن داؤد بن ملک حضرت سید ابراہیم ملک بیا غازی عرف ملک بو شہید بن حضرت سید ابو بکر بن سید ابو القاسم عبد اللہ بن سید محمد فاروق بن سید ابو منصور عبد الاسلام بن سید عبد الوہاب بن غوث الثقلین وغیث الکونین حضرت سیدنا الشیخ محی الدین عبد القادر حسنی حسینی جیلانی قدست اسرارھم ونفعنا اللہ ببرکاتہم۔

سلسلۂ نسب کے تیسویں بزرگ مدار الملک سید ابراہیم عرف ملک بو کا سلسلہ بہار میں کافی پھیلا ہوا ہے۔ عالم اسلام کے مشہور بزرگ اور معقولی اور اصولی عالم حضرت ملا قاضی محب اللہ بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب مسلم العلوم و مسلم الثبوت اسی خاکدان کے نامور فرزند تھے۔ پروفیسر ابو بکر احمد حلیم پرو وائس چانسلر علی گڈھ اور نامور سیاسی قائد و ماہر قانون مسٹر محمد یونس، بیرسٹر سابق وزیر اعلیٰ بہار اسی خاکدان سے تعلق رکھتے تھے۔

۱۴ محرم الحرام ۱۳۰۳ھ کو مولانا ظفر الدین بہاری موضع رسول پور میجرہ ضلع پٹنہ عظیم آباد میں پیدا ہوئے۔ اپنی تعلیم کے سلسلے میں مولانا خود تحریر فرماتے ہیں اس دور انگریزی میں کہ ہر شخص سلطنت کی زبان سیکھنے سکھانے کا گرویدہ ہے

Marfat.com

حضرت عزت حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا ہزار ہزار شکر کہ اس نے میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کو مجھے مذہبی عربی تعلیم دلانے کی توفیق بخشی باوجودیکہ بعض خاص عزہ واقارب نے حد سے زیادہ اصرار کیا کہ زمانہ انگریزی سلطنت کا ہے۔ اپنے بچہ کو انگریزی تعلیم دلوایئے مگر انہوں نے پرواہ نہ کی اور مجھے مذہبی عربی تعلیم کی طرف متوجہ فرمایا[1]

بروز انوار شوال ۱۳۱۳ھ مدرسہ حنفیہ غوثیہ موضع بین ضلع پٹنہ میں والد مکرم نے داخلہ کرایا۔ حضرت مولانا معین الدین ازہر اور حضرت مولانا بدر الدین اشرف اساتذۂ مدرسہ ہذا نے بڑی دلچسپی اور انہماک سے آپ کی تعلیم کی طرف توجہ دیں متوسطات تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت مولانا قاضی عبد الوحید فردوسی مرحوم رئیس لودی کٹرا پٹنہ سیٹی المتوفی ۱۳۲۶ھ کے قائم کردہ دار العلوم حنفیہ بخشی محلہ پٹنہ میں داخل ہوئے اس وقت شیخ المحدثین حضرت مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی قدس سرہٗ المتوفی ۱۳۳۴ھ صدارت تدریس کی مسند پر رونق افروز تھے محدث سورتی علیہ الرحمہ امام الحدیث حضرت مومن احمد علی محدث سہارنپوری المتوفی ۱۲۹۷ھ استاذ العلماء مولانا لطف اللہ علی گڑھی المتوفی ۱۳۳۴ھ کے نامور شاگرد تھے۔ حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی المتوفی ۱۳۱۳ھ سے اجازت وخلافت بھی حاصل تھی مولانا ظفر الدین بہاری ۱۳۱۷ھ تک یہاں مصروف تعلیم رہے آپ پٹنہ سے حصول تعلیم کے لئے کانپور پہونچے اور استاذ زمن حضرت مولانا احمد حسن کانپوری قدس سرہٗ المتوفی ۱۳۲۲ھ سے علوم وفنون کی امہات الکتب کا درس لیا۔ حضرت مولانا شاہ عبد اللہ کانپوری المتوفی ۱۳۴۳ھ سے ہدایہ آخرین تحقیق سے پڑھی اور مولانا قاضی عبد الرزاق کانپوری علیہ الرحمہ المتوفی ۱۳۴۶ھ سے کتب حدیث میں استفادہ کیا۔

---

[1] دیباچہ حیات اعلیٰ حضرت

Marfat.com

کانپور سے پھر اپنے مشفق استاد حضرت محدث سورتی کی خدمت میں پیلی بھیت پہونچے جہاں وہ پٹنہ سے پہلے ہی جا چکے تھے۔ امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی جن کا محدث سورتی اپنے درس کے دوران بار بار ذکر کرتے جس سے آپ کا اشتیاق بڑھا اور ۱۳۲۲ھ ہی میں فاضل بریلوی کی خدمت میں بریلی پہونچے۔ فاضل بریلوی کی تصنیفی مصروفیات اور افتاء وغیرہ شدید بار کی وجہ سے کچھ دنوں کے لئے مدرسہ اشاعت العلوم بریلی میں رہنا پڑا اور دارالافتاء رضویہ میں حاضر ہو کر مشق افتاء کرتے رہے آپ کے ساتھ آپ کے ہم وطن حضرت مولانا سید شاہ عبدالرشید عظیم آبادی علیہ الرحمہ والرضوان بھی تھے۔ کچھ دنوں کے بعد آپ مستقل طور پر فاضل بریلوی کی خدمت میں حاضر ہو کر کسب فیض کرنے لگے اپنی اس نسبت پر فخر کرتے ہوئے لکھتے ہیں اور پھر ان تمام نعمتوں کے علاوہ سونے پر سہاگہ یہ کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مأۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ مولانا مولوی حافظ قاری شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی بریلوی نے بیعت وتلمذ وارشاد وخلافت کے شرف سے مشرف فرمایا جو شریعت مطہرہ وطریقت منورہ کی علمی تصویر تھے۔ جن کا ہر قول شریعت کا رہنما۔ جن کا ہر فعل احکام الٰہی کا اتباع جنہوں نے بلا خوف لومۃ لائم مسائل شرعیہ ومسائل فقہیہ کی تعلیم وتبلیغ فرمائی اور عمر بھر تالیف وتصنیف افتاء وتدریس کے ذریعہ لوگوں کی ہدایت ورہنمائی فرمائی۔ [۱]

فاضل بریلوی چونکہ کسی باقاعدہ مدرسہ میں تعلیم نہیں دیتے تھے اور کوئی مدرسہ بھی نہیں تھا۔ اس کمی کو آپ نے شدت سے محسوس کیا اور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب بریلوی المتوفی ۱۳۶۲ھ سے اپنا خیال پیش کیا ان حضرات نے

---

[۱] دیباچہ حیات اعلیٰ حضرت جلد اول مطبوعہ کراچی ص۲

Marfat.com

باہم مشورہ کر کے مولانا سید حکیم امیر اللہ بریلوی المتوفی ۱۳۲۲ھ کو فاضل بریلوی سے اس موضوع پر گفتگو کے لئے آمادہ کیا۔ قیام مدرسہ کو آپ نے بڑی مشکل سے منظور کیا کیونکہ دیگر مشاغل کی کثرت تھی مولانا حسن بریلوی نے (تلمیذ داغ دہلوی) اس مدرسہ کا نام منظر اسلام رکھا جس سے ۱۳۲۲ھ کا استخراج ہوتا ہے۔ منظر اسلام کے سب سے پہلے صدر مدرس حضرت مولانا بشیر احمد علی گڑھی تلمیذ رشید حضرت مفتی لطف اللہ علی گڑھی سے بھی آپ نے اکتساب فیض کیا۔ صحیح بخاری و مسلم از اول تا آخر آپ نے فاضل بریلوی سے پڑھی ۱۳۲۵ھ میں فاضل بہاری اور مولانا عبدالرشید صاحب عظیم آبادی جو اس مدرسہ کے سب سے پہلے طالب علم تھے ان کی دستار بندی ہوئی فاضل بہاری اس مدرسہ میں مدرس مقرر کر لئے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد حاجی عبدالرزاق قادری رضوی مقیم شملہ کے شدید اصرار پر فاضل بریلوی نے آپ کو جامع مسجد شملہ کی امامت اور خطابت پر مامور کر دیا۔ یہاں یہ مشہور ماہر ریاضیات ڈاکٹر سر ضیاء الدین سابق وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڈھ سے آپ ملے اور انہوں نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے جن مسائل ریاضی کا حل پوچھا تصدیق کی حضرت مولانا رحیم بخش قادری رضوی المتوفی ۱۳۴۲ھ نے مدرسہ فیض الغرباء آرہ کیلئے شدید اصرار کیا اور درخواست کی کہ آپ فاضل بہاری کو ہمارے مدرسہ کیلئے بھیج دیجئے چنانچہ ۱۳۳۲ھ میں فیض الغرباء پہونچے اور پھر وہیں سے تقریباً سال بھر کے بعد الحاج سید نور الہدیٰ پٹنہ میں تشریف لائے۔

الحاج سید نور الہدیٰ المتوفی ۱۹۳۵ء ایم اے ایل ایل ایم کیمبرج یونیورسٹی انگلینڈ نے اپنے دیرینہ دوست عزت مآب سر سید فخر الدین وزیر تعلیم حکومت بہار واڑیسہ و دیگر دیندار حضرات کی رائے سے یکم نومبر ۱۹۱۳ء (۱۳۳۲ھ) کو مدرسہ شمس الہدیٰ کی بنیاد ڈالی تھی اور تفسیر و حدیث و فقہ کے درجات کھولے گئے۔

Marfat.com

کچھ دنوں بعد جب مولانا مشتاق احمد کانپوری المتوفی ۱۳۵۷ھ میں مولانا احمد حسین کانپوری معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف تشریف لے گئے تو آپ کو استاد تفسیر و حدیث اور مدرس اول منتخب کیا گیا۔

حضرت سید شاہ ملیح الدین کبیری سجادہ نشین خانقاہ کبیریہ سہسرام جو فاضل بریلوی کے مخلصوں میں سے تھے۔ انہوں نے حضرت مولانا شاہ حفیظ الدین صدر مدرس مدرسہ خانقاہ کبیریہ کے انتقال کے بعد فاضل بریلوی سے فاضل بہاری کی مانگ کی منظوری کے بعد انہوں نے فاضل بہاری کو سہسرام کی دعوت کی۔ اور منظوری کی فاضل بریلوی کو اطلاع بھی دی چنانچہ ۱۳۳۲ھ کے اواخر میں آپ سہسرام بحیثیت صدر مدرس تشریف لے گئے۔

مولانا محمود احمد قادری شمس الہدیٰ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یکم جنوری ۱۹۲۰ء میں مدرسہ حکومت کے زیر اثر آگیا۔ سپردگی کے وقت مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ میں نو مدرسین تھے نئے انتظام کے بعد پرنسپل کے علاوہ پندرہ مدرسین کر دیئے گئے اس وقت مدرسہ کی نیک نامی کے لئے مرحوم جج صاحب نے حضرت الاستاذ ملک العلماء کو بلانا بہت ضروری سمجھا چنانچہ حضرت الاستاذ دوبارہ ۱۳۳۸ھ کو سہسرام سے منتقل ہو کر شمس الہدیٰ آگئے۔ اور فنون کی اعلیٰ کتابوں کی تدریس میں مشغول ہو گئے۔ فقہ و حدیث اور ہیئت میں ان کا درس دور دور مشہور ہوا۔ ۱۶ جولائی ۱۹۴۸ء میں جامعہ کے شیخ اور پرنسپل ہو گئے۔ ۲۲ نومبر ۱۹۴۵ء سے ۱۸ اکتوبر ۱۹۵۰ء تک خرابی صحت کی وجہ سے فرصت لے کر آرام فرمایا۔ ۱۹ اکتوبر ۱۹۵۰ء کو ایک طویل مدت کی علمی خدمت کے بعد پنشن پر ریٹائر ہوئے۔ [1]

۱۳۶۷ھ سے ۱۳۷۰ھ تک ظفر منزل شاہ گنج پٹنہ میں مقیم رہے۔ حضرت سید شاہ

[1] ماہنامہ اشرفیہ ص۱۲ جلد ۲ شمارہ ۱۰ جولائی ۱۹۷۸ء

شاہد حسین سجادہ نشین تکیہ حضرت شاہ رکن الدین عشق پٹنہ المتوفی سنہ ۱۳۰۲ھ قدس سرہٗ کی استدعا پر ۲۹ شوال المکرم سنہ ۱۳۷۱ھ میں کٹیہار میں جامعہ لطیفیہ بحر العلوم کا افتتاح کیا۔ اور اس کے صدر مدرس کے عہدہ کو رونق بخشی سنہ ۱۳۸۰ھ میں علالت کی وجہ سے ظفر منزل پٹنہ آ گئے۔ ۱۹ جمادی الاخریٰ سنہ ۱۳۸۲ھ مطابق ۸ نومبر سنہ ۱۹۶۲ء شب دوشنبہ سپیدۂ سحر نمودار ہونے سے پہلے ذکر اللہ اللہ کرتے کرتے جان جاں آفریں کے سپرد کر کے واصل الی اللہ ہوئے۔

حضرت شاہ ایوب ابدالی شاہدی رشیدی اسلام پوری نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ [۱] ان کا مزار پاک محلہ شاہ گنج پٹنہ ۶ میں ہے۔

فاضل بہاری کی تصانیف

اسمائے کتب	مطبع	سنہ طباعت
۱۔ ظفر الدین الجید	حسنی پریس بریلی	
۲۔ الحسام المسلول علیٰ منکر علم الرسول	" "	۱۳۲۳ھ
۳۔ شہجم الکثرہ علی الکلاب الممطرہ		۱۳۲۹ھ
۴۔ النبراس لدفع ظلام النہاس		۱۳۲۹ھ
۵۔ توضیح التوقیت پٹنہ		
۶۔ المغنی عن شروح المغنی		
۷۔ رفع الخلاف من بین الاحناف		
۸۔ نزول السکینہ		

[۱] تذکرہ علماء اہلسنت ص۱۱۲

Marfat.com

اسمائے کتب	مطبع	سن طباعت
۹۔ خیر السلوک فی نسب		
۱۰۔ جواہر البیان فی ترجمۃ خیرات الحسان		
۱۱۔ القوی الاظہر فی الاذان بین یدی المنبر		
۱۲۔ گنجینہ مناظرہ	اہلسنت پریس بریلی	۱۳۲۴ھ
۱۳۔ کشف الشور عن مناظرۃ رام پور		
۱۴۔ موذن الاوقات		
۱۵۔ عافیہ		
۱۶۔ وافیہ		۱۳۲۵ھ
۱۷۔ تقریب		
۱۸۔ تذہیب		
۱۹۔ القصر المبنی علی بناء المفتی		
۲۰۔ نظم المبانی فی حروف المعانی		
۲۱۔ تحفۃ الاحبار فی احوال الاخبار		
۲۲۔ الاکسیر فی علم التکسیر		
۲۳۔ سرور المحزون فی البصر عن العیون		
۲۴۔ الجمل المعدد لتالیفات المجدد		
۲۵۔ تنویر السراج فی ذکر المعراج		
۲۶۔ حیات اعلیٰ حضرت۔		
۲۷۔ الجامع الرضوی الجزء الاول	عقائد کے بیان میں ہے	
۲۸ ″ الجزء الثانی	طہارۃ وصلاۃ کے بیان میں	

Marfat.com

اسمائے کتب		مطبع	کیفیت
۲۹۔ الجامع الرضوی	الجزء الثالث		زکوٰۃ روزہ حج کے بیان میں
۳۰۔ "	الجزء الرابع		کتاب النکاح تا وقف
۳۱۔ "	الجزء الخامس		کتاب البیوع تا غصب
۳۲۔ "	الجزء السادس		کتاب الشفعہ تا فرائض

۶۔ مولانا عبدالاحد صاحب

(۱۳۰۰ھ/۱۸۸۳ء - ۱۳۵۲ھ)

مولانا الحاج عبدالاحد قادری برکاتی خلف الرشید حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی قدس سرہٗ ۱۸۸۳ء میں پیلی بھیت میں پیدا ہوئے مدرسۃ الحدیث میں داخل ہو کر اپنے والد گرامی سے تکمیل درسیات کیا۔ ۱۹۱۳ء میں تکمیل الطب کالج لکھنؤ سے طب کی تعلیم حاصل کی۔ لکھیم پور مطب کیا۔ مدرسہ حنفیہ پٹنہ مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت میں تدریسی خدمات انجام دی زور خطابت سے خوش ہو کر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے سلطان الواعظین کا خطاب دیا۔ اعلیٰ حضرت سے اجازت و خلافت حاصل کی ۱۳۳۲ھ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی معیت میں سفر حج کیا۔ تحریک آزادی میں زبردست حصہ لیا ۱۳ / شعبان ۱۳۵۲ھ میں لکھنؤ میں وفات پائی۔

Marfat.com

۷۔ حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب مفتیٔ اعظم ھند

(۱۳۱۰ھ)

آل الرحمٰن مصطفیٰ رضا ابن اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ زیب سجادہ رضویہ بریلی شریف ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ میں پیدا ہوئے حضرت مخدوم ابو الحسین احمد نوری جانشین حضرت شاہ آل رسول ابو البرکات محی الدین جیلانی نام رکھا محمد کے نام پر عقیقہ ہوا۔ حضرت مولانا رحم الٰہی بنگلوری سے آپ نے خصوصی تعلیم حاصل کی ۱۳۲۸ھ میں آپ کو افتار کی ذمہ داری سونپی گئی اور ابو البرکات محی الدین جیلانی آل الرحمٰن محمد عرف مصطفیٰ رضا کی مہر بنوا کر اعلیٰ حضرت نے آپکو عطا کیا۔ دوسرا سفر حج ۱۳۹۱ھ میں بغیر فوٹو ہوا۔ اس میں سید علوی مالکی شیخ الحرم المکی اور علامہ سید محمد بن امین و دیگر علماء کرام نے سند حدیث حاصل کیا۔ آپ کو شعر و سخن سے بھی لگاؤ ہے۔

تصانیف و تراتیب

۱۔ سامان بخشش	۷۔ النکتۃ اعلیٰ مراء کلکتہ
۲۔ فتاویٰ مصطفویہ	۸۔ الملفوظ جلد اول
۳۔ الموت الاحمر	۹۔ " جلد دوئم
۴۔ وقایۃ اہل السنۃ عن مکر دیوبند والفتنۃ	۱۰۔ " جلد سوئم
۵۔ مقتل اکذب اجہل	۱۱۔ " جلد چہارم
۶۔ مقتل کذب وکید	۱۲۔ ادخال السنان

Marfat.com

۱۳۔ کشف ضلال دیوبند	۱۹۔ وہابیہ کی تقیہ بازی
۱۴۔ وقعات السنان	۲۰۔ القول العجیب
۱۵۔ الکادی فی العادی	۲۱۔ القسورہ
۱۶۔ القشم القاصم	۲۲۔ سیف الجبار
۱۷۔ اشد الباس	۲۳۔ طرق الہدیٰ
۱۸۔ نور العرفان	۲۴۔ تنویر الحجہ

۸۔ صوفی قلندر علی سہروردی

(المتوفی ۱۳۷۷ھ)

ابوالفیض قلندر علی سہروردی گیلانی کے چشم و چراغ ہیں کوٹلی لوہاران ضلع سیالکوٹ وطن ہے۔ آٹھ سال کی عمر میں یتیم ہو گئے۔ مڈل تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد دینی تعلیم کے شوق میں دیوبند پہونچے ایک رات قیام کے بعد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تقریباً ڈھائی سال تک قیام کیا اور علوم دینیہ کا استفادہ امام اہل سنت سے کیا۔ [1]

حیات گڑھ ضلع گجرات میں حضرت میاں غلام محمد سہروردی قدس سرہٗ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ شیر ربانی میاں شیر محمد سے بھی استفادہ کیا۔ ایک عرصہ تک جامع مسجد جوبدایاں قلعہ گوجر سنگھ میں خطیب رہے۔ بروز بدھ ۲۷ صفر المظفر ۱۳۷۷ھ

---

[1] سہروردی اولیاء کرام ص ۳۶۶ محمد دین کلیم مورخ لاہور ۱۹۶۹ء

Marfat.com

مطابق ۱۰ستمبر ۱۹۵۶ء آپ کا وصال ہوا۔ نمازِ جنازہ مفتی اعظم پاکستان مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری نے پڑھائی۔ ؂[1]

تصانیف :-

۱۔ جمال الٰہی
۲۔ جمالِ رسول
۳۔ سیاح الامکان
۴۔ رسالۂ علم غیب
۵۔ تذکرہ سہروردیہ
۶۔ انوار سہروردیہ
۷۔ میلادِ رسول
۸۔ حلیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۹۔ الفقہ فخری
۱۰۔ پردۂ نسواں

؂[1] تذکرۂ اہل سنت جلد اول ص ۴۰۷-۴۰۸

Marfat.com

۹۔ مولانا سید محمد کچھوچھوی محدث اعظم ہند

(۱۳۱۱ھ / ۱۳۸۳ھ)

محدث اعظم ہند مولانا الحاج سید شاہ محمد بن مولانا حکیم اشرف
نماز فجر سے پہلے ۱۵، ذوالقعدہ ۱۳۱۱ھ کو جائس ضلع رائے بریلی میں پیدا ہوئے
فارسی اپنے والد ماجد اور اساتذۂ آستانہ سے پڑھی۔ بقیۃ سلف حضرت
علامہ شاہ عبد الباری بن مولانا شاہ عبد الوہاب بن شاہ عبد الرزاق بن
محمد جمال الدین فرنگی محلی و دیگر اساتذۂ مدرسہ نظامیہ فرنگی محل لکھنؤ
سے عربی کی تعلیم حاصل کی اور درسیات میں عبور و کمال حاصل کیا
پھر آٹھ سال بعد علی گڑھ حاضر ہو کر استاذ الاساتذہ مولانا لطف اللہ
صاحب قدس سرہ المتوفی ۱۳۳۵ھ (۱۹۱۶ء) شرح تجرید اور افق المبین
کا درس لیا۔ مولانا لطف اللہ صاحب نے آپ کو دلچسپی اور محنت سے پڑھایا۔ اور
فراغت کی سند میں آپ کے نام کے ساتھ لفظ علامہ تحریر فرمایا۔ حضرت شاہ مطیع الرسول
محمد عبد المقتدر بدایونی المتوفی ۱۳۳۴ھ سے پیلی بھیت میں حدیث پڑھ کر سند
حدیث حاصل کی محدث اعظم فرماتے ہیں کہ جب تکمیل درس نظامی و تکمیل
درس حدیث کے بعد میرے مربیوں نے کار افتا کے لئے اعلیٰ حضرت کے حوالے
کیا۔ زندگی کی یہی گھڑیاں میرے لئے سرمایۂ حیات ہو گئیں۔ اور میں محسوس
کرنے لگا کہ آج تک جو کچھ پڑھا تھا وہ کچھ نہ تھا اور آج ایک دریائے علم کے
ساحل کو پا لیا ہے۔ علم کو راسخ فرمانا اور ایمان کو رگ و پے میں اتار دینا
اور صحیح علم دے کر نفس کا تزکیہ فرما دینا یہ وہ کرامت تھی جو ہر ہر منٹ پر

Marfat.com

صادر ہوتی رہتی تھی"۔ [1]

اپنے ماموں حضرت سید شاہ احمد اشرف قدس سرہٗ المتوفی ۱۳۴۶ھ سے مرید ہوئے اور تکمیل سلوک کرکے درجۂ کمال کو پہونچے۔ آپ کے تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ تقریبًا پانچ ہزار غیر مسلم آپ کے دست حق پرست پر مشرف باسلام ہوئے۔ لاکھوں مریدین ہندو بیرون ہند میں پھیلے ہوئے ہیں خطابت کا آپ کو فطری ملکہ تھا۔ چار مرتبہ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ "فرش پر عرش" آپ کا کلام زیور طبع سے آراستہ ہو چکا ہے۔ آپ نے قرآن حکیم کا اردو ترجمہ بھی کیا تھا۔ اس کے ابتدائی حصہ کو ملاحظہ کرکے امام اہل سنت فاضل بریلوی نے آپ کی بے حد تعریف فرمائی۔ آپ علما ر اہل سنت کے درمیان اتحاد کے زبردست علمبردار تھے۔ سرزمین بنارس کی عظیم اور تاریخی آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ ۱۳۶۶ھ مطابق اپریل ۱۹۴۷ء کے موقع پر باتفاق آرا آپ کو صدر عمومی منتخب کیا گیا۔ تا زندگی جماعت رضائے مصطفٰے بریلی کے آپ صدر رہے۔ دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور کے مدت العمر سرپرست رہے۔ اکناف ہند کے ہزاروں دینی مدارس آپ کی سرپرستی میں دینی خدمات میں مصروف عمل ہیں علامہ مدنی میاں کچھوچھوی آپ کے فرزند وسط ملک کے نامور خطیب ہیں ۱۷ رجب المرجب ۱۳۸۳ھ میں بمقام لکھنؤ آپ نے وفات پائی۔ کچھوچھہ مقدسہ میں مدفون ہوئے۔ [2]

---

[1] خطبۂ صدارت محدث اعظم ہند ۱۳۶۹ھ المیزان امام احمد رضا نمبر صـ ۲۴۲

[2] تذکرہ علماء اہل سنت صـ ۲۳۵-۲۳۶

Marfat.com

۱۰- مولانا رحیم بخش صاحب

(المتوفی سنہ ۱۳۴۲ھ)

مولانا محمد رحیم بخش آروی قادری برکاتی رضوی نے رام پور سہارنپور کے اساتذہ سے درسیات کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب ناصری گنج سے پھلواری شریف میں چند کتابیں پڑھیں۔ یہیں سید سلیمان ندوی نے آپ سے درس لیا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔ اپنے وطن کے مدرسہ حنفیہ میں مدرس ہوئے۔ اختلاف نظریات کے باعث فیض الغرباء کے نام سے ایک نئے مدرسے کی بنیاد ڈالی۔ حضرت شاہ فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا تعاون فرمایا۔ آپ کی دعوت پر اعلیٰ حضرت اکثر آرہ تشریف لے جاتے۔ اور فارغ ہونے والے طلباء کی دستاربندی فرماتے مولانا شاہ عبدالغفور، علامہ ابراہیم بلیاوی۔ مولانا ولی الرحمٰن پوکھریروی، سید سلیمان ندوی آپ کے مشاہیر تلامذہ ہیں۔ ۸ شعبان سنہ ۱۳۴۲ھ کو انتقال ہوا۔

۱۱- مولانا حافظ یقین الدین صاحب (المتوفی سنہ ۱۳۷۰ھ)

مولانا یقین الدین برقی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے تلمیذ رشید اور خلیفہ تھے ترک تقلید وغیرہ مسائل پر شیخ محمد طیب مکی پرنسپل مدرسہ عالیہ رامپور کے رد میں کتاب تالیف کی دارالافتاء بریلی شریف میں فتاویٰ نویسی کیا کرتے تھے۔ حافظ قرآن تھے۔ ۱۱ جمادی الاخریٰ سنہ ۱۳۷۰ھ میں بریلی ہی میں وصال ہوا۔ [1]

---

[1] تذکرۂ علماء اہلسنت ص ۲۶۴

Marfat.com

۱۲۔ مفتی اعجاز ولی خاں صاحب

مفتی محمد اعجاز ولی خاں صاحب ابن مولانا سردار علی خانصاحب ابن مومن بار علی خاں صاحب بن مولانا رضا علی خاں صاحب جدامجد مولانا شاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدست اسرارہم ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ مطابق ۸ مارچ ۱۹۱۴ء کو بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ اعلیٰ حضرت سے قرآن مجید شروع کیا۔ اور حافظ عبدالکریم قادری بریلوی سے پڑھا۔ مولانا تقدس علی خاں شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ پیر گوٹھ سندھ۔ مولانا مختار احمد سلطان پوری۔ مولانا محمد حسنین رضا بریلوی سے درس متوسطات تک کی تعلیم حاصل کی۔ مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی سے شرح جامی اور مولانا سردار علی خاں سے جلالین شریف پڑھی۔ ۱۳۵۲ھ میں مولانا مصطفیٰ رضا خاں مفتی اعظم ہند سے سند حدیث حاصل کی۔ بعد ازاں حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی سے بھی سند حدیث حاصل کی۔ مزید حصول تعلیم کے لئے صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی مصنف بہار شریعت کے مدرسہ سعیدیہ علی گڈھ پہونچے اور تحصیل علوم کے بعد سند حدیث حاصل کی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے بیعت در سلسلۂ عالیہ قادریہ اور مفتی اعظم ہند سے سلسلۂ قادریہ میں اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔

تکمیل علوم کے بعد این بی ہائی اسکول بریلی و دار العلوم منظر الاسلام بریلی اور دار العلوم مظہر اسلام بریلی میں تعلیم دی۔ ۱۹۴۵ء میں مدرسہ منہاج العلوم پانی پت تشریف لے گئے۔ پھر ایک سال کے بعد منظر اسلام بریلی تشریف

Marfat.com

لائے۔ تقسیم ہند کے بعد ۲۰ دسمبر ۱۹۴۷ء کو جامعہ محمدی شریف جھنگ پاکستان میں ۱۹۵۱ء تک شیخ الحدیث رہے۔ بعد ازاں کچھ عرصہ دار العلوم اہل سنت وجماعت جہلم میں رہے۔ جون ۱۹۵۴ء میں شیخ الحدیث والفقہ کی حیثیت جامعہ نعیمیہ لاہور تشریف لے گئے۔ اور چھ سال تک بحسن وخوبی کام کیا۔ ۱۹۶۰ء میں جامعہ نعمانیہ لاہور میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ مگر صرف دو روز ہی طلباء مستفید ہو سکے تھے کہ اجل آپہونچی اور مختصر علالت کے بعد ۲۴ شوال ۱۳۹۳ھ مطابق ۲۰ نومبر ۱۹۷۳ء روز منگل راہی ملک بقا ہوئے۔ مولانا سید ابو البرکات صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ میانی صاحب بہاولپور روڈ لاہور میں مدفون ہوئے۔

تصانیف:-

سن اشاعت	مطبع	اسمائے کتب
		۱۔ قانون میراث
		۲۔ تسہیل الواضح خلاصۃ النحو الواضح
		۳۔ ترجمہ مکتوبات شیخ عبد الحق محدث دہلوی
		۴۔ ترجمہ کشف الاسرار [1]

[1] تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان ص ۶۳ تا ۶۵

Marfat.com

۱۳۔ مولانا حسنین رضا خان صاحب

حضرت مولانا حسنین رضا خاں قادری برکاتی اعلحضرت فاضل بریلوی کے بھائی مولانا حسن رضا قدس سرہٗ کے فرزند ہیں۔ آپ کو اعلیٰ حضرت سے تلمذ و خلافت کا شرف حاصل ہے مدرسہ ارشاد العلوم رام پور میں آپ نے کتب معقولات و منقولات کی تکمیل کی۔ حلیۂ اعلیٰ حضرت وصایا شریف اسباب زوال امت وغیرہ آپ کی کئی تصانیف ہیں۔ آپ کو اعلیٰ حضرت کی کتابیں، شائع کرنے کا بہت شوق ہے بہت سی کتابیں اپنے اہتمام سے شائع کی ہیں مطبع اہلسنت بریلی آپ ہی کا قائم کردہ ہے۔

۱۴۔ حضرت مولانا رحیم بخش صاحب علیہ الرحمہ (باٹھوی)

۱۳۲۲ھ / ۱۳۷۹ھ

حضرت مولانا رحیم بخش صاحب اپنے وقت کی ایک بلند قامت شخصیت کے حامل تھے ۱۳۲۲ھ کو مظفر پور ضلع کے ایک گاؤں بانٹھ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے مقامی علماء سے حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے آپ کے والد نے اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں بھیجا۔ آپ نے مسلسل بارہ سال تک اعلیٰ حضرت سے تحصیل علم کیا سند فراغت کے بعد آپ رشد و ہدایات کی خدمات میں مشغول ہو گئے بے شمار کرامات آپ سے صادر ہوئے ۱۹ رجمادی الاخریٰ کو اس دار فانی سے کوچ کیا آپ کا مزار بانٹھ ضلع مظفر پور میں مرجع خلائق ہے۔

Marfat.com

اعلیٰ حضرت

کے

مشاہیر خلفاء و متبعین

اعلیٰ حضرت کے خلفاء کی تعداد بھی بے شمار ہے جو ہندو پاک اور عرب و افریقہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ حرمین شریفین میں بھی اعلیٰ حضرت کے خلفاء کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ الاجازات المتینہ میں ان کی فہرست سرسری طور سے موجود ہے — اعلیٰ حضرت نے سات سندیں تحریر فرمائی ہیں جو صاحب اجازہ کے نام اور مرتبہ کے لحاظ سے معمولی ترمیم و اضافہ کے ساتھ عنایت کی گئیں۔

حرمین طیبین کے مشاہیر خلفاء

(۱) پہلی سند شیخ محمد عبدالحئی ابن الشیخ الکبیر السید عبدالکبیر الکتانی الحسنی کو دی۔ (۲) دوسری سند شیخ اسمٰعیل خلیل کیلئے مرحمت فرمائی پھر معمولی ترمیم و اضافہ کے ساتھ ان حضرات کو مرحمت فرمائی۔

(۳) شیخ مصطفیٰ خلیل (۴) شیخ مامون البرنی المدنی (۵) شیخ اسعد الدہان (۶) شیخ عبدالرحمٰن (۷) شیخ عابد بن حسین مفتی مالکیہ (۸) شیخ علی ابن حسین

Marfat.com

(۹) شیخ جمال ابن محمد الامیر (۱۰) شیخ عبداللہ ابن ابی الخیر (۱۱) شیخ عبداللہ دحلان
(۱۲) شیخ بکر رفیع (۱۳) شیخ ابی حسین مرزوقی (۱۴) شیخ حسن العجمی
(۱۵) شیخ الدلائل سید محمد سعید (۱۶) شیخ عمر المحروسی (۱۷) شیخ عمر ابن حمدان —
(۱۸) شیخ احمد خضراوی المکی کو عنایت فرمائی — چوتھی سند ضروری ترمیم و اضافہ کے ساتھ مندرجہ ذیل شخصیتوں کو عطا کی گئیں۔
(۱۹) شیخ ابوالحسن محمد المرزوقی۔ (۲۰) شیخ حسین المالکی۔ (۲۱) شیخ علی ابن حسین
(۲۲) شیخ محمد جمال (۲۳) شیخ صالح کمال (۲۴) شیخ عبداللہ میرداماد
(۲۵) شیخ احمد ابی الخیر میرداد (۲۶) سید سالم بن عیدروس (۲۷) سید علوی بن حسن
(۲۸) سید ابوبکر بن سالم (۲۹) شیخ محمد بن عثمان دحلان (۳۰) شیخ محمد یوسف
(۳۱) پانچویں سند شیخ عبدالقادر کردی کو عنایت فرمائی۔
(۳۲) چھٹی سند شیخ محمد بن سید ابی بکر الرشیدی کو مرحمت فرمائی۔
(۳۳) ساتویں سند شیخ محمد سعید بن سید محمد المغربی کو عنایت فرمائی۔

ہندو پاک کے مشاہیر خلفاء و متبعین

۱ - مولانا سیّد دیدار علی صاحب —

مرجع الفقہاء والمحدثین مولانا ابو محمد سید محمد دیدار علی بن نجف علی ۱۲۷۳ھ (۱۸۵۶ء) کو بروز دوشنبہ محلہ نواب پورہ الور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے بزرگ عم محترم مولانا سید نثار علی قدس سرہٗ نے آپ کی ولادت سے پہلے آپکی والدہ محترمہ کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا "بیٹی تیرے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو دین مصطفوی کو روشن کریگا

---

[1] اخبار جمعیت لاہور ۷ رفروری ۱۹۵۶ء

آپ نے نحو و صرف کی ابتدائی کتابیں الور میں مولانا قمر الدین سے پڑھیں۔ مولانا کرامت اللہ خاں سے دہلی میں درسی کتب اور دورۂ حدیث کی تکمیل کی۔ فقہ و منطق کی تحصیل مولانا ارشاد حسین رام پوری سے کی۔ حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپور اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی سے سند حدیث حاصل کی۔ شیخ الاسلام سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور مولانا وصی احمد محدث سورتی آپ کے ہمدرس تھے۔

آپ سلسلۂ نقشبندیہ میں مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کے مرید و خلیفہ تھے سلسلۂ چشتیہ میں حضرت سید علی حسین کچھوچھوی اور سلسلہ قادریہ میں اعلیٰ حضرت کے خلیفۂ مجاز ہوئے مولانا دیدار علی محدث الوری اور صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی میں بڑے گہرے دوستانہ مراسم تھے۔

اعلیٰ حضرت نے محدث الوری اور آپ کے صاحبزادے مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا سید ابو البرکات مدظلہ کو تمام کتب فقہ کی اجازت عطا فرمائی اور اجازت و خلافت عطا فرماتے ہوئے تمام اوراد و وظائف کی بھی اجازت مرحمت فرمائی۔ تکمیل تعلیم کے بعد مدرسہ اشاعت الاسلام رام پور میں ایک سال تک خدمت دین انجام دیا۔ پھر ۱۳۲۵ھ میں مدرسہ قوت الاسلام کے نام سے الور میں ایک ادارہ قائم کیا۔ اس کے بعد جامعہ نعمانیہ لاہور کو زینت بخشی پھر ۱۳۳۵ھ میں حسب ایماء مولانا ارشاد حسین رامپوری شاہی مسجد آگرہ کے خطیب اور مفتی مقرر ہوئے۔ ۱۳۴۰ھ میں مسجد وزیر خاں لاہور میں خطابت و تدریس کے لئے تشریف لے گئے۔ ۱۳۴۳ھ میں مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور قائم کیا اور دار العلوم حزب الاحناف کی بنیاد رکھی۔ جس کا فیضان آج پورے پاکستان میں عام ہے اور ہزاروں علماء و مشائخ اس درس گاہ سے پیدا

Marfat.com

ہو کر خدمت اسلام انجام دے رہے ہیں۔ آپ عربی، فارسی، اردو کے عالم تھے۔ حق گوئی اور بے باکی آپ کی فطرت میں تھی۔ علم و فضل کے سمندر تھے خلوص و ایثار اور زہد و تقویٰ کے مخالف و موافق سبھی معترف تھے۔ پاکستان میں آپ کے سیکڑوں مشاہیر تلامذہ ہیں۔ ۱۲ رجب المرجب ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو واصل بحق ہوئے۔ اور جامع مسجد اندرون دہلی دروازہ لاہور میں مدفون ہوئے۔

تصانیف:۔

۱۔ تفسیر میزان الادیان

۲۔ ہدایۃ الغوی در رد روافض

۳۔ رسول الکلام

۴۔ تحقیق المسائل

۵۔ ہدایۃ الطریق

۶۔ سلوک القادریہ

۷۔ علامات وہابیہ

۸۔ فضائل رمضان

۹۔ فضائل شعبان

۱۰۔ الاستغاثۃ من اولیاء اللہ عین الاستغاثۃ من اللہ

۱۱۔ دیوان دیدار علی (فارسی)

۱۲۔ دیوان دیدار علی (اردو)

Marfat.com

۲۔ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب قبلہ

(ولادت سنہ ۱۲۹۷ھ)

حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین احمد مدنی بروز دوشنبہ سنہ ۱۲۹۴ھ محلہ خراشیان سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ اجداد میں علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی محشی قطبی وخیالی مشہور عالم تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کو آپ ہی نے مجدد الف ثانی کا خطاب دیا۔ حضرت مولانا غلام قادر علیہ الرحمہ سے ابتدائی تعلیم اور حضرت شاہ وصی احمد محدث سورتی سے مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت میں دورۂ حدیث کیا سنہ ۱۳۱۴ھ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے مرید ہوئے۔ سنہ ۱۳۱۸ھ میں ترک وطن کر کے بغداد شریف میں سات برس تک مقیم حالتِ جذب میں رہے۔ سنہ ۱۳۲۷ھ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ آپ کو اعلیٰ حضرت کے علاوہ شیخ احمد مغربی المتوفی سنہ ۱۳۴۲ھ شیخ محمود المغربی المراکش مولانا عبدالباقی فرنگی محلی المتوفی سنہ ۱۳۶۲ھ امام یوسف نبہانی سے بھی اجازت وخلافت حاصل ہے تقریباً ستر سال سے آپ کی ذات مدینہ طیبہ میں علمائے کرام کے لئے مرکز و مرجع ہے۔

۔ حضرت مولانا احمد مختار صاحب میرٹھی

(۱۲۹۴ھ / ۱۳۵۷ھ)

حضرت مولانا شاہ احمد مختار بن شاہ عبدالحکیم صدیقی محلہ مشائخان میرٹھ

Marfat.com

ہیں ۷ محرم الحرام ۱۲۹۴ھ کو پیدا ہوئے۔ فارسی و عربی کی مبادیات والد ماجد سے پڑھیں۔ مدرسہ اسلامیہ اندر کوٹ میرٹھ میں تکمیل علوم کیا۔ ۱۶ برس کی عمر میں ۱۳۱۰ھ میں فارغ ہوئے۔ شیخ الدلائل حضرت مولانا عبدالحق مہاجر مکی سے مکہ معظمہ میں ۱۳۲۱ھ میں درس حدیث لیا۔ ایک سال مدینہ طیبہ میں رہ کر حضرت شیخ رضوان وغیرہ سے تحصیل علم کیا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے اجازت و خلافت حاصل کی۔ قطب عالم حضرت حاجی وارث علی شاہ سرکار دیوہ شریف کی آپ پر خاص نظر کرم تھی۔ سلسلۂ عالیہ اور اس کے اشغال و اوراد کی اجازت مخدوم المشائخ حضرت شاہ اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے مرحمت فرمائی۔ مدرسہ قومی میرٹھ۔ اسلامیہ کالج اٹاوہ۔ اسلامی مدرسہ بھوپال، سامرود میں تدریس کا فریضہ انجام دیا۔ مانڈے میں اعلیٰ تعلیم کے ایک درسگاہ کی بنیاد ڈالی۔ ۱۳۲۲ھ میں افریقہ سے الاسلام نامی ایک گجراتی رسالہ جاری کیا ۱۹۲۰ء میں آپ اور آپ کے دونوں چھوٹے بھائی مولانا نذیر احمد اور مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی نے مرکزی خلافت میں تین لاکھ کا چندہ جمع کیا اور پرجوش قائدانہ جرم میں ۱۹۲۲ء میں جیل بھی گئے۔ ۱۹۲۴ء میں مسلمانان بمبئی نے سلطان سعود اول کو انہدام مقابر کی حرکت سے باز رکھنے کیلئے آپ کی قیادت میں ایک وفد بھیجا۔ حضرت سید حبیب صاحب ایڈیٹر سیاست لاہور اور مولانا فضل اللہ صاحب مالک علیہ بکڈپو بمبئی روڈ وفد بھیجے ۱۹۲۵ء میں ڈربن یتیم خانہ قائم کئے۔ آپ نے کافی تعداد میں ہندوؤں اور عیسائیوں کو مسلمان بنایا۔ آپ کی شادی مشہور بزرگ حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کے خاندان میں ہوئی۔ بعد مغرب دوشنبہ کی شب ۱۲ جمادی الآخر ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء کو دمن (زنگبار) میں واصل بحق ہوئے۔ (ملخص تذکرہ علماء اہلسنت ص ۳۲۔۳۴)

Marfat.com

۴۔ حضرت مولانا سید سلیمان اشرف صاحب بہاری قدس سرہٗ

(۱۲۹۵ھ / ۱۳۵۸ھ)

دنیائے علم وفضل کے تاجدار میدان تحقیق و تدقیق کے شہسوار مولنا سید محمد سلیمان اشرف بہاری ابن مولانا حکیم سید محمد عبداللہ قدس سرہٗ ۱۲۹۵ھ (۱۸۷۸ء) محلہ میر داد بہار (پٹنہ) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتب پڑھنے کے بعد مدرسہ حنفیہ جونپور میں استاذ العلماء مولنا ہدایت اللہ رامپوری ثم جونپوری سے علوم کی تحصیل کی۔ [1]

ان کے علاوہ استاذ الاساتذہ مولانا یار محمد بندیالوی قدس سرہٗ سے بھی استفادہ کیا۔ [2] آپ عارف باللہ حضرت مولانا نور محمد اصدق دہلوی کے مرید تھے۔ ان کے علاوہ موجودہ صدی کے مجدد اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی سے بھی آپ کو خلافت واجازت حاصل تھی۔ اپنے مرشد سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۲ء میں علی گڈھ یونیورسٹی کے شعبہ اسلامک اسٹڈیز کے چیئرمین مقرر ہوئے۔ آپ کا مشاہرہ صرف پچاس روپیہ تھا۔ [3]

آپ نے تاحیات بڑے جاہ وجلال کے ساتھ فرائض منصبی کو ادا کیا ــــ قدرت ایزدی نے آپ کو حیرت انگیز صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ خطابت میں بلا کا زور تھا۔ جس وقت آپ گفتگو فرماتے تو دریا کی روانی کا نقشہ سامنے آجاتا۔ پروفیسر رشید احمد صدیقی صدر شعبۂ اردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

---

[1] تذکرہ علماء اہل سنت ص۱۰۱ [2] حیات استاذ العلماء ص۳۹

[3] العلم ص۸۲ اپریل تا جون ۱۹۷۰ء

Marfat.com

لکھتے ہیں ۔

" جونپور میں سیرت رسول کا جلسہ تھا مولانا مرحوم محمد سلیمان اشرف کی تقریر ہو رہی تھی ۔ جلسہ کیا ایک جم غفیر تھا ۔ مرحوم اپنے مخصوص والہانہ جوش و وارفتگی کے ساتھ تقریر کر رہے تھے ۔ حاضرین کی خاموشی کا یہ عالم تھا کہ سارا مجمع ایک ہی متنفس تھا اتنے میں دور سے ایک بوڑھا پستہ قد قنحنی شخص جھکا ہوا انبوہ کو چیرتا ہوا بڑھتا نظر آیا ۔ جس شخص کے پاس سے گذرتا ہے وہ خوف و عقیدت سے سمٹ کر تعظیم دیتا ہے ۔ دیکھتے دیکھتے پلیٹ فارم پر پہنچ گیا ۔ مرحوم کو سینہ سے لگا کر پیشانی کا بوسہ دیا ۔ اور واپس چلا گیا ۔ یہ مولنا ہدایت اللہ خانصاحب جبروت جونپوری کے استاد اور جونپور میں اس وقت علم و ہنر کے چشم و چراغ تھے " ۔ ؎۱

جرائت و بے باکی مولانا کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی ۔ اپنی رائے کا اظہار بے دھڑک کر دیتے تھے ۔ کسی کے علم و فضل یا وجاہت و اقتدار سے مرعوب ہونا تو آپ نے سیکھا ہی نہیں تھا ۔ خودداری کا یہ عالم تھا کہ یونیورسٹی کے کسی ایسے اجلاس میں شریک نہ ہوتے جس میں کسی بڑے آدمی کو مدعو کیا گیا ہوتا اور نہ ہی کسی کے گھر جاتے جب اس سے دوستانہ مراسم نہ ہوتے ۔ ؎۲

پروفیسر رشید احمد لکھتے ہیں " مرحوم میں اپنے استاد ہی کا جبروت و طنطنہ تھا ۔ ان کی شفقت میں بھی جبروت کار فرما تھا ۔ میں نے مرحوم کو جھجھک کر یا گول مول باتیں کرتے کبھی نہ پایا ۔ ؎۳

جب ہندوستان کے غیر مسلم باشندوں نے حکومت وقت کے ذریعہ

؎۱ گنجہائے گرانمایہ صہ ۳۱، ۳۲ ؎۲ گنجہائے گرانمایہ صہ ۳۳

؎۳ گنجہائے گرانمایہ صہ ۳۲

Marfat.com

گائے کی قربانی بند کرنی چاہی تو ۱۳۳۵ھ میں مولانا سلیمان اشرف اور آپ کے شیخ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں نے اس فتنے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اور واشگاف الفاظ میں اعلان کیا کہ شریعت نے جو اختیار عطا فرمایا ہے اس سے فائدہ اٹھانے کا ہمیں حق حاصل ہے خوف فتنہ ہو تو حکومت کی قوت کو متوجہ کرنا چاہیئے بہ پاس خاطر ہنود یا خوف ہنود اپنے دینی حق سے باز رہنا ہرگز روا نہیں ۔ ؎

امام احمد رضا بریلوی نے اس مسئلہ پر ایک مستقل رسالہ "انفس الفکر فی قربان البقر" سپرد قلم فرمایا اور مولانا محمد سلیمان اشرف نے اپنی گرانقدر تالیف "النور" میں سیر حاصل بحث فرمائی اس دور کا نقشہ مولانا سید سلیمان اشرف نے کس درد و کرب سے کھینچا ہے ذیل کی عبارت میں ملاحظہ فرمایئے :۔

"گائے کی قربانی مسلمانوں سے چھڑائی جاتی ہے ۔ موحدین کی پیشانیوں پر قشقہ جو شعار شرک ہے کھینچا جاتا ہے مساجد ہنود کی تفریح گاہ ہیں مندر مسلمانوں کا ایک مقدس معبد ہے ۔ ہولی شعار اسلام ہے جس میں رنگ پاشی اور وہ بھی خاص اہل ہنود کے ہاتھوں جبکہ وہ نشۂ شراب میں بدمست ہوں عجب دلکش عبادت ہے ۔ بتوں پر ریوڑیاں چڑھانا ۔ ہار پھولوں سے انہیں آراستہ کرنا ، پھولوں کا تاج اصنام کے سروں پر رکھنا خالص توحید ہے ۔ یہ سارے مسائل ان صورتوں میں اس لئے ڈھل گئے کہ ہندوؤں کی دلنوازی اور استرضاء سے زیادہ اہم نہ توحید ہے نہ رسالت نہ معاذ ، نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ ۔ ؎

اس وقت علماء سوء سیاسی بازیگروں کے ہاتھوں کا کھلونا بن گئے تھے نتیجہ یہ تھا کہ مذہبی اصول میں بھی سیاسی مصلحت کے پیش نظر علماء کو

؎ النور ص ۲ ؎ النور ص ۸

Marfat.com

استعمال فرماتے تھے ایسے وقت میں قوم وملت کے لئے مولانا جیسے رہنما کی موجودگی فضل الٰہی تھی۔ اس دور کے حالات خود تحریر فرماتے ہیں "دیکھو! علماء کس طرح لیڈروں کا کھلونا بنے ہوئے ہیں۔ اور لیڈروں نے مذہبی اصول اور فقہی مسائل کو کیسا گھروندا بنا رکھا ہے میں جھگڑا مول لینا نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ کالج اس قسم کے مناقشوں کا مرکز بنے لیکن کیا کروں خدا کو تو بعد میں منھ دکھانے کا موقع ملے گا۔ اس دنیا کے پڑھے لکھے لوگ کیا کہیں گے"؟ [۱]

مولانا حصول سلطنت کیلئے دین کے خلاف کوئی عمل پسند نہیں کرتے تھے۔ فرماتے ہیں "لعنت ہے اس سلطنت پر جو دین بیچ کر حاصل کی جائے۔ [۲]

ماہ رجب ۱۳۳۹ھ مطابق مارچ ۱۹۲۱ء میں جمیعتہ العلماء ہند کے اجلاس بریلی میں ہونا طے پایا۔ پروپیگنڈے کے طور پر دو اشتہار سامنے آئے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ اراکین جمیعت اس آن بان سے بریلی آئیں گے کہ ان کی گھن گرج سے مخالفین دھل جائیں گے اور کسی کو مجال دم زدن نہ ہوگی۔ ایک اشتہار کا عنوان تھا "زندگی مستعار کی چند ساعتیں" اس میں اجلاس کے مقاصد بیان کرتے ہوئے کہا گیا تھا۔

مخالفین ترک موالات اور موالات نصاریٰ کی عملی خامیوں پر اتمام حجت کیا جائے گا۔ دوسرا اشتہار بہ عنوان "آفتاب صداقت کا طلوع" شائع ہوا۔ اس میں اشتہار کے غیر منصفانہ تیور ملاحظہ ہوں۔

"منکرین ومنافقین پر اتمام حجت، مسائل حاضرہ کا انقطاعی فیصلہ خدائی فرمان پہونچانے کے لئے بریلی میں جمیعتہ العلماء کا اجلاس ہونے والا ہے۔"

---

[۱] گنجہائے گرانمایہ صد ۳۰ [۲] حیات صدر الافاضل صد ۱۰۱

Marfat.com

سچائی ظاہر ہوگئی اور جھوٹ بھاگ نکلا۔ خداوند جبار و قہار کا یہ فرمان پورا ہو کر رہے گا۔ [1]

۱۳ رجب کو مولانا سید سلیمان اشرف بھی تشریف لے آئے انھوں نے انفرادی طور پر بھی مناظرہ کی دعوت دی۔ اس کا جواب مولانا ابوالکلام آزاد نے دیا۔ لیکن مختلف فیہ مسائل پر گفتگو کرنے کی بجائے غیر متعلقہ مسائل کا تذکرہ چھیڑ دیا۔ اور کسی طرح نزاعی مسائل پر گفتگو کرنے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ آخر ۱۴ رجب کو شام کے بعد مولانا سید سلیمان اشرف، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی صدر الشریعہ، مولانا امجد علی صدر جماعت رضائے مصطفےٰ صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی۔ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری مولانا حسنین رضا ناظم جماعت رضائے مصطفےٰ اور مولانا برہان الحق وغیرہم حضرات شان وشوکت کے ساتھ جمعیۃ العلماء کے پنڈال میں تشریف لے گئے صدر جلسہ مولانا ابوالکلام آزاد نے جماعت رضائے مصطفےٰ کے مناظرین کو خطاب کا وقت نہیں دیا۔ غالباً وہ اس طرح ستر سوالات کے جواب سے پہلو تہی کرنا چاہتے تھے۔ البتہ مولانا سید سلیمان اشرف کو ۲۵ منٹ کا وقت دیا اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ان کے نام اجلاس بریلی میں شرکت کا دعوت نامہ جا چکا تھا۔ [2]

اپنے موقف بڑی خوبی سے واضح کیا اس تقریر کو پڑھ کر مولانا کی حق گوئی، صلابت رائے اور چھا جانے والی شخصیت کا گہرا احساس دل پر نقش ہو جاتا ہے۔ مولانا نے مابہ الاتفاق اور مابہ الاختلاف بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

مسئلہ خلافت وتحفظ وصیانت اماکن مقدسہ اور ترک موالات پر دہ مسائل ہیں

[1] سوانح الحمید صلا۴ [2] روداد مناظرہ ص۲۰۲

Marfat.com

جنہیں نہ صرف فقیر بلکہ تمام علمائے کرام نہیں بلکہ تمام عامہ مسلمین ہمیشہ متفق اللسان ہیں ترکوں کی خلافت بمعنی قوت دفاعی ایک امر مسلم ہے خدمت حرمین شریفین ہر مسلمان پر فرض کفایہ ہے نیز محافظت حرمین شریفین بھی ہر مسلمان پر فرض کفایہ ہے۔ سلطنت ترکی ہماری دینی بھائی اس پر اسلامی سلطنت۔ اس پر اسلام کی قوت دفاعی پھر حرمین شریفین کی خادم و محافظ پس ان کی اعانت اور نصرت مسلمانان عالم پر بقدر استطاعت فرض ہے۔

یہ وہ مسائل شرعیہ ہیں جنہیں نہ میں صرف اس وقت بیان کر رہا ہوں بلکہ آج سے دس برس پہلے فقیر نے کہا، لکھا، چھاپا، شائع کیا۔ میرا و نیز دیگر علمائے اہلسنت وجماعت کا آپ سے اختلاف اس مسئلہ میں ہرگز نہیں ہاں اختلاف اس میں ہے کہ آپ ہندوؤں سے موالات برتتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو حرام و کفریات کا مرتکب بتاتے ہیں تفصیل اس کی یہ ہے کہ موالات ہر نصرانی و یہودی سے ہر حال میں حرام ہے اور قطعی حرام! یاایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الیھود والنصارٰی الاٰیۃ نصرانی اور یہودی خواہ فریق محارب ہو یا غیر محارب مطلقاً موالات حرام ان سے حرام اور کافر سے موالات حرام محارب ہو یا غیر محارب لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء۔

آپ حضرات انگریزوں سے تو موالات حرام بتلاتے ہیں اور کافروں (ہندؤں) سے موالات نہ صرف جائز بلکہ عین حکم الٰہی کی تعمیل بتاتے۔ آپنے قشقہ لگایا گاندھی کی جے ایک دو بار نہیں بلکہ بیسوں جگہ، بیسوں بار پکاری کہ مہاتما گاندھی کی جے۔ جس طرح صلیب علامت تثلیث ہے کیا قشقہ علامت شرک نہیں ہے؟ کیا آپ کی غیرت تقاضہ کرتی ہے کہ شرک کی علامت قشقہ اپنی پیشانیوں پر لگائے، آپ ہمارے سامنے سمرنا وغیرہ کے مظالم بیان کر کے ہمارے

Marfat.com

جذبات ابھارتے ہیں مگر کیا ہندوؤں نے آرہ، شاد آباد، کٹار پور وغیرہ میں قربانی بند کرنے کے لئے ایسے ہی مظالم نہیں کئے؟ قرآن مجید نہیں پھاڑے؟ عورتوں کی بے حرمتی نہیں کی؟ مسلمانوں کی جانیں نہیں لیں؟ مسجدوں میں بے ادبیاں نہیں کیں؟ آج آپ سبز گنبد کی بے ادبی ہونے سے غیرت دلاتے ہیں مگر کیا آپ کے لئے یہ غیرت کی بات نہیں تھی جبکہ یہ کہہ کر دربار نبوت و رسالت کی اہانت کی گئی "اگر نبوت ختم نہ ہو گئی ہوتی تو مہاتما گاندھی نبی ہوتے۔" آپ نے اس پر کیوں نہ انکار کیا۔ کیوں خاموش رہے۔؟

۵ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۵ اپریل ۱۹۳۹ھ میں مولانا سید محمد سلیمان اشرف کا وصال ہوا۔ اور علی گڈھ کے قبرستان میں دفن کئے گئے

تصانیف :-

۱ ۔ النور
۲ ۔ الرشاد
۳ ۔ الانہار
۴ ۔ الحج
۵ ۔ المبین

Marfat.com

۵ - صدر الشریعہ مولنا امجد علی صاحب

(۱۲۹۶ھ / ۱۳۶۷ھ)

صدر الشریعہ مولنا امجد علی اعظمی بن حکیم جمال الدین بن مولانا خدابخش بن مولانا خیر الدین ۱۲۹۶ھ (۱۸۷۸ء) میں قصبہ گھوسی محلہ کریم الدین ضلع اعظم گڈھ میں پیدا ہوئے۔ [1]

آپ کے والد ماجد اور جد امجد فن طب اور علم وفضل میں باکمال تھے ابتدائی کتب جد امجد سے پڑھیں بعد ازاں اپنے بڑے بھائی مولانا محمد صدیق رحمۃ اللہ تعالیٰ سے علوم وفنون کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ پھر انہیں کے مشورے سے مولانا ہدایت اللہ خاں رامپوری ثم جونپوری ۱۳۱۶ھ سے اکتساب فیض کے لئے مدرسہ حنفیہ جونپور میں داخل ہوئے۔

علوم وفنون کی تکمیل کے بعد حجۃ العصر شیخ المحدثین مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی قدس سرہٗ ۱۳۲۰ھ کی خدمت میں مدرسۃ الحدیث (پیلی بھیت) میں حاضر ہو کر درس حدیث لیا اور ۱۳۲۰ھ میں سند حاصل کی۔ [2]

۱۳۲۲ھ میں حکیم عبد الولی جھوائی ٹولہ لکھنؤ سے علم طب حاصل کیا۔ ۱۳۲۴ھ سے ۱۳۲۷ھ تک حضرت محدث سورتی کے مدرسہ میں درس دیا۔ اس کے بعد ایک سال تک پٹنہ میں مدرسہ حنفیہ کے مدرس رہے۔ [3] اس اثناء میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کو مدرسہ منظر اسلام بریلی

---

[1] الیواقیت المہریہ ص ۹۱ [2] تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۵۱-۵۲

[3] رضائے مصطفیٰ ص ۳۱

Marfat.com

کے لئے ایک مدرس کی ضرورت پیش آئی۔ استاذ گرامی مولانا وصی احمد محدث سورتی کے ارشاد کی بناء پر مولانا امجد علی اعظمی مطب چھوڑ کر بریلی شریف چلے گئے۔ ابتدائی تدریس کا کام شروع کیا۔ بعدازاں مطبع اہلسنت کا انتظام اور جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کے شعبۂ علمیہ کی صدارت کے فرائض بھی آپ کے سپرد کر دیئے گئے۔ افتاء کی مصروفیات اس کے علاوہ تھی۔ سلسلۂ عالیہ قادریہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور جلد ہی خلافت سے نوازے گئے تقریباً ۱۸ برس شیخ کامل کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئے۔ اور کمال عروج کو پہونچے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی فتاویٰ کے سلسلے میں آپ پر حد درجہ اعتماد فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ارشاد فرمایا "آپ کے یہاں موجودین میں تفقہ جس کا نام ہے وہ مولوی امجد علی صاحب میں زیادہ پایئے گا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ استفتاء سنایا کرتے ہیں اور جو میں جواب دیتا ہوں لکھتے ہیں۔ طبیعت اخاذ ہے طرز سے واقفیت ہو چلی ہے۔ [۱]

بریلی شریف میں قیام کے دوران حضرت صدرالشریعہ کی مصروفیات حیرت انگیز حد تک بڑھی ہوئی تھیں' تدریس' پریس کی نگرانی۔ پروف ریڈنگ' پریس مینوں کو ہدایت' پارسلوں کی ترسیل اور فتویٰ نویسی وغیرہ امور تن تنہا انجام دیتے۔ فیض رضا نے دین کے لئے کام کرنے کی وہ سیرت پیدا کر دی تھی کہ تھکاوٹ یا اکتاہٹ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ بعض حضرات کہا کرتے تھے "مولانا امجد علی صاحب کام کی مشین ہیں۔ [۲]

---

[۱] ملفوظات جلد اول ص۹۳

[۲] ماہنامہ "پاسبان" امام احمد رضا نمبر۔ مارچ و اپریل ۱۹۶۲ء ص ۶۵

Marfat.com

اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کا نفید المثال ترجمۂ قرآن مجید مسمیٰ باسم تاریخی "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۱ء آپ ہی کی مساعیٔ جمیلہ سے شروع ہوا اور پایۂ تکمیل کو پہونچا۔

آپ نے ابتدائے شباب سے تدریس کا کام شروع کیا اور آخر حیات تک جاری رکھا۔ اور ایسا نابغۂ روزگار حضرات تیار کئے جن پر علم و فضل کو بھی ناز ہے طویل عرصہ تک منظر اسلام بریلی میں فرائض تدریس انجام دیئے ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء میں بحیثیت صدر مدرس دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف چلے گئے۔ ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۲ء میں پھر بریلی چلے آئے۔ اور تین سال تک قیام کیا۔[۱] بعد ازاں نواب حاجی غلام محمد خاں شیروانی رئیس ریاست دادوں (علیگڈھ) کی دعوت پر بحیثیت صدر مدرس دار العلوم حافظیہ سعدیہ میں تشریف لے گئے۔ اور سات سال تک بہ کمال حسن و خوبی فرائض تدریس انجام دیئے۔ مولانا حبیب الرحمٰن شروانی نے ۱۳۵۶ھ (۱۹۳۷ء) میں مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں امتحان کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے آپ کے فضل و کمال کا اعتراف ان الفاظ میں کیا "مولانا امجد علی صاحب پورے ملک میں ان چار پانچ مدرسین میں ایک ہیں جنھیں میں منتخب جانتا ہوں۔"[۲]

اسی زمانے میں مولانا عبد الشاہد خاں شیروانی اسی مدرسہ میں نائب مدرس تھے۔ انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار اس طرح کیا ہے "مولانا محمد امجد علی اعظمی سات سال سے صدر مدرس تھے۔ بریلی، اجمیر اور دوسرے مدرسوں کے صدر مدرس رہ چکے تھے کہنہ مشقی کی بنا پر درسیات میں پوری مہارت رکھتے ہیں۔"[۳]

---

[۱] الیواقیت المہریہ صـ ۸۰ — [۲] تذکرۂ علمائے اہلسنت صـ ۵۲

[۳] باغی ہندوستان صـ ۲۳۷

Marfat.com

سنہ ۱۳۶۴ھ (۱۹۴۵ء) تک منظر اسلام بریلی میں درس دیا۔ اجمیر شریف کے قرب و جوار میں راجہ پرتھوی راج کی اولاد آباد تھی جو اگرچہ مسلمان ہو چکی تھی لیکن ان میں فرائض و واجبات سے غفلت اور مشرکانہ رسوم بکثرت پائی جاتی تھیں۔ حضرت صدر الشریعہ کے ایماء پر آپ کے تلامذہ نے ان میں تبلیغ کا پروگرام بنایا۔ تبلیغی جلسوں کا خوشگوار اثر ہوا۔ اور ان لوگوں میں مشرکانہ رسوم سے اجتناب اور دینی اقتدار اپنانے کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ ؎۱

پروفیسر محمد ایوب قادری لکھتے ہیں "اجمیر کے زمانۂ قیام میں نو مسلم راجپوتوں میں مولانا امجد علی صاحب نے خوب تبلیغ کی۔ اور اس کے بہت مفید نتائج برآمد ہوئے۔ ؎۲

صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے جملہ علوم و فنون میں مہارت تامہ عطا فرمائی تھی لیکن تفسیر، حدیث اور فقہ سے خصوصی لگاؤ تھا۔ فقہی جزئیات نوک زبان پر رہتی تھیں۔ اس لئے دور حاضر کے مجدد امام احمد رضا بریلوی نے آپ کو صدر الشریعہ کا لقب عطا فرمایا۔ ؎۳

۲ ذی قعدہ مطابق ۶ ستمبر بروز دوشنبہ سنہ ۱۳۶۷ھ (۱۹۴۸ء) رات کے گیارہ بجے عالم جاودانی کی طرف تشریف لے گئے۔ درج ذیل آیت مبارکہ مادۂ تاریخ ہے۔

ان المتقین فی جنٰت وعیون ۰

(۱۳۶۷ھ)

؎۱ ماہنامہ پاسبان (امام احمد رضا نمبر) ص۵۶ ؎۲ یادگار بریلی ص۱۱۱

؎۳ تذکرۂ علمائے اہلسنت بریلی ص۵۲

Marfat.com

تصانیف :-

۱ - بہار شریعت	حصہ اول
۲ - بہار شریعت	" دوئم
۳ - بہار شریعت	" سوئم
۴ - بہار شریعت	" چہارم
۵ - بہار شریعت	" پنجم
۶ - بہار شریعت	" ششم
۷ - بہار شریعت	" ہفتم
۸ - بہار شریعت	" ہشتم
۹ - بہار شریعت	" نہم
۱۰ - بہار شریعت	" دہم
۱۱ - بہار شریعت	" یازدہم
۱۲ - بہار شریعت	" دوازدہم
۱۳ - بہار شریعت	" سیزدہم
۱۴ - بہار شریعت	" چہاردہم
۱۵ - بہار شریعت	" پانزدہم
۱۶ - بہار شریعت	" شانزدہم
۱۷ - بہار شریعت	" ہفتدہم
۱۸ - فتاوی امجدیہ	

Marfat.com

مشاہیر تلامذہ

۱۔ مولنا ابو الفضل سردار احمد لائلپوری محدث اعظم پاکستان
۲۔ مولنا حشمت علی لکھنوی مناظر اعظم
۳۔ مولنا محمد الیاس سیالکوٹی
۴۔ مولنا مفتی محمد اعجاز الرضوی
۵۔ مولنا غلام یزدانی سابق صدر مدرس جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی
۶۔ مولنا سید غلام جیلانی
۷۔ مولانا عبد العزیز شیخ الحدیث صدر مدرس مدرسہ اشرفیہ مبارکپور و بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور
۸۔ مولانا حبیب الرحمن مجاہد اعظم صدر آل انڈیا تبلیغ سیرت
۹۔ مولانا رفاقت حسین مفتئ اعظم کانپور
۱۰۔ مولانا وقار الدین دار العلوم امجدیہ کراچی
۱۱۔ مولانا تقدس علی خاں شیخ الجامعہ جامعہ راشدیہ پیر گوٹھ (سندھ)
۱۲۔ مولانا ولی النبی بکی تورڈ میر شریف (مردان)
۱۳۔ مولانا مختار الحق خطیب اعظم دار السلام لائلپور
۱۴۔ حضرت مولانا علاء الدین صاحب شیخ الحدیث دار العلوم غریب نواز الہ آباد۔

Marfat.com

۶- حضرت مولانا فتح علی شاہ قدس سرہٗ

(۱۲۹۶ھ/۱۳۷۷ھ)

مولانا سید فتح علی شاہ بن امیر شاہ بن قیوم زماں شاہ قدست اسرارہم ۱۱ ربیع الاولیٰ ۱۲۹۶ھ کو کھروٹہ ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ پرائمری پاس کرنے کے بعد درس نظامی کی ابتدائی کتب والد ماجد اور جد امجد سے پڑھی۔ مولانا عبدالرحمٰن کوٹلوی سے حدیث و فقہ کا درس لیا۔ مولانا محمد عبداللہ سے جامعہ حنفیہ گجرات میں درس لیا۔ جامعہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی میں کچھ دنوں رہے۔ منظر اسلام بریلی میں دورۂ حدیث کیا۔ ۱۹۱۴ء میں سند حدیث حاصل کی ۱۹۱۸ء میں جامعہ طبیہ دہلی سے طب کی سند حاصل کی ۱۹۱۸ء میں بریلی حاضر ہوکر اعلیٰ حضرت سے بیعت ہوئے ۱۹۲۰ء میں اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ سیالکوٹ جموں وکشمیر وغیرہ میں تبلیغ اسلام کے فرائض انجام دیئے۔ ۱۹۲۶ء سے ۱۹۴۰ء تک جامع مسجد سیالکوٹ چھاؤنی میں فرائض خطابت انجام دیتے رہے۔ ۱۹۳۵ء میں مسجد شہید گنج کی تحریک میں امیر ملت سید پیر جماعت علی شاہ قدس سرہٗ کی قیادت میں شاہی مسجد لاہور کے تاریخی اجلاس میں شریک ہوئے ۱۹۳۹ء میں حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں قدس سرہٗ کی صدارت میں مجلس منعقد ہوئی جسمیں وہ علماء مراد آباد و علماء سیالکوٹ کے ساتھ شریک ہوئے ۱۹۵۳ء میں سیالکوٹ کی تحریک ختم نبوت کو بڑی کامیابی سے چلایا۔

۸ رجب المرجب ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۵۸ء کو آپ کا وصال ہوا۔

مزار شریف کوٹلہ ضلع سیالکوٹ میں ہے۔ [1]

---

[1] تذکرہ اکابر اہلسنت پاکستان ص ۳۶۷-۳۶۸

Marfat.com

۷۔ صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین صاحب

(۱۳۰۰ھ / ۱۳۶۷ھ)

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہٗ کا تاریخی نام غلام مصطفیٰ ہے۔ آپ کے والد ماجد اور جد امجد گرامی مولانا معین الدین صاحب نزہت بن مولانا امین الدین صاحب راسخ بن مولانا کریم الدین صاحب آرزو اپنے دور کے ممتاز افاضل تھے۔ ۲۱ صفر ۱۳۰۰ھ کو حضرت صدر الافاضل کی ولادت ہوئی۔ آٹھ سال کی عمر میں پورا قرآن کریم حفظ کر لیا۔ اردو فارسی کی تعلیم دینے والے مولانا معین الدین صاحب نزہت اور ملا حسن تک مولانا شاہ فضل احمد رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کی بقیہ درس نظامی اور دورۂ حدیث وغیرہ جامع معقول و منقول مولانا گل محمد صاحب قدس سرہٗ سے پورا کر کے اٹھارہ سال کی عمر میں تمام علوم عقلیہ و نقلیہ و طب یونانی وغیرہ کی تکمیل کر لی۔ دو سال مزید اعلیٰ تعلیم اپنے استاذ گرامی سے حاصل کی ۱۳۲۰ھ میں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔ زمانۂ طالب علمی میں روح کے حدوث و قدم پر ایک آریہ سے مراد آباد میں علمی مباحثہ ہوا اور آپ نے اس کو قائل اور ساکت کر دیا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے تعلق بھی ایک عجیب طرح سے ہوا۔ مولوی محمد ادریس دیوبندی راجپوتانہ نے اعلیٰ حضرت کے خلاف اخبار "نظام الملک" میں ایک مضمون شائع کیا۔ حضرت صدر الافاضل نے پڑھنے کے بعد فوراً اس کا جواب دیا۔ اس مولوی نے بھی جواب دیا۔ سوال و جواب کا یہ سلسلہ ہفتوں قائم رہا۔ بعض مقامات کے اہل سنت نے اعلیٰ حضرت کے پاس ایک خط لکھا کہ آپ کے جو مضامین "نظام الملک"

Marfat.com

میں چھپ رہے ہیں وہ ہمیں بھیجیں۔ اعلیٰ حضرت کو تعجب ہوا اور نظام الملک منگا کر دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ ملا اشرف صاحب مراد آبادی جو اعلیٰ حضرت کے یہاں آتے جاتے تھے بلا کر پوچھا کہ یہ کون صاحب مضامین لکھ رہے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا ایک فاضل نوجوان مولانا نعیم الدین صاحب ہیں کہ کچھ دنوں بعد شریف محمد صاحب مرحوم حضرت صدر الافاضل کو لیکر بریلی شریف حاضر ہوئے۔ اور اس کے بعد آمد و رفت کا ایسا سلسلہ قائم ہوا کہ مراد آباد سے ہر ہفتہ بریلی شریف حاضر ہوتے۔ اعلیٰ حضرت کو آپ پر بہت اعتماد تھا۔ نجیب آباد ضلع بجنور میں مولوی اشرف علی تھانوی کے مقابلہ میں آپ کو بھیجا گیا۔ مگر تھانوی صاحب حاضر مناظرہ نہ ہوسکے۔ مولوی محمد علی مونگیری جو مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ معظمہ میں بیس سال تک مدرس رہ چکے تھے۔ انہوں نے بھاگلپور میں چیلنج مناظرہ کیا کہ عربی میں جو مجھ سے چاہے مناظرہ کرے۔ اہلسنت نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو خبر دی آپ نے حضرت صدر الشریعہ اور حضرت صدر الافاضل کو وہاں بھیجا۔ صدر الافاضل نے وہاں پہنچ کر کہا کہ آپ کی طرف سے عربی مناظرہ کی شرط منظور ہے۔ لیکن ہماری طرف سے دو شرطیں بھی منظور کرنی ہوں گی کہ مناظرہ عربی میں منظوم اور غیر منقوط ہوگا۔ یہ سننا تھا کہ مناظرہ ہوئے بغیر وہابیہ فرار ہوئے اور اہلسنت نے فتح کا جلسہ کیا۔ آریوں سے ایک مناظرہ میں آپ نے بریلی میں پنڈت رام چندر کو تھوڑے سے وقت میں ساکت و لاجواب کر دیا۔

آپ ایک فصیح اللسان مقرر و خطیب تھے ۱۳۵۲ھ میں حضرت شاہ اشرفی میاں کچھوچھوی قدس سرہٗ اور حضرت محدث اعظم ہند مولانا سید محمد کچھوچھوی قدس سرہٗ و دیگر علماء و مشائخ کی معیت میں حج کیا۔ حکومت سعودی عرب نے آپ حضرات کو اپنا مہمان بنانا چاہا مگر آپ حضرات نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہمارے لئے

Marfat.com

بس اتنی مہربانی کافی ہے کہ ہمارے کسی کام میں مداخلت نہ کی جائے۔ ۱۹۴۵ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کا انعقاد ہوا۔ ہندوپاکستان کے گوشے گوشے سے علماء و مشائخ و رہبران دین و ملک کو جمع کرنے میں آپ کا بہت بڑا ہاتھ ہے اور بڑی نمایاں خدمات ہیں۔

جامعہ نعیمیہ مراد آباد آپ کی علمی و روحانی یادگار ہے۔ ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ کو ۶۰ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔

تصانیف:۔

۱۔ تفسیر خزائن العرفان

۲۔ الکلمۃ العلیٰ

۳۔ التحقیقات

۴۔ اطیب البیان

۸۔ مبلغ اسلام حضرت علامہ عبد العلیم صاحب میرٹھی قدس سرہ

(۱۳۱۰ھ / ۱۳۷۴ھ)

حضرت مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی ابن حضرت مولانا محمد عبد الحکیم قدس سرہٗ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ مطابق ۳ اپریل ۱۸۹۲ء کو میرٹھ (یوپی) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد عظیم المرتبت درویش صفت عالم دین اور بلند پایہ شاعر تھے۔ جوش تخلص تھا۔ آپ کو چونکہ شروع ہی سے تبلیغ اسلام کا شوق تھا۔ اس لئے علوم جدیدہ حاصل کرنے کے لئے اٹاوہ ہائی اسکول سے میٹرک پاس کیا

Marfat.com

اور پھر ڈویزنل کالج میرٹھ میں داخلہ لیا۔ ۱۹۱۶ء میں بی اے کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔

کالج کی چھٹیوں میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی خدمت میں بریلی شریف حاضر ہو کر اکتساب فیض کرتے رہے۔ میرٹھ کالج کی تعلیم کے دوران آپ کو برما ایجوکیشنل کانفرنس کا صدر منتخب کیا گیا۔ اس کانفرنس میں آپ نے جو خطبہ دیا برما اور سیلون سے مقبول عام ہوا۔ اور برما کے اصحاب سے دینی نشر و اشاعت پر آپ کی جو گفتگو ہوئی وہ مستقبل کے تبلیغی مشن کیلئے مفید ثابت ہوئی۔ آپ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے اور انہیں کے ایماء اور ارشاد پر اپنی زندگی تبلیغ دین اور خدمت اسلام کے لئے وقف کر دی اور اپنے نجی خرچ پر پیغام اسلام دنیا کے کونے کونے میں پہونچایا۔

حضرت مولانا صدیقی قدس سرہٗ کو اپنے شیخ سے کمال عقیدت تھی۔ حرمین طیبین کی زیارت سے واپسی کے بعد ایک طویل قصیدہ مدحیہ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش کیا جب آپ وہ قصیدہ سنا چکے تو اعلیٰ حضرت نے اپنے قیمتی عمامہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ مولانا آپ کی خدمت میں کیا پیش کروں۔ آپ اس دیار پاک سے تشریف لا رہے ہیں کہ یہ عمامہ تو آپ کے قدموں کے لائق بھی نہیں ہیں۔ البتہ میرے کپڑوں میں سب سے بیش قیمت ایک جبہ ہے وہ حاضر کئے دیتا ہوں۔ [1]

حضرت مولانا صدیقی شعلہ بیان مقرر، بلند پایہ ادیب اور عظیم مفکر اسلام تھے آپ متعدد عالمگیر زبانوں کے ماہر تھے۔ آپ نے پوری قوت اور بے باکی سے دین فطرت

---

[1] حیات اعلیٰ حضرت جلد اول صفحہ ۵۱-۵۲

Marfat.com

کا پیغام پہونچایا جس کے نتیجے میں پچاس ہزار سے زائد غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے ۱۹۵۸ء میں آپ نے پوری دنیا کا تبلیغی دورہ کیا جس میں قابل ذکر ممالک انگلستان، فرانس، اٹلی، برٹش گیانا، مڈغاسکر، ٹرینی ڈاڈ، امریکہ، کینیڈا، فلپائن سنگاپور، ملائشیا، تھائی لینڈ، انڈونیشیا، انڈوچائنا، چین، جاپان، ماریشش جنوبی و مشرقی افریقہ کے نوآبادیات، سعودی عرب، عراق، اردن، فلسطین، شام اور مصر کے متعدد تبلیغی دورے کئے۔ تمام مذاہب کے لوگوں کو دعوت اسلام دی۔ اور ہر زبان میں اسلام کا لٹریچر شائع کیا۔ آپ کی تبلیغی کوششوں سے بورنیو کی شہزادی اور ٹرین ڈاڈ کی خاتون وزیر مشرف با اسلام ہوئیں۔ بانئ پاکستان، قائداعظم محمد علی جناح، مراکش کے غازی عبدالکریم، فلسطین کے مفتی اعظم سید امین الحسینی، اخوان المسلمین کے سربراہ حسن البناء، سیلون کے آنریبل جسٹس ایم مردانی، کولمبو کے جسٹس ایم۔ ٹی اکبر، سنگاپور کے ایس این دت اور مشہور انگریز ڈرامہ نویس اور فلسفی جارج برناڈ شا آپ کی علمی و روحانی شخصیت سے بیحد متاثر تھے۔

۱۷ اپریل ۱۹۳۵ء کو ممباسہ، جنوبی افریقہ میں جارج برنارڈ شاہ سے آپ کی ملاقات ہوئی، آپ نے ان کے سوالات کے جوابات تاریخ، سائنس اور فلسفہ کی روشنی میں اس طرح دیئے کہ برناڈ شاہ کو اسلام کی عظمت کا اعتراف کرنا پڑا اس گفتگو کا اردو ترجمہ ماہنامہ اہلسنت کراچی شمارہ محرم و صفر ۱۳۹۲ھ میں شائع ہو چکا ہے۔ آپ نے اسلامی تعلیمات عام کرنے کے لئے ہر پہلو پر توجہ دی متعدد مساجد تعمیر کرائیں۔ جن میں سے حنفی جامع مسجد کولمبو، سلطان مسجد سنگاپور اور مسجد ناگریا جاپان زیادہ مشہور ہیں۔ اس کے علاوہ عربی یونیورسٹی ملایا پاکستان نیوز مسلم ڈائجسٹ ٹرینی ڈاڈ مسلم ایسوسی ایشن کی بنیاد آپ نے ڈالی

Marfat.com

۱۹۴۹ء میں سنگاپور میں تنظیم بین المذاہب کے نام سے ایک ادارہ کی بنیاد ڈالی اور تمام دنیا کے عیسائی، یہودی، بدھ مت، اور سکھ مذاہب کے پیشواؤں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے لادینیت کا قلع قمع کرنے کی اپیل کی۔ تمام مذاہب کے راہ نماؤں کی اس مشترکہ کانفرنس میں آپ کو "ہزاکز ہیڈ ایمی نینس" کا خطاب دیا گیا۔ نیز مصر میں تنظیم بین المذاہب الاسلامیہ کے نام سے مختلف مکاتب فکر کی ایک تنظیم قائم کی۔

۱۹۴۶ء میں حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی قدس سرہٗ رابطۂ اسلامیہ ہند کے رئیس اور ملایا، مشرقی و جنوبی افریقہ اور جزائر شرقیہ کے مندوب کی، حیثیت سے سعودی عرب تشریف لے گئے اور سعودی عرب کی طرف سے حجاج پر عائد کردہ ٹیکسوں کے خاتمہ اور حجاج کے لئے سہولتیں فراہم کرنے کے لئے دنیا بھر سے آئے ہوئے اجلۂ علماء، حکومت سعودیہ کے عمائدین اور عبدالعزیز ابن سعود سے مذاکرات کئے۔ ان مذاکرات کی تفصیل البیان کے نام سے عربی میں شائع ہوئی تھی۔ جس کے آغاز میں حسن البنا، بانیٔ اخوان المسلمین مصر نے ابتدائیہ لکھا۔ اور حضرت شاہ صدیقی صاحب کی مساعیٔ جمیلہ کو خراج تحسین پیش کیا۔ حضرت صدیقی صاحب نے تالیف و تصنیف پر بھی خاطر خواہ توجہ دی اور کثیر التعداد قابل فخر تصانیف کا ذخیرہ چھوڑا۔ لیکن افسوس ان میں سے بہت سی تصانیف زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکیں۔

۲۲ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ بمطابق ۲۲ اگست ۱۹۵۴ء کو مدینہ میں انتقال ہوا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

تصانیف :-

۱۔ ذکر حبیب ۱ دو حصے

Marfat.com

۲۔ کتاب تصوف

۳۔ بہار شباب

۴۔ مسائل انسان کامل

۵۔ اسلام میں عورت کے حقوق

۶۔ مکالمہ جارج برنارڈ شاہ

۷۔ مرزائی حقیقت کا اظہار

۹۔ مولانا سید ابوالبرکات صاحب

علامہ سید ابوالبرکات بن ابو محمد دیدار علی بن سید نجف علی قدس سرہما محلہ نواب پورہ ریاست الور میں ۱۳۱۶ھ میں پیدا ہوئے حافظ عبدالحکیم، حافظ عبدالعزیز حافظ قادر علی سے قرآن پاک ختم کیا۔ مولانا سید ظہور احمد الوری سے نحو وصرف کی ابتدائی کتب کی تعلیم حاصل کی۔ اکثر کتب اپنے والد ماجد سے پڑھنے کے بعد صدر الافاضل حضرت مولانا علامہ نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ کی خدمت میں پہنچ کر، شرح سلم، حمد اللہ، افق المبین، شرح ہدایت الحکمت، شمس بازغہ، شرح عقائد مع خیالی طب اور صحاح ستہ کا درس لیا۔ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ سے مرید ہوئے۔ اور شیخ المشائخ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی قدس سرہٗ سے طالب ہوئے۔ آگرہ اور لاہور میں درس و تدریس کی خدمت ایک مدت تک انجام دی۔ ۱۳۵۴ھ میں اپنے والد ماجد محدث الوری کے انتقال کے بعد دارالعلوم حزب الاحناف کے رئیس اور شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ پاکستان کے اکثر علماء آپ کے سلسلۂ تلمذ سے وابستہ ہیں۔ آپ کی

Marfat.com

ذات قدسی صفات مرجع علماء و فضلاء اور پاکستان میں اسلام کیلئے مستحکم ستون ہے۔

۱۰۔ مولانا مفتی غلام جان ہزاروی

(۱۳۱۶ھ/۱۳۷۹ھ)

ابو المظفر عبد المصطفیٰ غلام جان بن مولانا احمد جی بن مولانا محمد عالم کی ولادت باسعادت ۱۳۱۶ھ میں بمقام ادگرہ تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ میں ہوئی قرآن کریم، فارسی نظم و نثر اور صرف و نحو کی ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب سے حاصل کی۔ دہلی، سہارنپور، مدرسہ عالیہ جامع مسجد آگرہ میں بھی تعلیم حاصل کی حمد اللہ اور زواہد ثلاثہ کا درس مولانا غلام رسول سے حاصل کی۔ بلند شہر میں معقولات کی چند کتابیں پڑھیں۔ ٹونک پہنچ کر علامہ سید برکات احمد سے ریاضی اور معقولات میں استفادہ کیا ۱۳۳۵ھ میں مدرسہ عالیہ رامپور سے درجہ تکمیل پاس کیا۔ پھر بریلی شریف کا شہرہ سنکر حاضر ہوئے۔ مولانا ظہور الحسن فاروقی رامپوری اور صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی سے درس نظامی کی آخری کتابیں پڑھ کر صحاح ستہ کا دورہ کیا ۱۳۳۶ھ میں اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا فاضل بریلوی کے دست مبارک سے دستار بندی سند فضیلت سے نوازے گئے اعلیٰ حضرت سے بیعت و خلافت ملی پھر مدرسہ منظر اسلام بریلی میں مقرر ہوئے ـــــ مسجد بی بی جی بریلی کے خطیب مقرر ہوئے۔ کچھ دن مدرسہ سلیمانیہ تونسہ شریف ایک سال گولڑہ شریف اس کے بعد خان احمد امیر خاں رئیس شہید ضلع ہزارہ

Marfat.com

نے آپ کو عہدۂ قضا پر معمور کیا کچھ دنوں بعد جامعہ نعیمیہ لاہور سے صدر مدرس و مفتی مقرر ہوئے ۱۳۴۳ھ میں سفر حج کیا۔ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۶۹ھ بوقت اذان ظہر کلمہ شریف پڑھتے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ مفتی اعظم پاکستان مولانا ابوالبرکات سید احمد مدظلہٗ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ [1]

تصانیف۔

۱۔ فتاویٰ غلامیہ

۲۔ نور العینین فی سفر الحرمین

۳۔ سیف رحمانی علیٰ راس القادیانی

۴۔ دیوان غلامیہ

۵۔ نغمۂ شہادت

۶۔ اذان علی القبر و تعدد الجمعہ فی مساجد المصر

۱۱۔ مولانا محمد ابراہیم رضا خاں صاحب

(۱۳۲۵ھ/۱۳۸۵ھ)

مفسر اعظم محمد ابراہیم رضا عرف جیلانی میاں بن حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب بن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ۱۳۲۵ھ میں پیدا ہوئے۔ اعلیٰ حضرت نے رسم بسم اللہ ادا کرائی۔ منظر اسلام بریلی شریف میں تکمیل درسیات کیا۔ حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ والد ماجد کے انتقال کے بعد تا حیات

---

[1] ملخص تذکرہ اکابر اہل سنت جلد اول ص ۲۹۹-۳۰۰

Marfat.com

منظر اسلام کے مہتمم و شیخ الحدیث رہے۔ علم کلام سے شغف تھا۔ اصلاح عقائد پر زور دیتے تھے۔ دیگر مصروفیات کے علاوہ تحریر سے بھی دلچسپی تھی۔ بروز دوشنبہ ۱۱ صفر ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۱ مئی ۱۹۶۵ء کو انتقال ہوا۔ اعلیٰ حضرت کے مزار شریف کے دائیں جانب بریلی آپ کا مزار شریف ہے۔ [1]

۱۲۔ حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب

(المتوفی ۱۳۸۰ھ)

مولانا حشمت علی خاں لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ تعلیم و تربیت بھی آپ نے یہیں حاصل کی مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں حفظ کیا تجوید کی سند پائی اس کے بعد آپ کے والد محترم نواب علی خاں نے مدرسہ منظر اسلام بریلی بھیجا۔ صدر الشریعہ مولانا امجد علی و دیگر اساتذہ سے تکمیل کتب کیا۔ شعبان ۱۳۴۰ھ میں دستار بندی ہوئی۔ حضرت شاہ حامد رضا قادری بریلوی نے دستار بندی اور سند اجازت عطا فرمائی۔ نینی تال کے ایک مناظرہ میں فتحیاب ہو کر جب بریلی پہونچے تو اعلیٰ حضرت نے غیظ المنافقین کا خطاب مرحمت فرمایا۔ بزرگوں کے ادب شناس تھے۔ شاعر بھی تھے۔

۸ محرم ۱۳۸۰ھ کو انتقال ہوا۔ مزار مبارک پیلی بھیت میں ہے۔

---

[1] تذکرہ علمائے اہلسنت ص۵۶

Marfat.com

۱۳۔ حضرت مولانا محمد لعل خاں صاحب

(المتوفی ۱۹۲۱ء)

مولانا حاجی محمد لعل خاں رحمۃ اللہ علیہ قادری رضوی برکاتی اعلیٰ حضرت کے نہایت پرجوش معتقد تھے۔ آپ کو اجازت وخلافت بھی حاصل تھی بامروت آدمی تھے۔ تصانیف اعلیٰ حضرت کی طبع اور اشاعت میں آپ نے بے پناہ حصہ لیا۔ ۲۱ جولائی ۱۹۲۱ء کو آپ کا انتقال ہوا۔

۱۴۔ حضرت مولانا محمد شفیع صاحب قبلہ

(المتوفی ۱۳۳۵ھ)

مولانا محمد شفیع قادری بیسلپوری اعلیٰ حضرت کے خلیفہ اور امین فتاویٰ دارالافتاء تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اور مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت میں تعلیم مکمل کی۔ ایک بار اعلیٰ حضرت پیلی بھیت تشریف لے گئے تو نگاہ انتخاب آپ کو بریلی میں ساتھ ہی لے گئی۔ اور فتاویٰ نویسی اور کتب خانہ کی نگرانی پر مقرر کیا۔ حضرت محدث سورتی کی صاحبزادی حلیم النساء سے آپ کا عقد ہوا۔ اعلیٰ حضرت کو آپ پر بیحد اعتماد تھا۔ آپ کو امین الفتویٰ کا خطاب دیا۔ ۱۳۳۵ھ میں بیسلپور میں انتقال ہوا۔ [1]

---

[1] الاستمداد ص ۹۹

Marfat.com

۱۵۔ حضرت مولانا عمر الدین ہزاروی صاحب

(المتوفی ۱۳۴۹ھ)

مولانا عمر الدین بن قمر الدین بن علاء الدین بن مراد بخش بن گل محمد کوٹ نجیب اللہ نزد ھری پور ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا فیض عالم صاحب مصنف وجیز الصراط کے چچازاد بھائی تھے۔ ہزارہ اور بھارت کے مشاہیر سے علوم عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل کی۔ اعلیٰ حضرت کے علاوہ حضرت مولانا عبد القادر بدایونی کے مرید و خلیفہ بھی تھے مولانا ہزاروی مرجع انام مفتی اور بلند مرتبہ مدرس تھے۔ تقریباً تیس سال تک بمبئی میں خطابت و افتاء کے فرائض انجام دیئے ۱۳۴۹ھ میں کوٹ نجیب اللہ ہزارہ میں انتقال ہوا۔ [1]

تصانیف :۔

۱۔ الاجازۃ۔

۲۔ اہلاک الوھابیین عن توہین قبور المسلمین۔

۳۔ فتوے العلماء بتعظیم آثار العلماء۔

۴۔ نور المبین لبشفا الشافعین۔

۵۔ صیانۃ العباد عن الخضاب بالسواد۔

---

[1] تذکرہ اکابر اہلسنت جلد اول ص ۲۹۸۔۲۹۹

Marfat.com

الباب السابع

فقہ اسلامی میں اعلیٰ حضرت کی خدمات اور ان کا فقہی مقام

Marfat.com

اُصول فقہ

ایک فقیہ کے لئے جہاں کثیر علوم و فنون میں مہارت تامہ لازم ہے وہیں اصول فقہ میں مہارت اور ممارست بھی جزء لاینفک ہے کہ اس کے بغیر کتاب وسُنّت کے مفاہیم واشارات تک پہنچنا تقریباً ناممکن ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ فقہ کی سب سے قریبی اساس اصول فقہ ہے اسی لئے جملہ ائمہ مذاہب اور ان کے بعد کے فقہاء کی کتابیں اور ارشادات فقہی اصول پر مبنی ہیں۔

اعلیٰحضرت بھی اصول فقہ میں غایت درجہ گہری نظر رکھتے تھے اور جابجا آپ نے اُصول فقہ کے مسائل اور ابحاث پر تحقیقات فرمائی ہیں بلکہ اُصول کی بعض متداول کتابوں پر آپ کے مفصّل حواشی بھی موجود ہیں جن میں خاص طور سے اصول فقہ کی معرکۃ الآراء کتاب "مسلم الثبوت" اور اس کی شرح "فواتح الرحموت" کو بہت ہی قیمتی اور مفصل تعلیقات سے نکھار دیا ہے ان ابحاث سے اعلیٰحضرت کی اصولی بصیرت اور تحقیقی نظر کی نشاندہی ہوتی ہے۔

اعلیٰحضرت نے اہل اصول کی بعض تحقیقات سے اختلاف بھی کیا ہے اور بعض مواقع پر لاینحل مسائل کی عقدہ کشائی بھی فرمائی ہے اور کچھ ایسے مقامات بھی ہیں جن میں آپ نے اصلاحات فرمائیں اور چونکہ آپ ایک نظری فقیہ کا مزاج رکھتے تھے اس لئے آپ کے چند ایسے نوادرات بھی ملتے ہیں جس کا نمونہ اگلوں میں نہیں ہے اور بے ساختہ کہنا پڑتا ہے کہ "کم ترك الاوائل للمتاخر"۔

نمونہ کے طور پر چند اصولی تحقیقات پیش کی جاتی ہیں۔

تقسیم احکام پر بحث۔

افعال عباد سے جو احکام متعلق ہیں فعل وہ ترک کے لزوم اور عدم لزوم کے

Marfat.com

اعتبار سے اہل اصول نے اُن احکام کی جو تقسیم کی ہے اس میں تضاد پایا جاتا ہے مثلاً صاحب "مسلم الثبوت" نے حکم کی پانچ قسمیں کی ہیں۔ ایجاب، ندب، تحریم، کراہت، اباحت[1]۔ آگے چل کر کہتے ہیں کہ حنفیہ نے ایجاب کو فرض و واجب اور تحریم کو حرام اور مکروہ تحریمی پر منقسم کر دیا ہے[2]۔

تقسیم کے اس طرز سے اعلیٰ حضرت نے اختلاف کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ سُنت و ندب میں فرق نہ کرنا مذاہب حنفی و شافعی کے خلاف ہے[3]

توضیح میں صدر الشریعہ نے احکام کی سات قسمیں بیان کی ہیں۔ فرض، واجب، سُنت، نفل، حرام، مکروہ، مباح[4]۔ اعلیٰ حضرت نے حکم کے گیارہ اقسام قرار دیے ہیں۔ پانچ جانب فعل میں بطور تنازل۔ فرض، واجب، سُنت موکدہ، غیر موکدہ، مستحب اور پانچ جانب ترک میں بطور ترقی۔ خلاف اولیٰ، مکروہ تنزیہی، اساءت، مکروہ تحریمی، حرام جن میں میزان مقابلہ اپنے کمال اعتدال پر ہے کہ ہر ایک اپنے نظیر کا مقابل ہے اور ان سب کے بیچ میں مباح خالص ہے[5]۔

احکام کی یہ تمام قسمیں منتشر طور پر کلام فقہاء میں مستعمل ہیں لیکن یکجا اور اصولی طرز پر ان گیارہ اقسام کا بیان اعلیٰ حضرت کے سوا اور کسی کے یہاں نہیں ملتا۔

تقسیم احکام کے بعد دوسرا مرحلہ ان کی تعریفات وقیود کا ہے اس موقع پر بھی اعلیٰ حضرت کی شخصیت ایک ماہر الاصول فقیہ، متبحر عالم کی حیثیت سے سامنے

---

[1] مسلم الثبوت للعلامہ محب اللہ بہاری صفحہ ۲۶ مطبع نولکشور لکھنؤ۔

[2] ؍ ؍ ؍ ؍ ؍ ؍

[3] امام احمد رضا۔ فتاوی الرضویہ ج ۱ ص ۱۷۵ مطبع اہلسنت بریلی۔

[4] التوضیح للعلامہ عبداللہ ابن مسعود۔ ص ۳۰ مطبع رحیمیہ دیوبند۔

[5] امام احمد رضا۔ فتاویٰ رضویہ ص ۱۷۵ ج ۱ مطبوعہ اہلسنت بریلی۔

Marfat.com

آجاتی ہے۔

اصول فقہ کے مسائل میں سے فرض و واجب کی تعریف میں پھر اعتقادی، اجتہادی اور عملی کی طرف ان کی تقسیم میں علماء کے اقوال جامعیت کے ساتھ نہیں ملتے۔ اعلیٰ حضرت نے ان کی تعریف و تقسیم میں مکمل جامعیت ملحوظ رکھی ہے اور تمام قیود کی واضح افادیت کی نشاندہی بھی فرمائی ہے۔

آپ نے فرض اعتقادی اور واجب اعتقادی کی یہ تعریف فرمائی ہے "مجتہد جس شے کی طلب جزمی حتمی کا ایسا اذعان کرے جو اصول دین میں معتبر ہو تو فرض اعتقادی ہے اور اگر ایسا اذعان نہ ہو تو واجب اعتقادی ہے[1]۔ اس تعریف پر فرض اعتقادی تمام ائمہ دین کا اجماعی حکم ہوگا اور اس فرض کا منکر فقہائے متاخرین کے نزدیک کافر ہے[2] لیکن محققین کے نزدیک اس صورت میں کافر ہوگا جبکہ اس کی فرضیت ضروریات دین سے ہو[3] اور قول محققین ہی میں احتیاط ہے اور اسی پر اعتماد ہے[4]۔ اس موقع پر وضو میں غسل رجلین کی فرضیت مثال کے طور پر پیش کی جاسکتی ہے کہ اس کا وجوب جزمی حتمی ہے لیکن اس کے منکر کی تکفیر محققین کے مسلک پر نہ ہوگی کیونکہ یہ مسئلہ ضروریات دین سے نہیں ہے۔

فرض عملی کی تعریف۔ فرض عملی وہ فرض ہے جس کا ثبوت نظر مجتہدین بحکم دلائل شرعیہ یقین سے ہو کہ جس کے کئے بغیر آدمی بری الذمہ نہ ہو یہاں تک کہ وہ اگر کسی عبادت کے اندر فرض ہے تو وہ عبادت بدون اس کے باطل و کالعدم ہوگی[5]۔

---

[1] امام احمد رضا۔ فتاویٰ رضویہ ص ٦ ج ١ مطبوعہ اہلسنت بریلی

[2] " " " " ٦ " " " "

[3] " " " " " " " " "

[4] " " " " " " " " "

اس کا بے وجہ انکار فسق و گمراہی ہے۔[1]

واجب عملی کی تعریف ۔ واجب عملی وہ واجب اعتقادی ہے کہ جس کے کئے بغیر بری الذمہ ہونے کا احتمال ہو لیکن غالب ظن اس کی ضرورت پر ہے۔ واجب عملی کے بغیر عبادت ناقص رہتی ہے[2] صاحب "کافی" نے فرض عملی کی تعریف اس طرح کی ہے "بما یفوت الجواز بفوتہ[3]" اور "تحریر" میں فرمایا "الفرض ما قطع بلزومہ[4]"

یہ دونوں تعریفیں قابل اعتراض ہیں صاحب "کافی" کی تعریف واجب عملی پر بھی صادق آتی ہے اور صاحب "تحریر" کی تعریف پر لازم آتا ہے کہ چوتھائی سر کا مسح قطعی اللزوم نہ رہنے کی وجہ سے فرض نہ رہے اسی اعتراض سے بچنے کے لیے صاحب "نہایہ" نے یہ احتمال پیدا کیا کہ ممکن ہے کہ مقدار مسح کے معاملہ میں فرض بہ معنی واجب ہو لیکن صاحب "بحر" نے یہ تاویل کی کہ خصوصیت مقام سے فرض کی قطعیت و ظنیت کا فرق ہوتا ہے[5]

اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ قطعیت تین قسم کی ہوتی ہے۔

اول عام ۔ جس میں عوام و خواص مشترک ہیں یہ ضروریات دین میں ہوتی ہے۔

دوم خاص ۔ جو ماہرین علم کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے یہ اجماعی فرض اعتقادی میں پائی جاتی ہے۔

سوم اخص ۔ جو مخصوص علماء کے ساتھ خاص ہے کہ جن کے مسائل میں کسی عالم کے نزدیک قرائن و شواہد کی روشنی میں کسی فرضیت کی قطعیت ظاہر ہو جاتی ہے اور

---

[1] امام احمد رضا ۔ فتاویٰ رضویہ ص ۷ ج ۱ مطبع اہلسنت ۔ بریلی

[2] " " " " " "

[3] " " " " " "

[4] " " "

[5] " " " " "

دوسرے اس سے محروم ہوتے ہیں اس کی مثال یہ ہے کہ کسی صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ کوئی حکم سُنا تو یہ حکم اُن صحابی کے لئے قطعی ہے لیکن ان سے سُننے والے کے لیے خبر واحد ہونے کی وجہ سے ظنی ہے لہٰذا فرض اعتقادی کی قطعیت پر تمام اہل علم کا یقین ضروری ہے۔

جس چیز کی فرضیت صرف ایک مجتہد کی نظر میں بالیقین ہو وہ فرض عملی ہے علامہ شامی فرماتے ہیں کہ صاحب بحر کا قول جملہ اہل اصول کے خلاف ہے کیونکہ اہل اصول کے نزدیک فرض وہی ہے جو دلیل قطعی سے بے شبہہ ثابت ہو[1]۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ علامہ شامی کا یہ اعتراض برمحل نہیں ہے کیونکہ اصطلاح اہل اصول کی پابندی ہر جگہ ضروری نہیں ہوتی بلکہ خود اہل اصول فرض کا استعمال ظنی اور قطعی دونوں پر کرتے ہیں مثلاً الوتر واجب فرض، تعدیل الارکان فرض وغیرہ[2]۔

لہٰذا صحیح یہی ہے کہ قطعیت صرف نظر مجتہد میں ضروری ہے چنانچہ دُرِّمختار میں ہے۔ الفرض ما قطع بلزومہ حتی یکفر جاحدہ کاصل مسح الرأس وقد یطلق علی العمل وھو ما تفوت الصحۃ بفواتہ کالمقدار الاجتہادی[3]۔

اس موقع پر دلیلوں کی ثبوتی واثباتی قطعیت سے متعلق ایک تقسیم خالی از فائدہ نہ ہوگی صاحب بحر اور علامہ طحطاوی و شامی وکثیر علماء نے اس تقسیم کا تذکرہ اس طرح کیا ہے دلائل سمعیہ قطعی الثبوت وقطعی الدلالۃ۔ جیسے قرآن کریم اور احادیث متواتر کی محکم اور مفسر نصوص۔ قطعی الثبوت ظنی الدلالات جیسے آیات مؤول۔ ظنی الثبوت قطعی الدلالات جیسے احادیث آحاد جن کے مفہومات قطعی ہوں۔ ظنی الثبوت ظنی الدلالات جیسے

---

[1] امام احمد رضا۔ فتاویٰ رضویہ ص ۸ ج ۱ مطبع اہلسنت۔ بریلی۔
[2] 〃 〃 ۹ 〃 〃 〃
[3] 〃 〃 ۹ 〃 〃 〃

Marfat.com

وہ اخبار آحاد جن کے مفہومات ظنی ہوں[1]۔

قسم اوّل سے فرض وحرام ثابت ہوتے ہیں اور ثانی وثالث سے واجب اور کراہتہ تحریم اور قسم رابع سے سُنّت ومستحب ثابت ہوتے ہیں۔ پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ مجتہد کے نزدیک دلیل ظنی تقویت پاکر قطعی کے قریب پہنچ جاتی ہے اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ آحاد کو اگر تلقی قبول حاصل ہوجائے تو اثبات رُکن ان سے درست ہے جیسے کہ حدیث الحج عرفۃ سے وقوف عرفہ کی رُکنیت کا اثبات ہوتا ہے۔

ان اجلۂ علماء کا فرمان نقل کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ وجوب اور سُنّت واستحباب کے درمیان فرق کرنے کے لئے دلیلوں کی تقسیم سے جو طریقہ اپنایا گیا ہے میرے نزدیک دُرست اور قابل تسلیم نہیں۔ کیونکہ ظنی الثبوت قطعی الدلالت اور ظنی الثبوت والدلالت دونوں کی ظنیت ثبوت فعل میں یکساں ہے اور ایسی ظنیت صرف وجوب کو ثابت کرتی ہے لہٰذا وجوب و سُنّت وغیرہ میں فرق کا مدار دلیل کے ثبوت اور دلالت پر نہیں بلکہ ان کا فرق حتمی وندبی (لازمی وغیرلازمی) ہونے پر موقوف ہے جس امر کی طلب لازمی طور پر ہوگی اس سے وجوب ثابت ہوگا اور جہاں طلب میں یہ بات نہ ہو بلکہ بطور ترغیب ہو تو اس سے سنت واستحباب کا ثبوت ہوگا اگرچہ دلیل ثبوت واثبات دونوں طریقوں سے قطعی یقینی ہو[2]۔ پھر آپ نے ثبوت واثبات میں تعیین ظن اور شک کے اعتبار سے دلیلوں کی نو قسمیں کیں اور فرمایا کہ جس دلیل کے ثبوت یا اثبات میں شک ہو اس سے سُنّت واستحباب ثابت ہوں گے اگرچہ طلب میں جزم ہو اور اگر دلیل کے ثبوت واثبات میں شک نہ ہو لیکن طلب فعل غیرلازمی ہو تو اس سے بھی سُنّت ونفل ہی کا فائدہ ہوگا۔

[1] شامی۔ بحرالرائق۔ طحطاوی۔ بحوالہ امام احمد رضا فتاویٰ رضویہ جلد اول ص ۹ مطبع اہلسنت بریلی شریف۔

[2] امام احمد رضا۔ فتاویٰ رضویہ۔ ج ۱ ص ۱۰۰۹ مطبع اہلسنت۔ بریلی۔

Marfat.com

اور اگر طلب میں لزوم ہو اور ثبوت و اثبات دونوں اعتبار سے دلیل قطعی ہو تو فرض ثابت کرے گی یہی وجہ ہے کہ حدیث ضعیف جو اپنے ثبوت میں درجۂ شک میں ہے (مثلاً عیدین عرفہ کے دن غسل کرنے کی حدیث) صرف استحباب کا فائدہ دیتی ہے اب پوری بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ طلب فعل کی حدیثیں ستائیس[1] قسموں میں منحصر ہیں جن میں تین بنیادی قسمیں ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی نو نو قسمیں بنتی ہیں کیونکہ دلیل میں طلب یا تو محض ترغیباً ہوگی یا تاکید کے ساتھ ہوگی یا بطور لزوم ہوگی پھر ان تینوں میں ثبوت، اثبات، قطعیت، ظن اور شک کی طرف نسبت کرتے ہوئے ۲۷ قسمیں ہو جائیں گی جن میں سے ایک قسم سے فرض ثابت ہوگا اور تین سے وجوب اور چار سے سُنّت اور 19 سے استحباب[1]۔

مکروہ تنزیہی - صاحب درمختار نے مکروہ تنزیہی کی تعریف میں فرمایا "ترک کل سنة او مستحب[2]"۔

امام ابن ہمام نے مکروہ کو خلاف اولیٰ قرار دیا ہے یعنی ان کے نزدیک مکروہ تنزیہی مستحب کا مقابل ہے ابن امیر الحاج نے حُلیہ میں تحریر فرمایا ہے - المکروہ التنزیھی مرجعہ الی خلاف الاولی[3]۔ غُنیہ میں فرماتے ہیں - التنزیہ مقابلہ المندوب[4]۔ اسی میں یہ بھی ہے وان تضمن ترک سنة فھو مکروہ کراھة التنزیہ[5] لیکن اسی میں دوسری جگہ ارشاد فرمایا (اعلم ان للصلوٰة سننًا) وترکھا یوجب کراھة تنزیہ (وادابًا) جمع ادب ولا بأس بترکہ ولا کراھة (وکراھیة) والمراد بھا مایعم ترک سنة وھو کراھة تنزیہ او ترک واجب وھو کراھة التحریم۔[6]

---

[1] امام احمد رضا۔ فتاویٰ رضویہ۔ ج ۱۔ ص ۱۱ مطبع اہلسنت بریلی۔

[2] درمختار۔ علامہ علاء الدین شامی ص ۲۰۵ برحاشیہ طحطاوی ج ۱ مطبع عامرہ مصر ۱۳۵۴ھ

[3] حلیہ بحوالہ فتاویٰ رضویہ لامام احمد رضا ج ۱ ص ۱۰۰ اہلسنت بریلی

[4] غنیہ بحوالہ 〃 〃 〃 〃

[5] 〃 〃 〃 〃

[6] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

بحر الرائق میں ہے التنزیہ فی رتبۃ المندوب پھر دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ لا یلزم من ترک المستحب ثبوت الکراھۃ۔ پھر دوسری جگہ فرمایا۔ المکروہ تنزیہا یرادف خلاف الاولی اور دوسری جگہ فرمایا النوافل فعلھا اولی ولا یقال ترکھا مکروہ[1]

اسی طرح دونوں مضمون کی عبارتیں کئی مقامات پر ان سے تحریر میں آئیں۔ مکروہ تنزیہی کی تعریف میں مذکورہ بالا مشائخ کی عبارتیں باہم متعارض ہیں اس لئے علامہ طحطاوی فرماتے ہیں۔ وان کان ذلک الشیٔ مستحبا او مندوبا ولیس بسنۃ فینبغی ان لا یکون ترکہ مکروھا اصلاً الا انہ یشکل علیہ۔ ما قالوہ ان المکروہ تنزیہا مرجعہ الی خلاف الاولی ولا شک ان ترک المستحب خلاف الاولی[2]

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ مستحب و کراہۃ میں تناقض نہیں ہے کہ ایک کی نفی سے دوسرے کا ثبوت ہو ورنہ مباح میں مکروہ یا مستحب ہونا لازم آئے گا یوں ہی اگر کوئی شخص خالی بیٹھا ہو اور اس پر کوئی مطالبۂ شرعی لازم نہ ہو تو بے شمار مکروہات کا مرتکب ٹھہرے گا کہ مندوبات بے شمار ہیں اور وہ ان سب کا تارک ہوا۔ نیز لفظ کراہت خود ہی نشاندہی کر رہا ہے کہ وہ بمقابلۂ سُنّت ہے کہ ارتکاب کراہت میں ملامت ہے اور ترک سنت میں بھی لیکن ترک مندوب پر کچھ بھی نہیں۔ علاوہ ازیں ہماری تحقیق یہ ہے کہ جس فعل کا مطالبہ شرعاً ہے اس کا ترک دو حال سے خالی نہیں نادراً ترک ہو یا عادۃً پھر ان میں سے ہر ایک تین احتمال رکھتے ہیں ترک سے استحقاق عذاب ہوگا یا استحقاق عقاب یا کچھ نہیں۔ جس میں عذاب و عقاب کا استحقاق نہیں وہی مستحب و مندوب ہے[3]

شرعاً جن امور میں ترک فعل کا مطالبہ ہے ان کی تقسیم بھی اسی طور پر ہوگی کہ جن کے فعل

---

[1] بحرالرائق بحوالہ فتاویٰ رضویہ للامام احمد رضا ج ۱ ص ۱۷۰ اہلسنت بریلی۔

[2] " " " "

[3] امام احمد رضا فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۱۷۳ مطبع اہلسنت بریلی

Marfat.com

پر عذاب یا عقاب یا ملامت کا استحقاق ہوگا یا نہیں جہاں استحقاق عتاب و ملامت ہو وہ کراہت تنزیہی ہے اور جہاں کچھ نہ ہو وہ خلاف اولیٰ ہے۔ لہٰذا کراہت تنزیہی کسی طرح خلاف اولیٰ نہیں چنانچہ فخر الاسلام اپنے اصول میں فرماتے ہیں۔ السنن نوعان سنۃ الھدیٰ و تارکھا یستوجب اساءۃ [1]

پس کراہت تنزیہی سنت غیر موکدہ کے بالمقابل ایک قسم ہے اسے مستحب کے بالمقابل کہنا خلاف تحقیق ہے۔ ایک بات یہ بھی ہے کہ کراہت اگرچہ تنزیہی ہو بے دلیل قائم نہیں ہو سکتی۔ بحرالرائق باب العیدین میں ہے۔ لا بدلھا من دلیل خاص [2]

علامہ شامی نے مکروہات وضو میں فرمایا۔ الظاھر ان خلاف الاولی اعم فقد لا یکون مکروہ حیث لا دلیل خاص کترک صلوٰۃ الضحیٰ [3]

تقلید کیا ہے؟

قرآن و احادیث کی متعدد نصوص سے تقلید کی حرمت ثابت ہوتی ہے جب کہ بعض دوسری آیات و احادیث میں اہل علم کی پیروی کا حکم بھی مذکور ہے اس لئے اصول فقہ میں یہ مسئلہ اٹھا کہ تقلید کیا ہے۔ فاضل بہاری نے تقلید کی یہ تعریف کی ہے۔ "التقلید العمل بقول الغیر من غیر حجۃ کاخذ العامی والمجتھد من مثلہ فالرجوع الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او الی الاجماع لیس منہ وکذا العامی الی المفتی والقاضی الی العدول لایجاب النص ذلک علیھما لکن العرف علی ان العامی مقلد للمجتھد قال الامام وعلیہ معظم الاصولیین [4]

اس عبارت سے چند باتیں واضح ہوئیں۔ (۱) کسی کی بات بے دلیل تسلیم کر لینا

---

[1] امام احمد رضا فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۱۶۴ مطبع اہلسنت بریلی

[2] " " " ۱۶۰ "

[3] شامی بحوالہ امام احمد رضا فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۱۶۱ مطبع اہلسنت بریلی۔

[4] شرح مسلم الثبوت ص ۶۲۴۔

Marfat.com

تقلید ہے (۲) تقلید ایک قابلِ مذمت کام ہے (۳) عوام اگر فقیہ کی طرف مراجعت کریں تو یہ قابلِ مذمت تقلید نہیں (۴) مجتہد اگر اپنی معلومات کے برخلاف کسی دوسرے صاحب اجتہاد کی پیروی کرے تو یہ قابلِ مذمت فعل ہے۔

یہاں یہ نکتہ قابلِ غور ہے کہ مفتی سے معلومات حاصل کر کے عمل کرنا اہلِ اصول کے نزدیک تقلید نہیں ہے حالانکہ پوری دنیا میں فقہاء کے مقلدین بھرے پڑے ہیں اور ہر جگہ انھیں مقلد ہی کہا جاتا ہے۔ اسی لئے "شرح مسلم الثبوت" میں ملا بحر العلوم فرماتے ہیں کہ عوام اگر مجتہد کی پیروی کریں تو یہ تقلید ہے[1] لیکن ملا بحر العلوم علیہ الرحمہ کے فرمانے کے بموجب یہ لازم آتا ہے کہ دنیا کے تمام عوام و خواص تقلید کی وجہ سے قابلِ مذمت ہیں کیونکہ آپ نے تقلید عوام کی مثال فاضل بہاری کی ذکر کردہ تقلید کے ذیل میں پیش کی ہے۔ حالانکہ خود بحر العلوم بلکہ فاضل محب اللہ بہاری بھی اصول و فروع میں مذہب حنفیت کے مقلد تھے۔

اعلیٰ حضرت نے ملا بحر العلوم کے اس بیان پر کلام کیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ عوام کو مجتہد کی طرف مراجعت کا شرعاً حکم ہے۔ تو اسے تقلید مذموم میں کیونکر شمار کیا جائے گا۔ نیز یہ کہ تقلید مذموم کی مثال میں آپ نے مجتہد سے رجوع کرنا شمار کر دیا پھر دو سطر بعد ہی عدم تقلید کی مثال میں مفتی کی طرف رجوع کرنا تحریر کیا۔ ایک ہی صورت مسئلہ نفی و اثبات دونوں کی نظیر کیونکر ہو سکتی ہے[2]۔

ساتھ ہی ملا بحر العلوم نے لکھا کہ عوام مفتی کی طرف رجوع کریں تو تقلید نہیں ہے اور اگر عمل کریں تو تقلید ہے۔ وکذا رجوع العامی الی المفتی والقاضی الی العدول لیس ھذا الرجوع نفسہ تقلیدا وان کان العمل بما اخذوا بعدہ تقلیدا۔[3]

---

[1] فواتح الرحموت۔ ص ۶۲۴۔ مطبع نولکشور لکھنؤ۔ مولانا عبد العلیم فرنگی محل۔

[2] امام احمد رضا۔ فتاوی رضویہ ج ۱ ص ۲۰۳۔ مطبع اہلسنت بریلی۔ یوپی۔

[3] بحر العلوم۔ فواتح الرحموت ص ۶۲۴، ۶۲۵۔ نولکشور۔ لکھنؤ۔ یوپی۔

Marfat.com

یعنی اگر عالم آدمی مفتی کے قول کو لے یا قاضی شاہدان عدول کے بیان پر فیصلہ دے تو اسے تقلید مذموم میں شمار نہ کیا جائے گا اور اس پر عمل کریں تو تقلید کہا جائے گا۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ گواہوں کی شہادت پر فیصلہ کرنا نہ عرفاً تقلید ہے نہ شرعاً۔

اعلیٰ حضرت نے اس موقع پر نصوص سے تعارض دفع کرنے اور عرف و شرع کی اصطلاح میں تطبیق دینے کی راہ اپنائی ہے آپ فرماتے ہیں تقلید کی دو قسمیں ہیں (۱) تقلید حقیقی (۲) تقلید عرفی۔ کسی کے قول پر دلیل اجمالی کی روشنی میں عمل کرنا تقلید عرفی ہے اور کسی کے قول پر بے دلیل عمل کرنا تقلید حقیقی ہے۔

تقلید حقیقی مذموم و حرام ہے اور تقلید عرفی جائز بلکہ واجب ہے۔ دلیل اجمالی یہ ہے کہ ہر ہر مسئلہ کی دلیل نہ جانتے ہوئے کسی صاحب استنباط سے اس خیال سے حکم شرعی معلوم کیا جائے کہ یہ عارف و فقیہ شرع سے اخذ کر کے ہمیں بتائے گا۔ تقلید مذموم کے دائرہ سے باہر ہونے کے لئے اتنی ہی دلیل کافی ہے۔

قرآن و حدیث میں جہاں بھی تقلید کی مذمت وارد ہوئی ہے اس سے تقلید حقیقی مُراد ہے اور جس جگہ اولی الامر کی اطاعت اور اہل ذکر سے سوال کا حکم ہے اس سے صرف تقلید عُرفی مُراد ہے۔ لہٰذا کسی عام مجتہد کی تقلید ہرگز تقلید ممنوع نہیں بلکہ یہ شرعاً فرض ہے۔[1]

اس تحقیقی بحث سے فاضل بہاری کا کلام نکھر گیا اور ساتھ ہی فاضل بحرالعلوم سے تمثیل میں جو تسامح ہوا تھا اس کا ازالہ بھی ہو گیا۔ نیز عرف عام و اصطلاح اصول کے معانی میں ہم آہنگی بھی پیدا ہو گئی اس کے علاوہ ساری دُنیا کے عوام تقلید کی وجہ سے غلط کاری کے موردِ الزام ہونے سے محفوظ ہو گئے۔

---

[1] امام احمد رضا۔ فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۲۰۵ مطبع اہلسنت بریلی۔

Marfat.com

علومِ عقلیہ کے ذریعہ فقہی خدمات

علوم عقلیہ میں منطق و فلسفہ اساس کی حیثیت رکھتے ہیں ایک فلسفی موجودات کے حقائق واقعیہ اور ان کے حالات سے بحث کرتا ہے۔ جبکہ ایک منطقی کا مبحث یہ ہے کہ مجہولات کو معلومات سے کس طرح حاصل کیا جائے جس میں نظر و فکر کی خطائیں نہ ہوں۔ یعنی ایک منطقی کے مطمح نظر وہ قواعد ہیں جو انسان کو فکری خطاؤں سے محفوظ رکھیں اور ایک فلسفی صرف امور واقعیہ کو بہ حیثیت واقعہ معلوم کرنے کے درپے ہوتا ہے۔ لہٰذا فلاسفہ کی طرز فکر کے اعتبار سے چار جماعتیں وجود میں آئیں۔ ایک جماعت مشائین جس نے عقل و استدلال کو ذریعہ تحقیق بنایا ساتھ ہی کسی مذہبی پابندی کو راہ تحقیق میں دخل نہ دیا۔ دوسرا گروہ متکلمین کا ہے جس نے مذہب اسلام کی پابندی کے ساتھ عقل و استدلال سے واقعات کی تفتیش کی۔ تیسری جماعت اشراقیین کی ہے جنھوں نے مذہبی طرز سے قطع نظر کرکے وجدانی طرز کو جادۂ تحقیق بنایا۔ چوتھا گروہ صوفیائے کرام کا ہے جنھوں نے وجدان سے کام لیا مگر اپنی فکری طرز اسلامی رکھی۔

اسلام اور علمائے اسلام کے نزدیک محور فکر شریعت ہی ہے لہٰذا طریقۂ تحقیق استدلال ہو یا وجدان ہمیشہ دائرۂ شریعت میں محدود رہے گا۔ اس لئے فلسفہ اور منطق کے غیر اسلامی طریقے اہل اسلام میں پسند نہیں کیے جاتے۔ بنیادی امر کتاب و سنت کو قرار دیا جاتا ہے لیکن اگر عقلی استدلال کتاب و سنت سے مزاحم نہ ہوں تو انھیں بھی مذہب اسلام میں یقیناً جگہ دی جائے گی۔ متکلمین نے اسلام کو عقلی دلائل سے ثابت کرکے علوم عقلیہ کے لئے راہ ہموار کر دی اور منطق کے قواعد و استدلال کو فقہ و اصول فقہ میں بھی جگہ دی گئی۔

Marfat.com

علامہ محب اللہ بہاری اپنی معرکۃ الآرا تصنیف "مسلم الثبوت" میں فرماتے ہیں: "المقالۃ الاولیٰ فی المبادی الکلامیۃ ومنھا المنطقیۃ"[۱] پھر اس کے بعد آپ نے منطق کے پانچ بنیادی اور واضح قواعد استدلال بیان فرمائے اور باقی کے لئے اپنی "سلم العلوم" کی طرف مراجعت کے لئے اشارہ فرمایا۔

اعلیٰ حضرت نے بھی قواعد عقلیہ کی روشنی میں بہت سے مباحث فقہیہ کا اضافہ فرمایا ہے۔ بلکہ اس میں کافی ایجادات اور تحقیقات نادرہ بھی پیش کی ہیں لیکن آپ فی نفسہ ان فنون عقلیہ میں مہارت رکھنے کے باوجود انھیں ناپسند فرماتے تھے ہاں جن مقامات پر فنون کے بعض قواعد شرع کے لئے فائدہ بخش ثابت ہوئے انھیں قبول فرمایا ہے۔ منطق کے قواعد عکس وتناقض نیز ترتیب کو جابجا برتا ہے۔ اس طرح لازم وملزوم کے احکام یا شرائط وموانع اور ان کے متعلقات کو بھی استعمال فرماتے ہیں اس مقام پر پہلے ہم بعض مثالیں قواعد منطقیہ کے برتنے کے متعلق پیش کرتے ہیں۔

(۱) کسی شئی کی نفی کے کتنے طریقے ہوسکتے ہیں اس سلسلہ میں آپ منطقی استدلال تحریر فرماتے ہیں۔

ایجاب وسلب تناقص میں جمع نہیں ہوسکتے۔ وجودِ شئی اس کے لوازم کے وجود کا مقتضی اور ان کے نقائض ومنافیات کا نافی ہے کہ لازم کا منافی موجود ہو تو لازم نہ ہو اور لازم نہ ہو تو شئی نہ ہو۔ تو ظاہر ہوا کہ سلب شی کے تین طریقے ہیں اول خود اس کی نفی مثلاً کوئی کہے انسان ہے ہی نہیں دوم اس کے لوازم سے کسی شئی کی نفی مثلاً کہے انسان تو ہے لیکن وہ ایک ایسی شئی کا نام ہے جو حیوان یا ناطق نہیں۔ سوم اس کے منافیات سے کسی شئی کا اثبات مثلاً کہے انسان حیوان ناہق یا صاہل سے عبارت ہے ظاہر ہے کہ ان دونوں پچھلوں نے اگرچہ زبان سے انسان کو موجود کہا مگر

---

[۱] علامہ محب اللہ بہاری۔ مسلم الثبوت ص ۱۰ مطبع مجیدی کانپور۔

Marfat.com

حقیقۃً انسان کو نہ جانا وہ اپنے زعم باطل میں کسی ایسی چیز کو انسان سمجھے ہوئے ہیں جو ہرگز انسان نہیں تو انسان کی نفی اور اس سے جہل میں یہ دونوں اور وہ پہلا جس نے سرے سے انسان کا انکار کیا سب برابر ہیں فقط لفظ میں فرق ہے۔ مولا عزوجل کو جمیع صفات کمال لازم ذات اور جمیع عیوب و نقائص اس پر محال بالذات کہ اس کے کمال ذاتی کے منافی ہیں کفار میں ہرگز کوئی نہ ملے گا جو اس کی کسی صفات کمالیہ کا منکر یا معاذ اللہ اس کے لئے کسی عیب و نقص کا مثبت نہ ہو تو دہریئے اگر قسم اول کے منکر ہیں کہ نفس وجود سے انکار رکھتے ہیں باقی سب کفار دو قسم اخیر کے منکر ہیں کہ کسی کمال لازم ذات کے نافی یا کسی عیب منافی ذات کے مثبت ہیں بہر حال اللہ عزوجل کو نہ جاننے میں وہ اور دہریئے برابر ہوئے وہی لفظ و۔ طرز ادا کا فرق ہے۔ دہریوں نے سب سے انکار کیا اور ان دہریوں نے اپنے اوہام تراشیدہ کا نام خدا رکھ کر لفظ کا اقرار کیا مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ[1] دیکھو تو وہ جس نے اپنی خواہش کو خدا بنا لیا و لہٰذا آیت کریمہ "لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ" کے تتمہ میں ارشاد ہوا قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۝[2] اگر ان سے پوچھو کہ آسمان و زمین کا خالق کون ہے؟ کہیں گے اللہ "قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ" تم کہو حمد اللہ کو کہ اس کے منکر بھی ان صفات میں اسی کا نام لیتے ہیں اپنے معبودان باطل کو اس لائق نہیں جانتے۔ مگر کیا اس سے یہ کوئی سمجھے کہ وہ اللہ کو جانتے ہیں نہیں نہیں "بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ" اکثر اسے جانتے ہی نہیں۔ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ۝[3] وہ تو یوں ہی اپنی سی اٹکلیں دوڑاتے ہیں جیسے اور بہتیرے معبود گڑھ لئے کہ اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ[4] وہ تو نرے نام ہیں کہ تم نے اور تمہارے

---

[1] قرآن پاک پارہ ۱۹ سورہ الفرقان رکوع ۴۔ [2] قرآن پاک پارہ ۲۱ سورہ لقمٰن رکوع ۱۲۔

[3] قرآن پاک۔ پارہ ۲۵ سورہ زخرف رکوع ۵ [4] قرآن پاک پارہ ۲۷۔ سورہ نجم رکوع ۵

Marfat.com

باپ دادوں نے دھر لئے اللہ نے ان کی کوئی سند نہ اُتاری یوں ہی اپنی اندھی اٹکل سے ایک سب سے بڑی ہستی خیال کر کے اس کا نام اللہ رکھ لیا ہے حالانکہ وہ اللہ نہیں کہ جس صفات کی اسے بتاتے ہیں اللہ عزّوجل ان سے بہت بلند و بالا ہے "تعالیٰ اللّٰہ عمّا یقول الظّالمون" علوًّا کبیرًا ہ سُبحٰن ربّ العرش عمّا یصفون ہ رہا یہ کہ یہاں اکثر سے نفیِ علم فرمائی۔[1]

(۲) منطق میں ایک قضیہ ممکنہ عامہ ہوتا ہے اس قضیہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی کام کے حکم کا جانب مخالف غیر ضروری قرار دیا جائے۔ امکان کذب الٰہی کے متعلق بحث کرتے ہوئے امکان عام و خاص کا استعمال ایک عام فہم انداز میں عرف کے مطابق کرتے ہوئے استدلال کرتے ہیں۔

"یہ کہ جب اُس کا کذب ممکن ہوا تو اس کا صدق ضروری نہ رہا اور جب اس کا صدق ضروری نہ رہا تو اس کی کون سی بات پر اطمینان رہے گا ہر بات میں احتمال رہے گا کہ شاید جھوٹ کہہ دیا ہو۔ جب جھوٹ بول سکتا ہے تو اس یقین کا کیا ذریعہ ہے کہ اس نے کبھی نہ بولا ہو۔ کیا اسے کسی کا ڈر ہے یا اس پر کوئی حاکم وافسر ہے جو اسے دبا دے گا اور جو بات وہ کر سکتا ہے نہ کرنے دے گا یا وہ ذریعہ صرف یہی ہو سکتا تھا کہ خود اس کا وعدہ ہو کہ ہمیشہ صحیح بولے گا یا اس نے فرما دیا ہے کہ میری سب باتیں سچی ہیں مگر جب اُس کا جھوٹ ممکن ٹھہرا تو سرے سے اس وعدہ و فرمان ہی کے صدق پر کیا اطمینان رہا ہو سکتا ہے کہ پہلا جھوٹ ہی بولا ہو۔ معاذ اللہ اُس کا کذب ممکن مان کر دین و شریعت، اسلام و ملّت کسی کا اصلاً پتہ نہیں رہتا۔ جزا و سزا جنّت و نار حساب و کتاب، حشر و نشر پر ایمان کا کوئی ذریعہ نہیں رہتا۔"[2]

---

[1] امام احمد رضا۔ فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۳۱، مطبع اہلسنت۔ بریلی۔

[2] امام احمد رضا۔ سبحٰن السبوح ص ۱۳۶۔ شاہی پریس۔ لکھنؤ۔

Marfat.com

(۳) رقت و سیلان کے معنی کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ شرنبلالی کا ایک قول نقل فرماتے ہیں۔ ان کل ما لا ینعصر لیس برقیق[1]۔ علامہ شرنبلالی کے پیش کردہ اس قاعدہ پر بطرز منطق معارضہ قائم فرماتے ہیں۔ فعکسہ کل رقیق ینعصر ٭ وفیہ نظر لا یستتر فان الدھن رقیق ولا ینعصر[2] ٭

(۴) فقہ میں نواقض وضو سے متعلق ایک کلیہ موجود ہے۔ مالیس بحدث لیس بنجس۔ اس کی شرح میں علماء فرماتے ہیں کہ اس قضیہ کا عکس نہیں۔ علامہ شامی نے اس شرح کا مطلب تحریر فرمایا۔ یرید بہ العکس المستوی لانہ جعل الجزء الاول ثانیا والثانی اولا مع بقاء الصدق والکیف بحالھم۔

اعلیٰ حضرت نے علامہ شامی کی یہ توجیہ قابل اعتراض قرار دی کہ عکس مستوی میں اصل قضیہ کی طرح صدق کا باقی رہنا ضروری ہے کہ یہ عکس لازم اصل ہے تو اس کی نفی کیونکر ہو سکتی ہے لہذا یہاں نفیِ عکس سے عکس عرفی کی نفی مراد ہے۔ ھذہ زلۃ واضحۃ فانھم لو ارادو بہ العکس المنطقی لکان نفیہ نفی الاصل لان العکس من اللوازم ولم یلتفت رحمھم اللہ تعالیٰ الی قول نفسہ مع بقاء الصدق فاذا کان الصدق باقیا فکیف یصح نفیہ بل الحق انھم یریدون فی امثال المقام نفی العکس العرفی وھو عکس الموجبۃ الکلیۃ کنفسھا تقول کل حلال طاھر ولا عکس ای لیس کل طاھر حلالا وھذا معھود متعارف فی الکتب العقلیۃ۔ ایضا تراھم یقولون ارتفاع العام یستلزم ارتفاع الخاص ولا عکس ونفی اللازم یستلزم نفی الملزوم ولا عکس الی غیر ذلک وھذا اظھر من ان یظھر[3]۔

---

[1] امام احمد رضا فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۴۸۷۔ مطبع کشمیری بازار لاہور۔
[2] 〃 〃 〃 〃 〃 〃
[3] 〃 〃 〃 ۶۳ 〃 〃

Marfat.com

⑤ لہو ولعب، عبث و باطل کے معنی سے بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ اکثر علماء نے عبث کا معنی بے فائدہ کام تحریر فرمایا ہے "مراقی الفلاح میں فرمایا عمل لافائدۃ فیہ ولا حکمۃ تقتضیہ" اس طرح آپ نے عبث کی معنی بارہ طرز پر متعدد کتابوں سے نقل فرمایا اور ایک منطقیانہ تحقیق اس طرح تحریر فرمائی۔

جس طرح عاقل سے کوئی فعل اختیاری اس وقت تک صادر نہ ہوگا جب تک کہ تصور بوجہ ما اور تصدیق بفائدۃٍ ما نہ ہو یوں ہی انسان کے ہوش و حواس جب تک حاضر ہیں بغیر کسی شغل کے نہیں رہتا خواہ عقلی ہو جیسے کسی قسم کا تصور یا عملی ہو جیسے جوارح سے کوئی حرکت۔ تو کسی قسم کا شغل ہو نفس کے لئے اس میں اپنی عادت کا حصول اور اپنے مقتضی کا تیسر ہے اور یہ خود اس کے لئے ایک نوع نفع ہے اگرچہ دین و دُنیا میں سوائے ایک عادت بے معنی کی تحصیل کے اور کوئی ثمرہ و نفع اس پر مرتب نہ ہو بایں معنی کوئی فعل اختیاری فاعل کے لئے اصلاً فائدہ سے عاری محض نہ ہوگا ہاں یہ ممکن کہ وہ فائدہ قضیۂ شرع بلکہ قضیۂ مرضیۂ عقل سلیم کے نزدیک بھی مثل لافائدہ و محض غیر معتد بہا ہو بلکہ ممکن کہ اس کا مآل ضرر بحت ہو جیسے کہ کفار کی عبادت شاقہ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ؕ[1]

⑥ فلاسفہ مشائین کے نزدیک جسم متصل واحد ہے اور ہیولی اور صورت جسمیہ سے مرکب ہے لیکن متکلمین فرماتے ہیں کہ جسم کی ترکیب جواہر فردہ (ایٹم) سے ہے برتن کے پانی کے کسی حصہ کے مستعمل یا نجس ہونے سے پورے برتن کا پانی نجس کیوں قرار دیا جاتا ہے اس سلسلہ میں جسم کے متصل واحد ہونے اور متکلمین کے طور پر اجزاء لایتجزیٰ سے مرکب ہونے کی بحث کی ہے اور اتصال جسم پر صدر شیرازی کے پیش کردہ

---

[1] امام احمد رضا فتاویٰ رضویہ ص ۱۹۹ - ج ۱ - اہلسنت - کشمیری بازار لاہور

[2] " " " " " ۲۰۰ " " " "

Marfat.com

بارہ براہین ہندسیہ کا رد ایک ہی جواب سے فرمایا ہے[1]۔

والحق مایظہر للعبد الضعیف غفرلہ ان الماء ان کان شیئاً واحداً متصلا حقیقۃ کما تزعمہ الفلاسفۃ فلا شک ان لقاء بعضہ لقاء کلہ بل لابعض ھناک لعدم التجزی بالفعل وان کان اجزاءً متفرقۃ کما ھو عندنا ان تألف الاجسام من جواھر فردۃ تتجاور ولا تتلاصق لا ستحالۃ اتصال جزئین۔ القول وکل ما تجشم الفلاسفۃ وخدمہ من اقامۃ براھین ھندسیہ وغیرھا علی استحالۃ الجزء وقد اوصلہ الشیرازی فی شرح الغوایہ المسماۃ ھدایۃ الحکمت الی اثناعشر وسماھا حججا انما تدل علی استحالۃ الاتصال دون امتناع نفس الوجود للاجزاء ومبنی الھندسۃ علی توھم خطوط متصلۃ ولا حاجۃ لھا الی وجودھا عینا فضلاً عن اتصالھا کالھیئۃ تبتنی علی توھم مناطق ومحاور واقطاب ودوائر وان لم یکن لھا وجود عینی بل اولی فان الھندسۃ تستغنی عن وجودھا لوجود المنافی ایضاً۔ فلا یرد علینا شئ من ذلک وللہ الحمد وقد اغفل ذلک کثیر من المتکلمین فاختاروا فی دفع شبھۃ المتفلسفین وباللہ التوفیق بل الجسم عندنا اجزاء متفرقۃ حقیقۃ متصلۃ حسا کما تری فی الھباء عند دخول الشمس فی الکوۃ بل فی الدخان و البخار والغبار فحینئذ لا اتصال حقیقۃ بشئ من الماء بشئ من البدن فلو اعتبرت الحقیقۃ لم یتنجس الماء بوقوع شئ من الخبث فظھر ان الشرع المطھر قد اعتبر الحس فھھنا ولا شک ان کلہ فی الحس شئ واحد کما ھو فی الحقیقۃ عند المتفلسفۃ ولیس ثم حاجز یمنع الجواز الحسی بالبلوغ الیہ فوجب ان یکون علی ھذا ایضا لقاء بعضہ لقاء کلہ بل لا بعض لعدم التجزی حسا اما الکثیر فجعلہ الشرع لا یحتمل الخبث فلا یضرہ

---

[1] براھین ھندسیہ۔ مذکورۃ فی "صدرا" للعلامہ صدر الدین شیرازی صفحہ ۲۱ الی ۵۴۔ المطبوع فی مکتبہ علوی الواقعہ فی بلاد لکھنؤ سنۃ ۱۲۱۰ ھجری۔

Marfat.com

جواز المس وبه استقر عرش التحقيق على ان الماء لا يتنجس شئ منه بوقوع النجاسة ولو مرئية حتى ما حولها من ما يليها۔ هكذا ينبغى التحقيق ومن الله تعالى التوفيق وههنا تم الكلام للهمام ملك العلماء الكرام نفعنا الله تعالى ببركاته على الدوام فى دار السلام۔ آمين۔

اس بحث سے متعلق دوسری جگہ اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں۔ اقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق۔ اہلسنت حفظہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگرچہ ترکیب اجسام جواہر فردہ متجاورہ غیر متلاصقہ سے ہے اور یہی حق ہے۔ فقیر نے بحمد اللہ تعالیٰ اپنے فتاویٰ کلامیہ میں اسے قرآن عظیم سے ثابت کیا ہے جس کی طرف علمائے متقدمین کی نظر اب تک نہیں گئی تھی فیما اعلم واللہ اعلم اذ لم اقف علیہ فی کلامھم مگر اتصال حسی ضروری ہے۔ کما بیناہ فی رسالتنا "النمیقۃ الانقی" تمام احکام دین و دُنیا اسی اتصال مرئی پر مبنی ہیں یہ اتصال دو قسم پر ہے قوی وضعیف۔ قوی یہ ہے کہ جب تک خارج سے کوئی سبب پیدا نہ ہو انفکاک نہیں ہوتا۔ ایسی ہی شئی کا نام جامد ہے۔ پھر یہ خود قوت وضعف میں بریاں پاپڑے سے کر سنگ خارا کی چٹان اور فولاد تک مختلف ہیں مگر یہ نہ ہوگا کہ خود بخود اس کے اجزاء بکھر جائیں یا کر اُتر جائیں ـــــ ضعیف یہ ہے کہ محض مجاورت کے سوا اجزاء میں عام بستگی وگرفتگی نہ ہو ذل پیدا کرنے والا تراکم کہ اجزاء یکے بالائے دیگرے ہیں جگہ نہ پانے کے باعث ہو۔ گنجائش ملتے ہی اجزاء اُتر کر پھیلنے لگیں ایسی شئی کا نام مائع وسائل ہے اور ازاں جا کہ اجزاء میں تماسک یعنی جامدات کی مانند بستگی وگرفتگی نہیں اور میل طبعی ہر ثقیل کا جانب تحت ہے تو نشیب پاتے ہیں جو حرکت ثقیل اشیاء میں پیدا ہوتی ہے جب کہ کوئی مانع نہ ہو جامد میں سارے جسم کو معاً متحرک کرتی تھی کہ اجزاء اول

له فتاویٰ رضویہ للامام احمد رضا ج ۱ ص ۲۸۱۔ مطبع اہلسنت کشمیری بازار لاہور

Marfat.com

سے آخر تک ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے ہیں یہاں ایسا نہ ہوگا بلکہ جانب نشیب کے پہلے اجزاء حرکت میں پچھلوں کا انتظار نہ کریں گے ان کے آگے بڑھتے ہی ان کے متصل جو اجزاء تھے جگہ پائیں گے اور وہ اپنے پچھلوں کے منتظر نہ رہ کر جنبش کریں گے یوں ہی یہ سلسلہ اخیر اجزاء تک پہنچے گا تو اس جسم کی حرکت حرکتِ واحدہ نہ ہوگی بلکہ حرکات عدیدہ متوالیہ اور ازاں جاکہ اگلوں کا بڑھنا اور پچھلوں کا اُن سے آملنا مسلسل ہے کہیں انفکاک محسوس نہ ہوگا جسم واحد کے اجزاء میں اسی سلسلہ وار حرکت متوالی کا نام سیلان[۱] ہے۔

(۷) امتناع ذاتی اور امتناع بالغیر کی بحث فلسفہ الہیات کے طرز پر امکان کذب کے سلسلہ میں اِس طرح فرمائی۔

ہر ممتنع بالغیر محال بالذات کو مستلزم اور باوجود اس کے خود ممکن بالذات ہوتا ہے۔اس کا امکان ذاتی اس محال بالذات کے امکان ذاتی کو مستلزم ہونا محال بالذات۔ اور لم یہ کہ ان میں استلزام ہی عارضی تھا نہ ذاتی ورنہ محال بالذات ہوتا نہ بالغیر۔ یوں تو لازم کہ باری تعالیٰ و تقدس واجب الوجود نہ رہے یا تمام موجودات واجب بالذات۔ وجہ ملازمت سنئے۔ زید آج موجود ہوا اس کا اس وقت وجود الٰہی سبحانہ وتعالیٰ میں تھا یا نہیں اگر نہیں تو علم محیط باری جل وعلا منتفی ہوا اور انتفاء علم کہ مقتضی ذات ہے انتفاء مقتضی کو مقتضی تو باری عزّوجل معاذاللہ معدوم ہوا۔ اور اگر تھا تو اس وقت اس کا عدم بھی ممکن ذاتی تھا یا نہیں اگر نہیں تو زید واجب بالذات ہوا اور ہاں تو اس کا وقت عدم کہ ممکن بالذات ہے عدم علم اور عدم علم عدم عالم کو مستلزم تو تمہارے طور پر عدم ذاتی ممکن تو باری جل جلالہ واجب نہ ہوا[۲]

---

[۱] امام احمد رضا۔ فتاویٰ رضویہ۔ ۱۲ ص ۲۸۷، ۲۸۸ مطبع اہلسنت بریلی۔

[۲] امام احمد رضا۔ سبحٰن السبوح ص ۱۰۸ شاہی پریس لکھنؤ۔

Marfat.com

(۸) بوعلی سینا اور ابن الہشم فلسفہ مشائین کے دو عظیم امام گذرے ہیں انھوں نے حدوث الوان کے لئے روشنی کو شرط قرار دیا۔ تاریک جگہوں میں ان کے خیال میں رنگ معدوم ہوتا ہے اور روشنی آنے سے رنگ واپس آجاتا ہے۔

وقال ابن سینا وکثیر من الحکماء الضوء شرط وجود اللون فی نفسہ فاللون انما یحدث فی الجسم بالفعل عند حصول الضوء وانہ ای اللون غیر موجود فی الظلمۃ [1]

وقال ابن الھیشم مستدلاً علی ان الضوء شرط لوجود اللون لا فائری الالوان تضعف بحسب ضعف الضوء فکلما کان الضوء اقوی کان اللون اشد وکلما کان اضعف کان اضعف فکل طبقۃ من الضوء شرط بطبقۃ من اللون [2]

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ مذہب عقلاً بھی باطل ہے اور کئی احادیث اس کے مخالف بھی ہیں کیونکہ جہنم کے بارے میں روایات موجود ہیں کہ وہ تاریک اور سیاہ ہے تیرگی کے ساتھ سیاہی کا ثابت کرنا کھلی ہوئی دلیل ہے کہ وجود الوان کے لئے روشنی شرط نہیں

(۹) فلسفہ الٰہیات میں صفات واجب تعالیٰ کا ایک باب ہے اکثر حکمائے مشائین صفات باری تعالیٰ کو عین ذات قرار دیتے ہیں معتزلہ بھی اسی مسلک کے قائل ہیں لیکن متکلمین مشائخ ماتریدیہ اشعریہ کے نزدیک صفات باری تعالیٰ نہ عین ذات ہے نہ غیر ذات فلاسفہ کے نزدیک صفات ذات ہی کا نام ہے اور متکلمین کے قول کی تشریح یوں ہے۔ وھی لا ھو ولا غیرہ یعنی ان صفات اللہ تعالیٰ لیست عین الذات ولا غیر الذات فلا یلزم قدم الغیر ولا تکثر القدماء۔ والنصاریٰ و ان لم یصرحوا بالقدماء المتغائرۃ لکن لزمھم ذلک لانھم اثبتوا الاقانیم الثلاثۃ ھی الوجود والعلم والحیوۃ وسموھا الاب والابن وروح القدس وزعموا ان

---

[1] سید شریف جرجانی۔ شرح مواقف ص ۳۱۴ مطبع نولکشور لکھنؤ

[2] 〃 〃 ۳۱۵ 〃 〃

Marfat.com

اقنوم العلم انتقل الی بدن عیسٰی علیہ السلام فجوزوا الانفکاک والانتقال فکانت
ذوات متغائرۃ ولقائل ان یمنع توقف التعدد والتکثر علی التغایر بمعنی جواز الانفکاک للقطع
بان مراتب الاعداد من الواحد والاثنین والثلاثہ الی غیر ذلک متعددۃ متکثرۃ
مع ان البعض جزء من البعض والجزء لایغایر الکل وایضا لایتصور نزاع من اھل
السنہ فی کثرۃ الصفات وتعددھا متغائرۃ کانت او غیر متغایرۃ۔ فالاولی
ان یقال المستحیل تعدد ذوات قدیمۃ لاذات وصفات وان لایجترؤ علی القول بکون
الصفات واجبۃ الوجود لذاتھا بل یقال ھی واجبۃ لالغیرھا بل لما لیس عینھا و
لاغیرھا اعنی ذات اللہ تعالٰی وتقدس ویکون ھذا مراد من قال واجب الوجود لذاتہ
ھو اللہ تعالٰی وصفاتہ یعنی انھا واجبۃ لذات الواجب تعالٰی وتقدس واما فی
نفسھا فھی ممکنۃ ولا استحالۃ فی قدم الممکن اذا کان قائما بذات القدیم واجبا لہ
غیر منفصل عنہ فلیس کل قدیم الٰھا حتی یلزم من وجود القدماء وجود الاٰلھۃ
لکن ینبغی ان یقال ان اللہ تعالٰی قدیم بذاتہ موصوف بصفاتہ ولا یطلق
القول بالقدماء وئلا یذھب الوھم الی ان کلا منھا قائم بذاتہ موصوف بصفات
الالوھیۃ ولصعوبۃ ھذا المقام ذھبت المعتزلہ والفلاسفہ الی نفی الصفات و
الکرامیہ الی نفی قدمھا والاشاعرۃ الی نفی عینیتھما وغیریتھما فان قیل ھذا فی الظاھر
رفع للنقیضین و فی الحقیقۃ جمع بینھما لان المفھوم من الشئ ان لم یکن ھو المفھوم
من الاٰخر فھو غیرہ والا فعینہ ولا یتصور بینھما واسطۃ قلنا قد فسروا
الغیریۃ بکون الموجودین بحیث یقدر ویتصور وجود احدھما مع عدم الاٰخر
ای یمکن الانفکاک بینھما والعینیۃ باتحاد المفھومین بلا تفاوت اصلاً فلا یکونان
نقیضین بل یتصور بینھما واسطۃ بان یکون الشئ بحیث لا یکون مفھومہ مفھوم
الاٰخر ولا یوجد بدونہ کالجزء مع الکل والصفۃ مع الذات وبعض الصفات

مع البعض فان ذات الله تعالیٰ وصفاتہ ازلیۃ والعدم علی الازلی محال والواحد من العشرۃ یستحیل بقاءہ بدونھا وبقاءہ بدونہ اذ ھو منھا فعدمھا عدمہ ووجودھا وجودہ بخلاف الصفات المحدثۃ فان قیام الذات بدون تلک المعینۃ متصور فتکون غیر الذات کذا ذکرہ المشائخ [1]

اس کی صفت نہ عین ہے نہ غیر یعنی صفات اسی ذات ہی کا نام ہے ایسا نہیں۔ نہ اس سے کسی طرح کسی نحو وجود میں جدا ہوسکیں کہ نفس ذات کی مقتضی ہیں اور عین ذات لازم۔ [2]

شیخ عبدالغنی نابلسی نے فرمایا ہے کہ عین ذات ہونے میں یہ دونوں فریق جو کچھ کہتے ہیں ان میں حق و باطل کا فرق یہ ہے کہ معتزلہ وفلاسفہ صفات باری تعالیٰ کو ذات کے سوا کچھ نہیں مانتے اور عقلاً عین ذات قرار دیتے ہیں اہل حق فرماتے ہیں کہ صفات نظر عقل میں غیر ذات ہیں اور ان کا عین ہونا اس طور پر ہے کہ حقیقت صرف اللہ کے علم میں ہے۔

اعلیٰ حضرت نے اس مسئلہ پر مکمل تحقیق فرمائی ہے اور صفات لازمہ و مفارقہ سے متعلق مذاہب کو شمار کرکے ان کے دلائل کا تجزیہ فرمایا ہے اور متکلمین کے مسلک کی تائید فرمائی ہے

اقول وباللہ التوفیق تحقیق المقام علی ما الھمنی الملک العلام ان الصفۃ مفارقۃ ولازمۃ اما للوجود حیث الوجود غیر الموجود او لنفس الذات اما مستندۃ الیھا نفسھا او لا بل ھما مستندان جمیعًا الی جاعلھا۔ فالمفارقۃ بینۃ المغایرۃ ولا یصح لعاقل ان یتوھم عینیتھا وصفات اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ متعالیۃ عنھا بالاجماع خلافًا للکرامیۃ ولوازم الوجود دون الذات تکون الذات عاریۃ عنھا من حیث ھی ھی فکانت مفارقۃ ولو فی مرتبۃ التقرر ولا مساغ لھذا فی الصفات العلیۃ فان

---

[1] شرح عقائد النسفی ص ۳۰/۳۱ مطبع یوسفی۔ لکھنؤ۔ یو پی۔

[2] صدر الشریعۃ اعظمی۔ بہار شریعت ص ۲ مطبع یوسفی۔ لکھنؤ۔ یو پی۔

Marfat.com

وجوده تعالیٰ عین ذاته بالاجماع من دون نزاع لانه من صفاته النفسیه وانما الخلاف فی الذاتیة ولوازم الذات اذا کانت کمالات غیر مستندة الی نفسها کانت مستکملة بغیرها وهو ایضاً محال علی الله سبحانه وتعالیٰ فاذن صفاته الذاتیة لیست الا من القسم الرابع هذا هو الحق الناصع فوجودها لیس الا بوجود الذات وتقررها منطو فی تقرر الذات ولا عراء عنها الذات ولا مصداق لها وراء الذات ای صابه صدقها ومنشوها حملها وهذا هو معنی قول بعضهم لا هو بحسب المفهوم ولا غیره بحسب المصداق لان الفرق کالعنوان والمعنون اوالحد والمحدود فانه العینیة سواء بسواء وعین مازعمته المعتزلة والحکماء بیدان منهم اوهم کلامه غیر هذا واشتم منه رائحة تعری الذات عن الصفات فی بعض الحضرات کما تقدم نقله عن نسیم الریاض ومن العجب ان القائل الفاضل فیه علیه ثم وقع فیه حیث قال بل لو لم تکن موجودة کان الاثر بحاله وانی تحقق الذات عاریة من لوازمها بل لو لم تکن لان انتفاء الملزوم لازم لانتفاء اللازم فمن این یبقی للاثر اثر فهذه الزیادة التی یوهمها کلام بعضهم هی الباطلة المنکرة وعلیها شدد النکیر سیدنا الشیخ اکبر حیث قال فی الباب السادس والخمسین من الفتوحات اما سقم الاستقراء فلا یصح فی العقائد فان مبناها علی الادلة الواضحة فانه لو استقرینا کل ما ظهرت منه صنعة لوجدناه جسما فنقول ان العالم صنعة الخلق وفعله وقد تتبعنا الصناع فلم نجد صانعا الا ذا جسم والحق صانع فقال المجسمة الحق جسم تعالی الله عن ذالک علواً کبیراً وتتبعنا الادلة فی المحدثات فما وجدنا عالم بنفسه وانما الدلیل یعطی ان لا یکون عالم الا بصفة زائدة علی ذاته تسمی علماً وحکمها فیمن قامت به ان یکون عالماً وقد علمنا ان الحق عالم فلابد ان یکون له علم ویکون ذلک العلم صفة زائدة علی ذاته قائمة به تعالی الله عما تقول

Marfat.com

الشبهة علواً كبيراً كلا بل هو الله العالم الحی القادر والقاهر الخبير كل ذلك
بنفسه لا بامر زائد على ذاته اذ لو كان ذلك بامر زائد على نفسه وهی صفات
كمال لا يكون كمال الذات الا بها فيكون كماله بزائد على ذاته ونتصف ذاته
بالنقص اذا لم يقم بها هذا الزائد فهذا من الاستقراء الذی هذا دعا المتكلمين
ان يقولوا فی صفات الحق لا هی هو ولا هی غيره وفيما ذكرناه ضرب من الاستقراء
الذی لا يليق بالجناب العالی ثم انه لما استشعر بذلك القائلون بهذا
المذهب سلكوا فی العبارة عن ذلك مسلكاً اخر فقالوا ما نقلناه بالاستقراء
وانما قلنا اعطى الدليل انه ما يكون عالما الا من قام به العلم ولا بد ان
يكون امراً زائداً على ذات العالم لانه من صفات المعانی بقدر رفعه
مع بقاء الذات فلما اعطانا الدليل ذلك طردناه شاهداً وغائباً يعنی
فی الحق والخلق وهذا هروب منهم وعدول عن عين الثواب اه بحروفه
فانظر كيف رد عليهم بلزوم النقص اذا لم يقم بها هذا الزائد وكيف نقل عنهم
الافصاح بان العلم صفة بقدر رفعها مع بقاء الذات فهذا والله هو
الباطل الصراح وكل ما رده الشيخ به مما ذكر هٰهنا وما ذكر قبله من
لزوم افتقاره تعالى الى الصفات لو كانت اعياناً زائدات فهو حق
قراح اما على ما قررنا فليس فيه بحمد الله ما يحوم حومه رد وانكار
وان يكون فيه افتياق للذات المتعالية الى الصفات العالية وما هی الا
قضيتها والمستندة اليها والشئ لا يحتاج الى مقتضاه بل هو المحتاج الى
مقتضاه اذ لا قيام للصفات الا بالذات ولا مساغ هنالك استكمال
فان الكمال هو الصفة لا غيرها وهی مقتضاة نفس الذات فالذات بنفسها
اقتضت كمالها المسمى بالصفة لان الكمال شئ اخر يحصل للذات من جهة

الصفات كما يلزم على من يقدر بقاء الذات مع رفع الصفات وايضا يجئ الانكار منهم على من يقول بمحض الزيادة فى جميع المراتب وان لم يقدر ما او هو بعضهم وذلك لما فيه من انكار حضرة الاطلاق ومرتبة الجمع وانت تراهم قائلين فى تلك المرتبة بعينية العالم فضلا عن الصفات فما ذا يستنكر وكيف يبطل به حكم مرتبة الفرق وهذا الشيخ الاكبر قدس سره قائلا فى باب السبعين واربع مأة مانصه واما وصفه بالغنى عن العالم فانما هو لمن توهم ان الله تعالى ليس عين العالم وفرق بين الدليل والمدلول فالامر واحد وان اختلفت العبارات عليه فهو العالم والعلم والمعلوم وهو الدليل والدال والدلول وهو قول المتكلم ما هو غيره فقط واما قوله وما هو فهو لما يرى من انه معقول زايد على ما هو فنفى ان يكون هو وما قدر على ان يثبت هو من غير علم بصفه به فقال ما هو غيره فما رفنطق بما اعطاه فهمه فقال ان صفة الحق ما هى هو ولا هى غيره ولكن اذا قلنا نحن مثل هذا القول ما نقوله على حد ما يقوله المتكلم فانه يعقل الزايد ولابد ونحن لا نقول بالزائد الخ بعض اختصار فانظر من اى مقام يتكلم الشيخ وفى اى وادى يسير وعلى اى زيادة منه النكير وتامل اخر كلامه انا اذا قلنا نحن مثل هذا القول الخ تعلم انه لا ينكر الكلام انما ينكر المنشا من اثبات موجود سوى الله تعالى فافهم والله يتولى هداك وهذا ما افاد المولى النابلسى ان الصوفية تقول بعينية طورها وراء طور العقل فهم كما علمت لا يخصونها بالصفات بل ليس عندهم فى الدار غيره ديار ومعاذ الله ان يكون الشيخ من نفاة الصفات وهو القائل فى خطبة له ذكرها فى الفصل التاسع من الباب الحادى واسبعين بعد ثلاث مأة الحمد لله الذى ليس لاوليته افتتاح كما لسائر الاوليات الذى له الاسماء الحسنى والصفات

العلی الازلیۃ الخ وقال الشیخ عبدالوھاب الشعرانی قدس سرہ الربانی فی الیواقیت والجواھر من المبحث الثانی مبنی کتب الشیخ یعنی شیخ الاکبر قدس سرہ و مصنفاتہ کلھا فی الشریعۃ والحقیقۃ علی معرفۃ اللہ تعالیٰ و توحیدہ وعلی اثبات اسمائہ و صفاتہ وانبیاءہ ورسولہ الخ وبعد اللتی والتی یرد الاجماع المحکم المنقول عن امام الفریقین شیخ الشیوخ بمناشبہ یذکرہ لسان الطریقۃ المتکلم عن طور فوق طور المعقول وبالجملۃ فالذی نعتقدہ فی دین اللہ تعالیٰ ان لہ عزوجل صفات ازلیۃ قدیمۃ قائمۃ بذاتہ عزوجل لوازم لنفس ذاتہ تعالیٰ و مقتضیات لھا بحیث لاتقدیر للذات بدونھا وھی المفتاقۃ الی الذات لا لھا باقتضاءھا وقیامھا بھا وھی الکمالات الحاصلۃ للذات بنفس الذات فلا مصداق لھا الا الذات فلھا حقیقۃ بما ھی ھی وھی المعانی القائمۃ القدیمۃ المقتضیات للذات وحقیقۃ بما ھی وما ھی الا عین الذات من دون زیادۃ اصلاً فافھم وتثبت وایاک ان تزل فان المقام مزلۃ الاقدام وباللہ التوفیق وبہ الاعتصام[1]۔ (تحت الحاشیۃ الطولہ)

(۱۰) معتزلہ وفلاسفہ ارسال رسل کو واجب تعالیٰ پر واجب قرار دیتے ہیں یعنی واجب تعالیٰ فعل و ترک کا مختار نہیں ہے بلکہ فعل پر مضطر ہے۔ متکلمین نے فلاسفہ کے اس مسلک سے اختلاف کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ارسال رسل میں واجب تعالیٰ مختار ہے لیکن وہ رسولوں کو ضرور مبعوث فرمائے گا علامہ ابوالبرکات نسفی نے فرمایا۔

ارسال الرسل مبشرین ومنذرین فی حیز الامکان بل فی حیز الوجوب والظاھر استحالۃ تخلفہ[2]

امام ابن ہمام نے علامہ نسفی کی اس عبارت پر اپنی تحریر میں اعتراض فرمایا ہے

---

[1] المعتقد المنتقد ص ۸۲ تا ۹۳ [2] المعتقد المنتقد ص ۱۰۳۔

Marfat.com

کہ یہاں نسفی سے لغزش ہوئی اور آپ مذہب اعتزال کے جھانسے میں آگئے۔[1]

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ امام نسفی کا قول اعتراض سے خالی ہے کیونکہ مذہب حق سے مطابقت کی اس میں پوری گنجائش موجود ہے۔[2] اہل حق کے نزدیک اللہ تعالیٰ پر کچھ واجب نہیں ہے اور نہ اس پر کسی کا حکم ہے وہ قادر ہے یعنی کرنا نہ کرنا دونوں اس کے لئے برابر ہے کسی ایک جہت کی ترجیح اس کی صفت ارادہ سے متعلق ہے نہ صفت قدرت سے[3]

اعلیٰ حضرت نے اس ضمن میں حُسن وقبح کی بحث لکھی ہے کہ وہ عقلی ہیں یا نہیں۔ اشاعرہ کے نزدیک حُسن وقبح عقلی نہیں ہیں لہٰذا فرماں بردار کو ثواب دینا کافر کو عذاب اور ارسال رسل وغیرہ قبل ورود حکم ان کے یہاں نہ حسن ہے نہ قبح تو ان چیزوں کا تعلق ارادہ اور حکمت سے ہوا اور ائمہ ماتریدیہ افعال میں حُسن وقبح عقلی مانتے ہیں لیکن ان کا حکم صرف اللہ کی طرف سے عقل کو دخل نہیں تو شئی ممکن بالذات ہوگی تعلق قدرت کے قابل ہے کہ مطلق قدرت امکان ذاتی سے متعلق ہے اور امتناع بالغیر تعلق قدرت سے مانع نہیں اللہ کے علم وخبر کے خلاف جو ممکن بالذات ہیں ان کا وقوع محال ہے کیونکہ ارادہ کا تعلق صرف امکان سے نہیں ہے بلکہ امکانِ وقوعی سے ہے جس کا نکتہ یہ ہے کہ تعلق قدرت سے وجود شئی لازم نہیں آتا اور تعلق ارادہ سے وجود منفک نہیں ہوسکتا۔

الحاصل جملہ ممکنات مقدرات الٰہیہ ہیں مطابق حکمت ہوں یا نہ ہوں لیکن ان سے ارادہ کا تعلق اس صورت میں ہوگا کہ وہ مطابق حکمت ہوں ورنہ سفاہت لازم آئے گی تو جو شئی موافق حکمت ہوگی باری تعالیٰ سے اس کا صدور ارادہ و اختیار سے بطور وجوب ہوگا۔ قول فلاسفہ کے طور پر نہیں کہ جو موافق امور کا صدور

---

[1] المعتقد المنتقد ص ۱۰۳ ۔ [2] المعتقد المنتقد ص ۱۰۵ [3] المعتقد المنتقد ص ۱۰۵

Marfat.com

بطور ایجاب مانتے ہوں اور اس کے خلاف سے تعلق قدرت کو ناممکن قرار دیتے ہوں۔ پھر اعلیٰ حضرت نے اپنی تشریح کی تائید میں ملا بحرالعلوم اور ملا بہاری کی عبارتیں نقل فرمائی ہیں اس کے بعد فرماتے ہیں کہ خلاف حکمت شئی پر قدرت ہونیکا معنی یہ نہیں ہے کہ مخالفت حکمت بھی تحت قدرت ہے یا حکمت بھی مقدور ہے اس لئے کہ مقدوریت نفس شئی سے متعلق ہے نہ کہ مخالف حکمت ہونے کی حیثیت سے ورنہ جہل وسفاہت لازم آئیں گے وھما محالان علی اللہ تعالیٰ اور ارادہ کا تعلق مطابق حکمت سے ہوتا ہے لہٰذا حکمت کی مطابقت واجب ہے۔

الحاصل جو باتیں واجب تعالیٰ کے لئے نقص ہوں جیسے کذب، جہل اور عجز وغیرہ یا اپنے علم اور حکمت یا قدرت یا اور کسی صفت کا معدوم کرنا یہ سب محال بالذات ہیں اور جو فی نفسہٖ نقص نہ ہوں بلکہ کسی خارجی سبب سے جیسے علم وخبر کے خلاف کسی کام پر قدرت کا ہونا تو وہ محال بالغیر ہے لہذا متعلق قدرت ہے اور اس سے ارادہ کا تعلق ممکن نہیں۔ فرماں بردار کو ثواب دینا نافرمان کو عذاب، رسولوں کی بعثت اور انزال کتب وغیرہ عقلاً واجب نہیں ہیں اور ان کی مخالفت عقلاً محال نہیں لیکن مطابقت حکمت ہونے کی وجہ سے واجب بالغیر اور خلاف حکمت ہونے کی وجہ سے محال بالغیر ہیں[1]

---

[1] المعتقد المنتقد ص ۱۰۵ تا ۱۰۹ (ملخصاً)

Marfat.com

ریاضی و جغرافیہ سے مسائل شرعیہ کا استحکام

دُنیا میں جتنے عُلوم و فنون ہیں ہر ایک سے احکام دینیہ کی تقویت و تائید کا کام لیا جا سکتا ہے لیکن فنی مہارت کے بغیر کسی بھی علم سے اس موضوع پر کام لینا عادتاً محال ہے اسی لئے علمائے دین کی ایک جماعت نے ہر دَور میں کسی نہ کسی عقلی یا ریاضی فن میں مہارت کی طرف توجہ کی اور اس سے دینی مسائل کے لئے قوت فراہم کی۔ ان فنون میں علم ریاضی ایک بہت ہی نتیجہ بخش اور صحیح رہنما فن ہے تجربات کی ہزاروں منزلوں سے گذرنے کے بعد اس فن کو وہ مقام حاصل ہوا کہ کسی عقلی فن کو صحت کے نتیجہ کے اعتبار سے یہ مقام نہ مل سکا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قضایا میں کئی ایسے واقعات ملتے ہیں کہ آپ علم الحساب سے مشکل سے مشکل مقدمات کا آناً فاناً فیصلہ فرما دیتے۔

قرآن مجید میں میراث کے تقسیم کے ضوابط و احکام بالکل حسابی طرز پہ ہیں۔ صحابہ کرام سے لے کر آج تک تقسیم ارث کے جو قواعد ملتے ہیں ان سے یہ صاف واضح ہے کہ انوار رسالت کی تجلیات نے صحابہ کرام کو علم الحساب میں بھی مہارت تامہ فرمائی تھی کہ حساب کے وہ مسائل جو کئی منزلیں طے کرنے کے بعد نتیجہ بخش ثابت ہوتے ہیں صحابہ و تابعین انھیں قرطاس و قلم کی مدد کے بغیر منٹوں میں طے فرما دیتے

اسی طرح مختلف دیار و امصار میں دور دراز مقامات پر عہد صحابہ کی

Marfat.com

تعمیر کردہ مساجد اس بات پر شاہد عدل ہیں کہ جہت قبلہ متعین کرنے میں وہ علم ہیئت اور جغرافیہ کے اچھے ماہر تھے۔ کیونکہ آج ریاضی اصول پر سروے کرنے کے بعد بھی ان کو قبلہ سے سر مو متجاوز نہیں پایا جاتا۔

علامہ برجندی علوم ریاضیہ میں درجۂ امامت رکھتے تھے آپ جیّد فقیہ بھی تھے۔ فقہ، ریاضی اور علم ہیئت میں آپ کی کئی عظیم الشان تصانیف آپ کی وجاہت علمی کا خطبہ پڑھ رہی ہیں علامہ موصوف نے علم فقہ کو ریاضی سے بہت سارے فوائد مہیا کئے۔

اعلیٰ حضرت ایک عظیم المرتبت فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ ریاضی کے بلند پایہ امام تھے محقق طوسی جیسے مہندس (Geometrician) اور ہیئت کے ماہر کی مختلف خطاؤں کی طرف اعلیٰ حضرت نے نشاندہی فرمائی ہے جس سے اس فن میں آپ کی مہارت آشکارا ہوتی ہے۔

سر ضیاء الدین ریاضی کے جن مسائل میں مدتوں متحیر رہے اعلیٰ حضرت نے منٹوں میں ان کی تشفی فرمادی۔

علم ریاضی سے اعلیٰ حضرت نے علم فقہ کی جتنی خدمتیں کیں، پوری تاریخ اسلام میں ایک مثالی کارنامہ ہے مثلاً سمت قبلہ، طلوع وغروب، اوقات صوم وصلوٰۃ کی تخریج، زکوٰۃ و فطرہ کے لئے اوزان و پیمانہ کا تعین۔ مسافت سفر کی تقدیر وغیرہ بے شمار مسائل پر آپ کی نادر تحقیقات اور ایجادی قواعد و ضوابط نے فقہ اسلامی میں ایک مہتم بالشان باب کا اضافہ کیا ہے۔

مسافت قصر کا تعین۔

نماز قصر کا حکم سفر کی وجہ سے ہے قرآن حکیم میں ہے وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ۔ احادیث سے تین روز کی مسافت

Marfat.com

سے سفر ثابت ہوتا ہے۔ عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تسافر المرأة ثلثة ایام الا ومعھا ذو رحم محرم[1] اور بعض صحابۂ کرام نے اسے چار منزل سے تعبیر کیا تھا وکان ابن عمر وابن عباس یقصران ویفطران فی اربعة برد وھو ستة وعشر فرسخا[2]۔

فقہائے حنفیہ بھی اس کے قائل ہیں کہ تین دن کی مسافت کا سفر موجب قصر ہے لیکن چونکہ سال میں دنوں کی مقدار یکساں نہیں ہوتی اس لئے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس قسم کے دن مراد لئے جائیں صاحب درمختار نے سال کے چھوٹے دنوں کا اعتبار کیا ہے۔ "مسیرة ثلاثة ایام ولیالیھا من اقصر ایام السنة ولا یشترط سفر کل یوم الی اللیل بل الی الزوال[3]"

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں بات یہیں ختم نہیں ہوتی بلکہ عرض البلد ۶۶/۳۰ سے ۹۰ عرض البلد تک دن ایک گھنٹہ یا کم کا بھی ہوتا ہے۔ اس لئے مسافت قصر میں جو ایام معتبر ہیں معتدل بلاد کے حساب سے شمار کئے جائیں گے۔

"واقصر النھار ثمہ اکثر من سبع ساعات قریبا من ثمان وانما یکون النھار ساعة او اقل بعد عرض ۶۶/۳۰ ۶۶/۳۰ قریبا من تمام المیل الکلی کما لا یخفی علی عارف الفن واللہ تعالیٰ اعلم[4]"

علامہ شامی کی تحقیق بھی اعلیٰ حضرت کے اس قول سے مناسبت رکھتی ہے لیکن انھوں نے اس موقع پر مثال میں بلغاریہ وغیرہ کو خارج کیا ہے کہ وہاں کے چھوٹے دن ایک گھنٹہ سے کم کے بھی ہوتے ہیں ان کا شمار نہ کیا جائے ورنہ وہاں تین گھنٹوں کی مسافت سفر پر قصر کا جواز ثابت ہو جائے گا۔ فلا یرد ان

---

[1] بخاری۔ ج۱ ص ۱۴۷ [2] بخاری ج۱ ص ۱۴۸ [3] درمختار ج۱ ص ۵۲۶۔

[4] جد الممتار ص ۲۲۶۔

Marfat.com

اقصر ایام السنۃ فی بلاد بلغار یہ قد تکون ساعۃ او اکثر او اقل فیلزم ان یکون مسافۃ السفر فیھا ثلاث ساعات او اقل[1]

علامہ شامی کی اس تمثیل پر اعلیٰ حضرت معروضہ قائم فرماتے ہیں کہ بلغاریہ کا سب سے چھوٹا دن تقریباً آٹھ گھنٹے کا ہوتا ہے تو یہ مثال قاعدہ پر منطبق نہیں ہے کہ ایک گھنٹہ کا دن عرض ۶۶ درجہ سے پہلے ہوتا ہی نہیں۔ لیس ھکذا عرض بلغار اقل من ۴۹ ط۔[2]

دوسری بحث یہ ہوتی ہے کہ فقہاء نے نصف النہار تک کی سیر کو ایک یوم کی سیر قرار دیا ہے۔ وھل یشترط سفر کل یوم الی اللیل اختلفوا فیہ والصحیح انہ لا یشترط حتی لو بکر فی الیوم الاول ومشی الی الزوال ثم فی الیوم الثانی کذلک ثم فی الیوم الثالث کذلک فانہ یصیر مسافراً[3]

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں مشقت و عادت کا اعتبار کیا گیا ہے لہذا اگر کوئی شخص ایک ہی دن میں تین روز کی راہ طے کرے تو اس کے لئے قطعاً حکم قصر ثابت ہوگا۔ الحکم ثابت علی المشقۃ الی قولہ فافھم۔[4]

قصر کے معاملہ میں تیسرا مسئلہ مسافت قصر کی تعین و تقدیر کا ہے ظاہر روایت میں تین دنوں کا اعتبار کیا گیا ہے۔ صاحب ہدایہ نے اسی پر اعتماد کیا ہے اور تقدیر فرسخ کو غیر صحیح قرار دیا ہے۔ لان المذکور فی ظاھر الروایۃ اعتبار ثلاثۃ ایام کما فی الحلیۃ۔[5]

حلیہ میں ہے" قال المرغینانی وعامۃ المشائخ قدروھا بالفراسخ وقیل احد وعشرون فرسخاً وقیل ثمانیۃ عشر فرسخاً المرغینانی وعلیہ الفتویٰ۔[6]

---

[1] شامی ج۱ ص ۵۲۶۔ [2] جدالممتار ص ۲۲۶۔ [3] بحرالرائق ج۲ ص ۱۳۹، ۱۴۰۔
[4] جدالممتار ج۱ ص ۲۲۶ [5] ردالمحتار ج۱ ص ۵۲۷۔ [6] حلیہ ص ۲۶۲۔

Marfat.com

لیکن شامی نے اٹھارہ فرسخ کے مسافت سفر ہونے پر فتویٰ دیا ہے فقیل احد وعشرون وقیل ثمانیۃ عشر وقیل خمسۃ عشر والفتوی علی الثانی لانہ اوسط[1]۔

غنیہ میں ہے" وقیل ثمانیۃ عشر قال مرغینانی وعلیہ الفتوی وقال العتابی فی جوامع الفقھیہ وھو المختار۔[2]

اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ اس قول کا مفتی بہ ہونا کفایہ میں محیط سے منقول ہے اور انقروی نے اسی پر فتویٰ تحریر کیا ہے۔ خزانۃ المفتیین میں ظہیریہ سے اور بحرالرائق میں نہایہ سے ایسا ہی نقل کیا ہے لہذا اٹھارہ فرسخ پر زیادہ مشائخ کا فتویٰ ہے

قولہ الفتوی علی الثانی[3]

کذا فی الکفایہ حیث قال بعد ما ذکر مثل ما ھنا الفتوی علی ثمانیۃ عشر لانھا اوسط الاعداد کما فی المحیط اھ وکذالک نقل الفتوی علیہ الانقروی فی فتواہ عن المحیط البرھانی وفی خزانۃ المفتیین برمز ظ للفتاوی الظھیریہ وفی البحر عن النھایہ ثم رد علیہ بما اجاب عنہ الشیخ اسمعیل کما نقلہ فی منحۃ الخالق[4]

علامہ شامی نے فرسخ کے معتبر نہ ہونے پر صاحب درمختار کی تائید میں یہ وجہ پیش کی ہے کہ راستوں کی نوعیت کے اختلاف سے فرسخ کی تعداد بھی مختلف ہوتی رہتی ہے ہموار اور پہاڑی اور خشکی و دریائی راستوں میں فرسخ یکساں نہیں ہوتے اس کے برخلاف مرحلوں کا اعتبار متناسب ہوتا ہے۔

امام ابن ہمام فرماتے ہیں کہ فرسخوں کی مقدار میں علماء کا جو اختلاف ہے وہ اپنے یہاں کے رواج کے اعتبار سے ہے۔[5]

---

[1] شامی ج۱ ص ۵۲۷۔ [2] غنیہ ص ۵۳۵۔ [3] جدالممتار ص ۲۲۶۔
[4] جدالممتار ص ۲۲۷۔ [5] فتح القدیر ص ۲۲۰۔

Marfat.com

راستے اگر دشوار گزار ہوں تو تین دن میں پندرہ فرسخ سے کم مسافت طے ہوگی تو حدیث پر عمل نہ ہو پائے گا۔ان عبارتوں سے واضح ہوتا ہے کہ منزلوں کا شرعاً اعتبار ہے اور یہ کہ ایک منزل ایک دن کی مسافت ہوتی ہے اور یہ بھی کہ راستوں کی نوعیت کے اعتبار سے مسافت مختلف ہوسکتی ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ منازل کی مسافتیں ہر جگہ یکساں نہیں اسی لئے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احتیاط پر عمل کو ضروری قرار دیا کیونکہ عبادات میں شہادت کا دفاع مقتضا احتیاط ہے۔موجبات غسل کا بیان کرتے ہوئے صاحب ہدایہ نے فرمایا۔ انه متی وجب من وجه فالاحتیاط فی الایجاب[1]

امام ابن ہمام فرماتے ہیں۔ والاحتیاط واجب وھو العمل بالاقوی من الوجهین فوجب۔[2]

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ہمارے بلاد ہند میں ہر منزل بارہ کوس کی ہوتی ہے اور مروجہ میل سے $\frac{8}{5}$ میل ہوتا ہے اس اعتبار سے ایک منزل = بارہ کوس × $\frac{8}{5}$ = $\frac{96}{5}$ × ۳ منزل = $\frac{288}{5}$ = ۵۷ $\frac{3}{5}$ میل ۱۹ $\frac{1}{5}$ میل کی ایک منزل ہوئی تو تین منزلیں ۵۷ $\frac{3}{5}$ میل ہوگئی۔[3]

اگر فرسخ تین میل کا ہوتا ہے جیسا کہ ردالمحتار ج ۱ ص ۱۵۵ میں ہے تو اعلیٰ حضرت کی تحقیق پر مسافت قصر ۱۹ $\frac{1}{5}$ فرسخ پر ہے تو اس تحقیق سے کئی فوائد حاصل ہوئے۔

(۱) مفتی بہ قول میں فرسخ کو انگریزی میل میں تبدیل کرنے کی کوئی صورت نہ تھی وہ اس سے معلوم ہوا۔

(۲) ہندوستان کی راہیں نشیب و فراز ہر قسم پر مشتمل ہیں تو اس تحقیق پر

---

[1] ہدایہ ص ۲۴ [2] فتح القدیر ص ۲۴ [3] فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۶۶۱

Marfat.com

عمل کرنے میں میانہ پسندی بھی شامل ہوئی کیونکہ احکام میں اوساط کا اعتبار ہوتا ہے۔

(۳) ریاضی تخریج میں تحقیق مشتبہ نہیں رہتی۔

(۴) ۴۸ میل پر قصر کا فتویٰ احتیاط و تحقیق کے خلاف ہے۔

مسئلہ طلوع وغروب۔

طلوع وغروب کے وقت نماز کی ممانعت حدیث شریف میں وارد ہے حنفیہ کے نزدیک اس کا معنی یہ ہے کہ قرص آفتاب میں اتنا تغیر آجائے کہ اس پر بے تکلف نگاہ پڑنے لگے۔ بحرالرائق میں ہے۔

واختار الفضلاء ان الانسان مادام یقدر علی النظر الی قرص الشمس فی الطلوع فلا تحل الصلوٰۃ فاذا عجز عن النظر حلت وھو مناسب لتفسیر التغیر المصحح کما قدمناہ واراد بالغروب التغیر کما صرح بہ قاضی خاں فی فتاواہ حیث قال عند احمرار الشمس الی ان تغیب[1] ـــــ فمتی صار القرص بحیث لا تحار فیہ العین فقد تغیرت[2]

امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی مقدار "قدر رمح" یعنی ایک نیزے کی مقدار تحریر فرمائی ہے[3] اس دور کے بعض علماء نے اس وقت کراہت کی مقدار ۱۵ منٹ تحریر کی ہے اعلیٰ حضرت نے فرمایا ہے کہ بار بار تجربہ سے یہ وقت تقریباً ۲۰ منٹ ثابت ہوا ہے۔ آپ نے اس امر کی تحقیق پر محاسبات ہندسیہ بھی استعمال کئے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ زمین کے گرد کئی میل بلندی تک بخارات کا کرہ پھیلا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے طلوع وغروب کے وقت آفتاب پر نگاہ بے تکلف جمتی ہے اور جب آفتاب بلند ہوتا ہے اور کرہ بخار کا قلیل حصہ حائل رہ جاتا ہے تو

---

[1] بحرالرائق ج ۱ ص ۲۶۳ - [2] علیہ ص ۱۳۰ - [3] بحرالرائق ص ۲۶۳ -

Marfat.com

شعاعیں زیادہ ظاہر ہوتی ہیں اور نگاہ جمنے نہیں پاتی۔ یہ حالت مشرق و مغرب دونوں جہتوں میں یکساں ہے۔

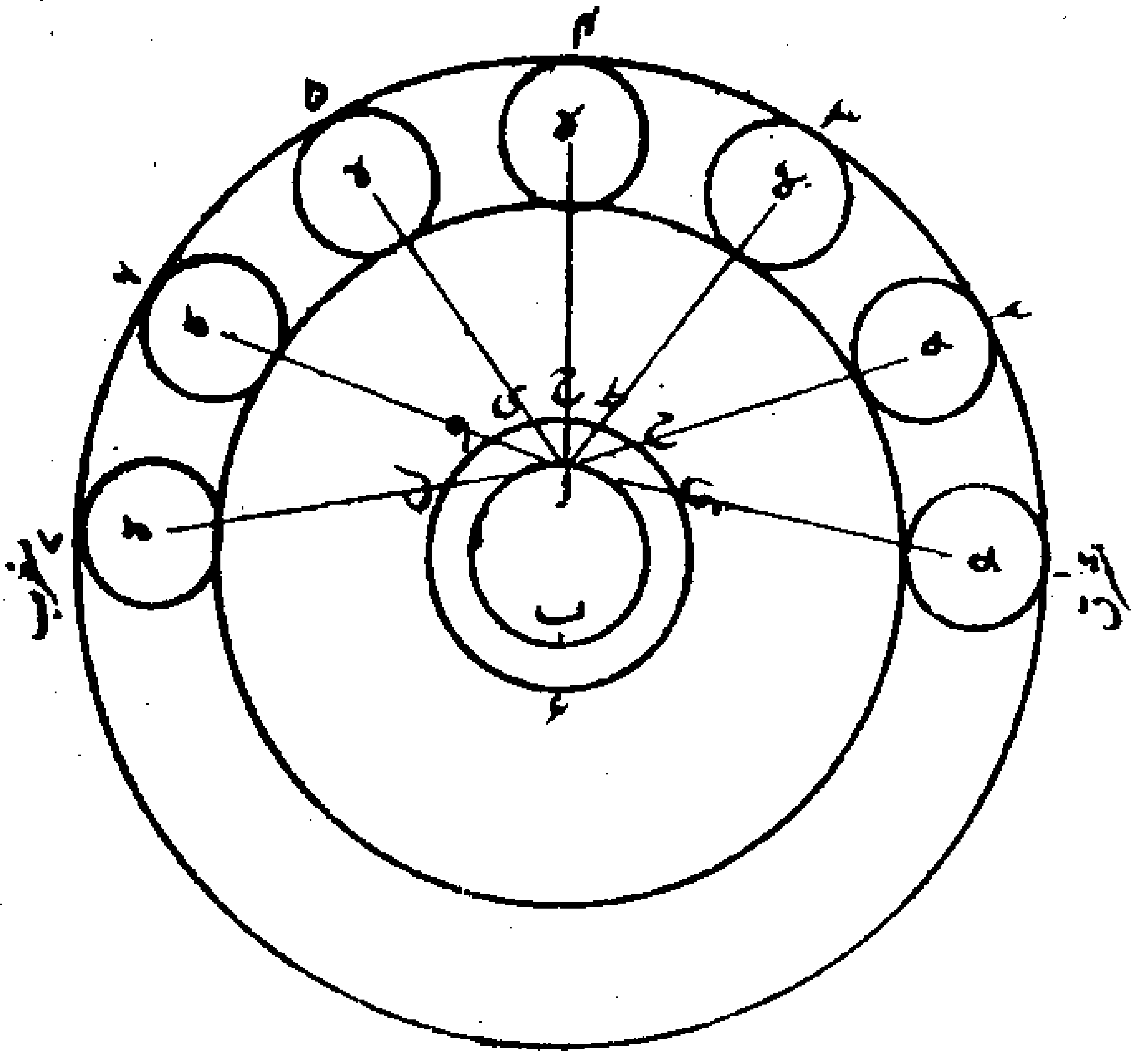

ء، ب کرہ زمین ہے۔ ا، موضع ناظر ہے یعنی سطح زمین کی وہ جگہ جہاں دیکھنے والا شخص کھڑا ہے۔ ح زمین کے سب طرف کرۂ بخار ہے جسے عالم نسیم و عالم لیل و نہار بھی کہتے ہیں اور یہ ہر طرف سطح زمین سے ۴۵ میل یا قول اوائل پر ۵۲ میل اونچا ہے اس کی ہوا اوپر کی ہوا سے کثیف تر ہے۔ تو آفتاب اور نگاہ میں اس کا جتنا زائد حصہ حائل ہوگا اتنا ہی نور کم نظر آئے گا۔ اور نگاہ زیادہ ٹھہرے گی ۷ مرکز شمس ہے ا ۷ ہر طرف وہ خط ہے جو نگاہ ناظر سے شمس پر گذرتا ہے۔ پہلے نمبر پر آفتاب افق شرقی سے طلوع میں ہے اور دوسرے تیسرے نمبر پر چڑھتا ہوا چوتھے نمبر پر ٹھیک نصف النہار پر آیا پھر پانچویں چھٹے نمبر پر ڈھلکتا ہوا ساتویں نمبر

Marfat.com

نمبر پر افق غربی پر غروب کے پاس پہنچا ظاہر ہے کہ جب آفتاب پہلے نمبر پر ہے تو خط ا ل کا حصہ ا ر کرۂ بخار میں گذرا اور دوسرے پر ا ح تیسرے پر ا ط چوتھے پر ا ح اور اقلیدس سے ثابت ہے کہ ان میں ا ر سب سے بڑا ہے اور آفتاب جتنا اونچا ہوتا جاتا ہے ا ح، ا ط وغیرہ چھوٹے ہوتے جاتے ہیں یہاں تک کہ نصف النہار پر خط ا ح سب سے چھوٹا رہ جاتا ہے۔[1]

ہم نے اپنے محاسبات ہندسیہ میں ثابت کیا ہے کہ خط ا ح یعنی دوپہر کے وقت کا خط اگر ۴۵ ہی میل ہے جب خط ا ر یعنی وقت طلوع کا خط پانچ سو اٹھانوے میل سے بھی زاید ہے پھر جب آفتاب ڈھلکتا ہے وہ خطوط اسی نسبت سے بڑے ہوتے جاتے ہیں ا ی برابر ا ط کے پڑتا ہے اور ا ک برابر ا ح کے اور ا ل برابر ا ر کے ہیں۔[2]

یہاں سے واضح ہوگیا کہ یہ قدرتی دائمی سبب ہے۔ جس کے باعث آفتاب جب نصف النہار پر ہوتا ہے اپنی انتہائی تیزی پر ہوتا ہے اور اس سے پہلے اور بعد دونوں پہلوؤں پر جتنا افق سے قریب تر ہوتا ہے اس کی شعاع دھیمی ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ شرق و غرب میں ایک حد کے قرب پر اصلاً نگاہ کو خیرہ نہیں کرتی۔ مشرق میں جب تک اس حد سے آفتاب نکل کر اونچا نہ ہو جائے اس وقت تک نماز منع اور وقت کراہت کا ہے۔ اور مغرب میں جب آفتاب اس حد کے اندر آجائے اس وقت سے غروب تک نماز منع اور وقت کراہت کا ہے تو اس بیان سے سبب بھی ظاہر ہوگیا اور یہ بھی کھل گیا کہ شرق و مغرب دونوں جانب میں یہ وقت برابر ہے نہ یہ کہ مشرق کی طرف یہ وقت پندرہ بیس منٹ رہے جو تقریباً ایک نیزہ بلندی کی مقدار ہے اور مغرب میں ڈیڑھ دو گھنٹے ہو جائے جو اس سے کئی نیزے زائد ہے۔ تجربہ سے یہ وقت تقریباً

---

[1] فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۲۵۹ - [2] فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۲۶۰

Marfat.com

ہینٹ ثابت ہوا ہے تو جب سے سورج کی کرن چمکے اس وقت سے بیس منٹ گذرنے تک نماز ناجائز اور وقت مکروہ ہوا اور ادھر جب غروب کو ۲۰ منٹ رہیں وقت کراہت آئے گا اور آج کی عصر کے سوا ہر نماز منع ہو جائے گی[1]

ہاں یہ جو بعض کا خیال ہے کہ آفتاب متغیر ہونے سے مُراد دھوپ کا پیلا ہونا ہے۔ ہرگز صحیح نہیں۔ جاڑے کے موسم میں تو آفتاب ڈھلکنے کے تھوڑی ہی دیر بعد کہ ابھی سایہ ایک مثل بھی نہیں پہنچا اور بالاجماع وقت ظہر باقی رہتا ہے یقیناً آفتاب بہت متغیر ہو جاتا ہے اور بیّن طور پر دھوپ میں زردی پیدا ہو جاتی ہے تو چاہئے کہ عصر کا وقت آنے سے پہلے ہی وقت کراہت آجائے اور نماز بے کراہت ل ہی نہ سکے اور یہ صریح باطل و محال ہے[2]

ابوالسعود علی الکنز اور طحطاوی علی الدر میں ہے۔ المراد ان یذھب الضوء فلا یحصل البصر بہ حیرۃ ولا عبرۃ لتغیر الضوء لان تغیر الضوء یحصل بعد الزوال۔[3]

یعنی تغیر آفتاب سے مراد یہ ہے کہ اس کی روشنی جاتی رہے تو نگاہ کو اس سے خیرگی حاصل نہ ہو اور دھوپ کا تغیر کچھ معتبر نہیں کہ یہ تو زوال کے بعد ہو جاتا ہے[4]۔

اوقات صوم وصلوٰۃ۔

مشہور یہ ہے کہ رات کے سات حصے کرنے کے بعد جو آخری ساتواں حصہ ہے وہ صبح صادق ہے۔ جس میں روزے دار کا کھانا پینا منع ہے اور نماز صبح درست ہے۔ اعلیٰ حضرت نے اس قاعدہ کو غلط قرار دیا ہے اور ہیئت و توقیت کے قواعد سے یہ ثابت کیا ہے کہ سال کے بعض ایام میں صبح صادق رات کے نو حصے سے بھی

---

[1] فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۲۶۱۔ [2] فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۲۶۱

[3] " " " " [4] " " " "

Marfat.com

کم باقی رہتی ہے اور بعض ایام میں دسواں حصہ ہوتی ہے اور کبھی چھٹا حصہ سے بھی کم ہوتی ہے اس لئے مطلقاً مقدار صبح رات کا ساتواں حصہ قرار دینا غلط ہے نقشہ درج ذیل ہے۔

تاریخ شمسی	اس برج	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	تخمینی نسبت
۲۰ مارچ	حمل	۰۰-۱۲	۵۴-۱۱	۲۰-۱	۳۴-۱۰	۷۱۴	۸۰	۴۰/۳۵۰	نواں حصہ
۲۲ اپریل	ثور	۰۰-۱۱	۵۴-۱۱	۲۴-۱	۴۰-۹	۶۶۴	۸۴	۲۱/۱۶۶	آٹھواں حصہ
۲۲ مئی	جوزا	۲۸-۱۰	۲۲-۱۰	۳۱-۱	۱۵-۱۸	۶۲۲	۹۱	۹۱/۶۲۲	ساتواں حصہ
۲۲ جون	سرطان	۱۲-۱۰	۶-۱۰	۳۶-۱	۳۰-۸	۶۰۶	۹۶	۱۶/۱۰۱	چھٹا حصہ قدرے کم
۲۲ جولائی	اسد	۴۰-۱۰	۲۲-۱۰	۳۱-۱	۵۱-۸	۶۲۲	۹۱	۹۱/۶۲۲	ساتواں حصہ
۲۲ اگست	سنبلہ	۱۰-۱۱	۵۲-۱۱	۲۳-۱	۲۹-۹	۶۶۲	۸۳	۸۳/۲۶۲	آٹھواں حصہ
۲۳ ستمبر	میزان	۰۰-۱۲	۵۲-۱۱	۱۹-۱	۳۲-۱۰	۷۱۲	۷۹	۷۹/۷۱۲	نواں حصہ
۲۲ اکتوبر	عقرب	۵۰-۱۲	۴۱-۱۲	۱۹-۱	۲۳-۱۱	۷۶۲	۷۹	۷۹/۷۶۲	انیس حصوں سے دو
۲۲ نومبر	قوس	۳۲-۱۳	۲۲-۱۳	۲۲-۱	۰۰-۱۲	۸۰۲	۸۲	۴۱/۴۰۱	دسواں حصہ
۲۲ دسمبر	جدی	۴۸-۱۳	۴۴-۱۳	۲۵-۱	۱۵-۱۲	۹۲۰	۸۵	۱۷/۱۹۴	دسواں حصہ
۲۲ جنوری	دلو	۳۲-۱۳	۲۲-۱۳	۲۲-۱	۱۲	۸۰۲	۸۲	۴۱/۴۰۱	دسواں حصہ
۲۱ فروری	حوت	۵۰-۱۲	۴۲-۱۲	۱۹-۱	۲۳-۱۱	۷۶۲	۷۹	۷۹/۷۶۲	انیس حصوں سے دو

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اصحاب توقیت کا قول معتبر نہ ہونا چاہیے کیونکہ صاحب دُرِ مختار کا کہنا ہے۔ "لاعبرۃ بقول الموقتین ولو عدولا علی المذہب قال

Marfat.com

فی الوھبانیہ وقول اولی التوقیت لیس بموجب۔ [1]

واشار المصنف الی انہ لا عبرۃ لقول المنجمین قال فی غایۃ البیان ومن قال یرجع فیہ الی قولھم فقد خالف الشرع لانہ روی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من اتی کاھنا او منجما فصدقہ بما قال فھو کافر بما انزل علی محمد۔ [2]

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ رویت ہلال کے سلسلہ میں یقیناً اہل توقیت کا قول معتبر نہیں کیونکہ اہل توقیت کے قواعد، مشاہدے اور تجربے کی بنیاد پر قائم ہوئے ہیں اور اب تک رویت ہلال کے لئے کوئی قاعدہ اہل توقیت کے نزدیک قابل اعتماد وکارآمد ثابت نہ ہوا اسی لئے بطلیموس نے مجسطی میں تمام تاروں کے ظہور وخفا کے لئے قواعد مرتب کئے مگر رویت ہلال سے اصلاً بحث نہ کی کہ یہ قابو کی چیز ہی نہیں۔

المنک میں چاند کے ایک ایک گھنٹے کا میل اور تمام سیاروں کے حالات مرقوم ہوئے ہیں مگر رویت ہلال کا وقت نہیں دیتے وہ بھی لکھے ہوئے ہیں کہ ہمارے بس کا کام نہیں۔ اس لئے یقیناً مسئلہ رویت ہلال کا مدار صرف رویت ہے نہ کہ قواعد۔ [3]

لیکن دوسرے معاملات میں بے شمار تجربوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ قواعد کی روشنی میں طلوع وغروب یا دوسرے وقت مطلوب کی تعیین ہوتی ہے ان میں سکنڈ بھر بھی واقعہ کے خلاف نہیں ہوتا تو یہاں قواعد صحیح رہنمائی کرتے ہیں جن پر اعتماد یقیناً کیا جائے گا قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔ وَجَعَلْنَا الَّیْلَ وَالنَّھَارَ اٰیَتَیْنِ فَمَحَوْنَا اٰیَۃَ الَّیْلِ وَجَعَلْنَا اٰیَۃَ النَّھَارِ مُبْصِرَۃً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ وَکُلَّ شَیْءٍ فَصَّلْنٰہُ تَفْصِیْلًا [4] وقال تعالیٰ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَھِلَّۃِ قُلْ ھِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ [5] وقال تعالیٰ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ

[1] درمختار ج۲ ص ۹۲ [2] بحرالرائق ج۲ ص ۲۸۴ [3] فتاویٰ رضویہ ج۴ ص ۵۲۴
[4] قرآن پاک پارہ ۱۵ رکوع ۱ سورہ بنی اسرائیل۔ [5] قرآن پاک پارہ ۲ رکوع ۷ سورہ بقرہ

Marfat.com

اِلَى الَّيْلِ[1] وقال تعالیٰ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ[2] وقال تعالیٰ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ[3] و قال تعالیٰ وَقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ[4]

تو یقیناً ان کی چال عزیز علیم نے ایک حساب پر منضبط فرمائی تو حساب تو قطعی تھا لیکن جن بات کی طرف راہ نہ ملی ان میں قواعد و ضوابط منضبط نہ ہوئے لیکن بعض چیزوں میں تجربہ و حساب سے مل کر ایک حکم قطعی ہاتھ آگیا۔ مثلاً طلوع میں آفتاب کی پہلی کرن چمکنے اور غروب میں آخری کرن ڈوبنے کا اعتبار ہے۔ اگر اس حساب میں عرض البلاد اور میل شمسی ہی کافی ہوتے تو طلوع و غروب کا معلوم کرنا بہت آسان تھا مگر ۴۵ میل سے ۵۲ میل تک زمین کے اوپر بخارات محیط ہوتے ہیں جس کی وجہ سے شعاع بصری قرص آفتاب تک پہنچتی رہتی ہے اسی ایک علت نے صدہا سال موقتین کو متحیر رکھا اور حساب طلوع و غروب ٹھیک نہ ہو سکے اب بار بار کے مشاہدہ نے ثابت کر دیا ہے کہ مقدار $\frac{۳۴}{۶۰}$ دقیقہ ہے جس سے ایک ضابطہ ہمارے ہاتھ آگیا اور علم ہیئت کے قاعدے حکم یقینی میں مفید ہو گئے اگرچہ بعض اوقات فضا کی کثافت کچھ کم و بیش ہوتی ہے لیکن وہ اتنی مؤثر نہیں ہوتی کہ حکم شرعی میں فرق پڑ جائے۔ یہیں سے وقت عصر و شفق کے طلوع و غروب کے مسائل میں ایک راہ ملی کہ ان میں آفتاب پیش نظر ہوتا ہی نہیں کہ نظر کی شعاعوں کا انکسار لیا جائے اور صدہا سال کے تجربہ کے بعد یہ ثابت ہو گیا کہ آفتاب غروب شفق اور طلوع صبح کے وقت افق سے تقریباً $\frac{۱۸}{۲۰}$ نیچے ہوتا ہے جن لوگوں پر یہ تجربہ پوشیدہ رہا۔ رجماً بالغیب باتیں اڑایا کئے۔ علامہ خلیل کاملی کو یہی دھوکا ہوا کہ صبح صادق و کاذب کے درمیان صرف تین درجے کا فاصلہ ہے علامہ شامی نے ان کا قول نقل کر کے اس کو معتمد رکھا[5]

---

[1] قرآن پاک پارہ ۲ رکوع ۷ سورہ بقرہ [2] قرآن پاک پارہ ۲۷ رکوع ۱۱ سورہ رحمٰن۔
[3] قرآن پاک پارہ ۲۳ رکوع ۱ سورہ یٰسٓ۔ [4] قرآن پاک پارہ ۱۱ رکوع ۵ سورہ یونس۔
[5] فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۶۲۵

ذکر العلامۃ المرحوم الشیخ الخلیل الکاملی فی حاشیۃ علی رسالۃ الاسطرلاب شیخ المشائخ العلامۃ المحقق علی افندی الداغستانی ان التفاوت بین الفجرین وکذا بین الشفقین الاحمر والابیض انما ھو بثلاث درج اھ۔ [1]

حالانکہ یہ سب لغو و بے معنی ہیں شرع نے اس بات میں صرف صبح کی صورت تعلیم فرمائی ہے کہ صبح کاذب شرقاً، غرباً مستطیل ہوتی ہے اور صبح کاذب شمالاً و جنوباً مستطیل ہوتی ہے اور ان دونوں کے درمیان مقدار انحطاط پر کسی برہان عقلی کو راہ نہیں صرف مدار رویت پر ہے اور رویت شاہد عدل ہے کہ ۱۸ درجے پستی پر صبح صادق ہوجاتی ہے بار بار ہم نے خود مشاہدہ کیا صبح کاذب سے چونکہ کوئی حکم شرعی متعلق نہ تھا اس لئے اس کا کوئی زیادہ اہتمام نہ کیا لیکن مشاہدہ سے معلوم ہوا کہ صادق و کاذب میں ۵ سے بھی زیادہ فاصلہ رہتا ہے اور تین درجہ کا فرق غلط ہے۔ تبیین الحقائق میں خلیل عروضی کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے مکہ میں صبح کاذب کا مشاہدہ آدھی رات کو کیا ہے اس طور پر دونوں صبحوں کے درمیان تقریباً پانچ گھنٹوں کا فاصلہ ہوگا۔ یہ بات اگرچہ بعید ہے مگر خود انھیں کے قول سے تین درجے کا قول باطل ہوگیا۔

بہر حال اقوال فقہا اور تجربہ سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ صبح صادق کے وقت آفتاب کی پستی ۱۸ ہوتی ہے نہ کم نہ زیادہ چنانچہ فتح القدیر ص ۸۰ بحرالرائق صفحہ ۲۵۹ درمختار ص ۲۴۲ وغیرہ میں ایک مشہور استفتار کا ذکر ہے جو بلغاریہ سے مشائخ فقہار کی خدمت میں آیا تھا کہ گرمیوں کی چھوٹی راتوں میں آدھی رات تک شفق ابیض رہتی ہے اور وہ ابھی نہ ڈوبی کہ مشرق سے صبح صادق طلوع کرآتی ہے جس سے ثابت ہوا کہ وہاں وقت عشار نہ پایا جانا متفق علیہ ہے اب اگر وقت

---

[1] شامی ج ۱ ص ۲۴۰۔

صبح آفتاب کی پستی ۵ آہے جیساکہ حاشیہ چغمنی میں ہے تو سال کی سب سے چھوٹی رات تحویل سرطان پر بھی بلغار میں وقت عشا ورہے گا۔ اس تفصیل سے تین نتیجے نکل آئے۔

۱۔ شرع کے نزدیک وقت معلوم کرنے کا مدار رویت ہے نہ کہ عقل۔

۲۔ رویت نے وہ صحیح تجارب دئے جن سے قاعدۂ کلیہ ہاتھ آیا اور بے رویت بھی وقت کا بتانا ممکن ہوا۔

۳۔ جو قاعدہ رویت سے مستفاد ہوا ہو اور شرع وعقل اس کے بارے میں خاموش ہوں تو قاعدۂ رویت اور اس سے ماخوذ قوانین کی مخالفت غلط ہے اور یہ کہ صبح رات کا ساتواں حصہ ہوتی ہے رویت اور قانون رویت اس کے بطلان پر شاہد عدل ہیں۔[۱]

اختلاف مطالع معتبر نہیں۔

محدثین وشافعیہ اختلاف مطالع کا اعتبار کرتے ہیں۔ لہٰذا اہل مغرب کی رویت ہلال اہل مشرق کے لئے بے سود ہے۔ ان کے برخلاف ائمہ حنفیہ اختلاف مطالع کو کوئی حیثیت نہیں دیتے ایک شہر کی رویت دوسرے شہر پر نافذ ہے اگر شہادت شرعیہ سے ثابت ہو جائے۔

جو حضرات اختلاف مطالع کے قائل ہیں ان کے اقوال تعین مقدار میں سخت مختلف ہیں بعض نے ایک ماہ کی راہ کو مقرر کیا اور علامہ رملی شافعی نے ۲۴ فرسخ کا فاصلہ متعین فرمایا۔

ان دونوں اقوال میں آٹھ گنے کا فرق ہے اس لئے کہ ہر روز کی منزل انیس میل ہوتی ہے تو مہینہ بھر کی راہ ۵۷۶ میل پر مشتمل ہوئی تین میل کا فرسخ ہوتا ہے لہٰذا

---

[۱] فتاوٰی رضویہ ج ۴ ص ۶۴۶، ۶۴۷

Marfat.com

ایک سو بانوے فرسخ ہوئے اور علامہ رملی کے قول پر صرف ۲۴ فرسخ ہوئے۔

اعلیٰ حضرت نے حنفیہ کی تائید میں قواعد ریاضی سے واضح کیا کہ ان مسافتوں کا تعین جو شافعیہ نے کیا ہے عبث ہے کیونکہ شمس و قمر کے درمیان جب تک کم ازکم آٹھ درجہ کا فاصلہ نہ ہو رویت ممکن نہیں اور یہ فاصلہ شرقاً غرباً ہوتا ہے نہ کہ شمالاً جنوباً کہ مشرق میں جو فاصلہ آفتاب و ماہتاب کے درمیان ہوگا مغرب میں پہنچ کر وہ فاصلہ زاید ہو جائے گا۔ اب فرض کیجئے کہ آفتاب شمالی ہے اور قمر کا میل نہیں ایک شہر خط استوار پر ہے اور دوسرا اس سے آٹھ درجہ شمالی ہے اور تیسرا سترہ درجہ شمال پر تینوں شہروں کا طول البلد ایک ہو فرض کیجئے کہ خطِ استوار پر رویت ہوئی تو سترہ درجے پر کیا رویت ہوگی ۸ درجہ پر بھی رویت ضروری نہیں اس لئے کہ خط استوا پر آفتاب جلد غروب ہوگا تو اندھیرے کی وجہ سے رویت ممکن ہوئی نیز وہاں چاند بلند بھی ہوگا اس لئے رویت دیر تک ممکن اور شمال کے دونوں شہروں کا معاملہ بالکل برعکس ہے یہاں آفتاب بھی دیر سے غروب ہوگا اور قمر بھی پستی میں ہوگا پھر فرض کیجئے کہ ۱۷ درجہ والے شہر میں رویت ہوئی تو خط استوار تو کیا ۸ درجے والے شہر میں بھی بدرجۂ اولیٰ رویت ہوگی حالانکہ آٹھ درجے کے بعد ایک ماہ کی مسافت سے کم اور سترہ درجے کے بعد دو ماہ سے زاید تو معلوم ہوا کہ کبھی دو ماہ سے زاید کی مسافت پر بھی اختلاف مطالع کا اثر نہیں پڑتا اور کبھی ایک ماہ سے کم کی مسافت بھی اثر انداز ہوتی ہے اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ شہروں کا بُعد قابل اعتبار شئی نہیں ہے۔

عہ درجہ = ۶۹٫۱۳ میل ∴ ۸ درجہ = ۵۵۳٫۰۴ میل = ۱۸۴٫۳۵ فرسخ تقریباً۔ عہ درجہ ۱۷ × ۶۹٫۱۳ = ۱۱۷۵٫۲۱ میل ∴ ۳۸۱٫۰۴۰ فرسخ تقریباً۔ [1]

---

[1] فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۶۳۰۔

Marfat.com

فقہی معمہ کا حل

زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے۔ زید نے ساس سے زنا کیا تو اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی۔ اس کے بعد زید نے اپنی بیوی سے وطی کی اولاد پیدا ہوئی وہ ثابت النسب ہیں یا ولدالزنا اگر ثابت النسب ہیں تو زوجین کے ابین وراثت جاری ہونی چاہئے۔ اور اگر وراثت جاری نہ ہو تو اولاد ولدالزنا ہوں اور اگر بچے وراثت پائیں تو اس کی ماں کو بھی وراثت ملنی چاہئے اور اگر ماں کو وراثت نہ ملے تو بچوں کو ولدالزنا ہونا چاہئے۔

اعلیٰحضرت فرماتے ہیں کہ زنا سے ائمۂ حنفیہ کے نزدیک مصاہرت ثابت ہوتی ہے اور آپ نے چار حدیثوں سے مذہب حنفیہ کو ثابت کیا پھر یہ قیاس کیا کہ کسی فعل حرام پر کوئی دوسرا حکم شرعی ثابت ہوسکتا ہے۔ مثلاً زنا کی وجہ سے جنابت لاحق ہوئی یہ فعل حرام ہے لیکن اس کی وجہ سے دوسرا حکم شرعی مثلاً نماز، قرارت قرآن، دخول مسجد، طواف کعبہ کی حرمت ضرور ثابت ہوگی۔ کسی دوسرے کی بکری مار ڈالنا حرام ہے لیکن اس کی وجہ سے دوسرا حکم یعنی میت کی حرمت ضرور ثابت ہوگی۔ تو اگر کسی نے زنا کیا تو اس پر حرمت مصاہرت ضرور ثابت ہونی چاہئے۔ رہ گیا معمہ تو اس کا حل یہ ہے کہ اس کی وجہ سے نکاح باطل نہیں ہوتا فاسد ہوجاتا ہے اور نکاح فاسد سے اگرچہ وطی حرام ہے لیکن اولاد ثابت النسب مستحق ارث ہوں گی اور نکاح فاسد سے زوجین کے درمیان جیسے وطی ناجائز اسی طرح ارث بھی ناجائز اپنے حل معمہ کے ان دونوں اجزاء پر استدلال فرمایا۔ دُرِّ مختار میں ہے۔

"بحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج باخر

Marfat.com

الا بعد المتارکۃ والقضاء العدۃ والوطء بھا لا یکون زنا"

بلکہ امام محمد نے فرمایا — "ان النکاح لا یرتفع بحرمۃ المصاھرۃ والرضاع بل یفسد"[1] — اسی طرح اور عبارتیں ردالمحتار اور بزازیہ وغیرہ کی نقل فرمائیں۔

---

[1] فتاوی رضویہ ج۵ جزء ۲ ص ۲۸،۲۶۔

Marfat.com

ندرتِ استنباط

کتاب وسنّت کے صریح جملوں سے مسائل کا استنباط کرنا بھی اہمیت سے خالی نہیں ہے کہ یہ کام بھی ناسخ ومنسوخ اور دلائل کی ترجیح وتطبیق، اصول شرعیہ کی بھرپور رعایت کے بغیر ممکن نہیں پھر بھی اس قسم کے واضح الدلالات کلام سے کسی نتیجہ تک پہنچنے میں فقیہ کا جوہر نہیں کھلتا۔ فقیہ کی شان تفقہ وہیں ظاہر ہوتی ہے جہاں شارع نے اپنی مراد اشارات وکنایات ودیگر حجابات کلام کے سبب عام دسترس سے محفوظ کر دی ہے۔ پھر جیسے جیسے یہ حجابات دبیز ہوتے ہیں ویسے ہی فقیہ کی قوت نگاہ اور تعمق نظر کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔

اس سلسلہ میں تمام فقہائے عالم کے درمیان امام ابو حنیفہ اور ان کے متبعین کو امتیاز خاص حاصل ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں "الناس فی الفقہ عیال ابی حنیفۃ"[1] اعلیٰ حضرت نے بھی فقہ ابو حنیفہ سے اکتساب فیض کر کے اس میدان میں اپنی شہسواری کا لوہا منوالیا معاصرین واقران تو الگ رہے امام کمال الدین ابن ہمام[2] کے بعد اعلیٰ حضرت کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ آپ ایک فقیہ کی دقیق نگاہ رکھتے تھے۔ جہاں آپ احکام کی زلف ژولیدہ سلجھانے میں یکتا ہیں وہیں کتاب وسُنّت کے رموز واسرار اور جواہر مکنونہ کے کھولنے میں بھی نرالی شان کے حامل ہیں آپ کے فتاویٰ میں ہزاروں مقامات آپ کی دقت نظر، ندرت استنباط اور حق درک پر شاہد عدل ہیں ذیل میں اعلیٰ حضرت کے حق استنباط اور ندرت تخریج کی چند نظیریں بطور نمونہ پیش ہیں۔

---

[1] مفتاح السعادۃ ج ۲ ص ۸۰۔ [2] المتوفی ۸۶۱ھ تاریخ علم فقہ ص ۱۶۱۔

Marfat.com

(۱)

محرمات کے بیان میں قرآن عظیم نے جن چودہ عورتوں کا تذکرہ کیا ہے ان میں بہنوں سے بھی نکاح کرنا حرام قرار دیا ہے[۱] اجماع اُمت ہے کہ ان بہنوں سے مراد وہ بہنیں ہیں جو ماں یا باپ یا دونوں رشتوں سے بہن ہوں لیکن اس مُراد پر بہ ظاہر قرآن عظیم کی کوئی دوسری آیت دلالت نہیں کرتی کہ عامۃ المومنین کے لیے چچازاد یا خالہ زاد اور پھوپھی زاد بہنیں جائز ہیں اعلیٰ حضرت نے ایک آیت پیش فرمائی ۔۔

"یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ الّٰتِیْٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَھُنَّ وَ مَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلَیْکَ وَ بَنٰتِ عَمِّکَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِکَ وَ بَنٰتِ خَالِکَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِکَ"[۲] مگر یہاں شبہہ ہوتا ہے کہ اس آیت میں خطاب خاص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اس لئے یہ حکم بھی شاید انھیں کے ساتھ مخصوص ہے اعلیٰ حضرت نے اب دوسری آیت سے اس حکم کو اس طور پر ثابت فرمایا کہ حکم میں تعمیم ہو جائے اور احتمال خصوصیت ختم ہو جائے حضرت زینب جو حضور کی پھوپھی زاد بہن تھیں اتباع وحی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا نکاح کے بعد سورۂ احزاب کی یہ آیت نازل ہوئی۔ فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْھَا وَطَرًا زَوَّجْنٰکَھَا لِکَیْ لَا یَکُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِھِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْھُنَّ وَطَرًا[۳]

آیۂ کریمہ میں اس نکاح کی وجہ یہ بتائی گئی کہ مسلمانوں پر تنگ نہ رہے لہٰذا

---

[۱] حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّھٰتُکُمْ وَ بَنٰتُکُمْ وَ اَخَوٰتُکُمْ وَ عَمّٰتُکُمْ وَ خٰلٰتُکُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّھٰتُکُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَکُمْ وَ اَخَوٰتُکُمْ مِّنَ الرَّضَاعَۃِ وَ اُمَّھٰتُ نِسَآئِکُمْ وَ رَبَآئِبُکُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِکُمْ مِّنْ نِّسَآئِکُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِھِنَّ ۔

پارہ ۴ رکوع ۱۵۔ [۲] پارہ ۲۲، رکوع ۲ ۔ [۳] قرآن کریم پارہ ۲۲ رکوع ۱ آیت ۳۷ ۔

Marfat.com

ثابت ہوا کہ اوپر والی آیت میں خطاب عام ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں لہ

(۲)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے بعد بعض لوگ صلعم، عم، عہ، ؐ لکھ دیتے ہیں اعلیٰ حضرت نے اسے ناجائز لکھا ہے۔ ایک سطحی نگاہ والا یہ سمجھتا ہے کہ اعلیٰ حضرت اس قسم کی باتیں اپنے مزاج سے مجبور ہو کر کہہ گذرتے ہیں لیکن جس کو ذرا بھی بصیرت ملی ہوگی وہ آپ کو کتاب و سنت کے متعین کردہ حدود سے سرمو متجاوز نہ پائے گا جہاں آپ دلائل کے بوجھ سے اپنے قاری کو اعتراف حقیقت پر مجبور کر دیتے ہیں وہیں مسائل کے اخذ و استنباط میں وہ انفرادیت حاصل ہے کہ یہی ایک کمال آپ کا تفقہ منوانے کے لئے کافی ہے چنانچہ اس مسئلہ میں آپ نے پہلے متقدمین فقہاء کے چند اقوال نقل فرمائے ہیں پھر اپنی طرف سے ایک نفیس استدلال بطور استنباط اس طرح قائم فرماتے ہیں کہ قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ لہ

ہمیں اس سے بحث نہیں کہ یہ حکم بطور وجوب ہے یا بطور استحباب مگر اتنا ضرور ہے کہ یہ حکم نام اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بولنے، لکھنے یا سننے کے بعد زبان و قلم سے بجا لانا چاہئے۔ اب اسے بدل کر صلعم، عم، عہ، ؐ جیسے مہمل و بے معنی لفظ لکھنا یا بولنا حکم میں تبدیلی ہے یا نہیں؟ یقیناً درود شریف کے بدلے اَلَم غَلَم بکنا ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَھُمْ فَاَنْزَلْنَا

لہ فتاویٰ رضویہ کتاب النکاح ج ۵ جزو ۲ ص ۷۶۔ لہ فتاویٰ افریقہ ص ۲۵ مسئلہ ۵۴=

Marfat.com

عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ [1]

بنی اسرائیل سے فرمایا گیا کہ "حطۃ" کہتے ہوئے بیت المقدس میں داخل ہوں انھوں نے اس کے بدلے "حنطۃ" کہا۔ یہ لفظ بامعنی تھا اور ایک نعمتِ الٰہی کا ذکر تھا اس کے باوجود وہ مستحق عذاب ہوئے تو یہ مہمل الفاظ درود کے بدلے بولنا۔ لکھنا بدرجۂ اولیٰ سبب عذاب ہے [2]

آیت کریمہ سے یہ نفیس استنباط اعلیٰ حضرت کی فقہی بصیرت کا نشان ہے

(۳)

مسجدوں میں سلام کے بعد کچھ دیر ائمۂ مساجد ذکر واذکار کرکے دُعا مانگتے ہیں اس کے بعد مقتدی اُٹھتے ہیں اس سے پہلے کوئی اُٹھ جائے تو اُسے ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ حالانکہ سلام کے بعد مقتدی کو مسجد سے نکلنے کی شرع نے اجازت دی ہے قرآن مجید میں ہے فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِى الْاَرْضِ [3]

کیا عوام کی یہ ناپسندیدگی درست ہے؟ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ عوام کی یہ ناپسندیدگی شرع کے مطابق ہے۔ استنباط حکم اس آیت سے فرماتے ہیں۔ "وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا [4]

آیت کے اس عموم سے استنباط کی یہ ندرت اہل علم پر مخفی نہیں ہے۔

(۴)

ولی کے ساتھ یا اس کی اجازت سے نماز جنازہ ہوجانے کے بعد اس کی تکرار ممنوع ہونے پر ایک نفیس استنباط فرمایا۔

بخاری ومسلم وغیرہ میں اس مضمون کی کئی حدیثیں ہیں کہ مسلمانوں کا حق مسلمانوں

---

[1] قرآن پاک پارہ ۱ رکوع ۵ آیت ۱۔ [2] فتاویٰ افریقہ ص ۴۵ [3] قرآن پاک پارہ ۲۸ رکوع ۱۱ آیت ۹۔ [4] فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص

Marfat.com

پر جنازے میں شرکت کرنا ہے۔ اسی طرح صحاح ستہ کی کئی کتابوں میں متعدد صحابہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حدیث ملتی ہے کہ صالح مسلمان کے نماز جنازہ میں شرکت کرنے والے بخش دیئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر کس کا حق ہو سکتا ہے اور ان کی نماز جنازہ سے بڑھ کر ہماری بخشش کے لئے کون سی نماز ہو سکتی ہے اس کے باوجود عہد صحابہ سے لے کر آج تک کسی بھی فقیہ نے آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز جنازہ بعد دفن نہ پڑھی جس کا مطلب یہ ہے کہ تکرار جنازہ جائز نہیں البتہ یہاں یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ قبر پر نماز جنازہ جائز ہونے کے لئے لاش کی سلامتی کا گمان ضروری ہے اس لئے یہ ہو سکتا ہے کہ صحابہ و تابعین نے قبر رسول پر اسی شبہہ کی وجہ سے نماز نہ پڑھی ہو۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسد اقدس کے متعلق معاذ اللہ اس کا اصلاً احتمال ہی نہیں کہ اس کی سد رمق پر کوئی آنچ آئے مسند احمد، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ وغیرہ میں صریح حدیث موجود ہے۔

"ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء"[۲]

اعلیٰ حضرت کا یہ استنباط نہایت نفیس اور خود ان کی دریافت ہے ساتھ ہی اس استدلال میں یہ بھی اشارہ ہے کہ تکرار جنازہ ناجائز ہونا اجماع امت کے مرتبہ میں ہے۔

---

[۱] فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص۔ [۲] فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۲۵۔

Marfat.com

کثرت استدلال

احکام شرعیہ کا استنباط و استخراج چار قسم کے دلائل سے ہوتا ہے۔ بے دلیل کسی حکم کا شرع میں اعتبار نہیں۔ سب سے پہلے کتاب وسنت کو مدار حکم قرار دیا گیا ہے اس کے بعد علی الترتیب اجماع وقیاس کا سہارا لیا جاتا ہے۔ ان دلائل سے مسائل کا استنباط ہر ایک کا کام نہیں۔ بلکہ صرف ایک نکتہ رس فقیہ ہی کا یہ منصب ہے کہ وہ دلائل اربعہ سے احکام اور ان کے قواعد وضوابط اخذ کرسکتا ہے اسی لیے علم فقہ کی تعریف ان الفاظ میں کی جاتی ہے۔

"هو العلم بالاحکام الشرعیة العملیة من ادلتها التفصیلیة"[1]

لہٰذا ایک فقیہ کے لئے ہر ہر مسئلہ میں مکمل اور مفصل دلائل پر واقف ہونا اساس فقہ ہے اگر دلائل کی قوت اور ندرت استدلال فقیہ کی بصیرت پر روشن دلیل ہیں تو دلائل کی کثرت اس کے علم کی وسعت اور ہمہ گیری کا واضح نشان ہے۔ دلائل ہی سے ایک فقیہ کی شان تفقہ ظاہر ہوتی ہے اور دلائل ہی سے اس کی رفعت مراتب نمایاں ہوتی ہے۔ اس حیثیت سے جب ہم اعلیٰ حضرت کے فتاوے پر نگاہ دوڑاتے ہیں تو آپ کتاب وسنت سے استنباط کرنے میں ایک صاحب بصیرت فقیہ نظر آتے ہیں دلائل کی کثرت آپ کے فتاوے میں اس حد تک ہے کہ ادھر کئی سو سال کے فقہاء کے درمیان یکتا ویگانہ دکھائی دیتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے یہاں دلائل کی بہتات دیکھنے کے بعد مذہب حنفیت کی قوت واضح ہوجاتی ہے اور ساتھ ہی اس اعتراض کی حیثیت ظاہر ہوجاتی ہے کہ علمائے

---

[1] التوضیح والتلویح ص ۳۴ - [2] حاجز البحرین ص ۱۱،۱۰۹ -

حنفیہ زیادہ تر قیاس پر عمل کرتے ہیں۔[1]

آپ کے اکثر فتاوے کئی صفحات پر مشتمل ہوتے ہیں بلکہ الگ الگ سیکڑوں مسائل پر مستقل رسائل تصنیف فرمائے ہیں فتوے کی یہ وسعت صرف دلائل کی کثرت اور بار علم کی بنیاد پر ہیں نمونہ کے طور پر ہم چند فتووں کی نشاندہی کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

(۱)

اوقات صلوٰۃ کی پابندی لازم ہے اور جمع بین الصلوتین ناجائز ہے اس موضوع پر اعلیٰ حضرت نے کثیر دلیلیں جمع فرمائیں۔ قرآن مجید کی سات صریح آیتوں سے اوقات صلوٰۃ کی محافظت اور التزام کو ثابت فرمایا ہے۔ پابندئ اوقات کا حکم جن سات سورتوں سے فرمایا ہے ان کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) بقرہ (۲) نساء (۳) انعام (۴) مریم (۵) مؤمنون (۶) معارج۔ (۷) ماعون (۱) حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (۲) اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (۳) وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ٥ (۴) فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ (۵) وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ٥ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ٥ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ٥ (۶) وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ٥ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ٥ (۷) اَلَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ٥[2]

۳۶ حدیثیں متداول اور مشہور کتب احادیث سے پیش فرمائے اور ہر ایک کی تخریج کا حوالہ بھی لکھا ہے۔ ان حدیثوں میں وقت کی حفاظت کا حکم ہے اور وقت ٹالنے پر وعیدیں وارد ہیں ان حدیثوں میں عذر اور بے عذر کا فرق نہیں

---

[1] حاجز البحرین ص ۱۰۹، ۱۱۰۔ [2] حاجز البحرین ص ۱۱، ۱۲۔

Marfat.com

کیا گیا ہے۔

حدیث ۱

امام احمد بسند صحیح حضرت حنظلہ کاتب رضی اللہ عنہ سے راوی۔ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من حافظ علی الصلوٰت الخمس رکوعھن وسجودھن ومواقیتھن وعلم انہ حق من عند اللہ دخل الجنۃ او قال وجبت لہ الجنۃ او قال حرم علی النار۔[1]

حدیث ۲

ابو داؤد سنن اور طبرانی معجم میں بسند جید ابو داؤد رضی اللہ عنہ سے راوی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ خمس من جاء بھن مع ایمان دخل الجنۃ من حافظ علی الصلوٰت الخمس علی وضوءھن ورکوعھن وسجودھن ومواقیتھن۔ الحدیث۔[2]

حدیث ۳

امام مالک وابو داؤد ونسائی وابن ماجہ وابن حبان اپنی صحاح میں عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ سے راوی۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ خمس صلوات افترضھن اللہ تعالیٰ من احسن وضوءھن وصلی ھن لوقتھن واتم رکوعھن وخشوعھن کان لہ علی اللہ عھد ان یغفر لہ ومن لم یفعل فلیس لہ علی اللہ عھد ان شاء غفر لہ وان شاء عذبہ۔[3]

حدیث ۴

ابو داؤد طریق ابن الاعرابی میں حضرت قتادہ ابن ربعی انصاری رضی اللہ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے

---

[1] جاء الحق ص ۱۲ [2] جاء الحق ص ۱۲ [3] جاء الحق ص ۱۱۲۔

Marfat.com

انی فرضت علی امتك خمس صلوٰت وعهدت عندی عهداً انه من جاء یحافظ علیهن لوقتهن ادخلته الجنة و من لم یحافظ علیهن فلا عهد له عندی۔[1]

حدیث ۵

دارمی حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے راوی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب جل وعلا سے روایت فرماتے ہیں وہ ارشاد فرماتا ہے۔ من صلی الصلوٰة لوقتها فاقام حدها کان له علی عهد ادخله الجنة ومن لم یصل الصلوٰة لوقتها ولم یقم حدها لم یکن له عندی عهد ان شئت ادخلته النار وان شئت ادخلته الجنة۔[2]

حدیث ۶

طبرانی بسند صالح عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی۔ ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا۔ جانتے ہو تمہارا رب کیا فرماتا ہے؟ عرض کی خدا اور رسول خوب دانا ہیں۔ فرمایا تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے۔ وعزتی وجلالی لا یصلیها احد لوقتها الا ادخلته الجنة ومن صلها لغیر وقتها ان شئت رحمته وان شئت عذبته۔[3]

حدیث ۷

طبرانی اوسط میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من صلی الصلوٰة لوقتها واسبغ لها وضوءها واتم لها قیامها وخشوعها ورکوعها وسجودها خرجت وهی بیضاء مسفرة تقول حفظك الله کما حفظتنی ومن صلاها لغیر وقتها ولم یسبغ لها وضوءها ولم یتم خشوعها ولا رکوعها ولا سجودها خرجت سوداء مظلمة تقول ضیعك الله کما ضیعتنی

---

[1] حاجز البحرین ص ۱۱۴۔ [2] حاجز البحرین ص ۱۱۵۔ [3] حاجز البحرین ص ۱۱۵۔

Marfat.com

حتیٰ اذا کانت حیث شاء اللہ لفت کما یلف الثوب الخلق ثم ضرب بھا وجھہ[1]

حدیث ۸

بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور داری عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی — قال سألت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ای العمل احب الی اللہ تعالیٰ قال الصلوٰۃ علی وقتھا۔[2]

حدیث ۹

ابو داؤد حضرت فضالہ زہرانی رضی اللہ عنہ سے راوی — قال علمنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فکان فیما علمنی وحافظ علی الصلوات الخمس۔[3]

حدیث ۱۰

بیہقی شعب الایمان میں بطریق عکرمہ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی — قال جاء رجل فقال یا رسول اللہ ای شیء احب الی اللہ فی الاسلام قال الصلوٰۃ لوقتھا ومن ترک الصلوٰۃ فلا دین لہ والصلوٰۃ عماد الدین[4]

حدیث ۱۱

طبرانی معجم اوسط میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں — ثلث من حفظھن فھو ولی حقا ومن ضیعھن فھو عدو حقا الصلوٰۃ والصیام والجنابۃ۔[5]

حدیث ۱۲

امام مالک مؤطا میں نافع سے راوی — ان عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتب الی عمالہ ان اھم امرکم عندی الصلوٰۃ فمن حفظھا وحافظ

---

[1] حاجز البحرین ص ۱۱۶ - [2] حاجز البحرین ص ۱۱۶ - [3] حاجز البحرین ص ۱۱۶ - [4] حاجز البحرین ص ۱۱۷ - [5] حاجز البحرین ص ۱۱۷ -

Marfat.com

علیھا حفظ دینہ ومن ضیعھا فھو ما سواھا اضیع۔ الحدیث۔[1]

حدیث ۱۳

بخاری ومسلم صحاح اور امام مالک اور امام ابن ابی ذئب مؤطا اور ابو محمد عبداللہ دارمی مسند میں حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی جبرئیل نے بعد تعیین اوقات عرض کی۔ بھذا امرت اسی کا حکم حضور کو دیا گیا ہے ابن ابی ذئب کے لفظیوں ہیں ـــــ عن ابی شھاب انہ سمع عروۃ بن الزبیر یحدث عمر بن عبد العزیز عن ابی مسعود الانصاری ان المغیرۃ ابن شعبۃ اخر الصلوٰۃ فدخل علیہ ابو مسعود فقال ان جبرئیل نزل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فصلی وصلی وصلی وصلی وصلی ثم صلی ثم صلی ثم صلی ثم صلی ثم صلی ثم قال ھکذا امرت۔[2]

حدیث ۱۴

دارقطنی وطبرانی وابو عمر ابن عبد البر ابو مسعود وبشیر ابن ابی مسعود دونوں صحابیوں (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے راوی حضرت جبرئیل نے عرض کی ـــ مابین ھذین وقت یعنی امس والیوم۔[3]

حدیث ۱۵

ابو داؤد ترمذی شافعی طحاوی ابن حبان حاکم حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی جبرئیل نے عرض کی ـــــ الوقت ما بین ھذین الوقتین۔[4]

حدیث ۱۶

نسائی وطحاوی وحاکم وبزاز ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور

---

[1] حاجز البحرین ص ۱۱۶ ۔ [2] حاجز البحرین ص ۱۱۸ [3] حاجز البحرین ص ۱۱۸ [4] حاجز البحرین ص ۱۱۸ ۔ [5]
و ۱۱۸

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل نے عرض کی۔ الصلوٰۃ بین صلوتک امس وصلاتک الیوم ثم قال مابین ھٰذین وقت[1]

حدیث ۱۷

نسائی واحمد واسحٰق وابن حبان وحاکم جابر ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جبرئیل نے گذارش کی۔ مابین ھاتین الصلوٰتین وقت[2]

حدیث ۱۸

طحاوی ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل نے عرض کی ـــــ الصلوٰۃ فیما بین ھٰذین الوقتین۔[3]

حدیث ۱۹

مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، طحاوی حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ـــ وقت صلاتکم بین ما رأیتم[4]

حدیث ۲۰

مسلم، ابو داؤد، نسائی، ابن ابان، طحاوی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الوقت بین ھٰذین[5]

حدیث ۲۱

طحاوی بطریق عطاء ابن ابی رباح بعض صحابہ یعنی جابر ابن عبداللہ

---

[1] حاجز البحرین ص ۱۱۸ [2] حاجز البحرین ص ۱۱۹ [3] حاجز البحرین ص ۱۱۹ [4] حاجز البحرین ص ۱۱۹ [5] حاجز البحرین ص ۱۱۹۔

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور امام عیسیٰ ابن ابان بلفظ عن عطار ابن ابی رباح۔ قال بلغنی ان رجلاً اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راوی حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ـــ ما بین صلاتی فی ھذین الوقتین وقت کلہ [1]

حدیث ۲۲

مالک ونسائی و بزار حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ـــ ما بین ھذین وقت [2]

حدیث ۲۳

مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، احمد، دارمی حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ـ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضرب فخذی کیف انت اذا بقیت فی قوم یؤخرون الصلوٰۃ عن وقتھا قال قلت ما تأمرنی قال صل الصلوٰۃ لوقتھا [3]

حدیث ۲۴

احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ بہ سند صحیح عبادہ ابن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ـ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ـــ ستکون علیکم بعدی امراء یشغلھم اشیاء عن الصلوٰۃ لوقتھا حتی یذھب وقتھا فصلوا الصلوٰۃ لوقتھا [4]

حدیث ۲۵

ابو داؤد حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ـــ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیف بکم اذا اتت علیکم الامراء یصلون الصلوٰۃ لغیر میقاتھا قلت فما تأمرنی اذا ادرکنی ذالک یا رسول اللہ

---

[1] حاجز البحرین ص ۱۱۹ ـ [2] حاجز البحرین ص ۱۲۰ ـ [3] حاجز البحرین ص ۱۲۰ ـ [4] حاجز البحرین ص ۱۲۰ ـ

Marfat.com

قال صل الصلوٰۃ لمیقاتہا واجعل صلوٰتک معہم سبحۃ ۔[1]

حدیث ۲۶

مسلم، ابوداؤد، نسائی و عیلی ابن ابان حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ــــ وقت الظہر مالم یحضر العصر و وقت المغرب مالم یسقط ثور الشفق ۔[2]

حدیث ۲۷

ترمذی و طحاوی بہ سند صحیح بہ طریق محمد ابن فضیل عن الاعمش عن ابی صالح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ــــ ان للصلوٰۃ اولا و اٰخرا وان اول وقت صلوٰۃ الظہر حین تزول الشمس و اٰخر وقتہا حین یدخل وقت العصر وفیہ ان اول وقت المغرب حین تغرب الشمس وان اٰخر وقتہا حین یغیب الشفق ۔[3]

حدیث ۲۸

مسلم و احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ و طحاوی و ابن حبان حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ــــ لیس فی النوم تفریط انما التفریط فی الیقظۃ ان یوخر صلوٰۃ حتی یدخل وقت صلاۃ اخریٰ ۔[4]

حدیث ۲۹

بزاز و محی السنہ بغوی حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ــــ قال سالت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن قول اللہ عزوجل

---

[1] حاجز البحرین ص ۱۲۱ - [2] حاجز البحرین ص ۱۲۲، ۱۲۱ - [3] حاجز البحرین ص ۱۲۲ - [4] حاجز البحرین ص ۱۲۲

Marfat.com

الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِہِمْ سَاھُوْنَ ۝ قال ھو الذین یاخرون الصلوٰۃ عن وقتھا[1]

حدیث ۳۰

امام ابن ابان حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال وقت الظہر الی العصر و وقت العصر الی المغرب و وقت المغرب الی العشاء والعشاء الی الفجر۔[2]

حدیث ۳۱

امام طحاوی شرح معانی الآثار میں راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا ــــ ما ھو التفریط فی الصلوٰۃ؟ فرمایا ان تؤخر حتی یجیئ وقت الاخری۔[3]

حدیث ۳۲

نیز اسی میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ــــ قال لا تفوت صلاۃ حتی یجیئ وقت الاخری۔[4]

حدیث ۳۳

صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابو داؤد و سنن نسائی و مصنف طحاوی میں بطرق عدیدہ والفاظ مجملہ و مفصلہ و مختصرہ و مطولہ راوی ــ وھذا لفظ البخاری حدثنا عمر بن حفص ابن غیاث حدثنا ابی حدثنا الاعمش حدثنی عمارۃ عن عبد الرحمن عن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ما رأیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی صلاۃ لغیر میقاتھا الا صلاتین جمع بین المغرب والعشاء وصلی الفجر قبل میقاتھا۔ و لمسلم ــ حدثنا یحیی ابن یحیی وابو بکر ابن ابی شیبہ وابو کریب جمیعا عن ابی معاویۃ قال یحیی اخبرنا ابو معاویۃ عن الاعمش عن عمارۃ عن عبد الرحمن بن یزید عن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ما رأیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

---

[1] حاجز البحرین ص ۱۲۲ ــ [2] ایضاً ص ۱۲۲ [3] ایضاً ص ۱۲۳ [4] ایضاً ۱۲۳۔

Marfat.com

وسلم صلی صلوٰۃ الا لمیقاتہا الا صلوٰتین صلوٰۃ المغرب والعشاء وصلی الفجر یومئذ قبل میقاتہا وحدثناہ عثمان بن ابی شیبہ واسحاق ابن ابراھیم جمیعا عن جریر عن الاعمش بھذا الاسناد قال قبل وقتہا بغلس۔ [1]

حدیث ۳۴

سنن ابی داؤد میں ہے ــــ حدثنا قتیبۃ حدثنا عبداللہ ابن نافع عن ابی مودود عن سلیمان ابن ابی یحیٰی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال ما جمع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بین المغرب والعشاء قط فی السفر الا مرۃ ــ [2]

حدیث ۳۵

مؤطا امام محمد میں ہے ــــ قال محمد بلغنا عن عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ کتب فی الآفاق ینھاھم ان یجمعوا بین الصلوٰۃ ویخبرھم ان الجمع بین الصلاتین فی وقت واحد کبیرۃ من الکبائر۔ [3]

حدیث ۳۶

امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آثار ماثورہ کتاب الحج عیسیٰ ابن ابان میں بروایت فرماتے ہیں ــــ اخبرنا اسمٰعیل بن ابراھیم البصری عن خالد الحذاء عن حمید ابن ھلال عن ابی قتادۃ العدوی قال سمعت قرأۃ کتاب عمر ابن الخطاب ثلث من الکبائر الجمع بین الصلاتین والفرار من الزحف والنھبہ۔ [4]

(۲)

نماز میں عمامہ کی فضیلت سے متعلق محدث سورتی علیہ الرحمہ نے ایک استفسار فرمایا تو آپ نے چالیس احادیث عمامہ کی فضیلت میں پیش کی اور تمام حدیثوں

---

[1] حاجز البحرین ص ۱۳۱۔ [2] حاجز البحرین ص ۱۳۲۔ [3] حاجز البحرین ص ۱۳۴۔ [4] حاجز البحرین ص ۱۳۴

Marfat.com

کی تخاریج بھی التزام کے ساتھ پیش فرمایا — اس کے علاوہ محدث سورتی علیہ الرحمہ نے جامع الرموز کے حوالہ سے ایک حدیث کا متن نقل کرکے اس حدیث کے موضوع یا ضعیف ہونے سے متعلق اور اس کی تخریجی حوالہ سے متعلق سوال کیا تو مزید آپ نے تحقیق فرمائی اور حدیث مذکور کو ابن عساکر اور ابن نجار اور دیلمی کی مسند الفردوس کے حوالہ سے عبداللہ ابن عمر سے مروی ہونا نقل کیا اور امام جلال الدین سیوطی سے اس حدیث کی تقویت نقل کی پھر اس کے رجال پر بھی گفتگو فرمائی۔ اور جن لوگوں نے اس حدیث پر وضع وضعف کا حکم لگایا تھا اس کا مدلل جواب دیا۔

عمامہ کی فضیلت میں جن احادیث کو پیش فرمایا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) سنن ابی داؤد و جامع ترمذی میں رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں — فرق ما بیننا و بین المشرکین العمائم علی القلانس۔

(۲) و (۳) قضاعی شہاب میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے اور دیلمی مسند الفردوس میں مولیٰ علی و عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں — العمائم تیجان العرب۔

(۴) مسند الفردوس میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں — العمائم تیجان العرب فاذا وضعوا العمائم وضعوا عزھم و فی لفظ وضع اللہ۔

(۵) ابن عدی امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں — ایتوا المساجد حسرا و معصبین فان العمائم تیجان المسلمین۔

Marfat.com

(۶) طبرانی معجم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اعتموا تزدادوا حلما۔

(۷) ابن عدی کامل و بیہقی شعب الایمان میں اسامہ بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ــــ اعتموا تزدادوا حلما والعمائم تیجان العرب۔

(۸) دیلمی عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وان اسلم حصین فعنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ العمائم وقار المؤمن و عز العرب فاذا وضعت العرب عمائمہا وضعت عزہا۔

(۹) رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ــــ لا تزال امتی علی الفطرۃ ما لبسوا العمائم علی القلانس۔

(۱۰) ابوبکر ابن ابی شیبہ مصنف اور ابوداؤد طیالسی و ابن منیع مسانید اور بیہقی سنن میں امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ــــ ان اللہ امدنی یوم بدر و حنین بملٰئکۃ یعتمون ھذہ العمۃ ان العمامۃ حاجزۃ بین الکفر والایمان۔

(۱۱) دیلمی مسند الفردوس میں عبدالاعلیٰ ابن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ــ ھکذا ما عتموا فان العمامۃ سیماء الاسلام وھی حاجزۃ بین المسلمین والمشرکین۔

(۱۲) ابن شاذان اپنی مشیخت میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عمامہ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ھکذا تکون تیجان الملٰئکۃ۔

Marfat.com

(۱۳) و (۱۴) طبرانی کبیر میں عبداللہ ابن عمر اور بیہقی شعب عبادہ ابن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ـ علیکم بالعمائم فانھا سیماء الملئکۃ وارخوا لھا خلف ظھورکم ـ

(۱۵) ابوعبداللہ محمد ابن وضاع فصل لباس العمائم میں خالد ابن معدان سے مرسلاً راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ــــ ان اللہ تعالیٰ اکرم ھذہ الامۃ بالعصائب ـ الحدیث ـ

(۱۶) بیہقی شعب الایمان میں خالد ابن معدان سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ـ اعتموا خالفوا علی الامم قبلکم ـ

(۱۷) معجم کبیر طبرانی میں ہے ـ حدثنا محمد ابن عبد اللہ الحضرمی حدثنا العلاء ابن عمرو الحنفی حدثنا ایوب ابن مدرک عن مکحول عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ وملئکتہ یصلون علی اصحاب العمائم یوم الجمعۃ ـ

(۱۸) دیلمی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ــــ الصلوۃ فی العمائم تعدل بعشرۃ آلاف حسنۃ ـ

(۱۹) رامہرمزی کتاب الامثال میں معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ــــ العمائم تیجان العرب ما علموا تزدادوا حلماً ومن اعتم فلہ بکل کور حسنۃ فاذا حط فلہ بکل حطۃ حطھا خطیئۃ ـ

(۲۰) مسند الفردوس میں جابر ابن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سے مروی ـ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ــــ رکعتان بعمامۃ خیرٌ من سبعین رکعۃ بلا عمامہ ـ

Marfat.com

رہی حدیث مذکور سوال اسے ابن عساکر نے تاریخ دمشق اور ابن النجار نے تاریخ بغداد اور دیلمی نے مسند الفردوس میں بہ طرق عدیدہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ابن عساکر بطریق احمد بن محمد الرقی ثنا عیسی بن یونس حدثنا العباس ابن کثیر ح والدیلمی بطریق الحسین بن اسحٰق العجلی حدثنا اسحٰق بن یعقوب القطان حدثنا سفین بن زیاد المخرمی حدثنا العباس ابن کثیر القرشی حدثنا یزید ابن ابی حبیب عن میمون ابن مہران قال دخلت علی سالم بن عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فحدثنی ملیا ثم التفت الی فقال یا ابا ایوب الا اخبرك بحدیث تحبه وتحمله عنی وتحدث به قلت بلی قال دخلت علی ابی عبد اللہ بن عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما وھو یتعمم فلما فرغ التفت فقال اتحب العمامة قلت بلی قال احبها تکرم ولا یراك الشیطان الاولی سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول صلوٰۃ تطوع او فریضة بعمامة تعدل خمسا وعشرین صلاۃ بلا عمامة وجمعة بعمامة تعدل سبعین جمعة بلا عمامة ای بنی اعتم فان الملئکة یشھدون یوم الجمعة معتمین فیسلمون علی اھل العمائم حتی تغیب الشمس۔

حق یہ ہے کہ یہ حدیث موضوع نہیں ہے اس کی سند میں نہ کوئی وضاع ہے نہ متہم بالوضع نہ کوئی کذاب نہ متہم بالکذب نہ اس میں عقل یا نقل کی اصلا مخالفت لاجرم اسے امام جلیل خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین سیوطی نے جامع صغیر میں ذکر فرمایا جس کے خطبہ میں ارشاد کیا ــــ ترکت القشر واخذت اللباب وصنته عما تفرد به وضاع اوکذاب۔ اما ابن النجار فاخرجه من طریق محمد بن مھدی المروزی انبأنا ابو بشیر ابن سیار الرقی حدثنا العباس ابن کثیر الرقی عن یزید بن حبیب قال قال لی مھدی بن میمون دخلت علی سالم ابن عبد اللہ ابن عمر

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہم وھو یتیم فقال لی یا ابا ایوب الا احدثک بحدیث تحبہ وتحملہ وترویہ فذکر مثلہ وقال لا یزالون یصلون علی اصحاب العمائم حتی تغیب الشمس قال الحافظ فی اللسان ھذا حدیث منکر بل موضوع و لم ار للعباس بن کثیر ذکرا فی الغرباء لابن یونس ولا فی ذیلہ لابن الطحان واما ابو البشر بن سیار فلم یذکرہ ابو احمد الحاکم فی الکنی وما عرفت محمد بن مھدی المروزی و لا مھدی ابن میمون الراوی لھذا الحدیث من سالم ولیس ھو البصری المخرج فی الصحیحین ولا ادری ممن الآفۃ اھ ۱

(۳)

نماز کے بعد دعا مانگنے کے سلسلے میں ثبوت طلب کیا گیا اور جو لوگ اسے بدعت بتاتے ہیں ان کی رائے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے ثبوت میں ایک آیت اور حدیث کی متداول کتب سے دس حدیثیں تخریج فرمائیں جب کہ مولانا عبد الحلیم فرنگی محلی سے یہی سوال کیا گیا تھا تو آپ نے صرف ایک حدیث پر اکتفا کیا اور فرقہ اہل حدیث کے مسلم الثبوت محدث مولوی محمد نذیر حسین نے بھی اس موضوع پر صرف ایک ہی حدیث لکھی تھی۔

قال اللہ عز وجل فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ ۝ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَب ۝ قول اصح در تفسیر کریمہ قول سلطان المفسرین ابن عم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ست کہ فراغ فراغ از نماز ونصب نصب در دعا است یعنی چوں از نماز فارغ شوی در دعا جہد ومشقت نما وبسوئے پروردگار خود بزاری وتضرع گرا فی تفسیر الجلالین فاذا فرغت من الصلوٰۃ فانصب انصب فی الدعاء والی ربک فارغب تضرع۔ ہم در خطبہ اوست ھذا تکملۃ تفسیر الامام جلال الدین

---

۱ فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹۔

Marfat.com

المحل علی نمطه من الاعتماد علی ارجح الاقوال وترك التطويل بذکر اقوال غير مرضيه اھ ملخصًا ـــ علامہ زرقانی در شرح مواہب لدنیہ فرماید۔ ھوالصحیح فقد اختصر علیه الجلال وقد التزم الاقتصار علی ارجح الاقوال۔

حدیث اوّل۔

مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، احمد، دارمی، بزاز، طبرانی وابن السنی برہمہ از ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولائے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روایت کنند ـــ قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اذا انصرف من صلاته استغفر ثلثا قال اللّٰھم انت السلام ومنك السلام تبارکت یاذا الجلال والاکرام۔

مگر ایں حدیث در صحاح مشہور ومتداول نیست یا از خُدا طلب مغفرت و سوال سلامت دُعا نہ باشد آرے جہل بلائیست وجہل وچوں مرکب شود دوائے ندارد والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ۔

حدیث دوم وسوم وچہارم

بخاری، مسلم، ابو داؤد، نسائی، ابوبکر بن السنی وابوالقاسم وطبرانی از مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وبزار وطبرانی از عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ونیز بزار از جابر ابن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کنند ـــ وھذا حدیث المغیرة واللفظ للنسائی قال کتب معاویة الی مغیرة ابن شعبه اخبرنی بشیٔ سمعت من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فقال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اذا قضی الصلٰوة قال لا اله الا اللہ وحده لاشریك له له الملك وله الحمد وھو علی کل شیٔ قدیر اللّٰھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منك الجد۔

اللّٰھم لا مانع لما اعطیت الخ اگر دعا نسبت آخر چیست؟ بلکہ له الحمد خود بہترین

Marfat.com

دعا راست - ترمذی و نسائی و ابن حبان و حاکم اول بہ تحسین و آخر بہ تصحیح از جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما آوردند کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ و افضل الدعاء الحمد للہ -

حدیث پنجم -

در سنن نسائی از عطار ابن ابی مروان از پدرش مروی است ان کعبا حلف لہ باللہ الذی فلق البحر لموسی انا نجد فی التورٰۃ ان داؤد نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا انصرف حتی صلوتہ قال اللھم اصلح لی دینی الذی جعلتہ لی عصمۃ واصلح لی دنیای التی جعلت فیھا معاشی اللھم انی اعوذ برضاک من سخطک واعوذ بعفوک من نقمتک واعوذ بک منک لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد قال وحدثنی کعب ان صھیبا حدثہ ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یقولھن عند انصرافہ من الصلوٰۃ -

حدیث ششم -

در صحیح مسلم از براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت است گفت کنا اذا صلینا خلف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احببنا ان نکون عن یمینہ یقبل علینا بوجھہ قال فسمعت یقول رب قنی عذابک یوم تبعث او تجمع عبادک

حدیث ہفتم -

بزار در مسند و طبرانی در معجم اوسط و ابن السنی در کتاب عمل الیوم واللیلہ و خطیب بغدادی در تاریخ از انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بروایت دارند کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا فرغ من صلوتہ مسح بیمینہ علی راسہ وقال بسم اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم اللھم اذھب عنی الھم والحزن -

Marfat.com

طرفہ تر آنکہ ایں ہوشمنداں را از قول امام وقت و مجتہد العصر و صاحب الزمان خود شاں خبرے نیست تا بدرک احادیث و ادراک دلائل چہ رسد مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی را ہمیں در ثبوت دعا بلکہ در اثبات رفع یدین از برائے دعا بعد از نماز فتوائے نوشت امام ایناں میاں نذیر حسین دہلوی کہ بر قولش ایمان آوردہ ائمۂ دین خدا را بجوئے نشمر دند و فقہ و فقہار را دشنام دہند تصدیق و تائید او کرد و حدیثے مجیب لکھنوی آوردہ بود حدیثے دگر ایں کس افزود و فتوائے اینست۔

چہ می فرمایند علمائے دین اندریں مسئلہ کہ رفع یدین در دعا بعد نماز چنانکہ معمول ائمۂ دیار است ہر چند فقہا مستحسن می نویسند و احادیث در مطلق رفع یدین و دعا نیز وارد در یں خصوص حدیثے وارد است یا نہ بینوا توجروا۔

ھوالمصوب دریں خصوص نیز حدیثے وارد است حافظ ابوبکر احمد ابن محمد بن اسحق بن السنی در کتاب "عمل الیوم واللیلہ" می نویسد۔ حدثنی احمد ابن الحسن حدثنا ابو اسحق یعقوب بن خالد بن یزید البالسی حدثنا عبدالعزیز بن عبدالرحمن القرشی عن خصیف عن انس عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انہ قال ما من عبد بسط کفیہ فی دبر کل صلاۃ ثم یقول اللھم الٰھی والہ ابراھیم واسحق ویعقوب والہ جبرئیل ومیکائیل واسرافیل اسئلک ان تستجیب دعوتی فانی مضطر وتعصمنی فی دینی فانی مبتلی وتنالنی برحمتک فانی مذنب وتنفی عنی الفقر فانی متمسکن الا کان حقا علی اللہ عزوجل ان لا یرد یدیہ خائبین واللہ تعالی اعلم[1]۔

حاصل ایں حدیث کہ حدیث ہشتم باشد آنست کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم امت را دعائے می آموزد کہ ہر کہ بعد ہر نماز ہر دو دست خود را

---

[1] ابوالحسنات محمد عبدالحئی۔

برداشتہ ایں دعا رکند بر حضرت حق جل وعلا حق باشد دستہائے اورا نومید باز نہ گرداند باز تصدیق امام الطائفہ خود بہ بیندی سراید الجواب صحیح و نیلاہ ما رواہ ابو بکر ابن ابی شیبہ فی المصنف عن الاسود العامری عن ابیہ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الفجر فلما سلم انصرف ورفع یدیہ و دعا الحدیث فثبت بعد الصلوٰۃ المفروضۃ رفع الیدین فی الدعاء عن سید الانبیاء واسوۃ الاتقیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما لا یخفی عن العلماء الاذکیاء۔[1]

حدیث دہم۔

امام احمد در مسند ونسائی در مجتبیٰ وابن حبان در صحیح از حارث ابن مسلم و ابو داؤد در سنن از پدرش مسلم ابن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ وھو الصواب کما افاد الحافظ المنذری فی الترغیب۔ روایت کنند سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرا ورا فرمود اذا صلیت الصبح فقل قبل ان تتکلم احدا من الناس اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ (سبع مرات) فانک ان مت من یومک ذلک کتب اللہ لک جوارا من النار۔[2]

(۴)

نماز جنازہ دوبارہ پڑھانے کی اجازت ہے یا نہیں اعلیٰ حضرت نے اس سوال کی تنقیح فرمائی کہ پہلی نماز جنازہ ولی کی اجازت سے ہوئی ہے یا بغیر اجازت کے اور اگر بغیر اس کی اجازت کے ہوئی تو کیا اس نے اس نماز میں شرکت کی ہے یا نہیں۔ تو اگر بغیر اجازت ولی کے نماز ہوئی اور اس نے جماعت میں شرکت بھی نہ کی تو دوبارہ اس ولی کے لئے جائز ہے ورنہ ناجائز۔ اور ولی کے علاوہ اگر سلطان یا

[1] سید محمد نذیر حسین [2] فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵۔

Marfat.com

امام جامع یا امام محلہ نے پڑھ لی تو ولی کو بھی حق اعادہ نہیں ہے اس کے ثبوت میں فقہ کی متداول کتابوں سے آپ نے دو سو سات حوالے اور عبارتیں پیش فرمائیں۔

نوع اول۔ نماز جنازہ دوبارہ روا نہیں۔

(۱) درمختار میں ہے تکرارھا غیر مشروع (۲) غنیہ شرح منیہ میں ہے تکرار الصلاۃ علی میت واحد غیر مشروع (۳) امام الاجل مفتی الجن والانس سیدی نجم الدین عمر نسفی استاذ امام اجل صاحب ہدایہ رحمہما اللہ تعالیٰ منظومہ مبارکہ میں فرماتے ہیں۔ باب فتاوی الشافعی وحدہ ومابہ قال وقلنا ضدہ وجائز فی فعلھا التکرار وفی القبور یدخل الاوتار۔ (۴) ایضاح امام ابوالفضل کرمانی (۵) فتاوی عالمگیریہ (۶) جامع الرموز میں ہے لا یصلی علی میت الامرۃ واحدۃ (۷) علامہ سید احمد طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں سقوط فرضھا بواحد فلوا عادوا تکررت ولم تشرع مکررۃ (۸) مبسوط امام الائمہ سرخسی (۹) نہایہ شرح ہدایہ (۱۰) منحۃ الخالق حاشیہ البحر الرائق میں ہے لا تعاد الصلاۃ علی المیت الا ان یکون الولی ھو الذی حضر فان الحق لہ ولیس لغیرہ ولایۃ اسقاط حقہ۔

نوع دوم۔ دوبارہ پڑھیں تو نفل ہوگی اور یہ نماز بطور نفل جائز نہیں۔

(۱۱) ھدایہ (۱۲) کافی شرح وافی للامام الاجل ابی البرکات النسفی۔ (۱۳) تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق للامام الزیلعی (۱۴) جوھرۃ نیرہ شرح مختصر القدوری (۱۵) درر شرح غرر (۱۶) بحر الرائق شرح الکنز العلامہ زین (۱۷) مجمع الانھر شرح ملتقی الابحر (۱۸) متخلص الحقائق شرح کنز (۱۹) کبیری علی المنیہ میں ہے الفرض یتأدی بالاول والتنفل بھا غیر مشروع زاد فی التبیین ولھذا لا یصلی علیہ من صلی علیہ مرۃ۔ کافی کے الفاظ یہ ہیں حق المیت یتأدی بالفریق الاول وسقط الفرض بالصلاۃ الاولی فلو فعلہ الفریق الثانی لکان نفلا

Marfat.com

وزاد غیر مشروع کمن صلی علیہ مرۃ۔ (۲۰) شرح تجرید کرمانی (۲۱) فتاوی ہندیہ (۲۲) مراقی الفلاح علامہ شرنبلالی میں ہے التنفل بصلاۃ الجنازۃ غیر مشروع (۲۳) امام محمد محمد محمد بن امیر الحاج حلیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں المذھب عند اصحابنا ان التنفل بھا غیر مشروع (۲۴) بحر العلوم ملک العلماء رسائل الارکان میں فرماتے ہیں لو صلوا انھم التنفل بصلاۃ الجنازۃ و ذا غیر مشروع ـــ ردالمحتار کی عبارت نوع ششم میں آئے گی۔

نوع سوم ۔ یہاں تک کہ اگر سب مقتدی بے طہارت یا سب کے کپڑے نجس تھے یا نجس جگہ کھڑے تھے یا عورت امام اور مرد مقتدی تھے غرض کسی وجہ سے جماعت بھر کی نماز باطل اور فقط امام کی صحیح ہوئی اب اعادہ نہیں کرسکتے کہ اکیلے امام سے فرض ساقط ہوگیا۔ ہاں اگر قوم میں کوئی وجہ بطلان نہ تھی امام میں تھی تو پھر پڑھی جائے گی کہ جب امام کی صحیح نہ ہوئی کسی کی صحیح نہ ہوگی۔

(۲۵) خلاصہ (۲۶) بزازیہ (۲۷) محیط (۲۸) بدائع امام ملک العلماء ابوبکر مسعود کاشانی (۲۹) شامل للامام البیہقی (۳۰) تجرید للامام ابی الفضل (۳۱) مفتاح (۳۲) جواہر اخلاطی (۳۳) قنیہ (۳۴) مجتبیٰ (۳۵) شرح التنویر للعلائی (۳۶) اسمٰعیل مفتی دمشق تلمیذ صاحب درمختار (۳۷) ردالمحتار (۳۸) ہندیہ (۳۹) بحر۔ (۴۰) حلیہ (۴۱) رحمانیہ میں ہے بعضھم یزید علی بعض والنظم للدر امّ بلا طھارۃ والقوم بھا اعیدت وبعکسہ لا کما لو امت امرأۃ ولو امۃ لسقوط فرضھا بواحد ـ محیط اور بحر الرائق کے لفظ یہ ہیں لو کان الامام علی طھارۃ والقوم علی غیرھا لا تعاد لان صلاۃ الامام صحت فلو اعادوا نتکرر الصلاۃ وانہ لا تجوز۔ شامل بیہقی کے لفظ یہ ہیں وان کان القوم غیر طاھر لا تعاد لان الاعادۃ لا تجوز۔

Marfat.com

نوع چہارم ۔ جب ولی خود یا اس کے اذن سے دوسرا نماز پڑھائے یا ولی خود ہی تنہا پڑھ لے تو اب کسی کو نماز جنازہ کی اجازت نہیں۔

(۴۲) کنزالدقائق (۴۳) وافی للامام الاجل ابی البرکات النسفی (۴۴) وقایہ (۴۵) نقا للامام صدرالشریعہ (۴۶) غرر للعلامہ مولی خسرو (۴۷) تنویرالابصار و جامع البحار شیخ الاسلام ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ غزنی (۴۸) ملتقی الابحر (۴۹) اصلاح للعلامہ ابن کمال پاشا (۵۰) فتح القدیر للامام المحقق علی الاطلاق (۵۱) شرح منیہ ابن امیرالحاج (۵۲) شرح نورالایضاح للمصنف میں ہے واللفظ لمتن العلامہ ابراھیم الحلبی لا یصلی غیرالولی بعد صلاۃ الولی۔ امام ابن ہمام کے الفاظ یوں ہیں ان صلی الولی وان کان وحدہ لم یجز لاحد ان یصلی بعدہ۔ یوں ہی مراقی الفلاح میں فرمایا لا یصلی احد علیھم بعدہ وان صلی ولی وحدہ ۔ حلیہ کی عبارت یہ ہے قال علماءنا اذا صلی علی المیت من لہ ولایۃ ذالک لا تشرع الصلوۃ علیہ ثانیۃ لغیرہ۔ (۵۳) مختصر قدوری (۵۴) ھدایہ للامام الاجل ابی الحسن علی ابن عبدالجلیل الفرغانی (۵۵) نافع متن مستصفی الامام ناصرالدین ابی القاسم ولمدنی سمرقندی (۵۶) شرح الکنز العلامہ ابن نجیم (۵۷) شرح الملتقی للعلامہ شیخ زادہ (۵۸) شرح النقایہ للقصستانی (۵۹) ابراھیم الحلبی علی المنیہ (۶۰) شرح مسکین للکنز (۶۱) برجندی شرح نقایہ میں ہے ان صلی علیہ الولی لم یجز لاحد ان یصلی بعدہ۔ غنیہ کے لفظ یہ ہیں۔ عدم جواز صلوۃ غیر الولی بعدہ مذھبا (۶۲) مستصفی للامام النسفی (۶۳) شلبیہ علی الکنز میں ہے۔ لو لم یحضر السلطان وصلی الولی لیس لاحد الاعادۃ

نوع پنجم ۔ کچھ ولی کی خصوصیت نہیں۔ حاکم اسلام یا امام مسجد جامع یا مسجد محلہ سب کے بعد بھی پھر دوسروں کو اجازت نہیں کہ یہ بھی صاحب حق ہیں۔

(۶۴) امام فخرالدین عثمان نے شرح کنز میں بعد مسئلہ ولی فرمایا۔ وکذا بعد

Marfat.com

امام الحی وبعد کل من یقدم علی الولی (۶۵) فاتح شرح مقدمہ کیدانی (۶۶) ذخیرۃ العقبی علی صدر الشریعہ (۶۷) حواشی سید حموی میں ہے۔ تخصیص الولی لیس لانہ لوصلی السلطان اوغیرہ ممن ھو اولی من الولی لیس لاحد ان یصلی بعدہ (۶۸) فتح القدیر (۶۹) فتح اللہ المعین میں ہے۔ اذا منعت الاعادۃ بصلوٰۃ الولی فبصلاۃ من ھو مقدم علی الولی اولی (۷۰) قہستانی علی مختصر الوقایہ میں ہے۔ لا یجوز ان یصلی غیر الاحق بعد صلاۃ الولی والاحق۔

نوع ششم۔ ولی وغیرہ ذی حق جس صورت میں اپنے حق کے لئے اعادہ کرسکتے ہیں اس حال میں بھی جو پہلے پڑھ چکا ان کی نماز میں شریک نہیں ہوسکتا ہے۔

(۷۱) نور الایضاح (۷۲) درمختار (۷۳) بحر الرائق (۷۴) قنیہ (۷۵) شرح مختصر الوقایہ لعلامہ عبد العلی (۷۶) شرح الملتقی للعلامہ عبد الرحمٰن الرومی (۷۷) غنیہ ذوی الاحکام للعلامہ شرنبلالی (۷۸) شرح منظومہ ابن وھبان للعلامہ ابن الشحنہ (۷۹) حاوی علی الدر میں ہے واللفظ لہ لیس لمن یصلی اولا ان یعید مع الولی (۸۰) فتح القدیر میں ہے وکذا قلنا لو یشرع لمن صلی مرۃ التکریر (۸۱) شامی علی الدر میں ہے لان اعادتہ تکون نفلا من کل وجہ بخلاف الولی لانہ صاحب الحق۔

نوع ہفتم۔ جب ولی نے دوسرے کو اذن دے دیا اگرچہ آپ شریک نماز ہوا یا کوئی اجنبی بے اذن ولی خود ہی پڑھ گیا مگر ولی شریک نماز ہوگیا تو ان صورتوں میں ولی بھی اعادہ نہیں کرسکتا۔

(۸۲) جوہرہ میں ہے ان اذن الولی لغیرہ فصلی لا تجوز لہ الاعادۃ (۸۳) بحر میں ہے اذن لغیرہ بالصلاۃ لا حق لہ فی الاعادۃ (۸۴) فتاویٰ امام قاضی خاں (۸۵) فتاوی ظہیریہ (۸۶) فتاوی الواجیہ (۸۷) واقعات (۸۸) تجنیس للامام صاحب ہدایہ (۸۹) فتاوی عتابیہ (۹۰) فتاوی خلاصہ (۹۱) عنایہ شرح ہدایہ۔

Marfat.com

(۹۲) نہایہ اول شرح ھدایہ (۹۳) منبع (۹۴) عبدالحلیم رومی علی الدرر (۹۵) شلبی علی زیلعی الکنز (۹۶) حلیہ (۹۷) برجندی (۹۸) بحر (۹۹) رحمانیہ (۱۰۰) شرح علائی (۱۰۱) ھندیہ میں ہے۔ واللفظ للعنایہ عن الولوالجی وللشلبی عن النھایہ عن الولوالجی والظھیریہ والتجنیس وللبحر عنھم وعن الواقعات رجل صلی علی جنازۃ والولی خلفہ ولم یرض بہ ان تابعہ وصلی معہ لا یعید لانہ صلی مرۃً ـــــ

نوع ہشتم۔ یوں ہی اگر سلطان وغیرذی حق کہ ولی سے مقدم ہیں پڑھ لیں یا خود نہ پڑھیں ان کے اذن سے کوئی پڑھ دے جب بھی ولی کو اختیار اعادہ نہیں (۱۰۲) تا (۱۱۹) ۸۴ سے ۱۰۱ تک تمام کتب مذکورہ (۱۲۰) فتح القدیر (۱۲۱) فتح المعین میں ہے۔ اما من ذکرنا لفظھم انفا فبالفاظ متفقۃ والباقون بمعانی متقاربۃ وھذا لفظ الخانیہ ان کان المصلی سلطانا او الامام الاعظم او القاضی او والی مصر وامامہ فیہ لیس للولی ان یعید فی ظاھر الروایۃ زاد الذین سقناہ لفظھم ولانہ اولی بالصلاۃ منہ (۱۲۲) غنیہ (۱۲۳) حلیہ (۱۲۴) بحر (۱۲۵) طحطاوی علی مراقی الفلاح سب کے باب تیمم میں ہے۔ لو صلی من لہ حق التقدم کالسلطان ونحوہ لا یکون لہ حق بالاعادۃ کفایہ ومستخلص کی عبارت نوع دہم میں آتی ہے۔ امام عتابی نے مثل عبارت مذکورہ خانیہ ذکر کیا اور ان کی گنتی میں جو ولی پر مقدم ہیں۔ امام مسجد جامع کو بھی بڑھایا اور درایہ پھر نہر پھر درمختار اور جوامع الفقہ اور پھر فتح پھر شرنبلالیہ میں تصریح فرمائی کہ امام جامع امام محلہ پر مقدم ہے (۱۲۶) درایہ شرح ہدایہ (۱۲۷) شلبیہ علی الکنز میں ہے۔ لو صلی امام المسجد الجامع لا تعاد (۱۲۸) مجمع البحار (۱۲۹) شرح مجمع (۱۳۰) بحر (۱۳۱) ردالمحتار میں ہے امام الحی کالسلطان فی عدم اعادۃ الولی۔ تنبیہ امام عتابی نے ولی پر تقدیم امام میں یہ شرط لگائی کہ وہ ولی سے افضل ہو ورنہ ولی ہی اولیٰ ہے۔ یہ شرط شرنبلالیہ میں معراج الدرایہ اور درمختار میں مجتبیٰ وشرح المجمع لمصنفہ سے نقل

Marfat.com

فرمائی۔ حلیہ میں اسی عتابی سے بحوالہ شرح مجمع اور امام بقالی سے بحوالہ مجتبیٰ نقل کرکے فرمایا وھو احسن اسی طرح بحرالرائق میں فرمایا (۱۳۲) خانیہ (۱۳۳) وجیز کردری (۱۳۴) عالمگیریہ (۱۳۵) خزانۃ المفتیین میں ہے۔ واللفظ للوجیز مات فی غیر بلدہ فصلی علیہ غیر اھلہ ثم حملہ اھلہ الی منزلہ ان کانت الصلاۃ الاولی باذن القاضی او الوالی لا تعاد۔

نوع نہم۔

اگر ولی نے نماز پڑھ لی اور سلطان و حکام کہ اس سے اولیٰ ہیں بعد کو آئے اب وہ بھی بالاتفاق اعادہ نہیں کرسکتے۔ ہاں اگر وہ موجود تھے اور ان کے بے اذن ولی نے پڑھ لی اور وہ شریک نہ ہوئے تو ایک جماعت علماء کے نزدیک اختیار اعادہ انہیں ہے وھو مجمل ما فی الدر عن المجتبی فی النھایہ والجوھرۃ ثم الھندیہ والطحطاوی و فی العنایہ والبرجندی عن النھایہ فی الفاتح شرح القدوری و فی ابی سعید علی الدر عن المجتبی وغیرہ ــــــ اور ایک جماعت علماء کے نزدیک اب بھی کسی کو اختیار اعادہ نہیں۔ معراج الدرایہ میں اس کی تائید کی۔ ردالمحتار میں اسی کو ترجیح دی۔ اور یہی ظاہر اطلاق متون وظاہراً من حیث الدلیل اقوی ہے تو حاصل یہ ٹھہرا کہ سلطان نے پڑھ لی تو ولی نہیں پڑھ سکتا۔ ولی نے پڑھ لی تو سلطان نہیں پڑھ سکتا۔ غرض ہر طرح اعادہ وتکرار کا دروازہ بند فرماتے ہیں (۱۳۶) غایۃ البیان شرح ہدایہ للعلامۃ الاتقانی میں ہے ھذا علی سبیل العموم حتی لا تجوز الاعادۃ لا بسلطان ولا لغیرہ (۱۳۷) صغیری میں ہے ان صلی ھو فلیس لغیرہ ان یصلی بعدہ من السلطان فمن دونہ (۱۳۸) سراج وہاج شرح قدوری میں ہے من صلی الولی علیہ لم یجز ان یصلی احد بعدہ سلطانا کان او غیرہ (۱۳۹) و (۱۴۰) السعود میں نارنع وغیرہ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا اطلق فی الغیر فعم السلطان فمفادہ عدم اعادۃ السلطان بعد صلوٰۃ الولی وبہ جزم

Marfat.com

فی السراج وغایۃ البیان والنافع (۱۴۱) مستصفی للامام النسفی (۱۴۲) شلبی علی الکنز میں ہے الحق الی الاولیاء حیث قال لیس لاحد بعدہ الاعادۃ بطریق العموم سلطانا کان اوغیرہ (۱۴۳) و (۱۴۴) ردالمحتار میں معراج الدرایہ وغیرہ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا اذا صلی الولی فهل لمن قبله کالسلطان حق الاعادۃ فی السراج والمستصفی لا ویدل علی هذا قول الهدایہ ان صلی الولی لم یجز لاحد ان یصلی بعدہ ونحوہ فی الکنز وغیرہ فقوله لم یجز لاحد مشغل السلطان ونقل فی المعراج عن المنافع لیس للسلطان الاعادۃ ثم ابد روایۃ المنافع الخ ملخصا۔ (۱۴۵) بحرالرائق میں ہے صلی الولی ثم جاء المقدم علیہ فلیس له الاعادۃ۔

نوع دہم۔

حدیہ کہ جنازہ ہوا اور بے وضو کو وضو کرنے یا جنب یا حیض یا نفاس سے فارغ ہونے والی کو نہانے میں فوت نماز کا اندیشہ ہو تو شرع نے اجازت فرمائی کہ تیمم کرکے شریک ہوجائے کہ ہوچکی تو پھر نہ پڑھ سکے گا جیسے نماز عید۔ و لہذا سلطان وغیرہ جو ولی سے مقدم ہیں جب وہ حاضر ہوں تو ولی کو بھی تیمم جائز ہے۔ بلکہ اگر ولی نے دوسرے کو اجازت امامت دے دی تو اب بھی ولی تیمم کرسکے گا کہ اجازت دے کر اختیار اعادہ نہ رہا یوں ہی اگر وضو یا غسل کے تیمم سے ایک جنازہ پڑھا گیا اور دوسرا آگیا اور وضو یا غسل کی مہلت نہ پائی تو اسی تیمم سے دوسرا تیسرا جہاں تک ہوں پڑھ سکتے ہیں (۱۴۶) کنز (۱۴۷) تنویر (۱۴۸) ملتقی (۱۴۹) نورالایضاح (۱۵۰) محیط میں ہے صح لخوف فوت الجنازہ (۱۵۱) مختصر قدوری (۱۵۲) ہدایہ (۱۵۳) وقایہ (۱۵۴) نقایہ (۱۵۵) اصلاح (۱۵۶) وافی (۱۵۷) غرر (۱۵۸) منیہ میں ہے اللفظ للاصلاح الوقایہ هو لمحدث وجنب وحائض ونفساء عجز وا عن الماء لخوف فوت صلاۃ الجنازۃ لغیر الولی الخ ومثله فی الغرر غیر انه قال لغیر الاولی۔۔ مرد ہو یا عورت جسے غسل کی حاجت

Marfat.com

ہو اور اس میں نماز جنازہ فوت ہو جانے کا اندیشہ کریں ان کو تیمم جائز ہے سوا اس کے جو اس نماز کا احق ہو کہ اسے خوف فوت نہیں۔ مختصر وقایہ کے لفظ یہ ہیں مایفوت لا الی خلف کصلوٰۃ الجنازۃ لغیر الولی۔ (۱۵۹) منتقی امام حاکم شہید (۱۶۰) فتاویٰ غیاثیہ میں ہے لا یجوز التیمم لمن ینتظر الناس فلو لم ینتظروہ اجزاہ۔ (۱۶۱) طحطاوی علی الدر میں ہے یعتبر الخوف بغلبۃ الظن (۱۶۲) امام اجل طحطاوی شرح معانی الآثار میں فرماتے ہیں۔ قد رخص فی التیمم فی الامصار خوف فوت الصلوٰت علی الجنازۃ و فی صلوٰۃ العیدین لان ذلک اذا فات لم یقض۔ (۱۶۳) ہدایہ (۱۶۴) مجمع الانہر میں ہے لانہ لا تقضی فیتحقق العجز۔ (۱۶۵) حلیہ (۱۶۶) برجندی (۱۶۷) مراقی الفلاح (۱۶۸) فتاویٰ غیریہ میں انھا تفوت بلا خلف زاد البرجندی بالنسبۃ الی غیر الولی (۱۶۹) کافی میں دونوں لفظ جمع فرمائے کہ۔ صلوٰۃ الجنازۃ والعید تفوتان لا الی بدل لانھا لا تقضیان فیتحقق العجز۔ (۱۷۰) عنایہ میں ہے کل ما یفوت لا الی بدل جاز اداؤہ بالتیمم مع وجود الماء و صلوٰۃ الجنازۃ عندنا کذلک لانھا لا تعاد (۱۷۱) تبیین (۱۷۲) ارکان میں ہے صلوٰۃ الجنازۃ تفوت لا الی خلف فصار الماء معدوما بالنسبۃ الیھا (۱۷۳) ظہیریہ (۱۷۴) عالمگیریہ (۱۷۵) سراجیہ (۱۷۶) شرح نور الایضاح (۱۷۷) درمختار (۱۷۸) رحمانیہ میں ہے والنظم للدر ولو جنبا او حائضا اس کے لئے جنب اور حائض کو بھی تیمم روا اور یہ مسئلہ وقایہ اور اصلاح غرر سے واضح تر گذرا (۱۷۹) بحر (۱۸۰) ہندیہ (۱۸۱) طحطاوی علی المراقی (۱۸۲) حلیہ (۱۸۳) غنیہ میں ہے واللفظ للبحر یجوز التیمم للولی اذا کان من ھو مقدم علیہ حاضرا اتفاقا لانہ یخاف الفوت (۱۸۴) جوہرہ (۱۸۵) بحر (۱۸۶) عالمگیریہ میں ہے واللفظ لھذین یجوز للولی اذا اذن لغیرہ بالصلوٰۃ ولا یجوز لمن امرہ الولی کذا فی الخلاصۃ (۱۸۷) فتاویٰ کبریٰ (۱۸۸) فتاویٰ قاضی خاں (۱۸۹) خزانۃ المفتیین (۱۹۰) جامع المضمرات

Marfat.com

شرح قدوری (۱۹۱) فتاویٰ ہندیہ (۹۲) فتح القدیر (۹۳) جواہر اخلاطی (۱۹۴) شرح تنویر میں ہے تیمم فی المصر وصلی علی جنازۃ ثم اتی باخری فان کان بینھما مدۃ یقدر علی الوضوء (قال فی الدر ثم زال تمکنہ) یعید التیمم وان لم یقدر صلی بذالک التیمم الخ قال فی الدر بہ یفتی الخ قال فی المضمرات والجواھر والھندیہ علیہ الفتویٰ (۱۹۵) برہان شرح مواہب الرحمٰن (۱۹۶) شرح نظم الکنز للعلامہ القدسی (۱۹۷) حاشیہ علامہ نوح افندی (۱۹۸) حاشیہ علامہ ابن عابدین میں ہے مجرد الکراھۃ لا یقتضی العجز المقتضی لجواز التیمم لانھا لیست اقوی من فوات الجمعہ والوقتیۃ مع عدم جوازہ لھما۔ (۱۹۹) ہدایہ (۲۰۰) کافی (۲۰۱) تبیین (۲۰۲) فتح القدیر (۲۰۳) غنیہ (۲۰۴) سراج وہاج (۲۰۵) امداد الفتاح (۲۰۶) متخلص (۲۰۷) طحطاوی علی المراقی۔ واللفظ للفتح ترک الناس عن اخرھم الصلوٰۃ علی قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولو کان مشروعا لما اعرض الخلق کلھم من العلماء والصالحین والراغبین فی التقرب الیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بانواع الطرق عنہ فھذا دلیل ظاھر علیہ فوجب اعتبارہ ـــ حاشیہ نورالایضاح کے لفظ سراج و غنیہ و امداد سے یوں ہیں۔ والا یصلی علی قبرہ الشریف الی یوم القیمۃ لبقائہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما دفن طریا بل ھو حی یرزق ویتنعم بسائر الملاذ والعبادات وکذا سائر الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام وقد اجتمعت الامۃ علی ترکھا۔ [1]

اس کے علاوہ ایک دوسرے فتووں میں چالیس عبارتوں سے اس مسئلہ کو ثابت کیا اور خاص اسی مسئلہ پر آپ نے حدیثوں سے بھی ثبوت فراہم کی ہیں۔

(۱) امام اجل برہان الملۃ والدین ابوبکر ہدایہ میں فرماتے ہیں۔ ان صلی

---

[1] فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶۔

غیر الولی والسلطان اعاد الولی ان شاء لان الحق للاولیاء وان صلی الولی لم یجز لاحد ان یصلی بعدہ لان الفرض یتادی بالاول والتنفل بہا غیر مشروع لهذا راینا الناس ترکوا عن اٰخرھم الصلاۃ علی قبر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وھو الیوم کما وضع۔

(۲) امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں۔ لو کان مشروعا لما اعرض الخلق کلھم من العلماء والصالحین والراغبین فی التقرب الیہ علیہ الصلوۃ والسلام بانواع الطرق عنہ فھذا دلیل ظاھر علیہ فوجب اعتبارہ۔

(۳) امام اجل نسفی وافی اور اس کی شرح کافی میں فرماتے ہیں۔ لم یصل غیرہ بعدہ ای ان صلی الولی لم یجز لغیرہ ان یصلی بعدہ لان حق المیت یتادی بالفریق الاول وسقط الفرض بالصلوۃ الاولی فلو فعلہ الفریق الثانی لکان تنفلا وذا غیر مشروع ولکن صلی علیہ مرۃ الخ۔

(۴) امام محمد محمد محمد ابن امیر الحاج حلیہ میں فرماتے ہیں۔ قال علماؤنا اذا صلی علی المیت من لہ ولایتہ ذالک لا تشرع الصلوۃ علیہ ثانیا لغیرہ۔

(۵) علامہ ابراہیم حلبی غنیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں۔ لا یصلی علیہ لئلا یؤدی الی تکرار الصلوۃ علی میت واحد فانہ غیر مشروع۔

(۶) درر شرح غرر و مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے۔ الفرض یتادی بالاولی والتنفل بہا غیر مشروع۔

(۷) درمختار و (۸) فتح اللہ المعین میں ہے لیس لمن صلی علیہا ان یعید مع الولی لان تکرارھا غیر مشروع۔

(۹) مراقی الفلاح میں ہے لا یعید مع من لہ حق التقدم من صلی مع غیرہ لان التنفل بہا غیر مشروع۔ (۱۰) ایضاح و (۱۱) عالمگیریہ میں ہے لا یصلی

علی المیت الا مرۃ واحدۃ والتنفل بصلوۃ الجنازۃ غیر مشروع (۱۲) فتاوی امام قاضی خاں و (۱۳) ظہیریہ و (۱۴) شرح نقایہ برجندی و (۱۵) خلاصہ و (۱۶) لوالجیہ (۱۷) تجنیس (۱۸) واقعات (۱۹) بحرالرائق وغیرہ میں ہے۔ ان کان المصلی سلطانا والامام الاعظم اوالقاضی او والی المصر او امام الحیہ لیس للولی ان یعید (۲۰) شرح نقایہ علی قہستانی میں ہے۔ لایصلی علی المیت الا مرۃ (۲۱) سراج وہاج (۲۲) بحرالرائق۔ (۲۳) ردالمحتار (۲۴) جامع الرموز (۲۵) جوہرہ نیرہ (۲۶) ہندیہ (۲۷) مجمع الانہر وغیرہا میں ہے۔ واللفظ للبحر عن السراج ان صلی الولی علیہ لم یجز ان یصلی احد بعدہ ۔۔۔ (۲۸) قدوری (۲۹) ہدایہ (۳۰) منیہ (۳۱) وقایہ (۳۲) نقایہ (۳۳) وافی (۳۴) کنز (۳۵) غرر (۳۶) اصلاح (۳۷) الملتقی (۳۸) تنویر (۳۹) نورالایضاح۔ ان بارہ متنوں اور ان کی غیر سب میں تصریح ہے کہ نماز جنازہ جب ایک بار ہوچکی فوت ہوگئی (۴۰) مختصر میں ہے۔ یجوز التیمم للصحیح المقیم اذا حضرت الجنازۃ والولی غیرہ فخاف ان اشتغل بالوضوء فوت الصلاۃ۔

ھدایہ۔ تیمم الصحیح فی المصر اذا حضرت الخ وقال بالطہارۃ مکان بالوضوء وھو اشمل۔ منیہ۔ الصحیح فی المصر تیمم لصلاۃ الجنازۃ اذا خاف الفوت الا الولی۔ وقایہ۔ ھو لمحدث وجنب و حائض و لم یقدروا علی الماء الخوف فوت صلاۃ الجنازۃ لغیر الولی۔ اصلاح۔ مثلہ وقال عجز عن الماء۔ نقایہ۔ مایفوت لا الی خلف کصلوۃ الجنازۃ لغیر الولی۔ کنز۔ صح لخوف فوت صلوۃ الجنازۃ۔ تنویر۔ جاز لفوت الخ وافی۔ مثل الکنز۔ وزاد لم یکن ولیھا۔ غرر۔ جاز لمحدث وجنب و حائض عجزوا عن الماء لخوف فوت صلوۃ الجنازۃ۔ ملتقی۔ یجوز فی المصر لخوف

Marfat.com

فوت صلوٰۃ الجنازہ - نور الایضاح - العذر المبیح للمقیم خوف فوت صلوٰۃ الجنازہ - ہدایہ و مجمع الانہر میں ہے لانہا لاتقضی فیحقق العجز - کافی امام نسفی میں ہے - صلوٰۃ الجنازۃ والعید تفوتان لا الی بدل لانہا لاتقضیان فیتحقق العجز - مراقی الفلاح و برجندی میں ہے لانہا تفوت بلا خلف - فتاویٰ خیریہ میں ہے - لا یجوز التیمم مع وجود الماء الا فی موضع یخشی الفوات لا الی خلف کصلوٰۃ الجنازۃ -

ان سب عبارت کا بھی وہی حاصل کہ نماز جنازہ دوبارہ پڑھنی صرف مکروہ ہی نہیں بلکہ محض ناجائز ہے - برہان شرح مواہب الرحمٰن پھر شرح نظم الکنز للعلامہ القدسی پھر حاشیہ علامہ نوح آفندی پھر ردالمحتار شامی میں ہے مجرد الکراھۃ لایقتضی العجز المقتضی لجواز التیمم لانہا لیست اقوی من فوات الجمعۃ والوقتیہ مع عدم جوازہما۔[1]

---

[1] فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۳۵، ۳۶، ۳۷ -

Marfat.com

اقوال متبائنہ میں ترجیح

علمائے حنفیہ میں یہ اختلاف ہے کہ مسواک قبل وضو سنت ہے یا وضو میں کلی کرتے وقت۔ صاحب مبسوط اور کثیر العلماء مسواک کو وضو میں کلی کرتے وقت سنت بتاتے ہیں امام ابن ہمام صاحب عنایہ وغیرہ نے اسی کو لیا ہے۔ عالمگیری میں ہے۔ الا سنیاک وقت المضمضۃ[1]۔ بحرالرائق اور شرح نقایہ میں اسی کو قول اکثر بتایا ہے۔ صاحب بدائع اور امام زیلعی نے قبل وضو، مسواک کو سنت قرار دیا ہے۔ صاحب حلیہ بھی اس کے قائل ہیں۔ اور ان کی عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کلی کے وقت مسواک کرنا بعض کا قول ہے۔" ان یکون فی حالۃ المضمۃ علی قول بعض المشائخ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اکثر مشائخ کے نزدیک قبل وضو سنت ہے امام ابن ہمام نے کل کے وقت سنت ہونے پر ایک حدیث سے استدلال کیا ہے۔

لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک مع کل صلوٰۃ۔[2]

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسواک وضو کے اندر سنت ہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ لفظ " عند کل وضوء" سے مسواک کا وضو کے کے اندر ہونا تو کیا وضو سے متصل ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا اس لئے کہ " عند" عام ہے نیز حدیث مذکور میں وقت مضمضہ کا بھی ذکر نہیں اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے امام ابن ہمام کی تائید میں اپنی طرف سے تین حدیثیں اور پیش فرمائیں[3] اور ہر ایک کا محقق جواب دیا کہ ان احادیث سے مسئلہ پر واضح

---

[1] فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۱۴۸ [2] فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۱۵۱۔ [3] فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۱۵۵۔

Marfat.com

روشنی نہیں پڑتی ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ درحقیقت مسواک قبل وضو ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ۲۵ صحابۂ کرام سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کی کیفیت مروی ہے لیکن کسی میں مسواک کا ذکر نہیں ہے بلکہ وضو اور مسواک سے متعلق صدہا احادیث سامنے ہیں کسی ایک حدیث صریح سے وضو کے اندر مسواک کا ہونا ثابت نہیں۔ علاوہ ازیں خود صاحب بحر وغیرہ فرماتے ہیں کہ مسواک اگر سنّت وضو ہو تو اس میں یہ خرابی لازم آئے گی کہ بسا اوقات مسوڑھوں سے خون جاری ہو جاتا ہے اگر شافعیہ کے نزدیک خون ناقض وضو نہیں ہے لیکن بالاجماع نجس تو ہے۔ اس استدلال سے یہ نتیجہ بھی اخذ ہوا کہ مسواک وضو میں کلّی کے وقت سنّت نہ ہونا چاہئے۔ ورنہ اس سے پہلے کے افعال کا اعادہ لازم آجائے گا۔ کیونکہ خون نکلنا مظنون ہے۔ نیز مسلم شریف میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے۔ انہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم تسوّک و توضأ ثم قام فصلی — جس سے اشارہ ملتا ہے کہ مسواک قبل وضو ہے۔ اور ابو ذر نے حضرت عائشہ سے اس سے واضح روایت کی ہے۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یرقد من اللیل ولا النہار فیستیقظ الا تسوک قبل ان یتوضأ۔ [1]

لہٰذا ترجیح یہی ہے کہ مسواک قبل وضو سنّت ہے۔

---

[1] فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۱۵۵

Marfat.com

متعارض دلائل میں تطبیق

جمع بین الصلوتین سے بحث کرتے ہوئے جمع تاخیر کی دلیلوں کا ذکر آیا تو آپ نے سب سے پہلے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث جو اس مسئلہ میں سب سے قوی دلیل ہے اس کا تذکرہ کیا اور فرمایا کہ اس حدیث کے چالیس سے زیادہ طرق اس وقت پیش نظر ہیں جن میں سے بیشتر مجمل ہیں البتہ بعض طرق میں غروب شفق کے بعد مغرب وعشاء کو ایک ساتھ پڑھنے کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن ان سب میں کسی سے بھی دلیل قائم نہیں ہوتی کہ جمع حقیقی کسی نماز کی تاخیر کے ساتھ جائز ہے۔

(۱) مسند عبدالرزاق اور ابن جریر کی روایتوں میں ابن عمر سے ہے۔

قال قال عبد اللہ جمع لنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم مقیما غیر مسافر بین الظہر والعصر والمغرب والعشاء فقال رجل لا من عمر لم تری النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فعل ذلك قال لان لا یحرج امتہ ان جمع رجل[۱] ابن جریر بایں لفظ راوی ہیں۔ خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فکان یؤخر الظہر ویعجل العصر فیجمع بینھما و یؤخر المغرب ویعجل العشاء فیجمع بینھما[۲]

نیز ابن جریر کی دوسری روایت میں یوں ہے ——— اذا باد ر احد کم الحاجۃ فشاء ان یؤخر المغرب ویعجل العشاء او یصلیھما جمیعا فعل[۳]

ان حدیثوں سے بھی اعلیٰ حضرت نے جمع صوری ثابت فرمایا جمع حقیقی اس سے مراد نہیں ہے۔

(۲) سنن ابوداؤد میں اس حدیث کے بارے میں عبداللہ بن واقد جو ابن

---

[۱] حاجز البحرین ص ۲۹ [۲] حاجز البحرین ص ۴۹۔ [۳] حاجز البحرین ص ۴۹۔

Marfat.com

عمر کے شاگرد ہیں بیان کرتے ہیں کہ غروب شفق سے پہلے اتر کر مغرب پڑھی پھر انتظار کر کے شفق ڈوبنے پر عشار پڑھی۔[1]

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ مذکورہ روایت میں نماز مغرب کو غروب شفق کے بعد پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ غروب شفق کے قریب مغرب پڑھی اور یہ محاورہ قرآن پاک میں بھی وارد ہے۔ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ[2]

جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی میعاد کو پہنچ جائیں تو اب انھیں اچھی طرح نکاح میں روک لو یا اچھی طرح چھوڑ دو۔ یہاں میعاد کے پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ میعاد کے قریب پہنچ جائیں۔۔۔۔ دوسری آیت فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ۔[3]

ظاہر ہے کہ جب عورت عدت کو پہنچ گئی تو نکاح سے نکل گئی اب رجعت کا کیا محل اور اسے روکنے چھوڑنے کا کیا اختیار تو بالیقین قرب انقضائے وقت کو انقضائے وقت سے تعبیر فرمایا ہے یعنی جب ختم عدت کے قریب پہنچیں اس وقت رجعت و ترک دونوں کا اختیار ہے۔۔۔ اس طرح کے محاورے کثیر احادیث سے بھی ثابت ہیں۔

امامت جبرئیل امین کے واقعہ میں دوسرے دن کی ظہر پہلے دن کے عصر کے وقت میں پڑھنا مذکور ہے اور تمام علمار اس سے یہی معنی لیتے ہیں کہ پہلے دن کی عصر کے قریب ظہر ادا فرمائی جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے صبح اسرار بعد فرضیت نماز، اوقات نماز معین کرنے اور ان کا اول و آخر بتانے کے لئے دو روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کی پہلے دن ظہر سے فجر تک پانچوں نمازیں اول وقت میں پڑھیں اور دوسرے دن

---

[1] حاجز البحرین ص ۷۰۔ [2] سورہ بقرہ پ۲ رکوع ۱۲ [3] پ ۲۸ سورہ طلاق رکوع ۱۔

Marfat.com

ہر نماز آخر وقت میں، اس کے بعد گذارش کی کہ "الوقت ما بین ھذین الوقتین"۔

(۲) شفق کے بارے میں دو قول ہیں اول شفق احمر دوم شفق ابیض (جو احمر کے بعد بھی رہتی ہے)۔

امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک مغرب کے ختم اور عشاء کے شروع ہونے میں شفق ابیض کا اعتبار ہے اور یہ ظاہر ہے کہ شفق احمر پہلے غروب ہوتی ہے لہٰذا اگر حدیث ابن عمر میں شفق کا غروب ہونا ذکر ہے تو اس سے شفق احمر مراد ہے اور جس روایت میں یہ مذکور ہے کہ مغرب غروب شفق سے پہلے پڑھی اس سے مراد شفق ابیض ہے۔ اس وضاحت سے اعلیٰ حضرت نے یہ ثابت کر دیا کہ دونوں روایتوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت نے زہر الربی اور جامع الاصول کے حوالہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ شفق حقیقۃً بیاض ہی ہے۔ زہر الربی میں ہے ـــــ فحمۃ العشاء ھی اقبال اللیل و اول سوادہ[1] شرح جامع الاصول میں ہے۔ ھی شدۃ سواد اللیل فی اولہ حتی اذا سکن نورہا تلت بظہورہا النجوم و بسط نورھا و لان العین اذا نظرت الی الظلمۃ ابتداءً لا تکاد تری شیئاً۔[2]

اس کی تائید میں امام طحاوی کی ایک روایت پیش کی ہے ـــــ حدثنا فہد ثنا الحمانی حدثنا ابن عیینۃ عن ابن ابی نجیح عن اسمٰعیل ابن ابی ذویب قال کنت مع ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فلما غربت الشمس ھبنا ان نقول الصلوٰۃ فسار حتی ذھبت فحمۃ العشاء و رأینا بیاض الافق فنزل فصلی ثلاثا المغرب و اثنتین للعشاء وقال ھکذا رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یفعل[3]

یہ حدیث بقاء ابیض میں نص صریح ہے کہ سر شام کا دھندلکا جاتا رہا اور افق

---

[1] حاجز البحرین ص ۸۰ [2] حاجز البحرین ص ۸۰ - [3] حاجز البحرین ص ۸۱ -

Marfat.com

کی سپیدی نظر آئی اس وقت نماز پڑھی اور کہا کہ اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے۔

(۴) ابن عمر کی اس حدیث کی کسی بھی روایت میں مذکور نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غروب شفق کے بعد نماز ادا کی ہو۔ زیادہ سے زیادہ ابن عمر کا عمل مذکور ہے اور ابن عمر شفق کے معاملہ میں احمر کے قائل تھے یعنی مغرب کا وقت ان کے نزدیک شفق احمر تک ہے۔ بیہقی اور نووی کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔
انہ قال الشفق الحمرۃ[1]

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک مغرب کا وقت شفق ابیض تک ہے حضرت صدیق اکبر حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت معاذ ابن جبل اور ابی ابن کعب اور حضرت ابوہریرہ اور حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جیسے جلیل القدر صحابۂ کرام اور امام باقر اور عمر ابن عبدالعزیز جیسے اجلۂ تابعین کا مسلک بھی یہی تھا۔ اب اگر ابن عمر سے یہ ثابت بھی ہو کہ انھوں نے غروب ابیض کے بعد مغرب پڑھی تو صاف احتمال ہے کہ انھوں نے کسی سفر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شفق احمر کے بعد شفق ابیض میں مغرب پڑھتے دیکھا تو انھوں نے اپنے اجتہاد سے یہ سمجھا ہو کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وقت کے بعد نماز پڑھی اور پھر اس اجتہاد پر ابن عمر نے بعد میں عمل کیا لہذا ان کا یہ عمل حجت نہیں ہوگا

اعلیٰ حضرت نے جہاں اس تحقیق سے ابن عمر کی حدیث جمع بین الصلاتین سے استدلال کرنا ضعیف کر دیا وہیں آپ نے ان کی روایتوں کے تعارض کو بھی متعدد وجوہ سے دفع کیا ہے۔

---

[1] حاجز البحرین ص ۸۲۔

شواہد سے تائیدات

کسی مسئلہ میں حکم کی دریافت کا ایک فطری طریقہ شہادت نظائر ہے جسے اصول فقہ میں قیاس واجتہاد اور منطق میں تمثیل کی اصطلاح سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کتاب و سنت کی متعدد نصوص سے اس امر پر روشنی پڑتی ہے کہ امثال ونظائر پر قیاس کرتے ہوئے دو مسئلوں کے درمیان اتحاد حکم ثابت کرنا لازم ہے بشرطیکہ معلوم و مسکوت کے درمیان اشتراک علت ثابت ہوجائے۔

عہد صحابہ سے لے کر اب تک بیشمار مسائل جدیدہ میں اسی طریقہ کو تخریج حکم کے سلسلہ میں اپنایا گیا ہے بلکہ بعض روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس بعض احکام میں اجتہاد فرماتے۔ آیت مَاكَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ سے اس مدعی پر واضح روشنی پڑتی ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ دین اسلام چونکہ قیام قیامت تک کے لئے حیات وموت کا مکمل ضابطہ ہے اور نئے جزئیات کا پیش آنا لوازم کائنات سے ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہر نئے مسئلہ میں دریافت حکم کا قیاسی طریقہ عمل میں لایا جائے اسی لئے فقہائے کرام قیاس کے نہ صرف قائل ہیں بلکہ اس کے برتنے کے بھی پابند ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے بہ حیثیت فقیہ کثیر مسائل میں یہ طریقہ بھی استعمال فرمایا ہے۔ نئے مسائل میں بالخصوص شواہد ونظائر کے ذریعہ حکم کا استخراج فرمایا۔ علتوں کے اشتراک سے ایک شئی کا حکم دوسری شئی تک پہنچانے میں آپ اپنے تفقہ میں یگانۂ روزگار نظر آتے ہیں۔ ہمارے دعوے پر درج ذیل مسائل سے روشنی پڑتی ہے۔

(۱) لوبان یا اگر بتی کا دھواں بے ارادہ ناک یا حلق کے ذریعہ جوف میں داخل

Marfat.com

ہو جائے تو اس سے روزہ ٹوٹے گا یا نہیں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حکم دیا کہ دھواں حلق یا دماغ میں خود سے چلا جائے تو اس سے روزہ نہ جائے گا۔

دھوئیں کا اطلاق اگربتی اور لوبان کے دھوئیں کو بھی شامل ہے اور دھوئیں کا یہ حکم اگلے فقہاء سے ثابت ہے کہ اگر وہ خود سے حلق میں اتر جائے تو روزہ نہیں جاتا لیکن اعلیٰ حضرت نے تائید مزید کے لئے اس مسئلہ کو غبار اور مکھی کے حلق میں داخل ہونے پر بھی قیاس فرمایا اور اس سلسلہ میں کہ غبار اور مکھی کا حلق میں جانا مفطر صوم نہیں ہے۔ فقہ کی ۲۸ کتابوں سے حوالہ قلم بند فرمائے[1]

اشتراک علت کے ثابت کرنے میں یہ قاعدہ ضبط فرمایا کہ جوف صائم میں داخل ہونے والی چیزیں تین قسم پر ہیں اول جس سے بچنا محال۔ دوم جن سے تحرز کی قدرت سے باہر ہو یعنی کبھی کبھی انسان کو اس سے سابقہ ضرور پڑتا ہو جیسے دخول غبار اور دخان کہ اس سے آدمی بچ سکتا ہے لیکن بعض اوقات بچنا مشکل ہے کہ آدمی منہ بند رکھے تو ناک کی راہ سے داخل ہو جائیں گے شرع مطہر نے ان دونوں قسموں کو مفطرات سے خارج فرمایا ہے[2]

سوم وہ چیزیں جن سے ہمیشہ بچ سکتا ہے اگرچہ بعض حالات میں ان پر مجبور ہو جیسے طعام و شراب جنھیں بالقصد جوف تک پہنچایا جائے کہ یہ تو اپنا فعل ہے انسان اس میں مجبور محض نہیں اس لئے یہ قسم بہر حال مفطر ہے[3] اس میں ضرورت و عدم ضرورت ارادہ و بے ارادہ کا کوئی فرق نہیں البتہ قسم اول بہر صورت مفطرات سے خارج ہے اور قسم دوم بے قصد و اختیار مفسد صوم نہیں اور قصد و ارادہ سے مفطر ہے لہٰذا قسم دوم کے حکم میں صرف قصد اور عدم قصد کا فرق ہے غبار

---

[1] الاعلام بحال البخور فی الصیام ص ۳، ۴۔ [2] الاعلام بحال البخور فی الصیام ص ۵۔

[3] الاعلام بحال البخور فی الصیام ص ۵، ۶، ۷۔

Marfat.com

اور دھوئیں کی جگہ جانا قصد سے ہو یا بے قصد ضرورت سے ہو یا بے ضرورت اس کے حکم میں کوئی فرق نہیں پڑتا جبکہ دھواں نگلنے کا قصد نہ ہو[1]

اس ضابطہ کے بعد اعلیٰ حضرت نے ایک اور نظیر کا اضافہ فرمایا کہ کلی کے بعد جو تری منہ میں رہ جاتی ہے اسے نگلنے سے روزہ نہیں جاتا و جیز کردری اور فتح القدیر شرنبلالیہ، شرح الملتقی اور بزازیہ سے اس جزئیہ کو نقل فرمایا ہے جن سے یہ نتیجہ نکلا کہ مطلق دخول شئ موجب افطار نہیں۔ مدار فرق صرف دخول اور ادخال پر رکھا گیا ہے۔ مزید ایک اور شاہد کا اضافہ فرمایا کہ پانی میں غوطہ لگایا اور کان میں پانی داخل ہوگیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا کہ اگرچہ غوطہ بالقصد ہے لیکن کان میں پانی پہنچانا اس کے ارادہ میں نہ تھا اسی طرح بالاجماع رمضان شریف میں دن میں کھانا پکانا جائز ہے جس سے دھواں حلق اور دماغ تک پہنچ سکتا ہے لیکن روزہ نہیں ٹوٹتا ان مسائل پر دس سے زائد عبارتیں پیش کیں۔ اب نظائر کا اجمال یوں فرمایا کہ رمضان المبارک میں نہانا، غوطہ لگانا، کھانا پکانا، آگ جلانا مطلقاً جائز ہے ورنہ نانبائیوں حلوائیوں، سناروں کی دکانوں کو معطل کرنا واجب ہوگا کہ ان سے دھواں اٹھتا ہے اسی طرح قصابوں، شکر سازوں، حلوہ فروشوں پر ہڑتال کرنا واجب ہوگا کہ کثرت مگس کا موجب ہے۔ نیز دن کو چکی پیسنا، غلہ پھٹکنا، گلیوں میں چلنا پھرنا حرام ہو جائے کہ یہ غبار سے خالی نہیں اسی طرح جھاڑو دینا۔ دوائیں کوٹنا غلہ اُسانا دیوار گرانا، ریگستان میں سفر کرنا، گھوڑوں پر نرم زمینوں سے گزرنا ممنوع قرار پائے[2]۔

(۲) کاغذ سے استنجاء کرنا مکروہ ہے۔ اس حکم کے استنباط میں اعلیٰ حضرت نے درخت کے پتوں کو شاہد بنایا اس لئے کہ درخت کے پتے نرم اور چکنے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے نجاست زائل ہونے کے بجائے پھیلے گی اس لئے بحرالرائق میں اس سے استنجاء

---

[1] الاعلام بحال البخور فی الصیام ص ۷ ۔ [2] الاعلام بحال البخور فی الصیام ص ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲۔

Marfat.com

کروہ قرار دیا گیا۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ یہی حال کاغذ کا ہے کہ وہ نرم اور چکنا ہے۔ لہٰذا اس کا حکم بھی درخت کے پتوں کے مثل ہے اور دوسرا قیاس قیمتی چیزوں پر فرمایا جو قابل احترام ہوتی ہیں ان سے استنجا مکروہ ہے۔ کاغذ کتاب علم کا سب سے قریبی اور عام طریقہ ہے لہٰذا یہ بھی قابل احترام ہوا جس کی وجہ سے اس سے استنجاء ممنوع ہے اور اگر لکھا ہوا کاغذ ہو تو حروف کا احترام آداب دین سے ہے اس لئے بھی اس سے استنجا ممنوع ہے۔ اعلیٰ حضرت کے اس فتوے میں ممانعت کی دو علتیں مشترک پائی گئی ہیں جن میں سے ہر ایک کے لئے الگ الگ شاہد پیش فرمایا۔ [۱]

(۳) اعلیٰ حضرت کبھی کبھی واضح، دلنشین، عام فہم علت مشترکہ بیان فرماتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک وکیل صاحب نے جمعہ کی اذان خطبہ کے بارے میں اعلیٰ حضرت سے سوال کیا کہ آج تک تو بہت سی مسجدوں میں داخل مسجد ممبر کے نزدیک جمعہ کے دن اذان خطبہ دیا جاتا تھا لیکن آپ فرما رہے ہیں کہ یہ جو ہندوستان کا رواج ہے وہ غلط ہے۔ تو اعلیٰ حضرت نے ان کے پیشہ کے اعتبار سے بہت ہی عام فہم اور دلنشیں علت مشترکہ بیان فرمائی فرماتے ہیں۔

"آپ روز دیکھتے ہیں کہ کچہریوں میں چپراسی مدعی، مدعا علیہ یا گواہوں کی حاضری کے لئے کچہری کے کمرے کے اندر کھڑے ہو کر نہیں پکارتا ہے بلکہ باہر سے پکارتا ہے اور اگر اندر ہی سے چلانا شروع کر دے تو دربار عدالت کی توہین ہوگی تو احکم الحاکمین جل جلالہ کا سچا حقیقی دربار تو ارفع و اعلیٰ ہے۔ کیا یہاں اندر ہی سے چلایا جائے انھوں نے کہا میں نے سمجھ لیا۔ [۲]

(۴) اس موقع پر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اعلیٰ حضرت استنباط حکم میں

---

[۱] فتاویٰ افریقہ ص ۱۰۔ [۲] فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۷۷۳۔

Marfat.com

علت صحیحہ مؤثرہ ہی کو ذریعہ معرفت بناتے ہیں اور کسی کی ذکر کردہ علت فاسدہ سے مرعوب نہیں ہوتے۔ چنانچہ آپ کی کتاب النہی الحاجز کے جواب میں کسی نے تکرار صلوٰۃ جنازہ پر یہ علت پیش کی کہ نماز جنازہ مثل جواب سلام فرض کفایہ ہے لہٰذا جس طرح جواب سلام میں تکرار جائز ہے اسی طرح نماز جنازہ بھی کئی بار ہو سکتی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے اس طریقۂ استنباط کا جواب ان الفاظ میں دیا۔

"قولہ رد سلام مثل صلاۃ جنازہ فرض کفایہ ہے اقول مثل بھی آپ کا عجیب مثل ہے ذرا یہ تو فرمائیے مثل سے یہاں کیا مراد ہے اگر یہ مُراد ہے کہ جو حکم نماز جنازہ کا ہے بعینہٖ وہی حکم رد سلام کا تو یہ غیر مسلم کہ نماز جنازہ میں تکبیر تحریمہ، استقبال قبلہ، بلا وضو، و تیمم نماز نہ پڑھنا وغیرہ وغیرہ ہے جو ہرگز رد سلام میں شرط نہیں اور اگر یہ مُراد ہے کہ صرف فرض کفایہ میں دونوں مساوی بایں معنی ہیں کہ جس طرح رد سلام فرض کفایہ ہے کہ اگر بعض نے جواب سلام دے دیا سب کے ذمہ سے ساقط ہو گیا اگر کسی نے نہ دیا سب گنہگار ہوئے تو مسلم ہے مگر تمہاری کوئی مفید نہیں ہاں البتہ اگر یہ استدلال کیا جاتا کہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے جب بعض کر لیں باقیوں کو ناجائز ہو جاتا ہے تو اس وقت البتہ اس نقض کی گنجائش ہوتی حالانکہ استدلال یہ ہے کہ ایک بار سے فرض ساقط ہو گیا اب دوبارہ ہو تو نفل ہو گی اور وہ (نماز جنازہ) بطور نفل مشروع نہیں ورنہ مزار اقدس پر ہمیشہ نماز ہوتی اب اگر سلام میں تنفل جائز تو نقض کے کیا معنی اور ناجائز تو نقض ہی سرے سے باطل [1]

---

[1] الرد النا ھرعن دام النھی الحاجز۔ ص ۸۔

Marfat.com

ضمنی مسائل

[ایک مسئلہ کے ساتھ مسائل ضمنیہ کا بیان
جو
ایک ہی اصول کے تحت ہوں]

شمس الائمہ لطف الرحمن بردوانی مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ نے فتویٰ دیا تھا کہ شرافت نسب شرع کے نزدیک غبار سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی اللہ و رسول کے نزدیک شرافت علم یقیناً شرافت ہے۔ بہ نظر حقارت کسی عالم کو پاشا یا جولاہا یا خشکاری وغیرہ کے خطاب سے منسوب کرنے والے دائرۂ کفر میں داخل ہوں گے۔

اعلیٰ حضرت سے اس فتویٰ کی تصدیق و تحقیق چاہی گئی آپ نے جواب میں جو فتویٰ تحریر فرمایا وہ چھتیس صفحہ پر مشتمل ۲۶×۲۰ سائز بصورت رسالہ جس کا نام ارات الادب لفاضل النسب ہے۔

۱۳۲۹ھ میں رسالہ لکھا گیا۔ اس میں آپ نے تحقیق طلب مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے ضمنی مسائل تحریر فرمائے جن سے اصل مسئلہ کو استدلال و تائید و شہادت حاصل ہوتی ہے۔ اور بعض مسائل مناقب سے متعلق ہیں ان ضمنی مسائل میں بعض مسائل کلامی اور فقہی ہیں اور بعض اصولی ہیں۔ ضمنی مسائل بصورت استدلال بھی ہیں اور بصورت نظائر بھی اور خود اپنی جگہ ان کا ذکر احادیث کی تائید یا فقہاء کی شہادت کے ساتھ فرمایا ہے۔

Marfat.com

مسائل ضمنیہ جو اس رسائل میں ذکر ہوئے حسب تفصیل ذیل ہیں۔

مسئلہ فقہی۔

(۱) کسی مسلمان بلکہ کافر ذمی کو بھی بے ضرورت ایسے لفظ سے یاد کرنا جو دل شکنی کا باعث ہو حرام ہے[۱] (۲) مدار نجات تقویٰ ہے[۲] (۳) فضل نسب شرعاً باطل و مہجور نہیں[۳] (۴) غیر کفو سے بے اذن ولی عورت نے نکاح کیا نہ ہوا[۴] (۵) امامت صغریٰ (نماز کی امامت) میں شرف نسب بھی وجہ ترجیح ہے[۵] (۶) قریش پر دعوائے اُستادی نہ کرے[۶] (۷) علمائے سادات سے کوئی کام موجب تعذیر واقع ہو تو قاضی ان سے صرف یہ کہے آپ ایسا کام کرتے ہیں[۷] (۸) شرافت و رذالت کسی شہر کی سکونت پر نہیں[۸] (۹) نسب پر فخر جائز نہیں[۹] (۱۰) دوسروں کے نسب کو بہ نظر حقارت دیکھنا جائز نہیں۔[۱۰] (۱۱) باپ کے سوا کسی اور سے نسب جوڑنا حرام ہے[۱۱]

مناقب۔

(۱۲) اللہ تعالیٰ نے قریشیوں کو سات قسم کی فضیلت دی ہے جو کسی کو حاصل نہیں[۱۲] (۱۳) قریش سے محبت رکھنا واجب ہے[۱۳] (۱۴) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دُنیا کے سب نسب میں سے جو بہتر نسب تھا اس سے چُنا[۱۴] (۱۵) عجم میں اہل فارس سب سے بہتر ہیں[۱۵] (۱۶) روز قیامت قریش آگے

---

[۱] ارارت الادب بفاضل النسب ص ۲ [۲] نیز ص ۲۔ [۳] نیز ص ۲ [۴] نیز ص ۲۔
[۵] نیز ص ۲ [۶] نیز ص ۶ [۷] نیز ص ۱۲ [۸] نیز ص ۲، [۹] نیز ص ۳ [۱۰] نیز ص ۳۱
[۱۱] نیز ص ۳۲۔ [۱۲] [۱۳] [۱۴] نیز ص ۱۰ [۱۵] نیز ص ۱۳۔

ہوں گے پھر درجہ بہ درجہ[۱] (۱۷) لوگ اپنے نسب کا فائدہ آخرت میں اٹھائیں گے[۲]

اُصولی۔

(۱۸) حکم اغلب پر ہوتا ہے نہ کہ نادر پر[۳] (۱۹) بعض اکابر یا انبیاء کرام سے کسی پیشے کا ثبوت دلیل جواز ہے نہ کہ دلیل افضلیت[۴]

کلامی۔

(۲۰) امامت کبریٰ (خلافت) میں شرف نسب ہی نہیں قریشیت بھی شرط ہے۔[۵]

شتیٰ۔

(۲۱) دُنیا کے جمیع احکام فقہی یا کلامی میں قریش کو سب پر خصوصیت حاصل ہے[۶] (۲۲) اپنے نطفے کے رشتے اچھی جگہ تلاش کرے۔ کفو میں شادی کرے اور کفو سے شادی کرکے لائے بڑی نسل کی خولصورت عورت پر نہ جائے۔[۷]

---

۱ ارارۃ الادب ص ۱۷ ۲ نیز ص ۱۰ ۳ نیز ص ۱۴ ۴ نیز ص ۱۴ - ۵ نیز ص ۴ ۶ نیز ص ۱۲ ۷ نیز ص ۱۶ -

Marfat.com

فقہ حنفی کے ابواب پر مکمّل بحث

اعلیٰ حضرت کی تصنیفات میں نادرالوجود تصنیف "العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویۃ" ہے جو جہازی سائز کے بارہ جلدوں میں بارہ ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ جن میں فقہ حنفی کے جمیع ابواب پر مکمل بحث کی گئی ہے۔ ان کے مطالعہ سے اعلیٰ حضرت کی تحقیقات کی عبقریت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ابحاث کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ

الجزء الاوّل

کتاب الطہارۃ، باب الوضوء، نواقض وضوء، باب المیاہ، فصل فی البئر، باب التیمم، (اس جلد میں ۱۱۴ فتاوے اور ۲۸ رسائل ہیں)

الجزء الثانی

باب الغسل، باب المیاہ، باب المسح علی الخفین، باب الحیض، باب الانجاس، باب الاستنجاء، کتاب الصلاۃ، باب اوقات الصلاۃ، باب اماکن الصلاۃ، باب الاذان والاقامۃ، باب شروط الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، باب القرأۃ، باب الامامۃ، باب الجماعۃ۔

الجزء الثالث

باب ادراک الفریضہ، باب مفسدات الصلوٰۃ، باب مکروہات الصلوٰۃ، باب الوتر والنوافل، تراویح، قضاء الفوائت، سجود السھو، سجود التلاوۃ، صلاۃ المسبوق، صلاۃ المریض، باب صلاۃ المسافر۔ احکام المسجد۔ جمعہ، عیدین

Marfat.com

کسوف واستسقاء۔ شتی۔ جنائز۔

الجزء الرابع

کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج۔

الجزء الخامس

کتاب النکاح، کتاب الطلاق، کتاب الایمان، کتاب الحدود۔

الجزء السادس

کتاب السیر، کتاب الوقف۔

الجزء السابع

کتاب البیوع، کتاب الکفالہ، کتاب القضاء والدعاوی، کتاب الشہادۃ۔

الجزء الثامن

کتاب الوکالۃ، کتاب الاقرار، صلح، مضاربۃ، امانات، ھبہ، اجارہ، اکراہ، حجر، غصب، شفعہ، قسمت، مزارعۃ، صید، ذبائح، اضحیہ

الجزء التاسع

کتاب الحظر والاباحۃ۔

الجزء العاشر

اشربہ، مداینات، رھن، جنایات، وصایا، فرائض۔

الجزء الحادی عشر

شتی، مسائل کلامیہ۔

الجزء الثانی عشر

البارقۃ الشارقۃ علی المارقۃ الشارقۃ۔ رسائل کلامیہ۔

مذکورہ ابواب وابحاث نے یہ ثابت کردیا ہے کہ فقہ حنفی کے ہر باب پر اعلیٰ حضرت کی گہری نظر تھی۔

Marfat.com

تنقیح مسائل

ائمۂ مذاہب کے لئے سب سے اہم اور مشکل منزل یہ آتی تھی کہ آیات قرآنی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے مفاہیم متعارض ہوں اور ان میں تقدیم و تاخیر کا کوئی ثبوت فراہم نہ ہو سکے کہ ناسخ و منسوخ کا تعیین ہو۔ اسی طرح اقوال صحابہ کے مابین تعارض و اختلاف ملے اور کسی کا رجوع ثابت نہ ہو۔ یا کسی مسئلہ جدیدہ کی مختلف الوجوہ علتیں درپیش ہوں اور کسی کی قوت غالب نہ آتی ہو۔ یہ وہ مقامات ہیں جہاں ہمتیں جواب دے دیتی ہیں اور بعض اوقات فقہاء کے لئے فیصلہ مشکل ہو جاتا ہے تو سکوت اختیار کرتے ہیں۔ متقدمین میں اس طرح کی مثالیں وافر مقدار میں ملتی ہیں جامع ترمذی اور امام شافعی کی کتاب الام میں کئی نظائر منقول ہیں۔

امام ابو حنیفہ اس میدان میں ایک مرد حق آگاہ تھے اسی لئے مشکل سے مشکل منزل پر بھی آپ تھکے ہوئے نظر نہیں آئے۔

ائمہ کے بعد ان کے مذہب کے فقہاء کے لئے بھی اس طرح کی صعوبتیں درپیش آئیں۔ اقوال کی کثرت اور ان کا باہمی اختلاف، روایات کا تعارض مناط و علل کا تباین، اسباب ترجیح کی یکسانیت یہ سب وہ مراحل ہیں کہ انسان تائید الٰہی کے بغیر انھیں طے نہیں کر سکتا ان مرحلوں پر بھی کثیر مسائل میں ائمہ ترجیح نے آنے والوں کے لئے کافی زاد راہ فراہم کر دی لیکن نئے پیدا ہونے والے مسائل نے خلیج کی وسعت میں کمی نہ ہونے دی۔ متاخرین میں امام ابن ہمام سے لے کر علامہ ابن عابدین شامی تک فقہ حنفی کے کئی جلیل القدر فقہاء پیدا ہوئے جنھوں نے بڑھتے ہوئے مسائل

Marfat.com

کی علتوں کا تعین اور اقوال و ترجیح اقوال سے متعلق تنقیحات کیں اور بہت حد تک افتار کے مسند نشینوں کی مشکلات حل فرمائیں لیکن اس کے باوجود بھی ہزاروں سے زائد مسائل تشنۂ تنقیح رہ گئے اور کئی ایسے مواقع بھی رہ گئے جس پر بحث کے بعد بھی یہ ائمہ فیصلہ کن رائے دینے سے احتیاط برت گئے۔

نویں صدی ہجری سے اب تک کی تاریخ میں ہم نے جن فقہار سے تعارف حاصل کیا ان میں اعلیٰ حضرت کو اس شان میں منفرد پایا ہے کہ مشکل سے مشکل مقام تنقیح میں آپ کا قلم چابک دست نظر آتا ہے ہم نے کئی ہزار صفحات پر پھیلے ہوئے ان کے فتاوے میں کوئی بھی مقام ایسا نہیں پایا کہ جہاں حکم کی تنقیح باقی رہ گئی ہو۔

فقہ حنفی کی جن کتابوں پر آپ کے حواشی و تعلیقات موجود ہیں ان سے بھی یہی شان نمایاں ہے فقہ کی پرخار وادیوں سے آپ کی یہ سبک خرامی اور علم کے بحر ذخار سے گوہر مراد کی تحصیل کا مشاہدہ کر کے حرمین کے فقہار بھی کہہ اٹھے۔

لو رآها (فتاوی رضویہ) ابو حنیفه النعمن لاقرت عینه وجعل مؤلفها من جملة الاصحاب [1]

ذیل میں اعلیٰ حضرت کی نفیس تنقیحات کی چند نظیریں پیش کی جاتی ہیں۔

(۱)

صاع کا بیان

صدقۂ فطر، کفارات، نماز، روزے کے فدیے میں صاع کا بیان آتا ہے۔ صدقہ فطر نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جَو واجب ہے۔

صاع کی مقدار میں فقہار کا کئی جگہ آپس میں شدید اختلاف ہے صاع غلہ ناپنے کا

---

[1] الاجازات المتینہ ص ۶۔

Marfat.com

ایک پیمانہ ہے، ہر پیمانہ کسی مخصوص وزن کا ہوتا ہے، یعنی کسی چیز کو تول کر بنایا جاتا ہے۔

صاع کی مقدار کیا ہوگی؟ اس میں امام اعظم ابو حنیفہ اور دیگر ائمہ میں اختلاف ہے۔ امام اعظم فرماتے ہیں کہ صاع سے مراد صاع عراقی ہے جو آٹھ رطل کا ہوتا ہے امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل اور ائمۂ احناف میں خود امام محمد، امام یوسف فرماتے ہیں کہ حجازی صاع مراد ہے جو ۵ ⅓ رطل کا ہوتا ہے۔ چونکہ قول راجح اور مختار امام اعظم کا قول راجح اور مختار امام اعظم کا قول ہے اس کی وجہ ترجیح میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احادیث کریمہ سے استدلال کیا ہے اور وہ اس بنیاد پر کہ سارے ائمہ فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ صاع چار مُد کا ہوتا ہے البتہ مُد کی مقدار تعیین میں اختلاف ہے۔ امام اعظم کے نزدیک مُد دو رطل کا ہے اور دیگر ائمہ کے نزدیک مد ۱ ⅓ رطل کا ہے۔

صحیح مسلم، مسند امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ، شرح معانی الآثار، ابو داؤد، نیز طحاوی شریف میں حضرت انس سے مروی ہے۔ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتوضأ بالمد۔ ان حدیثوں میں اس کی تصریح ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مُد کی مقدار پانی سے وضو فرماتے تھے۔ دوسری حدیث طحاوی شریف میں حضرت انس ہی سے یوں مروی ہے کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتوضأ برطلین۔ اس سے ظاہر ہوگیا کہ مُد دو رطل کا ہے اور صاع چار مُد کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے۔

رطل ۳۶ روپے بھر ہوتا ہے۔ اس تفصیل کے ساتھ کہ رطل ۲۰ استار اور استار ساڑھے چار مثقال اور مثقال ساڑھے چار ماشے، اور انگریزی روپیہ سوا گیارہ ماشے یعنی ڈھائی مثقال، تو رطل شرعی ۹۰ مثقال کا ہوا۔ ڈھائی پر تقسیم کرنے سے ۳۶ روپے

Marfat.com

آئے تو صاع دو سو اٹھاسی روپے بھر ہوا۔

یہ تو وہ مقدار ہوئی کہ اتنی وزن سے کوئی غلہ تول کر پیمانہ بنایا جائے اب اشکال یہ پیش آیا کہ کون سا غلہ تولا جائے۔ ابو شجاع ثلجی اور صاحب وقایہ نے ماش یا مسور کا اعتبار کیا ہے۔ اس لئے کہ اس کے دانے یکساں ہوتے ہیں اس کا کیل و وزن برابر ہوگا۔ بخلاف گندم یا جَو کے کہ ان میں بعض کے دانے ہلکے اور بعض کے بھاری ہوتے ہیں، دو قسم کے گیہوں یا جَو اگرچہ ایک ہی پیمانہ سے لیں۔ وزن میں مختلف ہو سکتے ہیں۔ درمختار میں بھی صرف اسی کو ذکر کیا۔ مگر امام صدر الشریعہ شرح وقایہ جلد اول میں فرماتے ہیں۔ وانی قد وزنت الماش والحنطۃ الجیدۃ المکتنزۃ والشعیر وجعلتھا فی المکیال فالماش اثقل من الحنطۃ والحنطۃ من الشعیر فالمکیال الذی یملاء بثمانیۃ ارطال من الماش یملأ باقل من ثمانیۃ ارطال من الحنطۃ الجیدۃ المکتنزۃ۔ فالاحوط فیہ ان یقدر الصاع بثمانیۃ ارطال من الحنطۃ الجیدۃ[1]

امام صدر الشریعہ نے اس کا لحاظ فرمایا کہ ماش اور مسور چونکہ وزنی ہیں ان کو تول کر اگر صاع بنایا جائے گا اور اس سے گیہوں اور جَو ناپ کر فقیروں کو دیا جائے گا تو مقدار گھٹ جائے گی اس لئے کہ جس برتن میں آٹھ رطل وزنی ماش یا مسور آئے گی اس میں گیہوں یا جَو آٹھ رطل نہ آسکے گا بلکہ آٹھ رطل سے کم آئے گا خواہ مسور کے درمیان گیہوں ہے انھوں نے خیر الامور اوسطہا کا لحاظ کرتے ہوئے عمدہ گیہوں کے صاع کا اعتبار کیا ہے۔ یعنی آٹھ رطل عمدہ گیہوں تول کر صاع بنایا جائے۔

ان دونوں سے ہٹ کر علامہ شامی نے جَو کے صاع کا اعتبار کیا ہے لکھتے ہیں۔ ان الذی علیہ مشائخنا بالحرم الشریف المکی ومن قبلھم من مشائخھم وبہ کانوا یفتون تقدیرہ بثمانیۃ ارطال من الشعیر۔

---

[1] شرح وقایہ جلد اول ص ۲۳۹۔

Marfat.com

یعنی حرم مکہ معظمہ میں ہمارے مشائخ اور ان سے پہلے ان کے مشائخ اس پر ہیں کہ آٹھ رطل جَو سے صاع کا اندازہ کیا جائے اور یہ اکابرین اسی پر فتویٰ دیتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے علامہ شامی کے اس قول کو اختیار کر کے دو ایسی ٹھوس دلیلیں پیش کی ہیں جس سے کسی کو انکار کی مجال نہیں فرماتے ہیں۔

اقول۔ ظاہر ہے کہ صاع اس اناج کا تھا جو اس زمان برکت نشان میں عام طعام تھا اور معلوم ہے کہ وہاں عام طعام جَو تھا گیہوں کی کثرت زمانۂ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے لما کثر الطعام فی زمن معٰویۃ جعلوہ مدین من حنطۃ۔۔۔۔ شرح صحیح مسلم امام نووی میں ہے۔۔۔۔ الطعام فی عرف اھل الحجاز اسم للحنطۃ خاصۃ صحیح ابن خزیمہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔ قال لم تکن الصدقۃ علی عھد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا التمر والزبیب والشعیر ولم تکن الحنطۃ۔ صحیح بخاری شریف میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ کان طعامہ یومئذ الشعیر الخ

جب یہ ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد پاک میں جَو ہی عام غذا تھی اور اسی سے صدقہ فطر ادا کیا جاتا تھا تو ظاہر ہو گیا کہ صاع بھی جَو ہی کا ہوتا تھا۔

دوسری دلیل میں فرماتے ہیں۔۔۔۔ اس سے قطع نظر بھی ہو تو شک نہیں کہ مد و صاع کا اطلاق مد و صاع شعیر کو بھی شامل تو اس پر عمل ضرور اتباع حدیث کی حد میں داخل۔

اس میں خاص قسم یہ ہے کہ دربارہ عبادات احتیاط پسندیدہ چیز ہے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اور جَو کا صاع لینے میں زیادہ احتیاط ہے بہ قدر واجب ادائگی میں کسی قسم کا شبہہ نہیں رہ جاتا لہٰذا ترجیح جَو ہی کے صاع کی ہے۔

اب ایک مرحلہ رہ جاتا ہے کہ آٹھ رطل جو وزن کر کے جو پیمانہ بنایا جائے اس میں

Marfat.com

گیہوں کتنے وزن کا آئے گا۔ ہمارے دیار میں آج کل صدقۂ فطر تول کر ہی ادا کیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ پیمانہ کا رواج اُٹھ گیا ہے اس مرحلہ کو بھی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طے فرما دیا فرماتے ہیں۔

فقیر نے ۲۷ ماہ مبارک رمضان ۱۳۲۰ھ کو نیم صاع شعیری کا تجربہ کیا جو ٹھیک چار رطل جو کا پیمانہ تھا اس میں گیہوں برابر ہموار سطح بھر کر تو ے تو ثمن رطل کم پانچ رطل آئے یعنی ایک سو چوالیس روپے بھر جو کی جگہ ایک سو چھتر روپے آٹھ آنے بھر گیہوں کہ بریلی کے سیر سے اٹھنی بھر اوپر پونے دو سیر ہوئے یہ محفوظ رکھنا چاہئے کہ صدقۂ فطر و کفارات و فدیۂ صوم وصلوٰۃ میں اسی انداز سے گیہوں ادا کرنا احوط و انفع للفقراء ہے۔[1]

(۲)

قنوت نازلہ

جب مسلمانوں پر کوئی افتاد آپڑے تو علماء نے نماز فجر میں قنوت نازلہ پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ یہ حدیث سے ثابت[2] ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک قوم کی درخواست پر ۷۰ چیدہ علماء صحابہ کو بھیجا۔ دشمنوں نے دھوکا دے کر ان حضرات کو بڑی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا۔

اس کی اطلاع جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو آں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس قوم کی ہلاکت کے لئے مسلسل ایک مہینہ تک نماز فجر میں قنوت پڑھی۔ اس حدیث کی روشنی میں تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب مسلمانوں پر کوئی شدید آفت آپڑے تو فجر میں فرض کی دوسری رکعت میں قرأت سے فارغ ہو کر

---

[1] فتاویٰ رضویہ ص ۱۲۴، ۱۲۵۔ [2] بخاری شریف ۱۷۰، ص ۱۳۶۔

Marfat.com

قنوت نازلہ پڑھی جائے۔ اختلاف یہاں سے شروع ہوتا ہے کہ رکوع سے پہلے پڑھی جائے یا رکوع کے بعد۔ شوافع کہتے ہیں کہ رکوع کے بعد۔ خود علمائے احناف میں دو گروہ ہے۔ علامہ حسن شرنبلالی اور علامہ شامی وغیرہ اس کے قائل ہیں کہ یہ قنوت بعد رکوع پڑھی جائے گی۔ مگر علامہ حموی وغیرہ اس کے قائل ہیں کہ قبل رکوع احادیث اس باب میں متعارض ہیں۔ کسی میں قبل رکوع وارد ہے اور کسی میں بعد رکوع۔

صحیح بخاری شریف میں ہے۔ قال سئل انس ابن مالک أقنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الصبح قال نعم فقیل وقنت قبل الرکوع قال بعد الرکوع۔[1]

پھر دوسری حدیث میں حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ۔ قنت شھرا بعد الرکوع۔ یہی حال علماء کا ہے امام شافعی فرماتے ہیں کہ بعد رکوع ہے اور امام مالک فرماتے ہیں کہ قبل رکوع پڑھے۔ اس کو حموی وغیرہ نے اختیار فرمایا۔ علامہ سید احمد طحطاوی کے قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصلی کو اختیار ہے چاہے قبل رکوع پڑھے یا بعد رکوع۔

قنوت نازلہ کے قبل رکوع یا بعد رکوع ہونے پر امام اعظم یا صاحبین کا کوئی قول نہیں ملتا۔ علامہ سید احمد طحطاوی حاشیہ درمختار میں لکھتے ہیں:۔

وظاھرہ لو قنت فی الفجر لبلیۃ انہ یقنت قبل الرکوع ابو مسعود عن الحموی قلت قد ورد فعلہ قبلہ وبہ قال الامام مالک وبعدہ وبہ قال الامام الشافعی واقتضاء النظر التخییر وذکر الشرنبلالی انہ یقنت بعد الرکوع۔[2]

علامہ شامی لکھتے ہیں کہ ظاہر یہی ہے کہ بعد رکوع پڑھے:۔

ھل القنوت ھنا قبل الرکوع ام بعدہ، لم أرہ والذی یظھر لی ان المقتدی

---

[1] بخاری شریف ج۱ ص ۲۴۹۔ [2] طحطاوی حاشیہ درمختار ج۱ ص ۲۸۲۔

Marfat.com

يتابع امامه الا اذا جهر فيومن وانه يقنت بعد الركوع لا قبله بدليل استدل به الشافعي على قنوت الفجر وفيه التصريح بالقنوت بعد الركوع۔ [1]

ان سب عبارتوں کے دیکھنے سے ظاہر ہوا کہ قنوت نازلہ کے قبل رکوع یا بعد رکوع ہونے میں تین مذاہب ہیں۔ قبل رکوع، بعد رکوع اور علامہ شامی کا اختیار فرمانا یہ ہے کہ مقتدی بہرحال اپنے امام کی اقتدا کرے گا۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر امام قبل رکوع پڑھے تو مقتدی بھی قبل رکوع پڑھے اور اگر امام بعد رکوع پڑھے تو مقتدی بھی بعد رکوع پڑھے۔ حنفی ائمہ نے یہ فیصلہ دے دیا کہ بعد رکوع پڑھے

ہمارے اور امام شافعی کے درمیان یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ وتر کے علاوہ نماز فجر میں دُعائے قنوت پڑھی جائے گی یا نہیں۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ پڑھی جائیگی اور ہمارے یہاں تفصیل ہے۔ عام حالات میں نہیں پڑھی جائے گی۔ یہی مفاد ہے علماء کے اس قول کا "ولا یقنت فی غیرہ"۔ لیکن مسلمانوں پر کوئی شدید احتیاج آپڑے تو اجازت ہے۔

امام شافعی کا استدلال ان حدیثوں سے ہے جن میں مذکور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک نماز فجر میں قنوت پڑھی ان احادیث میں یہ بھی تصریح ہے کہ آں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد رکوع قنوت پڑھا۔

ہمارے علماء نے امام شافعی کے نماز فجر میں دُعائے قنوت کے شروع ہونے کے استدلال کا جواب یہ دیا ہے کہ اس سے مُراد قنوت نازلہ ہے تو ثابت ہوگیا کہ قنوت نازلہ بعد رکوع ہے۔ بظاہر علامہ شامی کا یہ استدلال اتنا مضبوط ہے کہ اس کے خلاف کچھ کہنے کی گنجائش نظر نہیں آتی مگر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو سعود اور علامہ حموی کے قول کو اختیار فرمایا کہ قنوت نازلہ قبل رکوع ہے اور

---

[1] شامی ج ۲، ص ۴۵۱۔

Marfat.com

علامہ شامی کے اس استدلال کا دو جواب دیا۔ اول یہ کہ مدار کار ان احادیث میں یہ مذکور ہونا ہے کہ یہ قنوت بعد رکوع تھا۔ مگر احادیث کی چھان بین سے پتہ چلتا ہے کہ بہت سی احادیث میں اس قنوت کے بارے میں یہ تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبل رکوع پڑھا جیساکہ ابھی نمازوں کے حوالہ سے گذرا۔

دوسرا جواب یہ ارشاد فرمایاکہ بعد رکوع محل قنوت ہی نہیں ہے جیساکہ امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں ثابت فرمایا۔

(۳)

جمعہ کی اذانِ خطبہ

جمعہ کی اذان خطبہ کے بارے میں ہندوستان میں یہ رواج تھاکہ ممبر کے قریب دی جاتی تھی اور اس سلسلہ میں فقہار کی واضح تصریحات بھی نہ تھیں جس کی وجہ سے اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں علمار کے درمیان ایک فقہی بحث چھڑ گئی۔ عامۂ علمار تداول وتعامل کو دلیل بناکر جواز کا فتویٰ دیتے لیکن اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اصول احکام کی مخالفت کو غلط قرار دے دیا اور جادۂ تفقہ سے سرِ مو بھی تجاوز نہ فرمایا اس مسئلہ پر آپ نے کئی بسیط رسالے تصنیف فرمائے لیکن بدقسمتی سے ان میں سے اکثر ناپید ہیں مثلاً "شمامۃ العنبر فی النداء بازاء المنبر"، "اوفی اللمعہ فی اذان یوم الجمعہ"۔

(۱) مستند کتب فقہ مثلاً فتاویٰ قاضی خاں، فتاویٰ خلاصہ، فتح القدیر، شرح نقایہ، بحرالرائق، عالمگیری وغیرہ میں مطلقاً مسجد کے اندر اذان دینا مکروہ لکھا ہے جیسے قاضی خاں لکھتے ہیں۔

"ان یؤذن علی المئذنہ او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد" [1]

[1] فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۱۵۰۱ ۱۶۶۔

اس طرح کی عبارتیں نقل فرما کر لکھتے ہیں یہ تمام ارشادات صاف صاف مطلق بلاقید ہیں جن میں جمعہ وغیرہ کسی کی تخصیص نہیں۔ مدعی پر لازم کہ ایسے ہی کلمات صریحہ معتمدہ میں اذان ثانی جمعہ کا استثنار دکھائے۔

اب زمانۂ حال کے مصنف مولانا عبدالحئی فرنگی محلی عمدۃ الرعایہ حاشیۂ شرح وقایہ میں لکھتے ہیں:۔

"قوله بين يديه اي مستقبل الامام في المسجد كان او خارجه والمسنون هو الثاني" [1]

(۲) ابوداؤد شریف میں حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن مروی ہے۔

قال كان يؤذن بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا جلس على المنبر يوم الجمعة على باب المسجد وابي بكر وعمر [2]

اس حدیث سے صاف ثابت ہوگیا کہ عہد رسالت و عہد خلفائے راشدین میں اذان مسجد میں نہیں ہوتی تھی بلکہ باب مسجد پر ہوتی تھی۔

(۳) جن لوگوں نے مسجد میں اذان جائز قرار دی ہے اعلیٰ حضرت نے ان کے تمام شکوک کا ازالہ فرمایا ہے مثلاً بعض کتابوں میں اذان خطبہ میں "یدی الامام" یا "یدی المنبر" مذکور ہے اس پر کلام فرمایا کہ "بین یدی" صرف مواجہت کا مقتضی ہے یعنی اذان منبر یا امام کے سامنے ہو لیکن یہ قید نہیں کہ منبر سے متصل یا اس کے قریب ہو کیونکہ لفظ میں یدی بہت عام اور مبہم ہے اور اس معنی عام پر قرآن پاک کی کئی آیات سے شہادتیں فرمائی ہیں بلکہ ابوداؤد کی حدیث مذکور میں بین یدی کا اطلاق باب مسجد

---

[1] عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ ج۱ ص ۲۴۵۔ [2] فتاویٰ رضویہ ج سوم ص ۶۶۲

نوٹ:۔ یہی حدیث ج۳ کے پرانے ایڈیشن میں ص ۴۸۹ اور نئے ایڈیشن میں ص ۳۶۰ پر ہے۔

Marfat.com

پر کیا گیا ہے۔

بین یدی ظرف زمان اور ظرف مکان دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے مثلاً " لَہٗ مَا بَیْنَ اَیْدِیْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَیْنَ ذٰلِکَ " الآیۃ دوسری جگہ ارشاد ہے وَھُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِہٖ حَتّٰی اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰہُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِہِ الْمَآءَ الآیۃ۔

اس آیت میں " بین یدی " نے قرب مطر کی طرف اشعار فرمایا مگر یہ نہیں کہ ہوائیں چلتے ہی پانی معاً اترے بلکہ چلے اور بادل اُٹھے اور بوجھل پڑے اور کسی شہر کو چلے وہاں پہنچ کر برسے وقال تعالیٰ اِنْ ھُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ لَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ ۝

آیت نے قرب قیامت کا اشارہ فرمایا نہ یہ کہ بعثت کے برابر ہی قیامت ہے تیرہ سو اٹھانوے (۱۳۹۸) برس گذر گئے اور ہنوز وقت باقی ہے۔

(۴) ہندوستان کا رواج یہ ہے کہ اذان متصل ممبر ہوتی ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ نص حدیث اور تصریحات فقہ کے خلاف کسی بات کا ہندوستانیوں میں رواج پا جانا کوئی حجت نہیں ہندوستانیوں میں تو یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ پنجگانہ اذانیں بھی بہت سے لوگ مسجد میں دے لیتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت دہلی کی ایک مسجد میں تشریف لے گئے وہاں اذان مسجد کے اندر ہوئی آپ نے مسئلہ بتایا کہ داخل مسجد اذان مکروہ ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا، کہاں لکھا ہے؟ آپ نے بتایا قاضی خاں، خلاصہ، عالمگیری، فتح القدیر میں ہے۔ انھوں نے کہا ہم اسے نہیں مانتے۔ اعلیٰ حضرت نے اس غیر مقلد سے پوچھا کہ آپ کیا کام کرتے ہیں۔ انھوں نے بتایا کہ میں کچہری میں کام کرتا ہوں تو اعلیٰ حضرت نے پوچھا کہ کچہری کے حاضری کمرہ کے اندر کھڑے ہو کر پکارا جاتا ہے یا باہر تو انھوں نے کہا باہر۔ اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا، احکم الحاکمین

Marfat.com

کا دربار تو ارفع و اعلیٰ ہے آپ روز دیکھتے ہیں کہ چپراسی کچہریوں میں مدعی و مدعا علیہ کو پکارتا ہے اگر اندر ہی سے چلانا شروع کر دے تو بے ادبی ہوگی۔ اس نے کہا میں سمجھ گیا۔

(۵) تحقیق کے ضمن میں دو نکتے پیش فرمائے جن سے مسجد کے اندر اذان ہونے کا محل متعین ہوتا ہے۔

(الف) اگر بانیٔ مسجد نے مسجد بناتے وقت تمامیت مسجد سے پہلے مسجد کے اندر اذان کے لئے منارہ خواہ کوئی محل مرتفع بنالیا تو یہ جائز ہے۔

اسی طرح اگر اذان کی جگہ بیرون مسجد تھی پھر مسجد بڑھائی گئی اور اب میذنہ درون مسجد ہوگیا اس پر بھی اذان میں حرج نہ ہوگا۔ کیونکہ ان دونوں صورتوں میں اذان کی جگہ مسجد کے باہر ہے لیکن تمامیت مسجد کے بعد اندر میذنہ بنانے کا کسی کو اختیار نہیں

(ب) متعلقات مسجد میں مسجد کے لئے اذان ہونے کو عرف میں تعبیر کرتے ہیں کہ فلاں مسجد میں اذان ہوگی اس کا معنی ہرگز یہ نہیں کہ اذان مسجد میں ہو چنانچہ فتح القدیر کے باب الجمعہ میں ہے۔

وھو ذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ لکراھۃ الاذان فی داخلہ۔ لہٰذا اگر کہیں کوئی لفظ فقہ کی کتابوں میں اذان فی المسجد کے ہم معانی نظر آئے تو وہ یقیناً عرفی معنی پر محمول ہے یا صورتاً مسجد میں اور حقیقتاً خارج مسجد میں۔

بالفرض اگر ایک آدھ غریب اور نا متداول کتاب میں بھی کوئی تصریح ہوتی تو بھی عامہ کتب معتمدہ مذہب کے خلاف عقلاً و عرفاً و شرعاً قابل قبول نہ ہوتی۔

مکہ معظمہ میں اذان کنارہ مطاف پر ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد حرام مطاف ہی تک تھی۔

لے فتاوٰی رضویہ ج ۳ ص ۴۴۲۔

Marfat.com

المطاف هو كان فی زمانه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجداً۔ لہ

تو حاشیہ مطاف بیرون مسجد و محل اذان تھا اور مسجد جب بڑھالی جائے تو پہلے جو جگہ اذان یا وضو کے لئے مقرر تھی بدستور مستثنیٰ رہے گی ولہٰذا اگر مسجد بڑھا کر کنواں اندر کر لیا وہ بند نہ کیا جائے گا جیسے زمزم شریف۔ حالانکہ مسجد کے اندر کنواں بنانا ہرگز جائز نہیں ہے فتاویٰ قاضی خاں، فتاویٰ خلاصہ، و فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے

یکرہ المضمضمۃ والوضوء فی المسجد الا ان یکون لہ موضع اعد لذلک و لا یصلی فیہ ـــــ وہیں ہے۔ لا یحفر فی المسجد بئر ماء و لو کانت قدیمۃ یترک[۲]

تو مکہ معظمہ میں اذان ٹھیک محل پر ہوتی ہے[۳]

مدینہ طیبہ میں خطیب سے ۲۰ بلکہ زائد ذراع کے فاصلہ پر ایک بلند کمرہ پر اذان کہتے ہیں۔ لہٰذا ہندوستان کے دونوں رواج کے خلاف ہیں ممبر کے سامنے اور داخل مسجد

(۴)

تنقیح عبارت

تصویر کی موجودگی میں نماز مکروہ ہوتی ہے اس مسئلہ پر صاحب درمختار نے تحریر فرمایا:۔

و لو کانت صغیرۃ لا تتبین تفاصیل اعضاء ھا لناظر قائما و ھی علی الارض ذکرہ الحلبی او مقطوعۃ الراس او لا وجہ او ممحوۃ عضو لا تعیش بدونہ او لغیر ذی روح لا یکرہ۔

خط کشیدہ فقرہ یہ شبہ پیدا کرتا ہے کہ اگر کسی تصویر کا دھڑ الگ کر دیا جائے یا سینہ پھاڑ دیا جائے یا گردن کاٹ لی جائے تو نماز میں کوئی کراہت نہ ہوگی اگرچہ اس کا چہرہ

لہ مسلک متقسط علی قاری ص ۱۸۱۔ فتاویٰ عالمگیری ص ۴۰۔ سے فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۴۱۹۔

Marfat.com

اپنی حالت پر باقی ہو۔

اس عبارت پر بحث کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کراہت تصویر کی اس طرح تنقیح فرمائی کہ عبارت کا یہ فقرہ متقدمین کی کتابوں میں تلاش کیا جائے یا اس قسم کا حکم دیکھا جائے نیز یہ بھی دیکھا جائے کہ کن لوگوں نے صاحب درمختار کا اتباع کیا ہے اور یہ بھی تنقیح کی جائے کہ اگر متقدمین میں اس قسم کا حکم نہیں ملتا ہے تو صاحب دُرمختار نے اسے کہاں سے استنباط کیا اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھا جائے کہ تصویروں کی وجہ سے نماز میں کراہت کی بنیادی علت کیا ہے؟ اور یہ بھی معلوم کیا جائے کہ تصویروں کا مقصود کیا ہے اور کون سی تصویر موجب کراہت ہو سکتی ہے اور کون سی نہیں ہو سکتی پھر اس کے ضمن میں جو سوالات پیدا ہوں اس کی شافی تحقیق بھی ہو جائے۔ تو نہ ملے۔

اعلیٰ حضرت نے ان نکات پر علی الترتیب بہت ہی مکمل بحث فرمائی ہے فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا خط کشیدہ فقرہ متقدمین کی کتابوں میں کسی ہم معنی لفظ سے بھی نہیں ملتا اس سلسلہ میں آپ نے فقہ کی چالیس متداول متون و شروح کا حوالہ دیا اور فرمایا کہ محرر مذہب امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک صرف یہی فرماتے ہیں کہ اگر تصویر بے سرکی ہو یا اس کا سر مٹا دیں تو کراہت نہیں۔ نیز سید ابو سعود ازہری جو دُرمختار ہی سے مسائل اخذ کرتے ہیں انھوں نے بھی اس فقرہ کو نہیں لیا البتہ درمختار کے محشی قاری نے ان کی پیروی کی ہے۔

ممکن ہے کہ صاحب درمختار نے اس مسئلہ کو فتح القدیر سے اخذ کیا ہو کہ اس میں امام ابن ہمام فرماتے ہیں:۔

"لو قطع یدیھا و رجلیھا لا ترتفع الکراھۃ لان الانسان قد تقطع اطرافہ وھو حیی"

چنانچہ درمختار کے محشی علامہ سید طحطاوی نے حاشیہ مراقی میں لکھا ہے کہ امام ابن ہمام

Marfat.com

نے اپنی توجیہ سے یہ بتایا ہے کہ تصویر کا سر کٹا ہوا ہونا ضروری نہیں بلکہ اس کو اس حالت پر بنانا مقصود ہے جس کے ساتھ زندگی نہ رہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ سید طحطاوی نے فتح القدیر سے جو مطلب نکالا وہ محل نظر ہے کیونکہ اس کا مطلب صرف یہی ہے کہ ہاتھ، پاؤں کٹنے سے بھی زندگی باقی رہتی ہے تو وہ مکروہ ہے اس سے یہ لازم نہیں آیا کہ کراہت صرف آثار زندگی والے اعضاء کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ کسی خاص حالت کی نفی سے کسی حکم عام کی نفی نہیں ہو سکتی۔

حلیہ میں بھی فتح القدیر جیسی عبارت زیادتی کے ساتھ موجود ہے جس میں یہ ہے کہ گردن پر نشان لگانا، یا کمر پر کوئی ایسا نشان لگانا جس سے دھڑ کا کٹنا یا دو حصوں میں تقسیم ہونا سمجھا جائے نفی کراہت کے لئے کافی نہیں۔ کیونکہ بعض اوقات گردن میں فیتہ باندھنا، کمر میں پٹکے لگانا بھی اسی نشان سے سمجھا جاتا ہے جو زندگی کے منافی نہیں۔ عجب نہیں کہ صاحب درمختار نے انھیں عبارات سے یہ تعمیم سمجھ لی ہو حالانکہ وہ عبارتیں مفید تعمیم نہیں ہیں۔ اس لئے امام ابوجعفر طحاوی نے غیر جاندار کی تصویر جائز ہونے پر سر کٹی ہوئی تصویروں کے جواز سے استدلال کیا اور ایک حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کی کہ "الصورۃ الرأس فکل شئ لیس لہ رأس لیس بصورۃ"۔

معلوم ہوا کہ صورت کا نہ رہنا ہی عدم کراہت کا مدار ہے۔

یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ کسی بھی تصویر میں حیات بھی نہیں پائی جاتی اور نہ وہ کسی حال میں تمام مدار حیات اعضاء کی جامع ہوتی ہے چنانچہ عکس تصویر میں صرف ایک طرف کی بالائی سطح کا عکس ہوتا ہے اور صرف ایک سطح سے حیات ناممکن ہے اور تمثالی اور مورتی میں اندرونی اعضاء دل، دماغ، جگر، رگیں جو مدار حیات ہیں نہیں ہوتیں ڈاکٹری تصویر میں اندر باہر کی رگیں اور پٹھے ضرور ہوتے ہیں لیکن رگوں میں

Marfat.com

خون کیسے آئے گا۔ الغرض کسی بھی تصویر میں تمام مدار حیات چیزیں جمع نہیں ہوسکتیں تو اگر صاحب دُرمختار کی تعمیم لی جائے تو مطلقاً کسی بھی تصویر میں کراہت باقی نہیں رہتی۔ وھو کما تریٰ۔

دراصل مدار کراہت یہ ہے کہ تصویر دیکھنے والا یہ تصور کرے کہ میں کسی زندہ ذی روح کی تصویر دیکھ رہا ہوں۔

ابوداؤد، ترمذی، سنن ابن حبان اور طحاوی حاکم حضرت ابوہریرہ سے راوی ہیں کہ حضرت جبرئیل بارگاہ رسالت میں حاضری کے لئے آئے اور واپس ہوگئے دوسرے روز حاضر ہوکر یہ عرض کی کہ میرے لئے یہ رُکاوٹ ہوئی کہ دروازہ پر تصویریں تھیں اور گھر کے پردہ پر بھی تصویریں تھیں گھر میں ایک کُتّا تھا تو حکم دیجئے کہ دروازہ پر جو تصویر ہے اس کا سر کاٹ دیا جائے کہ درخت کی طرح ہو جائے اور پردہ چیر کر اس کے دو گدے بنادئے جائیں جو اندر آجائے اور کُتّا نکال دیا جائے تو آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا اس حدیث کا صریح یہ نتیجہ نکلا کہ صورت حیوانی سر کٹے بغیر ممنوع ہے کہ بغیر سر کاٹے درخت کے مثل نہیں ہوسکتی اور نہ صورت حیوانی سے الگ یا کم از کم یہ کہ بے جان کی طرح معلوم ہو اس وجہ سے نشان زدہ نقرہ پر سید طحطاوی فرماتے ہیں کہ نماز میں مکروہ نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ مُردہ کی صورت ہے جو پوجی نہیں جاتی اور بلاشبہ تصویریں نیم قد یا حد سینہ یا صرف چہرہ مثل شجر نہیں ہوسکتیں تو موت کی نشاندہی کرسکتی ہیں یہی وجہ ہے کہ سکّوں پر سلاطین نصاریٰ ایسی ہی ناقص تصویریں نقش کرتے ہیں۔

لٰہذا عبارت دُرمختار کا مطلب یہ ہے کہ وہ تصویر جسے توڑ پھوڑ کر ایسا بنادیں کہ حالت حیات کی حکایت نہ رہے دیکھتے ہی بے روح کی صورت جانے تو اب مدار حیات اعضاء سے اصل مقصود یہ ہے کہ عُرفاً حکایت حیات ہوسکے۔

بحث نامکمل رہ جائے گی اگر یہ ظاہر نہ کیا جائے کہ تصویر سے کراہت نماز کی اصل

Marfat.com

علت کیا ہے۔ اس سلسلہ میں فقہائے حنفیہ کی تمام تر کتابوں میں زیادہ سے زیادہ تین علتوں کا تذکرہ ملتا ہے۔

(۱) عبادت اصنام سے مشابہت۔ ہدایہ، فتح القدیر، تبیین الحقائق کافی وغیرہ میں اس علت کو مدار کراہت رکھا ہے۔

(۲) دوسری علت تعظیم تصویر۔ حلیہ، ردالمحتار، بحرالرائق وغیرہ۔

(۳) تیسری علت ملائکہ رحمت کا نہ آنا۔ کیونکہ جس مکان میں ملائکۂ رحمت نہ آئیں وہ ہر جگہ سے بدتر ہے۔ کافی میں ہے۔ بحیث لا تدخل الملائکۃ فی شر البیوت یہ علت ہدایہ، تبیین، فتح القدیر، حلیہ وغیرہ میں ہے۔ بلکہ حلیہ نے صرف اس علت کو مدار کراہت لکھا ہے۔ اور تشبہ اصنام کو زیارت کراہت کا سبب بتایا۔

اعلیٰ حضرت ان علتوں کی تنقیح فرماتے ہیں کہ بے شک اصل علت تشبہ اصنام ہے اور تعظیم بھی علت اور امتناع ملائکہ بھی۔ لیکن ان تینوں چیزوں میں اگرچہ مفہوم کا فرق ہے لیکن وجود کے اعتبار سے ایک دوسرے کے لازم ہیں۔ تشبہ عبادت بے تعظیم ناممکن اور تعظیم تصویر تشبہ عبادت کو مستلزم۔ اس لئے کہ تصویر کا رب تدیر سے کوئی علاقہ نہیں اسی لئے امام فخرالاسلام جامع صغیر کی شرح میں فرماتے ہیں۔

"امساک الصورۃ علی سبیل التعظیم ظاھرا مکروہ لان ذلک تشبیہ عبادۃ الصنم"

امتناع ملائکہ اسی گھر میں ہوگا جہاں تصویر بطور تعظیم ہو ورنہ ہرگز نہیں اسی لئے حضرت جبریئل نے کپڑے کو پامال گدا بنانے کے لئے خواہش ظاہر کی کہ اس میں تعظیم مرتفع ہے۔

امام محمد مؤطا میں فرماتے ہیں کہ بستر اور فرش کی تصویروں میں حرج نہیں لیکن پردے اور نصب کرنے میں کراہت ہے وھو قول ابی حنیفۃ والعامۃ من فقھائنا

Marfat.com

طبرانی اوسط میں حضرت ابوہریرہ سے ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پامال ہونے والی تصویر کی رخصت دی اور اسی مضمون کو علامہ شامی نے ردالمحتار میں اور ملا علی قاری نے مرقاۃ میں تفصیل سے بیان کیا لہٰذا علماء کا علت کراہت میں مختلف ہونا اختلاف نہیں کہ دراصل ہرایک کا نتیجہ ایک ہے۔

پھر یہاں ایک اور تنقیح کی ضرورت ہے کہ تشبہ عبادت اگر علت کراہت ہے تو تصویروں پر سجدہ طریقۂ کفار میں داخل نہیں تو اسے مکروہ نہ ہونا چاہئے لہٰذا یا تو شبہ عبادت کے معنی میں تصرف کیا جائے یا علت کراہت کسی اور چیز کو قرار دیا جائے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ تشبہ کی دو قسمیں ہیں تشبہ عام اور تشبہ خاص۔

تشبہ عام :۔ تصویر کا اس طور پر ہونا جس سے تعظیم مفہوم ہو۔

تشبہ خاص :۔ مصلی کی حالت تعظیم تصویر کی مشعر ہو مثلاً تصویر سامنے ہو یا دائیں یا بائیں۔

تشبہ عام کراہت تنزیہی کا سبب ہے اور خاص سے تحریمی ثابت ہوتی ہے امام محمد نے ایک جگہ عضو پر سجدہ کو مکروہ اور دوسرے مقام پر غیر مکروہ فرمایا اس سے مراد تحریمی کی نفی اور تنزیہی کا اثبات ہے اس تطبیق سے فقہاء کی مختلف عبارتوں کی توجیہ آسان ہوگئی۔

اب ایک اور مشکل ترین تنقیح باقی رہ گئی کہ اگر علت کراہت تشبہ عبادت ہے تو پھر وہی تصویریں موجب کراہت ہونی چاہئیں جو مشرکین کے معبودان باطل کے قبیل سے ہوں اسی لئے چھوٹی تصویریں جن کے اعضاء کی تفصیل مختصر فاصلہ سے ظاہر نہ ہوسکے اور سر بریدہ میں کراہت نہیں اور اسی لئے چراغ یا قندیل یا لالٹین مصلی کے سامنے ہوں تو کراہت نہیں اور بھڑکتی آگ یا تنور وغیرہ ہو تو کراہت ہے کہ مجوس

Marfat.com

اسے پوجتے ہیں مصحف یا تلوار کا سامنے ہونا مکروہ نہیں کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی اور اسی سے چھپی ہوئی تصویروں کا حکم بھی ثابت ہوتا ہے جیسے جیب یا بٹوے یا ٹوپی کے اندر ناجائز تصویروں کا ہونا، چاند، سورج، ستارے اور درختوں کی تصویریں موجب کراہت نہیں کہ مشرکین ان تصویروں کی عبادت نہیں کرتے اور ملا علی قاری نے معبودان باطل شمس وقمر کی تصویروں کو جو حرام لکھا اس میں غیر جاندار کو شامل کرنا محل نظر ہے کہ تمام کتب مذاہب کے خلاف ہے علامہ کافی نے شرح ہدایہ میں فرمایا "عبد عینه لا تمثاله" اگر ملا علی قاری کی بات مانی جائے تو ہمارے علاقہ میں عصر کے وقت سورج کا سامنا ہوتا ہے اور جنگلوں میں درختوں کا اور مغرب وعشاء میں کبھی کبھی چاند کا تو مسافروں کے لئے نماز میں سخت اشکال پیدا ہو۔ بلکہ ابوداؤد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درخت کو سامنے کرکے نماز ادا فرمائی اور جن اوقات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ان میں سورج کے مقابلہ میں ہونے کی قید نہیں بڑھائی۔ اس لئے چند سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

اوّل ۔ ہر جاندار کی تصویر رکھنا حرام ہے حالانکہ مشرکین ان سب کی عبادت نہیں کرتے اور چاند وسورج کا سامنے ہونا مطلق مکروہ نہیں حالانکہ مشرکین ان کی عبادت کرتے ہیں۔

دوم ۔ سر بریدہ کی تصویر کراہت سے مستثنیٰ ہے حالانکہ مشرکین بعض دوسرے اعضاء مثلاً لینگ کو پوجتے ہیں تو صرف سر یا چہرے کا نہ ہونا کیونکر کراہت کو ختم کرے گا

سوم ۔ اور اگر صرف ہاتھ پاؤں کا کٹنا نفی کراہت نہیں کرتا کہ تشبہ عبادت موجود ہے تو مستور رہنے سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا بلکہ چھپا دینے میں اعزاز ہے اور بے دست و پا بنانے میں اہانت۔

چہارم ۔ جاندار کی تصویر ملائکہ رحمت سے محروم کردیتی ہے حالانکہ مشرکین

Marfat.com

ہر جاندار کو نہیں پوجتے ہیں نہ ان کی تصویروں کو پوجتے ہیں اور گائے کو پوجتے ہیں اس کے باوجود اعزاز کے ساتھ گھر میں رکھے جا سکتے ہیں اس موقع پر اگر گائے کو رکھنا بغرض ضرورت قرار دیا جائے تو تصویر بھی کم از کم زینت کی ضرورت میں شمار کی جا سکتی ہے ـــــ اب علت کراہت کی ایسی تنقیح کی ضرورت ہے کہ جس سے یہ چاروں اعتراضات ختم ہو جائیں۔ اور اصل مسئلہ نکھر جائے۔

اس لئے فرماتے ہیں کہ مدار منع صورت یا ذو صورت یا اس کی نوع یا جنس کی عبادت ہونا نہیں ہے بلکہ تصویر کا معنیٰ وثن ہوتا ہے جیسا کہ فتح القدیر میں فرمایا "ما لیس لھا حکم الوثن فلا تکرہ فی البیت"۔ جس سے صورت حیوانیہ کی تخصیص ہوئی کہ صورت غیر حیوانی میں مضاہات خلق اللہ نہیں ہے اور یہ مضاہات ہر مجسمہ اور عکس تصویر میں پائی جاتی ہے کہ اگر بطور اہانت نہ ہو تو نفرت ملائکہ کا سبب ہے اتنے ہی بیانات سے چاروں سوالات ختم ہو گئے کہ تصویر کواکب غیر حیوانی ہے تو معنیٰ وثن میں داخل نہیں جاندار کی تصویر معنیٰ بُت میں ہے اگرچہ مشرکین ان کی عبادت نہ کرتے ہوں لہٰذا پہلا اعتراض حل ہو گیا۔ تنور صورتِ حیوانی نہیں۔ اور گائے اگرچہ صورت حیوانی میں ہے لیکن وہ خود مخلوق خُدا ہے اس میں مضاہات خلق اللہ کا معنیٰ نہیں اس سے سوال چہارم دفع ہوا۔ نیز صورت حیوانی ہونے کا مدار چہرہ پر ہے اگر چہرہ نہیں تو صورت حیوانی کا اطلاق نہیں ہوتا جیسا کہ حدیث جبرئیل اور فرمان ابو ہریرہ سے ثابت ہوا اسی وجہ سے حدیث میں چہرے پر مارنے سے منع فرمایا گیا کہ چہرے پر مارنا تعظیم کے خلاف ہے اور چہرہ ہی کو شناخت کی علامت قرار دیا گیا ہے اور دوسرے اعضاء شناخت میں کالعدم قرار دئے گئے اور اسی لئے یادگاری تصویریں بے چہرہ کے نہیں ہوتیں تو ثابت ہوا کہ صرف چہرہ ہی تصویر کو بُت کے معنیٰ میں کرتا ہے لہٰذا جنس "ما یعبد المشرکون" سے مراد صرف معنیٰ بُت میں ہونا ہے جس کے لئے صرف اتنا ہی

Marfat.com

کافی ہے کہ تصویر کسی صورت حیوانی کی آئینہ دار ہو جس کا مدار چہرہ پر ہے ایسی تصویر کا بااعجاز رکھنا ناجائز و حرام اور ملائکہ رحمت سے محرومی کا سبب ہے اگر مصلی کے سامنے ہو تو نماز مکروہ تحریمی۔ پیچھے ہو تو نماز مکروہ تنزیہی۔ سر کٹے اور چہرہ مٹے کی تقدیر پر معنی بُت میں نہیں ہے لہٰذا اعتراض دوم حل ہوا۔ اور بہت چھوٹی تصویر یا اتنی مستور کہ نظر نہ آئے تو وہ بھی صورت حیوانی کی آئینہ دار نہیں ہے پھر کیونکر وہ معنی بُت میں ہو کہ مشرکین صنم کی وضع اس لئے کرتے ہیں کہ ان کے الٰہان باطل کے آئینہ دار ہوں اس سے تیسرا اعتراض دفع ہوا۔

اس تنقیح کے بعد مسئلہ تصویر کو چار صورتوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) تصویر کا رکھنا بطور توہین کہ پاؤں سے پامال ہو سکے جائز ہے۔

(۲) جس میں تصویر ہو اسے باعزت رکھنا لیکن عزت کا سبب وہ تصویر نہ ہو جیسے روپے پیسے اسٹامپ وغیرہ کہ اس کا مقصود نہ تعظیم ہے کہ اس تصویر کو مٹانے کے بعد وہ روپے وغیرہ بے کار ہو جائیں گے یہ "الضرورات تبیح المحظورات" کے تحت جائز ہے۔

(۳) اہانت کا نہ ہونا تصویر ہی کی وجہ سے ہو لیکن مقصود خاص تعظیم تصویر نہ ہو بلکہ زینت و آرائش کا خیال ہو یہ حرام ہے اور ملائکہ رحمت سے محرومی کا سبب کہ اس میں بھی اکرام تصویر ہے اگرچہ قصداً نہ ہو۔

(۴) خاص تصویر کی تعظیم بھی مقصود ہو کہ اسے بوسہ دے، سر اور آنکھوں سے لگائے، اس کے سامنے دست بستہ کھڑا ہو یہ سخت گناہ کبیرہ اور بُت پرستی کے مشابہ ہے، اگرچہ بزرگوں ہی کی تصویر ہو کہ یہ اور باعث غضب ہے کہ ایسی تصویروں کو بطور تبرک رکھنا تمام بزرگوں کے نزدیک معیوب اور رکھنے والا معتوب ہے۔[1]

---

[1] عطایا القدیر فی حکم التصویر (ملخصاً)

Marfat.com

معروضات

اپنے پیش رو فقہاء کے اقوال پر اعتراضات وارد کرنا اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ معترض کے پاس قوی دلائل موجود ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے بے شمار متقدمین فقہاء پر معروضات قائم فرمایا ہے۔ مگر ادب کی پاسبانی یہ ہے کہ متقدمین فقہاء کے اقوال پر جہاں تنقید کی ہے لفظ معروضہ نہیں استعمال کیا ہے بلکہ فرق مراتب کا پاس رکھتے ہوئے، متقدمین کے اقوال پر معروضہ کے بجائے لفظ تطفل استعمال کیا ہے۔ مثلاً فتاویٰ رضویہ کے جلد اوّل میں ۱۹۴۵ جگہ متقدمین فقہاء کے اقوال پر تطفل کے عنوان سے دقیق بحث کی ہے اور ۱۹۴۰ مقامات پر متاخرین فقہاء کے اقوال پر معروضہ کے عنوان سے اہم تحقیق پیش کی ہے جس سے اعلیٰ حضرت کی فقہی عبقریت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ذیل میں چند نظیریں پیش کی جاتی ہیں۔

(۱)

زکام سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ ائمہ کی تصریحات یہ ہیں کہ بلغم کا خروج خواہ بطور قے ہو یا دماغ سے نزول کی صورت میں ہو ناقض وضو نہیں ہے جس کا صریح نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ زکام خواہ قلیل ہو خواہ کثیر ناقض وضو نہیں لیکن علامہ سید طحطاوی نے فرمایا کہ اسے ناقض وضو ہونا چاہئے کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ "کل ماخرج بوجع فھو ناقض" نتیجتاً کہنا پڑے گا ظاہرکا یعم الانف اذا زکم۔

علامہ شامی نے اس پر اعتراض کیا کہ سونے والے کے منہ سے خارج شدہ رطوبت پاک ہے اگرچہ بودار ہو تو زکام کیونکر ناقض وضو ہوسکتا ہے۔

Marfat.com

اعلیٰ حضرت نے علامہ شامی کے اس استنباط پر دو اعتراض فرمائے اوّل یہ کہ علامہ سید طحطاوی اس رطوبت کے بارے میں کلام کر رہے ہیں جو مرض کی وجہ سے فارغ ہو اور دوم یہ کہ سوتے میں رال کا نکلنا مرض نہیں اور نہ اس کی بو علامت مرض ہے جیسے روزے دار کی بوئے دہن آخری پہر متغیر ہوتی ہے اور وہ بالاجماع نجس نہیں ہوتی اور یہ بوجہ مرض نہیں ہوتی ہے۔

علامہ شامی کے اعتراض کا خلاصہ یہ ہوا کہ رطوبت زکام پاک ہے اور پاک چیز ناقض وضو نہیں ہوتی۔ یہ بات تسلیم نہیں کی جا سکتی کیونکہ نیند، جنون، بے ہوشی نجس نہ ہوتے ہوئے بھی ناقض وضو ہیں۔ اسی طرح مذہب معتمد پر ریح طاہر ہے حالانکہ بالاجماع ناقض وضو ہے۔ بلکہ خود علامہ شامی درایہ میں لکھتے ہیں فلا یقال مالا یکون نجسا لا یکون حدثا۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ زکام طاہر ہوتے ہوئے بھی ناقض وضو ہو۔ دراصل مسئلہ زکام کا اخذ و استنباط بلغم ہی سے مناسب ہے[1] ویسے علامہ شامی کی بات قابل توجیہ ضرور ہے جس سے علامہ طحطاوی پر ایک نیا معروضہ قائم ہوگا وہ یہ کہ جو رطوبت بدن سے نکلے اور نجس نہ ہو تو ناقض وضو نہیں چنانچہ حلیہ میں ہے۔ ان کان ای القیٔ بلغما لا ینقض لانہ طاہر[2]۔

علامہ طحطاوی پر ایک تیسرا معروضہ یہ ہے کہ درد اور مرض سے بہنے والی رطوبت اسی صورت میں ناقض وضو ہے کہ اس میں خون وغیرہ کی آمیزش ہو جیسا کہ آشوب چشم اور کان کے بہنے وغیرہ میں ہوتا ہے[3]۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے منیہ میں ہے کہ آشوب چشم سے جو رطوبت خارج ہو میں اس پر وضو کا حکم دیتا ہوں کہ مجھے خوف ہے کہ اس سے بہنے والی چیز پیپ کی قسم سے ہو۔ عن محمد اذا کان فی عینیہ رمد و یسیل الدمع منہا آمرہ بالوضوء

---

[1] فتاوی رضویہ ج ۱ ص ۳۵۔ [2] فتاوی رضویہ ج ۱ ص ۳۶۔ [3] فتاوی رضویہ ج ۱ ص ۳۷۔

Marfat.com

لانی اخاف ان یکون ما یسیل منہ صدیدًا۔[1]

تبیین الحقائق میں بھی یہی ہے۔ لاحتمال ان یکون صدیدًا۔[2]

امام ابن ہمام نے اس احتمال سے یہ اخذ کیا کہ امام محمد کا حکم وضو بطور استحباب ہے کیونکہ محض احتمال سے وضو نہیں جاتا۔ فی عینہ رمد یسیل دمعھا یؤمر بالوضوء لکل وقت لاحتمال کونہ صدیدًا واقول ھذا التعلیل یقتضی انہ امر استحباب فان الشک والاحتمال فی کونہ ناقضا لایوجب الحکم بالنقض اذ الیقین لا یزول بالشک واللہ تعالٰی اعلم نعم اذا علم من طریق غلبۃ الظن باخبار الاطباء او علامات تغلب الظن للمبتلی یجب۔[3]

امام ابن ہمام کی اس تقریر پر امام احمد رضا نے یہ معروضہ قائم فرمایا کہ اولاً ان کا یہ قول تصریحات عامہ فقہاء کے خلاف ہے۔ ثانیاً یہ حکم احتمال محض پر مبنی ہے ایسا کیوں نہیں ہو سکتا کہ حکم وجوب بر بناء احتیاط ہو۔ جس طرح خواب دیکھنے پر رطوبت پائے جانے کی صورت میں حکم غسل بطور وجوب ہے اگرچہ رطوبت رطوبت مذی ہو[4] بحرالرائق میں آشوب چشم سے متعلق امام ابن ہمام کا قول نقل کر کے اس کے خلاف حکم فرمایا[5] صاحب بحر پہ نہرالفائق میں یہ اعتراض کیا گیا کہ فتح القدیر میں وجوب کی صراحت موجود ہے۔[6]

اعلٰی حضرت فرماتے ہیں کہ فتح القدیر میں وجوب کی تصریح نہیں ہے[7] بلکہ صرف یہ ہے

قالوا من رمدت عینہ وسائل الماء منھا وجب علیہ الوضوء۔[8]

یہ توصیغہ قالوا نقل قول ہے نہ کہ اپنی تصحیح اور تصحیح تو وہی ہے جو عبارت بالا میں گذری لہٰذا صاحب نہر کو یہ کہنا چاہیے تھا کہ صاحب بحر نے وجوب کی روایت نقل

---

[1] فتاوٰی رضویہ ج۱ ص ۳۷۔ [2] تبیین الحقائق ج۱ ص ۹۔ [3] فتح القدیر ج۱ ص ۱۲۹
[4] فتاوٰی رضویہ ج۱ ص ۳۸۔ [5] فتاوٰی رضویہ ج۱ ص ۳۸۔ [6] فتاوٰی رضویہ ج۱ ص ۳۸۔ [7] فتاوٰی رضویہ ج۱ ص ۳۸۔ [8] فتح القدیر ج۱ ص ۳۶۔

Marfat.com

نقل کی ہے۔ چنانچہ ابن ہمام کے شاگرد صاحب حلیہ لکھتے ہیں کہ ینبغی ان یحمل علی ما اذا کان الماء الخارج من العین متغیراً بسبب ذلک الخ مختصراً۔ [1]

اعلیٰ حضرت نے صاحب حلیہ پر معروضہ قائم فرمایا کہ وجود مرض خود مظنۂ دم ہے جس طرح مسئلہ احتلام میں رطوبت کا ہونا کہ احتلام ہی مظنۂ انزال ہے رطوبت میں رنگ کا تغیر اسی وقت شرط ہے جہاں کوئی مظنہ نہ ہو مثلاً ناف سے رطوبت کا آنا ہو سکتا ہے کہ داخل جسم سے ہو اور ممکن ہے پسینہ ہو۔ لہٰذا یہاں رنگ کا تغیر ضروری ہے۔

مسئلہ زکام میں علامہ طحطاوی پر چوتھا معروضہ یہ قائم فرمایا کہ زکام ایک عام چیز ہے دُنیا کا کوئی بھی شخص جس نے چند سال عمر پائی ہوا سے کبھی نہ کبھی زکام ضرور ہوا ہوگا تو یقین عادی کی رو سے کہا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرام، تابعین ائمہ کو بھی زکام عارض ہوا ہوگا۔ پس عموم بلویٰ کی چیز میں وضو کا حکم ہوتا تو حدیث یا متون و شروح یا فتاویٰ میں وہ حکم ضرور ملتا حالانکہ ۱۲ سو برس کے بعد صرف ایک مصری فاضل علامہ سید طحطاوی ہی کا ذہن نظر آتا ہے کہ ادھر منتقل ہوا اور انھوں نے زکام کو ناقض وضو قرار دیا اس لئے ان کا یہ قول یقیناً محل نظر ہوا بلکہ غیر مفتی بہ۔ [2]

(۲)

کیا اقرار نکاح سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بسط و تفصیل کے ساتھ پچاسوں کتابوں کے حوالے سے یہ ثابت کیا ہے کہ خلاف واقعہ اقرار سے عند اللہ نکاح منعقد نہ ہوگا اور حرام اپنی جگہ حرام رہے گا ایک شبہہ کا ازالہ کرنے کی غرض سے امام برہان الدین محمود صاحب ذخیرہ کی عبارت نقل فرماتے ہیں جس میں ان سے امام محمد علیہ الرحمہ کی عبارت سے مسئلہ زیر بحث کے استخراج میں سخت تسامح ہوا ہے۔ امام محمد نے صلح کے بیان میں فرمایا ہے۔ ادعی رجل علی امرأۃ نکاحا فجحدت

---

[1] فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۳۹۔ [2] فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۱۳۹-۴۰۔

Marfat.com

فصالحها بمأة على ان تقر بهذا فاقرت فهذا الاقرار جائز والمال لازم [1]

اس پر صاحب ذخیرہ نے یہ استنباط فرمایا کہ اقرار سے نکاح جائز ہے بشرطیکہ اقرار گواہوں کے محضر میں ہو اور فرمایا ان الا صح الصحة لو کان الشهود حضورا [2]۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صاحب ذخیرہ کی اس عبارت پر پانچ معروضے قائم فرمائے ہیں۔

(۱) امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس اقرار کے جواز اور لزوم مال کا ذکر فرمایا ہے جس کا مطلب صرف جواز صلح ہے کہ اس کے بعد اگر عورت انکار کرے تو قاضی نہ سُنے گا اس سے لازم نہیں آتا کہ واقع میں عند اللہ بھی عقد نکاح نافذ ہو جائیگا کیونکہ ائمہ تصریح فرماتے ہیں کہ اگر دعویٰ واقعۃً کاذب ہو اور صلح ہو جائے تو بدل صلح عند اللہ حلال نہیں۔ [3]

(۲) کسی نے دعویٰ کیا کہ فلاں نے اپنا گھر میرے ہاتھ بیچ دیا ہے مدعا علیہ قسم سے بچنے کے لئے یا قاضی کے سامنے سُبکی ہونے سے تحفظ کی خاطر اقرار کر لیا تو اس اقرار سے قضاءً بیع ثابت ہوگی اور تمام احکام بیع وجوب تسلیم لزوم وشفعہ وغیرہ بھی مرتب ہوں گے لیکن وہ مدعی آگ سے رہا نہیں ہے۔ [4]

(۳) صلح کرنے والے جب ارادۂ صلح کریں تو وہ اسی وقت صحیح ہوگی جب کہ عقود شرعیہ میں سے قریب ترین عقد کی طرف راجع ہو سکے تاکہ کلام کی تصحیح اور نصرت کا انقطاع ہو سکے لیکن زیر بحث مسئلہ میں دونوں نے کسی عقد کا ارادہ نہیں کیا بلکہ ایک جھوٹی خبر دی ہے جو اگرچہ فیما بین العباد مؤثر ہو سکتی ہے لیکن عند اللہ اس کا کوئی اثر نہیں ہے لہٰذا باب صلح میں اقرار نکاح اور اقرار بیع کے درمیان فرق بالکل ظاہر ہے۔ [5]

(۴) ہدایہ میں ہے کہ اگر کسی نے کسی عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا اور وہ انکار کرتی

---

[1] فتاوی رضویہ ج۵ جز۱ ص ۱۱ — [2] فتاوی رضویہ ج۵ جز۱ ص ۱۱ — [3] فتاوی رضویہ ج۵ جز۱ ص ۱۲ —
[4] 〃 〃 〃 ص ۱۲ — [5] 〃 〃 〃 〃 ۱۲

Marfat.com

ہے تو اس عورت نے کچھ مال دے کر ترک دعویٰ کے لئے صلح کر لی تو جائز ہے اور یہ صلح مرد کی طرف سے خلع کے معنی میں ہوگی اور عورت کی طرف سے دفع خصومت کے لئے ہوگی پھر بھی ائمہ نے فرمایا ہے کہ مرد کو عند اللہ اس سے کچھ لینا حلال نہیں جب کہ اپنے دعویٰ کو باطل کر دیا ہے کفایہ میں فرمایا کہ یہ حکم تمام انواع کو شامل ہے۔[1]

(۵) دُرِ مختار میں قہستانی سے ہے کہ بعض دین پر صلح صحیح ہے اور وہ دعویٰ باقی سے بری ہو جائے گا یعنی قضاءً نہ کہ دیانۃً لہٰذا اگر قابو پائے تو لے سکتا ہے شامی نے اس مضمون کے کثیر اقوال نقل فرمائے ہیں۔[2]

ان اقوال کی روشنی میں صاحب ذخیرہ پر اجمالی طور سے تین بھاری اعتراض واقع ہوتے ہیں۔

(۱) صلح کا کسی عقد کی طرف راجع کرنا صرف تصویر و تقدیر ہے صلح کی تاثیر اس سے تجاوز نہیں ہو سکتی۔

(۲) وہ عقود صرف ضمن صلح میں ثابت ہوں گے نہ کہ قصداً چنانچہ اعتق عبدک ھذا عنی بالالف سے ضمناً بیع ثابت ہوتی ہے لیکن قصداً لفظ اعتاق سے بیع منعقد کرنا کسی طرح درست نہیں۔

(۳) یہ عقود صرف قضاءً ثابت ہوتے ہیں جن کا دیانت پر کوئی اثر نہیں پڑتا تاوقتیکہ واقعۃً دعویٰ صادق نہ ہو اور ہماری گفتگو دیانت ہی میں ہے۔[3]

(۴)

امام ابن ہمام نے وضو میں بسم اللہ اور ذکر الٰہی کو واجب عملی قرار دیا ہے۔ اس پر امام احمد رضا فرماتے ہیں اقول لم یأت المستدل بشیء حتی سمع ما سمع پھر فرماتے ہیں اور مسئلہ تسمیہ اولاً تنہا محقق کی اپنی بحث ہے کہ نہ ائمۂ مذہب سے منقول نہ محققین ما بعد میں مقبول خود ان کے تلمیذ علامہ قاسم ابن قطوبہ نے فرمایا کہ ہمارے شیخ کی جو بحثیں خلاف

---

[1] فتاویٰ رضویہ ج ۵/۱ ص ۱۲۔ [2] فتاویٰ رضویہ ج ۵/۱ ص ۱۲۔ [3] فتاویٰ رضویہ ج ۴/۱ ص ۱۲۔
[4] ″ ″ ص ۱۲، ۱۳

مذہب ہیں ان کا اعتبار نہ ہوگا۔ علامہ قاسم کے قول پر امام احمد رضا نے یہ اضافہ فرمایا کہ اقول یعنی جب کہ خلاف اختلاف زمانہ سے ناشی نہ ہو۔ کما افتوا بجوز الاجارۃ علی التعلیم والاذان والاقامۃ۔ ؎۱

(۴)

وضو میں جو اجزاء دھوئے جاتے ہیں ان پر پانی بہانا فرض ہے۔ اس سلسلہ میں فقہاء نے حسب عادت کچھ باریکیاں پیدا کیں ان پر بحث کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ مُنہ، ہاتھ، پاؤں تینوں اعضاء کے مذکور ذرّوں پر پانی کا بہنا فرض ہے فقط بھیگا ہاتھ پھر جانا یا تیل کی طرح پانی چپڑ لینا تو بالاجماع کافی نہیں اور صحیح مذہب میں ایک بوند ہر جگہ سے ٹپک جانا بھی کافی نہیں کم سے کم دو بوند ہر ذرہ ابدان مذکورہ سے بہیں۔ درمختار میں ہے ایک قطرہ بھی بہنا کافی ہے فیض میں ہے کہ مذہب یہ ہے کہ اصح ہے کم از کم دو قطرے بہ جائیں پھر صاحب بحر کا قول نقل کیا کہ ابو یوسف سے مروی

ان الغسل مجرد بل المحل بالماء سال او لم یسل ولا جلہ جعل فی البحر الاسالۃ مختلفا فیما بینہ وبین الطرفین وزعم ان اشتراطہا ہو ظاہر الروایۃ فالحق الذی لا محید عنہ ولا یحل المصیر الا الیہ ان تاویلہ ما فی الحلیۃ عن الذخیرۃ انہ سال من العضو قطرۃ او قطرتان ولم یتدارک کیف ولولا ذلک لکان ہذا والعیاذ باللہ تعالیٰ انکارا للنص وتبدیلاً للشرع فان اللہ تعالیٰ امر بالغسل وہذا لیس بغسل لا لغۃ ولا عرفا وقد قال فی البحر لغنیہ الغسل بفتح الغین ازالۃ الوسخ عن الشیٔ ونحوہ باجراء الماء علیہ لغۃً وہل الاجراء الا الاسالۃ۔ اقول فما کان ینبغی لمثل ہذا المحقق الحبران یجعلہ مختلفا فیہ کی یجتزی علیہ الجاہلون۔ ؎۲

؎۱ فتاویٰ رضویہ ج۱۰ ص ۲۱۔ ؎۲ فتاویٰ رضویہ ج۱۰ ص ۱۹۔

Marfat.com

مسائل جَدیدہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی کی حیثیت سے تشریف لائے اب ان کے بعد کسی نبی کی آمد اور نزول وحی کے امکانات ختم ہو چکے آپ کا دین قیامت تک کے ہر انسان کے لئے خواہ کسی طبقہ اور ملک سے تعلق رکھتا ہو۔ ایک مکمل قانون ہے چنانچہ عین حجۃ الوداع کے روز مقام عرفہ میں دین اسلام کی تکمیل کا اعلان اس آیت کے نزول نے کر دیا۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ۔

دین چونکہ حیات و موت کے ہر شعبہ سے متعلق ایک منظم قانون ہوتا ہے اس لئے دین اسلام میں تمام ضروریات زندگی کی بھرپور رعایت رکھی گئی ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عہد رسالت میں زندگی کے جو حالات اور تقاضے تھے ان کے لئے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ یقیناً کفیل تھی پھر ہر دور میں اس قسم کے انقلابات پیدا ہوئے جیساکہ ورود آدم سے عہد رسالت تک حالات و ضروریات میں تغیّر و تبدّل ہوتا رہا اس لئے ہر دَور میں دین سے متعلق نئے نئے مسائل اور مختلف النوع احکام پیش آتے رہے تو اگر دین اسلام قیامت تک آنے والی نسل کے لئے مکمل نظام حیات ہے تو یقیناً اس دین میں حالات کے تنوع کے لئے قوانین وضوابط موجود ہیں۔

کتاب و سنّت میں جو وقائع اور جزئیات ملتے ہیں ائمہ فقہاء نے ان سے قاعدے اور ضوابط اخذ فرمائے اور نئے پیدا ہونے والے مسائل کو اپنے علم وفکر اور اجتہاد کی روشنی میں کسی ایک ضابطہ یا ایک حکم کے خانے میں منتقل فرمایا یہ صرف ایک فقیہ کی شان ہے کہ مسائل جدیدہ کا حکم متعین کرنے میں علت اور اس کی تاثیر کو دریافت کرنا ہے۔ فقہائے حنفیہ نے کسی دَور میں کسی مسئلہ جدیدہ کو تشنۂ تحقیق نہ چھوڑا۔

Marfat.com

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اس دور میں پیدا ہوئے جب کہ مادیت نے ساری دُنیا میں ہلچل پیدا کر دی تھی اور سائنس کی ترقی نے ایک انقلاب برپا کر کے مختلف النوع نئے مسائل اس طرح کھڑے کر دئے کہ پوری تاریخ عالم میں مسائل جدیدہ کی اتنی طویل فہرست نہیں نظر آتی ہے جو اُنیسویں اور بیسویں صدی کے درمیان تیار ہوئی۔

ٹرین، موٹر و ہوائی جہاز کی ایجاد نے احکام سفر سے متعلق کئی مسئلے پیدا کئے۔ ان پر نماز جائز ہے یا نہیں۔ منٹوں میں بے مشقت مسافت سفر طے کرنے میں قضاء صوم کی رخصت ہوگی یا نہیں۔ مسافت سفر ہر نابالغ کا ولی مقیم ہے جو منٹوں میں وطن واپس آسکتا ہے کیا اس کی غیر موجودگی میں ولی ابعد کو نابالغ کے نکاح کرنے کا حق ہے۔ وغیرہ اسی طرح بیڑی تمباکو وغیرہ کی ایجادات نے اپنے حکم کا مطالبہ کیا۔ فوٹو جو بغیر قلم اور سنگ تراش کی مدد کے صرف ایک روشنی کے ذریعہ عکس لینے کا طریقہ ہے اسے حلت و حرمت کے کس خانہ میں رکھا جائے رنگ، دوائیں، شکر اور دوسری بعض مصنوعات جن میں شراب یا دوسری حرام چیزوں کی آمیزش کا شبہ ہے اس کا حکم کیا ہوگا۔ ٹیلیفون، ریڈیو، لاؤڈ اسپیکر اور اخبارات وغیرہ نے لمبی لمبی مسافتوں سے مشکل سے حاصل ہونے والی خبروں کو ہم سے بالکل قریب کر دیا۔ ان کے اوپر کن معاملات میں اعتبار کیا جائے اور کہاں انھیں کالعدم قرار دیا جائے۔ ان سے قرآن عظیم کی تلاوت کا سُننا اور آیات سجدہ پر سجدہ کرنا واجب ہے یا نہیں اس طرح حکومتوں کے تغیر سے ہندوستان، پاکستان وغیرہ کو دارالحرب مانا جائے یا دارالاسلام پھر یہاں کے کُفار کو حربی، ذمی، مستامن کس قسم میں شمار کیا جائے۔

اس قسم کے ہزاروں مسائل ہیں جن کا تعلق عبادات سے لے کر معاملات و قضاءٗ تک ہر ابواب سے متعلق ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے ان مسائل پر گفتگو کرتے ہوئے ایک عظیم تجدیدی کارنامہ انجام

Marfat.com

دیا ہے کہ قیامت تک پیدا ہونے والے بے شمار مسائل کے احکام وعلل کی دریافت کے لئے رہبر اصول وضع فرمادئے ہیں اور مسائل جدیدہ کی وجہ سے فقہاء اور مفتیان کرام کو جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا وہ حل ہوگئیں۔

(۱)

ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام

احکام کے اعتبار سے آبادیوں کی تقسیم دو طرح پر ہے دارالاسلام دارالحرب۔ ہندوستان میں جب اسلامی حکومت تھی ہندوستان دارالاسلام تھا لیکن جب ہندوستان پر انگریزوں کا تسلط عام ہوگیا تو علماء کے درمیان یہ بحث چھڑ گئی کہ اب ہندوستان دارالاسلام ہے یا دارالحرب؟ چنانچہ علماء کے ایک گروہ نے اس پر فتویٰ دیا کہ ہندوستان نہ دارالحرب ہے نہ دارالاسلام بلکہ دارالامن ہے۔ مثلاً مفتی کفایت اللہ صاحب نے ہندوستان کو دارالامن قرار دیا ہے [۱]

انور شاہ کشمیری صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ ہندوستان دارالامن ہے —
ملک ما اگر ہست دارالامان است۔ [۲]

جہاں تک کتب فقہ کا تعلق ہے اس مسئلہ میں بہت چھان بین کی گئی مگر دارالامن قسم کا کوئی شہر کسی کتاب میں نہ ملا۔ فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ آبادی یا تو دارالاسلام ہوگی یا دارالحرب۔ کچھ علماء نے ہندوستان کو دارالحرب ہونا بتایا ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۱۱۵۹/۱۲۳۹ھ) نے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دیا ہے [۳]

کچھ علماء نے فیصلہ ہی نہیں کیا بلکہ زندگی بھر تردد میں رہے۔ جبکہ مولانا رشید احمد

---

[۱] مفتی اعظم کی یاد ص ۱۲۲ [۲] مہاجر نمبر ص ۱۲ [۳] فتاویٰ عزیزیہ ص ۱۹،۱۷۔

Marfat.com

گنگوہی صاحب فتاویٰ رشیدیہ میں فرماتے ہیں۔

"ہند کے دار الحرب ہونے میں اختلاف علماء کا ہے۔ بظاہر تحقیق حال ہند کی خوب نہیں ہوئی۔[1]

حالانکہ مسئلہ بالکل ظاہر ہے عام کتب فقہ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ہندوستان انگریزوں کے عہد میں بھی اور آج بھی دار الاسلام ہے ہندوستان کے بارے میں کچھ لوگ اس بنیاد پر دھوکے میں پڑ گئے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ دار الاسلام ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہاں مسلمانوں کی حکومت بھی ہو اور بہت سے لوگوں کو تشابہ لگ گیا ہے۔ یہاں دو صورتیں الگ الگ ہیں ایک یہ کہ دار الاسلام دار الحرب کب ہوگا۔ یعنی ایک ملک دار الاسلام تھا پھر اس پر کافروں کا قبضہ ہوگیا تو محض کفار کے قبضہ ہی سے وہ دار الحرب ہوجائے گا یا اس کے لئے اور بھی شرائط ہیں۔ کچھ لوگوں نے کتب فقہ پر نظریں ڈالیں اور اجتہاد کرلیا کہ جب مسلمانوں کے تسلط سے دار الحرب دار الاسلام ہوجاتا ہے تو کفار کے تسلط سے دار الاسلام دار الحرب ہوجائے گا یا بیچ میں لٹک کر دار الامن ہوجائے گا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ کفار کے تسلط کے ساتھ ساتھ دو اہم شرطیں اور بھی ہیں ایک یہ کہ اس بستی میں احکام اسلامیہ بالکل بند کر دئے جائیں دوسری یہ کہ اس کی کوئی سرحد دار الاسلام سے نہ ملتی ہو۔

خلاصہ یہ ہوا کہ ایک دار الاسلام کے دار الحرب ہونے کے لئے تین چیزیں ہونی ضروری (۱) کفار کا تسلطِ تام (۲) احکام اسلام کا بالکلیہ بند ہونا۔ (۳) دار الاسلام سے اس کی سرحد کا نہ ملا ہونا۔ اگر ان تین میں سے ایک شرط بھی مرتفع ہو تو دار الاسلام ہی ہوگا۔ مثلاً کفار کا تسلط ہے مگر احکام اسلام کل نہ سہی بعض کی

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۳۔

Marfat.com

باقی ہیں مثلاً جمعہ، عیدین، نماز پنجگانہ، داڑھی رکھنا وغیرہ وغیرہ تو وہ دارالاسلام ہی ہوگا۔ جیساکہ ہندوستان انگریزوں کے زمانے میں بھی دارالاسلام تھا ـــــ اور اگرچہ دونوں شرطیں نہ پائی جائیں تو کم ازکم اتنا تو ضرور تھا کہ اس کی سرحد ایران اور افغانستان اور اسلامی ملکوں سے ملی ہوئی تھیں اس لئے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا کوئی شبہہ بھی نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔" ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ علمائے ثلاثہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مذہب پر ہندوستان دارالاسلام ہے ہرگز دارالحرب نہیں کہ دارالاسلام کے دارالحرب ہوجانے میں جو تین باتیں ہمارے امام اعظم امام الائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک درکار ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہاں احکام شرک اعلانیہ جاری ہوں اور شریعت اسلامیہ کے احکام و شعائر مطلقاً جاری نہ ہونے پائیں اور صاحبین کے نزدیک اس قدر کافی ہے مگر یہ بات بحمداللہ یہاں قطعاً موجود نہیں اہل اسلام جمعہ وعیدین واذان واقامت ونماز باجماعت وغیرہا شرائع شریعت بغیر مزاحمت علی الاعلان کرتے ہیں۔ فرائض نکاح، رضاع، طلاق، عدۃ، رجعۃ، مہر، خلع، نفقات، حضانت، نسب، ہبہ، وقف، وصیت، شفعہ وغیرہا بہت سے معاملات مسلمین ہماری شریعت پر فیصل ہوتے ہیں۔[1]

(۲)

زندگی کا بیمہ

اعلیٰ حضرت سے زندگی کے بیمہ کے بارے میں مولانا غفران علی صاحب نے سوال کیا ـــــ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زندگی کا بیمہ کرانا شرعاً جائز ہے یا حرام۔ صورت

[1] اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام ص ۲۔

Marfat.com

اس کی یہ ہے کہ جو شخص زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اس سے یہ قرار لیا جاتا ہے کہ ۵۵ سال یا ۶۰ سال یا ۵۰ سال کی عمر تک مبلغ دو ہزار روپے، چار یا چھ روپیہ ماہوار کے حساب سے تنخواہ میں سے وضع ہوتے رہیں گے اگر وہ شخص ۵۵ سال تک زندہ رہا تو خود اس کو اور اگر میعاد مقررہ کے اندر مرگیا تو اس کے ورثا کو دو ہزار روپیہ یک مشت ملے گا خواہ وہ بیمہ کرانے کے بعد اور اس کی منظوری آنے کے بعد فوراً ہی مرجائے اور اگر میعاد مقرر تک زندہ رہا تو بھی وہی دو ہزار ملیں گے۔ بیمہ گورنمنٹ کی جانب سے ہو رہا ہے کسی کمپنی وغیرہ کو اس سے تعلق نہیں۔

اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے اپنا فتویٰ صادر فرمایا ہے کہ ایسی صورت میں زندگی کا بیمہ (Life Insurance) کرنا جائز ہے جس سے کوئی شرعی قباحت نہ پیش آئے فرماتے ہیں۔

جبکہ بیمہ صرف گورنمنٹ کرتی ہے اور اس میں اپنے نقصان کی کوئی صورت نہیں تو جائز ہے کوئی حرج نہیں مگر شرط یہ ہے کہ اس کے سبب اس کے ذمہ کسی خلاف شرع احتیاط کی پابندی عائد نہ ہوتی ہو جیسے روزوں یا حج کی ممانعت واللہ تعالیٰ اعلم۔ [1]

(۴)

اسپرٹ کا حکم

دوسری شکر جو ہڈیوں سے صاف کی جاتی تھی اس کے بارے میں مشہور تھا کہ اس میں شراب بھی پڑتی ہے۔ اسی طرح مشین سے تیار شدہ برف اور وہ چیزیں جن میں شراب کا امتزاج مشہور ہے اعلیٰ حضرت سے ان سب کا حکم شرعی پوچھا گیا تو آپ نے

[1] احکام شریعت حصہ دوم ص ۱۸۲۔

Marfat.com

ایک رسالہ "۱۷ حل من السکر لطلبۃ السکر من المدرس"۔

اس رسالہ میں آپ نے دریافت حکم کے لئے دس مقدمے وضع فرمائے اور ہر مقدمہ کا ثبوت احادیث کریمہ، تصریحات فقہاء یا قرآن پاک کی آیات سے کیا ہے اور دلائل کی کثرت نیز۔

مقدمۂ اولیٰ۔

خنزیر کے سوا ہر جانور کی ہڈی پاک ہے۔ خواہ وہ جانور ماکول ہو یا غیر ماکول اس مقدمہ کا اثبات تنویر الابصار، درمختار اور ردالمحتار کی عبارتوں سے فرمایا عبارتوں کے ذیل میں کچھ حوالہ جات بھی آ گئے۔

مقدمہ ثانیہ۔

بعض اشیاء کے سوا ہر شئی میں طہارت وحلت اصل ہیں تا وقتیکہ کوئی دلیل شرعی قائم نہ ہوسکے اس مقدمہ کی توضیح فرماکر ایک حدیث کا اضافہ فرمایا اور طریقہ محمدیہ اور حدیقہ ندیہ سے ایک عبارت نقل کی جس میں ثبوت کے طور پر قرآن شریف کی آیت "هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا" ذکر ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ یہی اصل حنفیہ وشافعیہ وغیرہ کی کتابوں میں ملتی ہے۔ اور اس کے خلاف کسی بھی اہل علم کا قول نظر نہیں آیا۔ اسی طرح الاشباہ والنظائر اور حموی کی غمز العیون سے حوالے پیش کئے گئے ہیں۔

مقدمہ ثالثہ۔

بے ثبوت کسی شئی کو حرام و مکروہ کہنا شریعت پر افتراء ہے اس مقدمہ کے اثبات میں شیخ عبدالغنی نابلسی کی ایک عبارت تحریر کی ہے اور شامی سے بھی حوالہ دیا جس میں یہ تصریح بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نص قطعی کے نازل ہوئے بغیر شراب جیسی اُم الخبائث شئی سے منع نہ فرمایا حالانکہ آپ کو تشریعی اختیارات

Marfat.com

مقدمہ رابعہ۔

احکام شرع میں بازاری افواہیں ناقابل اعتبار ہیں اس سلسلہ میں بعض تمثیلات کے بعد تین حدیثیں تحریر فرمائیں اور حاشیہ درمختار سے ایک عبارت نقل کرکے شامی کا بھی ایک حوالہ اس کی تائید میں پیش فرمایا۔

مقدمہ خامسہ۔

احکام دینیہ میں کافر کی خبر غیر معتبر ہے اور حلت و حُرمت طہارت و نجاست احکام دینیہ ہی ہیں۔ اس کا اثبات دو آیتوں سے فرمایا۔ اور دُرمختار اور عالمگیری کی عبارتیں نقل کیں اور توضیح کے بعد قاضی خاں، عالمگیری اور شامی و شرح تنویر وغیرہ سے عبارتیں نقل کیں۔

مقدمہ سادسہ۔

کسی شئی میں احتیاط کا نہ ہونا یا کسی قوم کا بے احتیاط ہو جانا کہ جس میں نجاست و حُرمت سے کوئی پرہیز نہ ہو۔ اس سے چیزیں مطلقاً حرام قرار نہ پائیں گی کیوں کہ بے احتیاطی وقوع دائم کی مقتضی نہیں تو نفس شی میں ظنون و خیالات کے سوا کیا رہا۔

اس مقدمہ کے ضمن میں سات نظیریں پیش فرمائیں اور ہر حدیث میں مثل سابق عبارتیں، حدیثیں و فقہا کے مصرح ضوابط اور جزئیات تحریر فرمائے۔

مقدمہ سابعہ۔

شدّت بے احتیاطی اکثر اقوال میں نجاست و آلودگی کا غلبۂ ظن پیدا کرتی ہے اور شرعاً ظن غالب معتبر ہے مگر اس کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ جانب راجح پر قلب کو اس درجہ اعتماد ہو کہ دوسری جانب کو بالکل نظر سے ساقط کر دے! ایسا ظن غالب فقہ میں حکم یقین رکھتا ہے۔ اصطلاح علماء میں اکثر اس کو غالب ظن

Marfat.com

کہتے ہیں ثبوت میں غمز العیون اور بصائر کی عبارتیں ہیں پھر اپنی طرف سے کئی تحقیقات پیش کی ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ جانب راجح پر دل ٹھیک نہ جمے اور جانب مرجوح کو پورے طور پر مضمحل نہ سمجھے یہ صورت نہ یقین ہے اور نہ یقین کے حکم میں کلمات علماء میں ظن غالب کا استعمال اس معنی پر بھی ہوا ہے۔ حدیقہ ندیہ اور شرح مواقف کی عبارتیں اسی معنی میں نقل کئے پھر فرمایا اس صورت میں علماء احتیاط کو بہتر جانتے ہیں واجب قرار نہیں دیتے چنانچہ کفار کے پاجامے، مشرکین کے برتن بچوں کے ہاتھ پاؤں وغیرہ اس حال میں ہوتے ہیں کہ طہارت کی طرف ایک بار ذہن جاتا ہے تو نجاست کی جانب دس بیس دفعہ اس کے باوجود ان میں سے کسی چیز کو بے دیکھے تحقیقی طور پر ناپاک نہیں کہہ سکتے۔ لہٰذا علماء نے تصریح کی کہ ان کے پانی سے وضو اور اس کا استعمال اور کپڑوں میں نماز صحیح و جائز ہے شہادت میں طریقہ محمدیہ اور اس کی شرح سے عبارتیں نقل کیں جن کے ضمن میں دوسرے حوالہ جات بھی آگئے پھر اپنی تحقیق کے طور پر چند حدیثیں تحریر فرمائیں۔

مقدمہ ثامنہ۔

کسی شئی کی نوع و صنف میں نجس یا حرام کا اختلاط لازم نہیں کرتا کہ اس کے ہر فرد سے منع کیا جائے۔ یہ اس وقت ہو سکتا ہے جبکہ تحقیق سے معلوم ہو کہ اس کے ہر فرد میں وہ نجس و حرام مخلوط ہے۔ لہٰذا علماء نے فرمایا کہ دیبائے فارسی ناپاک اور اس سے نماز ناجائز کہ وہ اس کی چمک و بھڑک زیادہ کریں تو پیشاب کا خلط کرتے ہیں اور دھوتے نہیں کہ رنگ بگڑ جائے گا۔ دُرمختار اور حلیہ سے ثبوت پیش کیا پھر فرمایا کہ اگر ایسا عموم نہیں تو ہرگز ہرگز تحریم و تنجیس کا اطلاق حکم روا نہیں چنانچہ کفار کے مطعوم، ملبوس اور مظروف کی نسبت یقین کامل نہیں کہ ان میں سب ہی

Marfat.com

ناپاک ہوں۔ لہٰذا علماء نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا بلکہ مجمع الفتاویٰ وغیرہ میں تصریح کی کہ ہمارے ملک میں جو کھالیں پکائی جاتی ہیں نہ ان کے کلوں سے خون دھویا جاتا ہے نہ پکانے میں نجاستوں سے پرہیز پھر ویسے ہی ناپاک زمینوں پر ڈال دیتے ہیں بعد میں دھوتے بھی نہیں اس کے باوجود حکم یہ ہے کہ وہ کھالیں بے دغدغہ پاک ہیں ان سے موزے بناؤ کتابوں کی جلدیں بناؤ پانی پینے کے مشک ڈول بناؤ تو مضائقہ نہیں۔

ثبوت میں طریقہ محمدیہ وغیرہ کی عبارتیں لکھیں پھر دُر مختار سے عبارت لائے اور امام محمد کی تصریح سیرت احمدیہ سے نقل کی۔ فتاویٰ امام ظہیر الدین سے امام محمد کا بلکہ امام اعظم کا قول نقل فرمایا۔ خلاصہ یہ کہ غیر کلی یقین منع کلی کا موجب نہیں۔

مقدمہ تاسعہ۔

جب بازار میں حلال وحرام فروخت ہوں یا کسی جنس خاص میں مخلوط ہوں اور کوئی علامت امتیاز ظاہر نہ ہو تو شریعت خریداری سے پرہیز کا حکم نہیں دیتی کہ آخر ان میں حلال بھی ہے اور ہر شئی میں احتمال حلت قائم ہے۔ مبسوط سے یہ ضابطہ نقل کیا اور حموی سے بھی نظیر لائے پھر تحقیق فرمائی کہ یہ ضابطہ اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے کہ احتمال حرمت رکھنے والی چیزیں خود اپنی ملک میں نہ ہوں ورنہ ان کا استعمال جائز نہ ہوگا۔

مقدمہ عاشرہ۔

اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ ذمہ داری نہیں ڈالی کہ وہی چیزیں استعمال کریں جو نفس الامر میں جائز وحلال ہوں یا یہ کہ جسے ہم اپنی یقین کی رو سے طیب وطاہر جانتے ہیں۔ کہ دین تنگی نہیں پیدا کرتا اور نہ طاقت سے باہر کی ذمہ داری دیتا ہے اس کے ثبوت میں دو آیتوں اور آٹھ حدیثوں کو ذکر فرمایا ہے اور حدیقہ ندیہ و

Marfat.com

جامع الفتاوی کی عبارتیں بھی تحریر کی ہیں اس کے بعد پھر تحقیق مزید کے طور پر دو حدیثیں اور لکھیں اور ضمن میں مؤطا امام محمد کی ایک عبارت پر تحقیق انیق فرمائی پھر لکھا شک کی جگہ پر تفتیش وسوال بہتر ہے جبکہ اس پر کوئی فائدہ مرتب ہو لیکن اگر کوئی فساد لازم آئے یا کسی امر اہم کی مخالفت لازم ہو تو تفتیش مذموم ہے مثلاً مسلمان نے دعوت دی اور یہ ان کے حال کی تحقیقات کر رہے ہیں۔ بے شک یہ باتیں وحشت پیدا کرنے والی ہیں اور اس میں مسلمان کو ایذا دینا ہے اور یہ شی ممنوع ہے چنانچہ اس کی ممانعت چار حدیثوں سے ثابت کی ہے۔

ان مقدمات کے بعد ایک ضابطہ کلیہ وضع فرمایا۔

کسی چیز میں نجاست مخلوط ہونے کا تعین دو قسموں پر ہے۔ شخصی، نوعی، شخص، کسی فرد خاص کی نسبت، مثلاً اس کنویں میں نجاست گری ہے اور نوعی کا مطلب نوع کے متعلق یقین ہو اجمالی طور پر یعنی اتنا ثابت ہو کہ اس نوع میں اختلاط ہوتا ہے لیکن اس کے ہر فرد کے متعلق علم نہ ہو اور کلی یعنی نوع کے متعلق عموم و دوام اور التزام کے ساتھ اختلاط معلوم ہو اور یہ وہیں ہو گا کہ بنانے والوں کو اس سے کوئی غرض خاص مقصود ہو ورنہ بلا وجہ التزام متیقن نہیں ہو سکتا۔

اب ان تمہیدات کے بعد اصل جواب کی طرف نظر فرمائی۔ مشینی برف میں خراب ملنے کی خبر قابل غور ہے اگر یہ بازاری افواہ ہو یا بعض مشرکین و کفار کی خبر ہو تو بالکل بے اعتبار۔ مقدمہ رابعہ و خامسہ سے ثابت۔ یا فساق دستور کی خبر ہو تو شہادت قلب کی طرف رجوع معتبر، اگر قلب ان کے صدق پر گواہی دے تو بیشک احتراز چاہیے کہ ایسے مقام پر تحری حجت شرعیہ ہے اور وہ بھی اسی کے حق میں جس کا دل ان کے صدق کی طرف جائے لیکن اگر دوسرے کے دل پر ان کا کذب جمے تو ان کے حق میں احتراز معتبر ورنہ اجازت۔

Marfat.com

ہدایہ اور ردالمحتار کی عبارتوں کا حوالہ دیا۔ پھر فرماتے ہیں:۔

ہاں اگر اتنی بڑی جماعت نے خبر دی ہو جن کا کذب پر اتفاق عقلاً محال ہو تو بے شک حُرمت قطعی کا حکم دیا جائے گا۔ بلکہ اگر ایک مسلمان عادل بھی خبر دے کہ اس نے خود مشاہدہ کیا ہے جب بھی احتراز واجب اور برف حرام و نجس۔ یہاں فواتح الرحموت کا حوالہ دیا۔

اس ضمن میں خبر واحد اور خبر متواتر کی کسی قدر تحقیق و تشریح فرمائی کہ جب تک اضطرار کی کیفیت متعین نہ ہو جائے حرام سے تداوی جائز نہیں۔ لیکن دفع یہ ہے کہ اس خبر کی کچھ حقیقت پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی تو برف پر حکم جواز ہی ہے۔ ہاں انگریزی دواؤں میں رقیق دوائیں جیسے ٹنیچر وغیرہ میں یقیناً شراب ہوتی ہے وہ سب حرام ہیں ان کا کھانا اور بدن پر لگانا جائز نہیں۔ نہ خریدنا جائز نہ بیچنا جائز۔

اسی طرح شکر کا ہڈیوں سے صاف کیا جانا موقع انکار نہیں مگر غور طلب یہ ہے کہ اس تصفیہ میں ہڈیوں کا صرف شکر پر گذر ہو جاتا ہے کہ ان میں ہڈیوں کا کوئی جزء شریک نہیں ہونے پاتا تو اس شکر کی حلت کو صرف ان ہڈیوں کی طہارت درکار ہے اگرچہ وہ حلال نہ ہوں اور اگر اجزائے استخواں پیس کر اس میں ملاتے ہیں کہ شکر میں وہ مخلوط ہو جائیں تو ان ہڈیوں کا حلال ہونا حلت شکر کے لئے لازم ہے صرف طہارت استخواں کافی نہیں۔

دُرمختار سے ایک نظیر پیش کہ کنوئیں میں مینڈک کے اجزاء منتشر ہو کر مخلوط ہو گئے تو اس سے وضو جائز ہے لیکن پینا درست نہیں ہے۔

دوسری بات یہ کہ محض خیالات کی بنا پر روسر کی شکر کو مطلقاً حرام و نجس کہنا صحیح نہیں ہے تا وقتیکہ تحقیق تام نہ ہو لے۔ (مقدمہ ثالثہ)

کیا ممکن نہیں ہے کہ وہ ہڈیاں طاہر و حلال ہوں؟ یہی وجہ ہے کہ جنگل کے گڑھے

Marfat.com

کا پانی پاک ہے حالانکہ وہاں درندے اور خنزیر بھی ہیں۔ یہاں بھی حدیقہ اور بحر کی عبارتوں سے تائید حاصل کی نیز بے احتیاطیوں اور شدت بے احتیاطی پر نجاست و حرمت کا حکم نہیں (مقدمہ سادسہ و سابعہ)

یہ بھی نہیں معلوم کہ ہر شکر میں نجس اور حرام ہڈیاں مستعمل ہوتی ہیں (مقدمہ ثامنہ) جبکہ کوئی وجہ فائدہ نہ ہو تحقیق کی حاجت نہیں بلکہ تحقیق میں مسلمانوں کی پردہ دری وغیرہ ہے (مقدمہ عاشرہ)

جو شخص اپنی آنکھوں سے دیکھ لے کہ خاص مُردار اور حرام ہڈیاں اس کے سامنے شکر میں اس طرح ملائی گئیں کہ جُدائی ہو سکتی ہے تو اس کا کھانا کھلانا ناجائز نہیں دینا ناجائز۔ یا ثابت ہو کہ خاص وہی شکر ہے جس میں یہ عمل کیا گیا تو اس کا بھی استعمال روا نہیں۔ اس کے بعد دین میں سختی پیدا کرنے سے اور غلو و تشدد سے ممانعت کی چند حدیثیں پیش کیں اور بعض جزئیات کے احکام کی طرف بھی نشاندہی کی۔

(۴)

بندوق کا شکار

حلال جانوروں کا گوشت کھانا اسی وقت جائز ہے جبکہ وہ بطریقہ شرعی قتل کئے گئے ہوں۔ جسے عام فہم لفظ میں یہ کہئے کہ ذبح کئے گئے ہوں جو جانور ہمارے قابو میں ہیں ان کے ذبح کا ایک مخصوص طریقہ ہے۔ لیکن جو جانور ہمارے قابو میں نہیں ہیں۔ جنگلی اور وحشی ہیں جنھیں دور سے شکار کرکے بے بس کیا جاتا ہے ان کو ہم جیسے چاہیں ذبح نہیں کر سکتے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دور سے جانور کو تیر سے مارا گیا یا نیزے سے زخمی کیا گیا وہ بھاگ کھڑا ہوا اور کہیں

Marfat.com

دور دراز بے جان ہو کر گرا اور مرگیا۔ شکار میں ایسا حادثہ اکثر رونما ہوتا رہتا ہے۔ اگر ہر جانور کے لئے ذبح کا وہی طریقہ شرط قرار دیا جائے تو شکار سے بہت کم ایسے جانور ملیں گے جو ہمارے کام آسکیں۔ اس لئے فقہا نے ذبح کی دو قسمیں کی ہیں۔

ذبح اختیاری، ذبح اضطراری

ذبح اختیاری۔ یہ ہے کہ جانور کی گردن کا اتنا حصہ کسی دھار دار چیز سے کاٹا جائے کہ اس کی درج ذیل چار رگیں کٹ جائیں۔

(۱) وہ رگ جس سے کھانا اندر جاتا ہے (۲) وہ رگ جس سے سانس کی آمد و رفت رہتی ہے (۳) و (۴) وہ رگیں جن سے خون کا جریان رہتا ہے اگر چار نہ کٹیں تو کم از کم تین ضرور کٹ جائیں۔

(۱) غذا کی گذرگاہ (۲) سانس کی گذرگاہ (۳) خون کی دو رگوں میں سے کوئی ایک **ذبح اضطراری**۔ کسی دھار دار آلہ کو بسم اللہ پڑھ کر جانور پر پھینکا جائے جو اس کے جسم کے کسی حصہ کو کاٹ دے۔ اس تقدیر پر اگر کسی جانور کو بسم اللہ پڑھ کر تیر مارا گیا تیر جانور کو زخمی کر گیا جانور بھاگا اور جب شکاری اس کے قریب پہنچا تو وہ مر چکا تھا اس کا کھانا حلال ہے۔ اس لئے کہ ذبح اختیاری پر قدرت نہیں تھی تو اس کا قائم مقام ذبح اضطراری پا گیا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور زمانہ خیر القرون بلکہ بہت بعد تک بندوق کی ایجاد نہیں ہوئی تھی تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے پہلے بندوق بابر نے استعمال کی ہے[1] اس کا مطلب یہ ہے کہ ۱۵۲۶ء کا ایجاد ہے اس لئے قرآن مجید، احادیث، ارشاد ائمہ مجتہدین و اقوال ائمہ فقہا میں اس کی کوئی تصریح

---

[1] تاریخ ہند ۲۷ صفحہ ۴

Marfat.com

نہیں ملتی ہے کہ اگر بسم اللہ پڑھ کر فائر کی جائے اور گولی لگنے سے جانور گر جائے تو اس کا کھانا حلال ہوگا یا حرام۔ مسئلہ کی تنقیح اس پر موقوف ہے کہ بندوق کی گولی کاٹتی ہے یا توڑتی ہے۔ اگر تیر یا نیزے کی انی کی طرح سے یہ کاٹتی ہے تو بلا شبہہ بندوق سے کیا ہوا شکار مطلقاً حرام ہوگا اس لئے کہ قرآن کریم کی نص سے یہ ثابت ہے کہ موقوذہ حرام ہے۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ۔

ماضی قریب کے کچھ نیم اہل علم نے یہ فتویٰ دیا کہ بندوق کی گولی سے مارا ہوا شکار حلال ہے۔ انھوں نے اس کو تیر پر قیاس کیا۔

اعلیٰ حضرتؒ نے یہ فتویٰ دیا کہ بندوق کی گولی سے مارا ہوا شکار مطلقاً حرام ہے جب تک کہ اسے زندہ رہنے کی حالت میں اس پر قابو پاکر بہ طریق شرعی ذبح نہ کیا جائے اس لئے کہ بندوق کی گولی کاٹتی نہیں ہے بلکہ توڑتی ہے جیسے پتھر اور لاٹھی۔ اس لئے کہ کاٹنا دھار دار چیز کا خاصہ ہے جیسے چھری، چاقو، تلوار، تیر کا پھل اور نیزہ کی انی اور جن چیزوں میں دھار نہ ہو وہ کاٹتی نہیں ہیں بلکہ توڑتی ہیں۔ شدید ٹکراؤ سے جسم کو توڑ کر اندر گھس جاتی ہیں اور یہ تبھی ہے کہ بندوق کی گولی خواہ گول ہو جیسے پرانے زمانے کے کارتوسوں میں ہوتی تھی اور اب بھی ہوتی ہے یا نوکیلی ہو جیسے رائفل یا پستول کی جدید گولیاں ہوتی ہیں دھار کسی میں نہیں ہوتی نوک ہونا اور بات ہے دھار ہونا اور بات ہے۔ مولی گاجر نوکیلے ہوتے ہیں مگر کوئی عقلمند یہ نہ کہے گا کہ اس میں دھار بھی ہے۔ تو جب بندوق کی کسی قسم کی گولی میں دھار نہیں ہوتی تو وہ کیسے کاٹے گی اس لئے بندوق کی گولی کو تیر پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے کہ تیر کے پھل میں دھار ہوتی ہے۔ ماننا پڑے گا کہ بندوق کی گولی جسم کو توڑ کر زخم پیدا کرتی ہے اس لئے بندوق کا مارا ہوا جانور موقوذہ میں داخل

Marfat.com

ہے اور یہ بلا شبہہ حرام ہے۔[1]

(۵)

رویت ہلال

رویت ہلال اس دور کا معرکۃ الآرا مسئلہ ہے۔ رویت ہلال کے ثبوت کے طریقے بھی ہیں۔ اسلام کی متعدد عبادتوں کا دار و مدار رویت ہلال پر ہے اس لئے کہ شریعت نے ان کے لئے قمری مہینہ یا قمری مہینوں کی تاریخیں متعین کی ہیں مثلاً روزۂ رمضان، نماز عیدین، صدقۂ فطر، قربانی حج۔

قمری مہینہ کب شروع ہوتا ہے اور کب ختم ہوتا ہے۔ اس کو لوگوں نے نجی معاملہ سمجھ رکھا ہے۔ حالانکہ جب قمری مہینوں کے ساتھ شرعی عبادتوں کا تعلق ہے تو عبادتوں کی حد تک یہ خالص دینی مسئلہ ہوا اس لئے مہینوں کی ابتدا اور انتہا بھی دینی معاملہ ہے۔ اس کو اسی معیار کے مطابق معلوم کرنا چاہئے جو شریعت نے مقرر فرمایا ہے۔ اس لئے کہ ساری عبادتیں اور ان کے اوقات شارع کی طرف سے متعین ہیں ان میں کسی قسم کی تبدیلی اپنی رائے سے کرنی شریعت کی تحریف ہے۔

چاند کے ثبوت کے لئے شریعت نے بنیادی طور پر دو طریقے مقرر فرمائے۔ اوّل کسی مہینہ کا تیس دن پورا ہونا۔ دوم رویت۔ حدیث شریف میں ہے فان غم علیکم فاکملوا العدۃ ثلاثین یوما۔ دوسری حدیث میں ہے صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ۔ اگلے زمانے میں مراسلت کے یہ نئے طریقے نہیں تھے۔ تار، ٹیلیفون، ریڈیو، ٹیلیویژن وغیرہ کا وجود نہیں تھا۔ خطوط کی آمد و رفت تھی لیکن نہ ہونے کے برابر اس لئے ایک شہر کی رویت کی خبر دوسری جگہ بہت دیر سے پہنچتی تھی لیکن آجکل

---

[1] فتاویٰ رضویہ ج ۸۔

Marfat.com

چند گھنٹے چند منٹ میں ہلال کی خبر کہاں تک پہنچ جاتی ہے۔ اپنے روز مرہ کے معاملات میں تار ٹیلیفون کا کافی اعتبار ہے۔ عام لوگوں نے رویت ہلال کے سلسلہ میں بھی تار و ٹیلیفون اور ریڈیو کی خبر کو معتبر سمجھنا شروع کر دیا ہے ان کا استدلال ہے کہ جب ہم اپنے روز مرہ کے معاملات میں اس کا اعتبار کرتے ہیں تو چاند کے معاملہ میں کیوں نہ اعتبار کریں۔ گویا رمضان کب شروع ہوگا؛ کب ختم ہوگا؛ کب روزہ رکھنا ہے؛ اور کب تک رکھنا ہے؛ کب نماز عیدین پڑھنی ہے؛ کب سے قربانی کرنی ہے اور کب تک ہو سکتی ہے؛ ان سب باتوں کو لوگوں نے اپنا نجی معاملہ سمجھ لیا ہے حالانکہ یہ امور خالص دینی شرعی ہیں۔

اعلیٰ حضرت عوام کے اس واہمہ کو دور کرنے کے لئے اور شریعت کے صحیح موقف کی تعیین کے لئے متعدد رسالے تصنیف فرمائے اور متعدد مسائل لکھے جن کا مجموعہ جہازی سائز کے دو سو صفحات سے کم نہ ہوگا۔ جس میں احادیث کریمہ اور ارشادات فقہاء سے نہایت واضح طریقہ پر ثابت فرمایا کہ ہلال کے ثبوت کے لئے خط، تار غیر معتبر ہیں۔[1]

اعلیٰ حضرت کے استدلالات کا خلاصہ یہ ہے کہ چاند کی رویت پر عمل کرنا اس وقت واجب ہوتا ہے جب وہ بطریق شرعی ثابت ہو۔

ثبوت رویت ہلال کے لئے شریعت میں سات طریقے ہیں۔

(۱) کسی مہینہ کا تیس دن پورا ہونا (۲) رویت عامہ (۳) شہادت علی الرویہ (۴) شہادت علی شہادۃ الرویہ (۵) شہادۃ علی حکم القاضی (۶) کتاب القاضی الی القاضی (۷) استفاضہ۔

اعلیٰ حضرت نے اپنی الا ہلال بابطال ما احدالناس فی

[1] اعلیٰ حضرت کے زمانہ میں ریڈیو، ٹیلیفون، ٹیلیویژن وغیرہ کی ایجاد نہیں ہوئی تھی۔

Marfat.com

امر الھلال لکھا جس میں مندرجہ ذیل تنبیہات کے ذریعہ مسائل کو واضح فرمایا۔

تنبیہ اوّل۔

شریعت مطہرہ نے دربارۂ ہلال دوسرے شہر کی خبر کو شہادت کافیہ یا تواتر شرعی پر بنار فرمایا اور ان میں بھی کافی و شرعی ہونے کے لئے بہت قیود و شرائط لگائیں جن کے بغیر ہرگز گواہی و شہرت تک بکار آمد نہیں اور ظاہر کہ تار نہ کوئی شہادت شرعیہ ہے نہ خبر متواتر پھر اس پر اعتماد کیونکر حلال ہو سکتا ہے۔ فتح القدیر و دُرمختار و فتاوٰی ہندیہ و حاشیہ طحطاویہ علی مراقی الفلاح۔ شرح نور الایضاح میں ہے واللفظ للدر یلزم اھل المشارق بروية اھل المغرب اذا ثبت عندھم رویة اولئك بطریق موجب۔ علامہ حلبی اور علامہ طحطاوی و علامہ شامی حواشی دُرمختار میں فرماتے ہیں بطریق موجب بان یتحمل اثنان الشھادة او یشھد علی حکم القاضی او یستفیض الخبر بخلاف ما اذا اخبر ان اھل بلدة کذا رأوہ لانہ حکایة جو یہاں تار کی خبر پر عمل چاہے اس پر لازم ہے کہ شرعاً اس کا موجب و ملزم ہونا ثابت کرے مگر حاشا نہ ثابت ہوگا جب تک ہلال مشرق اور بدر مغرب سے نہ چمکے۔ پھر شرع مطہر پر بے اصل زیادت اور منصب رفیع فتوٰی پر جرأت کس لئے والعیاذ باللہ سبحانہ وتعالیٰ اور یہ خیال کہ تار میں خبر تو شہادت کافی کی آئی محض نادانی کہ ہم تک تو نامعتبر طریقے سے پہنچی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خبر سے زیادہ معتبر کس کی خبر پھر جو حدیث نامعتبر راویوں کے ذریعہ سے آئی کیوں پایۂ اعتبار سے ساقط ہو جاتی ہے۔

تنبیہ دوم۔

تار کی حالت خط سے زیادہ ردی و سقیم کہ اس میں کاتب کا خط تو پہچانا جاتا ہے طرز عبارت سے شناخت میں آتا ہے واقف کار دیگر قرائن سے اعانت پاتا ہے

باایں ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ امور شرعیہ میں ان خطوط و مراسلات کا کچھ اعتبار نہیں کہ خط خط کے مشابہ ہوتا ہے اور بن بھی سکتا ہے تو یقین شرعی نہیں ہو سکتا کہ اسی کا لکھا ہوا ہے ائمہ دین کی عبارتیں سنیئے اشباہ میں ہے لا یعتمد علی الخط و لا یعمل بہ ہدایہ میں ہے الخط یشبہ الخط فلا یعتبر۔ فتح القدیر میں ہے الخط لا ینطق وھو متشابہ دُرمختار میں ہے لایعمل بالخط الخ فتاوٰی قاضی خاں میں ہے القاضی انما یقضی بالحجۃ والحجۃ ھی البینہ او الاقرار اما الصک فلا یصلح حجۃ لان الخط یشبہ الخط کافی شرح وافی میں ہے الخط یشبہ الخط وقد یزور و یفتعل عینی شرح کنز میں ہے الخط یشبہ الخط فلا یلزم حجۃ لانہ یحتمل التزویر مجمع الانھر شرح ملتقی الابحر میں ہے القضاء والشھادۃ لا یحل الا عن علم ولا علم ھھنا لان الخط یشبہ الخط فتاوٰی عالمگیریہ میں ملتقط سے ہے الکتاب قد یزور و یفتعل والخط یشبہ الخط والخاتم یشبہ الخاتم۔ مختصر ظہیریہ پھر شرح الاشباہ للعلامہ السیری پھر ردالمحتار میں ہے لا یقضی القاضی بذلک عند المنازعۃ لان الخط مما یزور و یفتعل غمز العیون میں فتاوی امام اجل ظہیر الدین عینانی سے ہے العلۃ فی عدم العمل بالخط کونہ مما یزور و یفتعل ای من شانہ ذلک وکونہ من شانہ ذلک یقتضی عدم العمل بہ وعدم الاعتماد علیہ وان لم یکن فی نفس الامر کما ھو ظاھر۔ دیکھئے کس قدر روشن واضح تصریحات ہیں کہ خط پر اعتماد نہیں نہ اس پر عمل ہو نہ اس کے ذریعہ سے یقین حاصل ہو۔ اس کی بنا پر حکم و گواہی حلال کہ خط خط کے مشابہ ہوتا ہے اور مُہر مُہر کے مانند بن سکتی ہے اور صاف ارشاد کرتے ہیں کہ خط کا صرف اپنی ذات میں قابل تزویر ہونا ہی بے اعتباری کو کافی ہے اگرچہ یہ خاص خط واقع میں ٹھیک ہو پھر تار جس میں خبر بھیجنے والے کے دست و زبان کی کوئی علامت

تک نام کو بھی نہیں اور اس میں خط کی بہ نسبت کذب و تزویر نہایت آسان کیونکہ امور دینیہ کی بنا اس پر حرام قطعی نہ ہوگی سبحان اللہ ائمہ دین کی تو وہ احتیاط کہ مہری خط کو صرف گنجائش تزویر کے سبب لغو ٹھہرایا حالانکہ مہر بنا لینا اور خط میں خط ملا دینا سہل نہیں شاید ہزار میں دو ایک ایسا کر سکتے ہوں اور یہاں تو اصلاً دشواری نہیں جو چاہے تار گھر میں جائے اور جس کے نام سے چاہے تار دے آئے وہاں نام و نسب کی کوئی تحقیقات نہیں ہوتی نہ رجسٹری کی طرح شناخت کہ گواہ لئے جائیں علاوہ بریں تار والوں کی وجوب صدق پر کون سی وحی نازل کہ ان کی بات خواہی نخواہی واجب القبول ہوگئی اور اس پر احکام کی بنا ہونے لگی ہزار افسوس ذلت علم قلت علما پر انا للہ وانا الیہ راجعون

تنبیہ سوم۔

قطع نظر اس سے کہ خبر شہادت منگانے کے لئے جنہیں مراسلات بھیجے جائیں غالباً ان کا بیان حکایت واخبار محض سے کہنا جدا ہوگا جس کی بے اعتباری تمام کتب مذہب میں مصرح بالفرض اگر اصل خبر میں کوئی خلل شرعی نہ ہو تاہم اس کا جامہ اعتبار تار میں اگر یکسر تار تار کہ وہ بیان ہم تک اصالۃً نہ پہنچا بلکہ نسل در نسل ہو کر آیا صاحب خبر تو وہاں کے تار والے سے کہہ کر الگ ہوگیا اس نے تار کو جنبش دی اور کھٹکوں سے جن کے اطوار مختلفہ کو اپنی اصطلاح میں علامت حروف قرار دے رکھا ہے اشاروں میں عبارت بتائی اب وہ بھی جدا ہوگیا یہاں کے تار والے نے ان کھٹکوں پر نظر کی اور ضروریات معلومہ سے جو فہم میں آیا اسے نقوش معروفہ میں لایا اب یہ بھی الگ رہا وہ کاغذ کا پرچہ کسی ہرکارہ کے سپرد ہوا کہ یہاں پہنچا کر چلتا بنا۔ سبحان اللہ اس نفیس روایت کا سلسلۂ سند تو دیکھئے مجہول عن مجہول عن مجہول نامقبول از نامقبول از نامقبول اس قدر وسائط تو

لابدی ہیں پھر شاید کبھی نہ ہوتا ہو کہ معزز لوگ بذات خود جاکر تار دیں اب جس کے ہاتھ کھلا پہنچا مانئے وہ جُدا واسطہ اس فارم کی حاجت ہوئی تو تحریر کا قدم درمیان آپ انگریزی نہ آئے تو کسی انگریزی داں کی وساطت اور ہر تار کا بابو اُردو نہ لکھے تو یہاں مترجم کی جُدا ضرورت بااین ہمہ فصل زاید ہوا اور تار وصل نہیں جب تو نقل درنقل کی گنتی ہی کیا ہے وائے بے انصافی اس طریقہ تراشیدہ پر عمل کرنے والوں سے پوچھا جائے ان سب وسائط کی عدالت و وثاقت سے کہاں تک آگاہ ہیں ماشاءاللہ نام بھی نہیں معلوم ہوتا نام درکنار اصل شمار وسائط بتانا دُشوار سب جانے دیجئے اسلام پر بھی علم نہیں اکثر ہنود وغیرہم کُفار ان خدمات پر معین غرض کوئی موضوع سے موضوع حدیث اس نفیس سلسلہ سے نہ آتی ہوگی پھر ایسی خبر پر امور شرعیہ کی بنا رکرنا استغفراللہ علماء تو علماء میں نہیں جانتا کہ کسی عاقل کا بھی کام ہو۔

تنبیہ چہارم۔

علماء تصریح فرماتے ہیں کہ دوسرے شہر سے بذریعہ خط خبر شہادت دینا صرف قاضی شرع سے خاص جسے سلطان نے فصل مقدمات پر والی فرمایا ہو یہاں تک کہ حَکَم کا خط مقبول نہیں۔ درمختار میں ہے القاضی یکتب الی القاضی وھو نقل الشھادۃ حقیقۃ ولا یقبل من محکم بل من قاضی مولی من قبل الامام اھ ملتقی فتح میں ہے ھذا لنقل بمنزلۃ القضاء ولھذا لا یصلح الا من القاضی غیر قضاۃ تو یہیں سے الگ ہوئے رہے قاضی اُن کی نسبت صریح ارشاد کہ اس بارے میں نامہ قاضی کا قبول بھی صرف اس وجہ سے ہے کہ صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے برخلاف قیاس اس کی اجازت پر اجماع فرمایا ورنہ قاعدہ یہی چاہتا تھا کہ اس کا خط بھی ان ہی وجہوں سے جو اوپر مذکور ہوئیں

Marfat.com

مقبول نہ ہو اور پھر ظاہر کہ جو حکم خلاف قیاس ہوتا ہے مورد سے آگے تجاوز نہیں کرسکتا ہے اور دوسری جگہ اس کا اجرار محض باطل و فاحش خطا پھر حکم قبول خط سے گذر کر تار تک پہنچنا کیوں کر روا ائمہ دین تو یہاں تصریح فرماتے ہیں کہ قاضی اگر اپنا آدمی بھیجے بلکہ بذات خود ہی آکر بیان کرے کہ میرے سامنے گواہیاں گذریں ہرگز نہ سنیں گے کہ اجماع تو صرف دربارۂ خط منعقد ہوا ہے پیام ایلچی و خود بیان قاضی اس سے جدا ہے امام علامہ محقق علی الاطلاق شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں الفرق بین رسول القاضی وکتابہ حیث یقبل کتابہ ولا یقبل رسولہ فلان غایۃ رسولہ ان یکون کنفسہ وقد منا انہ لو ذکر ما فی کتابہ لذلک القاضی بنفسہ لا یقبلہ وکان القیاس فی کتابہ کذلک الا انہ اجیز باجماع التابعین علی خلاف القیاس فاقتصر علیہ۔

سبحان اللہ پھر تار بے چارے کی کیا حقیقت کہ اسے کتاب القاضی پر قیاس کریں اور جہاں خود بیان قاضی شرعاً بے اثر وہاں بنائے احکام اس کے سر دھریں

ع بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

اور جب شرعاً قاضی کا تار یوں بے اعتبار تو اوروں کے تار کی جو ہستی ہے وہ ہماری تقریر صدر سے آشکار کہ مقبول الکتاب کا تار ناچیز تو مردود الکتاب کا تار کیا چیز ولا حول ولا قوۃ الا باللہ الملک العزیز۔

تنبیہ پنجم۔

قاضی شرع کا نامہ بھی اس وقت مقبول جب دو مرد ثقہ یا ایک مرد دو عورتیں عادل دار القضا سے یہاں آکر شہادت شرعیہ دیں کہ یہ خط بالیقین اسی قاضی کا ہے اور اس نے ہمارے سامنے لکھا یا ہم کو دے کر گواہ کر لیا کہ یہ خط اسی کا ہے ورنہ ہرگز قبول نہیں اگرچہ ہم اس قاضی کا خط پہچانتے ہوں اور اس کی مہر بھی لگی ہو

Marfat.com

اور اس نے خاص اپنے آدمی کے ہاتھ بھیجا بھی ہو ہدایہ میں ہے لا یقبل الکتاب الا بشھادۃ رجلین او رجل وامرأتین لان الکتاب یشبہ الکتاب فلا یثبت الا بحجۃ تامۃ وھذا لانہ ملزم فلابد من الحجۃ فتاویٰ ہندیہ میں ملتقط سے ہے یجب ان یعلم ان کتاب القاضی الی القاضی صار حجۃ شرعًا فی المعاملات بخلاف القیاس لان الکتاب قد یفتعل ویزور الخط یشبہ الخط والخاتم یشبہ الخاتم ولکن جعلناہ حجۃ بالاجماع ولکن انما یقبلہ القاضی المکتوب الیہ عند وجود شرائطہ ومن جملۃ الشرائط البینۃ حتی ان القاضی المکتوب الیہ لا یقبل کتاب القاضی مالم یثبت بالبینۃ انہ کتاب القاضی عقود الدریہ میں فتاویٰ علامہ قاری الہدایہ سے ہے اذا شھدوا انہ خطہ من غیر ان یشاھدوا کتابتہ فلا یحکم بذلک در مختار میں ہے واکتفی الثانی بان یشھدھم انہ کتابہ وعلیہ الفتوی۔ سبحان اللہ یہ خطوط اور تار جو یہاں آتے ہیں ان کے ساتھ کون سے دو گواہ عادل آکر گواہی دیتے ہیں کہ فلاں نے ہمارے سامنے لکھا یا تار دیا مگر ہے یہ کہ ناواقفی کے ساتھ اور شرع میں بیجا مداخلت سب کچھ کراتی ہے۔

لہ ازکی اھلال بابطال ما احدث الناس من امر الھلال۔

Marfat.com

اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام

کسی فقیہ کی شان تفقہ کا اندازہ کرنے کے لئے فقہ کی تعریف اور اس کے لوازمات کا جاننا بھی ضروری ہے اس لئے سب سے پہلے اختصار کے ساتھ اس کا بیان ناگزیر ہے۔

مجتہد کے لئے اسلاف سے جن شرطوں کا ذکر ملتا ہے اعلیٰ حضرت یقیناً ان شرائط کے حامل تھے۔ امام صدر الشریعۃ شرائط اجتہاد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"شرطہ ان یحوی علم الکتاب بمعانیہ لغۃً وشرعًا واقسامہ المذکورۃ وعلم السنۃ متنًا وسندًا ووجوہ القیاس کما ذکرنا۔[1]

اس کی تفصیل علامہ تفتازانی اس طرح فرماتے ہیں۔ کتاب اللہ کے مفاہیم تک رسائی کے لئے لازمی ہے کہ لغت، نحو، صرف اور معانی و بیان میں مہارت ہو اور اصولی طور پر جو خصوصیات احکام پر اثر انداز ہوتی ہیں ان کی معرفت میں بھی کمال ہو مثلاً عام، خاص، مشترک مجمل، مفسر اور اقسام دلالات وغیرہ بھی جاننا ضروری ہے اور مفاہیم سنت تک پہنچنے میں جہاں یہ تمام علوم اور اقسام اصولی شرط ہیں وہیں احادیث کی سند اور احوال رواۃ پر بھی آگاہی ضروری ہے قیاس کے شرائط واقسام اور ان کے احکام نیز ان میں مقبول اور نامقبول میں تمیز کا علم بطور ملکہ حاصل ہو فقیہ کو اجماع امت سے بھی آگاہ ہونا چاہئے تاکہ اس کا اجتہاد اجماع سے مزاحم نہ ہو۔[2]

---

[1] توضیح مصری ص ۱۱۷، ۱۱۸ ج ۲۔ [2] تلویح مصری ص ۱۱۷، ۱۱۸ ج ۲۔

Marfat.com

علامہ تفتازانی نے علم کلام کی معرفت بھی شرائط اجتہاد میں شمار کی ہیں [۱]

علامہ طاش کبری زادہ علم فقہ کی تعریف میں لکھتے ہیں۔ ھو علم باحث عن الاحکام الشرعیۃ العملیہ من حیث استنباطھا من الادلۃ التفصیلیۃ ومبادیہ مسائل اصول الفقہ ولہ استمداد من سائر العلوم الشرعیۃ والعربیۃ [۲]

امام سرخسی نے تمامیت فقہ کے لئے عمل صالح کی قید کا اضافہ بھی فرمایا ہے ان تمام الفقہ لایکون الا باجتماع ثلاثۃ اشیاء العلم بالمشروعات والاتقان فی معرفۃ ذلک بالوقوف علی النصوص بمعانیھا وضبط الاصول بفروعھا ثم العمل بذلک فتمام المقصود لایکون الا بعد العمل بالعلم۔ [۳]

ان شواہد کے لکھنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ایک تخمینہ قائم کیا جا سکے کہ فقہ و اجتہاد کے لئے کتنے علوم کی مہارت شرط ہے اسی طرح اصول و فروع کی تفصیلات نیز اجماع امت اور قیاس کے اقسام واحکام میں کس قدر بصیرت لازم ہے ان شہادات سے یہ امر بھی مفہوم ہوتا ہے کہ فقیہ ہر مسئلہ کا استنباط اس کی تفصیلی دلیل سے کرنے پر قادر ہوتا ہے اور یہ ممکن نہیں جب تک وہ فقیہ ثاقب الذہن طباع سلیم الفکر اور نکتہ رس قابل اعتماد نہ ہو ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ فقیہ کو تدین و تقویٰ سے بھی متصف ہونا چاہئے تاکہ قدم بہ قدم اسے تائید غیبی بھی حاصل رہے۔

عہد صحابہ کے بعد امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام فقہاء کے امام اور قائد شمار کئے گئے ہیں امام شافعی فرماتے ہیں ما رأیت احداً افقہ منہ من اراد ان یتفقہ فعلیہ بہ وباصحابہ [۴]

اصول و فروع کی ترتیب عہد امام ہی میں مکمل ہو گئی البتہ فکری مراتب کے اعتبار

---

[۱] حاشیۃ السعدیہ علی شرح العضدیہ ج ۲ ص ۲۹۰۔ [۲] مفتاح السعادۃ ج ۲ ص ۱۹۴۔

[۳] اصول سرخسی ج ۱ ص ۱۰۔ [۴] مفتاح السعادہ ج ۲ ص ۲۰۲۔

Marfat.com

سے ان کی تہذیب کا کام ہر دور میں جاری رہا اس لئے طبقات فقہاء کا تعین بھی ضروری ہوا تاکہ ہر ایک کی منزلت اور طبقاتی خصوصیت کی رعایت سے ان کے اقوال کی تنقیح اور ترجیح کا اعتبار کیا جائے۔

علامہ ابن کمال پاشا نے فقہا کو سات طبقات میں تقسیم فرمایا ہے۔

(۱) مجتہدین فی الشرع:- وہ فقہاء جنھوں نے قواعد اصول کی تاسیس فرمائی ائمہ اربعہ اسی طبقہ میں معدود ہیں۔

(۲) مجتہدین فی المذہب:- وہ فقہاء ہیں جو مجتہد فی الشرع سے منقول قواعد کی پابندی کے ساتھ دلائل سے استخراج مسائل پر قادر ہیں اگرچہ بعض فروع میں مجتہد فی الشرع کے خلاف بھی ہیں۔

(۳) مجتہدین فی المسائل:- وہ فقہاء جو اصول و فروع میں اپنے امام کے پابند ہیں اور امام کے غیر منصوص احکام کا استنباط کرنے پر قادر ہیں۔

(۴) اصحاب تخریج:- یہ لوگ اجتہاد پر قادر نہیں ہوتے لیکن اصول اور ماخذ تفسیر مجمل، تفصیل مبہم اور تعیین محتمل پر قادر ہوتے ہیں۔

(۵) اصحاب الترجیح - مذہب کی روایت مختلفہ میں کسی ایک کو ترجیح دینے پر قادر ہوتے ہیں۔

(۶) اصحاب تمییز:- یہ حضرات قوی و اقوی اور ضعیف نیز ظاہر الروایۃ اور نوادر وغیرہ میں فرق کرتے ہیں۔

(۷) اصحاب تلفیق:- جنہیں کھرے کھوٹے میں امتیاز کی تمیز نہیں ہوتی۔

لہ شامی ج ص ۹، وفصل القضاء فی رسم الافتاء ص ۲ تا ۳۔

Marfat.com

علامہ ابن کمال نے طبقات تقسیم کے ذیل میں بطور مثال جن فقہار کا شمار کیا ہے وہ محل نظر ہے۔ اس لئے کہ آپ نے رازی و کرخی کو اصحاب تخریج میں اور قدوری اور صاحب ہدایہ کو اصحاب ترجیح میں شمار کیا ہے حالانکہ بلا شبہ یہ حضرات مجتہد فی المسائل تھے اسی طرح آپ نے اصحاب تخریج کے متعلق کہا ہے کہ یہ لوگ اجتہاد پر قادر نہیں ہوتے ہیں حالانکہ واقعہ اس کے خلاف ہے اصحاب تخریج کے ضمن میں جو فقہا شمار کئے جاتے ہیں وہ سب مجتہد فی المسائل کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ لہٰذا ہماری رائے یہ ہے کہ مجتہد مطلق کے بعد ہر طبقہ کے لئے ایک وصف مخصوص ہے اگر یہ اوصاف خاصہ کسی ایک شخصیت میں جمع ہو جائیں تو اس شخصیت کا شمار بہ یک وقت کئی طبقات میں ہو سکتا ہے۔

علامہ کفوی نے فقہائے متقدمین کے پانچ طبقات رکھے ہیں اس لحاظ سے آپ نے ابن کمال پاشا کے ذکر کردہ اول و آخر کو ترک کر کے صرف درمیانی پانچ طبقات شمار کئے ہیں دونوں رایوں میں کوئی تعارض نہیں ہے بعض علمار نے لکھا ہے کہ مجتہد فی المذہب کا دروازہ ابوالبرکات نسفی المتوفی ۷۱۰ھ پر ختم ہو گیا۔[1]

علامہ بحر العلوم لکھنوی نے اس قول کو رد فرما دیا ہے۔[2]

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ نیرنگیٔ زمانہ کی وجہ سے ہر دور میں گوناگوں مسائل کا پیدا ہونا لوازم عالم سے ہے لہٰذا ہر نئے پیدا ہونے والے مسئلہ کا حل نکالنے کے لئے اللہ کی رحمتوں سے مجتہدین کا سلسلہ قائم رہنا ضروری ہے۔ مجتہد مطلق کا وجود ہر دور میں ضروری نہ سہی مگر مجتہد فی المذہب یا مجتہد فی المسائل کے وجود کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا پھر واقعات بھی اسی کی تائید کرتے ہیں چنانچہ امام نسفی کے بہت بعد امام ابن الہمام (متوفی ۸۶۱ھ) گذرے ہیں۔ آپ کی

---

[1] الفوائد البہیہ ص ۸۶۔ [2] فواتح الرحموت ص ۶۲۴۔

Marfat.com

کتابیں اس پر شاہد عدل ہیں کہ آپ مجتہد تھے [1]

ابن کمال اور کفوی نے مجتہد فی المذہب کی جو تعریف کی ہے امام ابن ہمام اس پر پورے اُترتے ہیں اس لئے بحر العلوم کی طرح ہم بھی یہ تسلیم کرنے سے قاصر نہیں کہ مجتہد فی المذہب کا سلسلہ امام نسفی پر ختم ہوگیا۔

پھر امام ابن ہمام کے بعد اعلیٰ حضرت میں ایک عظیم فقیہ کی خصوصیات اجتماعی طور پر نظر آتی ہیں۔ اعلیٰ حضرت کی سوانح دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ بچپن ہی سے صائب الفکر، صائب الرائے شخصیت کے حامل تھے آپ کا بچپن ایک زکی الطبع، قوی الفکر انسان کے شباب سے کم نہ تھا آپ سرحد شباب میں داخل ہونے تک جملہ فنون عربیہ اور علوم دینیہ اور ان کے مبادی میں ماہر نظر آتے ہیں۔ علم کے کسی میدان میں آپ کی جولانیٔ قلم میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا۔ علم حدیث میں آپ امام سیوطی کے مظہر نظر آتے ہیں تو تفسیر میں ابن جریر کے پرتو ہیں۔ علوم عربیہ میں سحبان کی شان رکھتے ہیں تو امام ابو حنیفہ کے قواعد و اصول برتنے میں آپ پر بزدوی سرخسی کا شبہہ ہوتا ہے اور صرف انھیں علوم تک نہیں بلکہ جملہ علوم عقلیہ ونقلیہ میں آپ کی شان یکساں معلوم ہوتی ہے اور اس شان میں آپ کی انفرادیت اس درجہ ہے کہ اقران و امثال ہی نہیں بلکہ کئی صدی قبل بھی آپ کی نظیر تلاش کی جائے تو آپ منفرد نظر آئیں گے۔

اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ کا جائزہ لینے کے بعد ہر وہ شخص جس نے مشہور فقہاء کی تصانیف کا مطالعہ کیا ہوگا وہ اس نتیجہ پر بہت آسانی سے پہنچ سکتا ہے کہ امام ابن ہمام کی شان روایت اور رنگ اجتہاد سے مزین فکر جو ان کی خصوصیت تھی ان کے بعد صرف اعلیٰ حضرت کو ملی اور مسائل کی تنقیح فقہ کی جملہ متداول کتب پر نظر رکھتے ہوئے جو علامہ شامی کی ایک مسلمہ خصوصیت تھی اعلیٰ حضرت کے حق میں مقدر

[1] الفوائد البہیہ ص ۱۶۳

Marfat.com

ہوگئی گویا اعلیٰ حضرت بہ یک وقت ابن ہمام بھی تھے اور ابن عابدین بھی۔

عرب و عجم کے بے شمار فقہاء اور اہل علم و دانش اعلیٰ حضرت کا تفقہ تسلیم کر چکے ہیں الدولۃ المکیہ اور اعلیٰ حضرت کی دوسری تصانیف پر علمائے حذاق کی تقریظات ہمارے اس دعویٰ کا بیّن ثبوت ہیں اعلیٰ حضرت فقہائے مقلدین کی جملہ خصوصیات کے حامل تھے۔

(۱) اقوال سلف پر آپ کی نظر بہت ہی وسیع تھی جب کسی مسئلہ کی تائید میں ائمہ سابقین کی شہادتیں بیان کرنے پر اترتے ہیں تو سیکڑوں سے بھی ان کی تعداد متجاوز ہوجاتی ہیں اپنے پیشرو فقہاء کے اقوال کی مکمل تنقیح فرماتے ہیں۔ کسی نقل یا دلیل پر پرکھے بغیر اعتماد نہیں کرتے روایات مذہب اور اگلوں کے استنباط کے قوت و ضعف اور مراتب صحت پر نشاندہی فرماتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اصحاب تمیز کے خواص سے یقیناً متصف تھے۔ ہمارے اس دعویٰ پر اعلیحضرت کے ہزاروں فتاوے شاہد ہیں بذل الجوائز، سبحان السبوح، التحریر الجید، نفی العار، رد الرفضار، القطوف الدانیہ، الہادی الحاجب جیسے پچاسوں رسالے سے آپ کے استحضار روایات و عبارات پر روشنی پڑتی ہے۔

اس ذیل میں یہ خصوصیت بھی قابل ذکر ہے کہ مسائل یا حکم کا منکر جن علماء پر اعتماد رکھتا ہے ان کی شہادتیں التزاماً لاتے ہیں۔ حیات الموات الکوکب الشہابیہ وغیرہ میں ایسے مواد ملتے ہیں۔

(۲) مذہب کی روایات مختلفہ کو باعتبار ترجیح ہم کئی حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ علمائے سلف نے اکثر روایات میں ترجیح و تنقیح فرمادی ہے لیکن جہاں ترجیحات میں معتمد فقہاء متفق ہیں نہیں بھاری تعداد اختلاف ترجیح کی بھی موجود ہے اور بعض مسائل ایسے بھی ہیں جو تا ہنوز تشنۂ ترجیح ہیں ترجیحات سلف میں ایسا بھی

Marfat.com

ہوا کہ جن اسباب کی روشنی میں کسی قول کو ترجیح دی گئی اور مرور زمانہ سے وہ اسباب متغیر ہو گئے اس لئے ترجیح جدید ضروری ہوئی۔

اعلیٰ حضرت نے ترجیح سابق میں کسی قسم کی تبدیلی پسند نہ فرمائی مذہب جس طرح کتب متون میں منقول ہے اس پر اعتماد فرمایا البتہ زمانہ کے تغیرات سے شرعاً حکم پر جو اثر پڑتا ہے اس کی رعایت التزاماً ملحوظ رکھی ہے کیونکہ اس پر اتفاق ہے کہ الفتویٰ یتغیر بتغیر الزمان البتہ تبدیل حکم میں تغیرات ماحول کا ہر جگہ اعتبار نہ کیا جائے گا اعلیٰ حضرت نے اس کے لئے چھ مواضعات کا تعین فرمایا ہے اور ایک ضابطہ وضع کر کے یہ ثابت کیا کہ یہ تغیر حکم بھی قول امام کے درجہ میں ہے فرماتے ہیں:۔

"قول امام کی دو صورتیں ہیں ظاہر اور ضروری۔ قول ظاہر جو امام سے صراحۃً منقول ہو۔ قول ضروری یہ ہے کہ امام سے منقول تو نہ ہو لیکن کسی حکم عام کے تحت آسکے کہ اگر اس ماحول میں امام کے سامنے یہ صورت مسئلہ آتی تو یہی حکم صادر فرماتے قول ظاہر اور ضروری میں تعارض ہو تو ضروری کو ترجیح دی جائے گی اور یہ تعارض صرف چھ صورتوں میں معتبر ہیں۔ (۱) ضرورت (۲) رفع حرج (۳) عرف (۴) تعامل (۵) اہم دینی مصلحتوں کی تحصیل (۶) کسی فساد موجود یا مظنون کا ازالہ۔ اور انھیں وجوہ کے پیش نظر صحیح احادیث کے خلاف میں بھی فتویٰ دیا جاتا ہے جو درحقیقت مخالفت حدیث نہیں جیسے عورتوں کا جماعت میں حاضر ہونا۔" [۱]

اختلاف ترجیح کی شکل میں آپ نے ترجیحات کو کالعدم قرار دیا اور پوری بحث و تحیث کے بعد یہ ضابطہ مقرر فرمایا یقدم قول الامام عند اختلاف التصحیح

---

[۱] اجلی الاعلام ص ۳۸۵ و ۳۸۶

Marfat.com

اسی طرح آپ نے صدہا غیر منقح تشنۂ ترجیح مسائل کی اسباب و علل کی روشنی میں ترجیح فرمائی۔ آپ کے فتاویٰ کے ساتھ کتب فقہ پر آپ کے حواشی و تعلیقات ہمارے اس بیان کی واضح دلیل ہیں اس لئے ہم کو بجا طور پہ یہ کہنے کا حق پہنچتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کو ائمہ ترجیح میں بھی شمار کریں۔

(۳) روایات مذہب اور فقہائے مابعد کے اقوال میں مجمل اور مبہم اقوال بھی بکثرت ملتے ہیں۔ ائمہ تخریج نے مجمل کی تفسیر اور مبہم کا بیان اور دیگر قیود و شرائط کا بیان فرمایا ہے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور تک بھی کچھ ایسے گوشے باقی رہ گئے کہ جن میں عمل تخریج کی ضرورت تھی آپ نے ایسے بیشتر مقامات کی تنقیح فرمائی اور اسی تخریج کے ذریعہ حکم کے لئے صورت مسئلہ کا تعین فرمایا۔ مثلاً ماء مستعمل کی تعریف اور اس کا حکم متون مذہب میں بالفاظ ذیل منقول ہے۔

والماء المستعمل لا یجوز استعماله فی طهارة الاحداث والماء المستعمل کل ماء ازیل به حدث او استعمل فی البدن علی وجه القربة[1]

اعلیٰ حضرت نے کل ماء میں ماء قلیل کی قید پھر بدن سے جدا ہونے کی قید کا بھی اضافہ فرمایا اور ستائیس احتمالات قائم کرکے پانی کے مستعمل ہونے کی صورت متعین فرمائی اس موضوع پر مکمل مفصل تحقیق پر رسالہ "الطرس المعدل" نامی ایک رسالہ تحریر فرمایا۔ جسم انسانی کا پانی سے مس پانی کو کب مستعمل بناتا ہے اس پر مفصل توضیح و تفسیر اور احتمالی صورتوں کی تعلیل وغیرہ کے ساتھ نہایت درجہ محقق و منقح بیان کے لئے ایک بسیط رسالہ النمیقة الانقی تحریر فرمایا۔ بچوں کی صغیر و کبیر اختیار کا استعمال ممنوع ہونے اور اس کا ہبہ باطل ہونے پر ایک مفصل

---

[1] قدوری ص ۷۔

رسالہ عطاء النبی تحریر فرمایا۔ جس میں مبہم عبارتوں کی تشریح اور احتمالات کی تعیین اور صورت مسئلہ کا تقرر وغیرہ مذکور ہے۔ اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ اور رسائل و حواشی میں تخریجات کی نظائر کم نہیں ہیں۔

ائمہ سابقین کی تخریجات میں جو تسامح ہوا ہے اس کی نشاندہی بھی فرمائی ہے۔ رسالہ "اضاءۃ الطلاق" اور "جد الممتار" میں اس کے نظائر و شواہد موجود ہیں امام ابن ہمام، ملا ابو السعود، ابن کمال، برجندی، زیلعی، ملک العلماء کاسانی، فخر الاسلام بزدوی اور شمس الائمہ سرخسی علیہم الرحمہ کی تخریجات پر جا بجا مدلل کلام فرمایا ہے۔

اعلیٰ حضرت کی ان ابحاث پر نظر پڑنے کے بعد ایک دانشمند قاری آپ کا مقام ائمہ تخریج میں آسانی سے متعین کر سکتا ہے۔

(۴) حوادث و وقائع کا سلسلہ غیر متناہی ہے جب کہ نصوص شرعیہ متناہی ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہر نئے پیدا ہونے والے مسئلہ کا حکم شرعی اجتہاد کے ذریعہ حاصل کیا جائے۔ مجتہدین فی المسائل امام مطلق کے اصول و قواعد کی روشنی میں ان مسائل کو حل فرماتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے اپنے دور میں پیدا ہونے والے سیکڑوں مسائل میں احکام کا استخراج فرمایا ہے مثلاً نوٹ کی ایجاد کے بعد کئی قسم کے مسائل پیدا ہوئے کہ نوٹ سونا چاندی نہیں ہے لیکن قیمتی ہے۔ اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ جنس قدری نہیں ہے بلکہ عددی ہے تو اس کی بیع تفاضل سود کہلائے گی یا نہیں۔ اعلیٰ حضرت نے نوٹ کی حقیقت شرعی متعین کرکے اس سے متعلق احکام کا بیان فرمایا۔ آپ کا یہ فتویٰ سو صفحات سے متجاوز ہو گیا۔ جس کا تاریخی نام کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم ہے عرب و عجم کے مشائخ کبار نے اسے بے پناہ سراہا۔ دوسری شوگر مل سے متعلق یہ بات مشہور ہو کر حکم شرع کی طالب ہو گئی کہ

Marfat.com

شکر کا تصفیہ ہڈیوں کے بُرادہ سے کیا جاتا ہے اور یہ معلوم نہیں کہ یہ ہڈیاں حلال جانوروں کی ہیں یا نہیں۔ پاک ہیں یا ناپاک؟ اعلیٰ حضرت نے دریافت حکم کے لئے دس مقدمات استدلال کے ساتھ قائم فرمائے اس کے بعد نہایت اعلیٰ تحقیق کے ساتھ حکم شرع کا استنباط فرمایا۔ آپ کی یہ تحقیق وسیع ہوکر رسالہ "الاحلیٰ من السکر" کی شکل میں کئی اجزا میں سمائی ریل پر نماز کا حکم کیا ہے جن مقامات میں ایک شب و روز کا سال ہوتا ہے وہاں روزہ نماز کا کیا حکم ہے؟ ریلوے گارڈ اور ڈرائیور ٹرین لے کر مسافت سفر طے کریں تو وہ مسافر کہلائیں گے یا نہیں ان تمام کا حکم استخراج فرمایا۔ [1]

سلف کے استنباط میں جو مواضع تنقیح طلب تھے ان کی تنقیح فرمائی بطور نمونہ ایک مثال پر اکتفار کرتا ہوں۔

حکم ائمہ یہ ہے کہ وصی یا وارث نے میت کی تجہیز و تکفین مثل اپنے مال سے کردی تو ترکہ سے اپنی رقم واپس لے گا۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ جہاز و کفن مثل دین میں شمار ہوگا یا اسے حق تکفین سے مؤخر کرنا پڑے گا۔ اور حکم تکفین میں رکھیں تو اس سے رقم کی ادائیگی دیون پر مقدم ہوگی۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ کفن دینے والا اسوۃ الغرماء ہے اس کا حق دیگر قرضخواہوں پر مقدم نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ دین پر تجہیز کی تقدیم حق میت کے سبب تھی جس طرح حالت حیات میں ذاتی حق مثل نان شبینہ دیون پر مقدم تھا اور جب وصی یا وارث نے تکفین کردی تو حق میت ساقط ہوگیا اب صرف ادائے دین کی صورت رہ گئی۔ فھو اسوۃ الغرماء اس مسئلہ کی نظیر یہ ہے کہ کوئی شخص لباس کا ضرورت مند ہو تو اس کی یہ ضرورت عام دیون پر مقدم ہوگی۔ لیکن اگر کسی نے

---

[1] فتاویٰ رضویہ ج سوم کتاب الصلوٰۃ۔

Marfat.com

اسے بہ شرط رجوع لباس دے دیا تو یہ دینا دیگر دیون پر مقدم نہ ہوگا بلکہ وہ بھی احدالدائنین میں شمار ہے نیز یہ کہ آدمی اپنی حیات میں اکل وشرب و دیگر حاجات اصلیہ کے لئے دین لیتا ہے تو یہ دائن کسی صورت سے اس سے کم درجہ نہیں جس نے موت کے بعد طاری ہونے والی حاجت کے لئے دین دیا۔[1]

اعلیٰ حضرت کے استنباط واستخراج کو اگر ہم تفصیل سے قلمبند کریں تو یقیناً ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے۔

ان شواہد کے لکھنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کو مجتہد فی المسائل کہنے میں بھی ہمیں کسی قسم کا تردد یا اشکال نظر نہیں آتا بلکہ اعلیٰ حضرت میں یہ اوصاف بطور ملکہ تھے۔

(۵) اعلیٰ حضرت جہاں دین کے اصول وفروع اور عربیت کے فنون میں ید طولیٰ رکھتے تھے وہیں آپ فقیہ النفس بھی تھے عہد طفلی میں بھی صاحب بصیرت مفتی دکھائی دیتے ہیں آپ نے آٹھ سال کی عمر میں فرائض کا ایک دقیق فتویٰ تحریر فرمایا[2] اور جب آپ عمر کے تیرھویں سال میں داخل ہوئے اس وقت درس نظامیہ سے متعلق علوم وفنون میں آپ ماہر ہوچکے تھے بلکہ زیر تعلیم کتابوں پر آپ کے حواشی وتعلیقات بھی موجود تھے۔ اور جب آپ تیرہ سال دس مہینہ پانچ دن کی عمر کو پہنچے اسی روز آپ پر نماز فرض ہوئی اور اسی روز آپ کے والد ماجد نے منصب افتاء پر مامور فرمایا۔ بیٹھتے ہی آپ کے سامنے سب سے پہلے حرمت رضاعت سے متعلق ایک دقت طلب مسئلہ پیش ہوا کہ ناک کے ذریعہ عورت کا دودھ بچے کے حلق میں پہنچ گیا تو حرمت رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں۔ آپ نے مدلل طور پر حرمت رضاعت ثابت ہونے کا حکم صادر فرمایا۔[3]

---

[1] جدالممتار برحاشیہ ردالمحتار ج ۲ ص ۴۲۔ [2] حیات اعلیٰ حضرت ص ۱۳۰، [3] الملفوظ ج ۱ ص ۱۴۔

Marfat.com

ابتدائے عمر میں ہی آپ کو فقہی جزئیات وکلیات پر عبور حاصل تھا عمر کے اضافہ کے ساتھ آپ کی علمی گہرائی، وسعت مطالعہ اور مہارت و تجربہ میں اضافہ ہوتا گیا آپ کی فقہی خصوصیات میں یہ امر بہت اہمیت رکھتا ہے کہ ابتداء سے لے کر اخیر عمر تک آپ کے فتاویٰ تحقیق پر مبنی ہوتے تھے اور آپ کو کسی فتویٰ سے رجوع کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔

اعلیٰ حضرت کی فقہی اور کلامی بحثیں اور انداز تحقیق دیکھنے کے بعد ہم درج ذیل نتائج بھی اخذ کرتے ہیں۔

(الف) کسی مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے کتاب اللہ سے استنباط ممکن ہو تو اسے نظر انداز نہیں ہونے دیتے۔ یہ ضرورت نہیں کہ جو مسئلہ زیر بحث ہے اسی پر قرآنی شہادت قائم کی جائے بلکہ ضمنی مسائل اور مسئلہ زیر بحث کے مقدمات پر گفتگو کرتے ہوئے بھی قرآن مجید سے استدلال کرتے ہیں اور جب آپ کتاب اللہ سے کوئی دلیل لیتے ہیں تو بسا اوقات اصولی اور تفصیلی بحثیں بھی سامنے آجاتی ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ ایک عظیم مفسر اور ماہر اصول فقہ ہیں ساتھ ہی ساتھ مفسرین کرام کے اقوال اور بے شمار کتب تفسیر پر عبور تامہ ہونے کا یقین ہو جاتا ہے ہم اپنی تائید میں اعلیٰ حضرت کی تصنیف کردہ "تجلی الیقین، جزاء اللہ عدوہ، الزبدۃ الزکیہ فی تحریم سجود التحیہ، الامن والعلیٰ سبحٰن السبوح جیسی متعدد تصانیف کو پیش کر سکتے ہیں اس سلسلہ میں اعلیٰ حضرت کا قابل تعریف موقف یہ بھی ہے کہ تفسیر قرآن میں اپنی رائے کو ہرگز دخل نہیں دیتے

(ب) اعلیٰ حضرت کے تحقیقی فتاویٰ میں احادیث کریمہ کی شہادتیں اس وسیع پیمانے پر ملتی ہیں کہ گویا تمام احادیث مرویہ آپ کی نگاہ میں تھیں۔ احادیث کے راویوں، حدیث کے صحت وضعف اور دوسرے اقسام الفاظ کے تغیرات متن و سند کی زیادات پر موقع موقع سے بحثیں بھی فرماتے ہیں۔ جرح و تعدیل کے الفاظ

Marfat.com

و معانی اور متن کے اقسام دلالات احادیث کے محمولات اور محتملات نیز دیگر نکات پر بھی آپ گہری نظر رکھتے تھے۔ بالعموم کوئی بھی حدیث بے حوالۂ کتب ذکر نہیں فرماتے ایک ایک حدیث کی تخریج میں کبھی کبھی دس پندرہ کتابوں کے نام بہ طور حوالہ ذکر فرماتے ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ اگر آپ کے پیشروؤں سے کسی حدیث کے حوالہ میں کوئی سہو ہو گیا تو آپ اُس کی تصحیح تخریج فرماتے ہیں اور نتائج کی نشاندہی بھی فرماتے ہیں اسی طرح مراد حدیث میں کسی سے چوک ہوئی تو اس پر بھی آگاہ فرماتے ہیں۔

(ج) مسائل فقہیہ کے استخراج اور استنباط و تائید میں ضمناً کئی علوم کا بکثرت استعمال فرمائے۔ لغت، نحو، صرف، معانی، بیان، منطق و فلسفہ، حساب اقلیدس اور ہیئت وغیرہ سے مدد لینے میں کسر نہیں اٹھا رکھتے۔

علوم کی معرفت و ممارست بہت ہی اہم اور مشکل شئ ہے لیکن کمال علم و وفور علم یہ ہے کہ علوم غیر متعلقہ سے بھی مقصد برآری میں کامیابی حاصل کر لی جائے۔ اور سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ علوم و فنون کو دین متین کی خدمت میں بھی لگا دیا جائے اعلیٰ حضرت کو یہ خصوصیت بدرجۂ کمال حاصل تھی۔

اعلیٰ حضرت کے فتویٰ وغیرہ کا مطالعہ کرنے کے بعد اول نظر میں آپ کی حسب ذیل خصوصیات کا ادراک ہر قاری کو ہوتا ہے۔

(۱) جس مسئلہ کی تحقیق فرماتے ہیں اس میں اقوال سلف کا استقصار فرماتے ہیں۔
(۲) احتمال شقوق کا استیعاب کرتے ہیں۔
(۳) غیر معتمد اقوال و شقوق پر کلام وافر فرماتے ہیں۔
(۴) کلام سلف کی توجیہات کرتے ہیں۔
(۵) اقوال متبائنہ و دلائل مختلفہ میں تطبیق دیتے ہیں۔
(۶) تطبیق و توجیہ ناممکن ہو تو ترجیح دیتے ہیں۔

Marfat.com

(۷) توجیہ و توفیق اور ترجیح کے اسباب وعلل پر مدلل کلام فرماتے ہیں۔

(۸) ضوابط کلیہ وضع فرماتے ہیں۔

(۹) اصلاح و اضافہ فرماتے ہیں۔

(۱۰) دلائل کا تکاثر پایا جاتا ہے۔

(۱۱) دلائل و مسائل کی بھرپور تنقیح فرماتے ہیں۔

(۱۲) مسائل جدیدہ کا استنباط کرتے ہیں۔

(۱۳) علوم عصریہ سے دینی مسائل کی تائید فرماتے ہیں۔

اس قسم کی بے شمار خوبیاں اعلیٰ حضرت کی فقہی تصانیف میں نظر آتی ہیں۔ جو قاری فقہ میں جتنی بصیرت رکھتا ہوگا اُتنا ہی زیادہ اس کے خزانۂ علم میں اضافہ ہوگا اور اعلیٰ حضرت کے تفقہ سے اس کا تاثر بھی اسی حساب سے ہوگا۔

اعلیٰ حضرت کی انھیں فقہی تحقیقات اور بے مثال تنقیحات کا جائزہ لینے کے بعد علامہ سید اسمٰعیل مفتی حرم علیہ الرحمہ پکار اُٹھے۔

لو رآہ الامام ابوحنیفہ لجعلہ فی اصحابہ[1]

ایک حد تک ہم بھی اس رائے سے متفق ہیں کہ اعلیٰ حضرت قواعد اصول و فروع احکام میں امام اعظم ابوحنیفہ کے مقلد تھے اور تقلیدی شان کے ساتھ ہی منصب اجتہاد فی المسائل و اجتہاد فی المذہب کی پوری اہلیت رکھتے تھے۔

آپ کے معاصرین بھی آپ کے تبحر علمی اور ملکۂ استخراج پر اعتماد رکھتے تھے بلاشبہ آپ نے فقہ حنفی کے لئے بہترین مواد اور عظیم ترین سرمایہ چھوڑا ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃ۔

---

[1] الاجازات المتینہ ص ۹

Marfat.com

اعلیٰ حضرت کی

فقہی تصانیف

الف — اردو — مطبوعہ

(الف) :- اردو (مطبوعہ)

نمبر سلسلہ وار	اسمائے کتب	مطبع	سنہ تصنیف
۱	الطراز المرضیہ علی النیرۃ الوضیہ	مکتبہ قادریہ لاہور	۱۲۹۵ھ
۲	نقاء النیرۃ فی شرح الجوہرۃ	〃 لاہور	۱۲۹۵ھ
۳	نقاء النیرۃ فی شرح الجوہرۃ	〃 لکھنؤ	۱۲۹۵ھ
۴	انفس الفکر فی قربان البقر	〃 اہلسنت بریلی	۱۲۹۸ھ
۵	الامر باحترام المقابر	〃 〃 بریلی	۱۲۹۸ھ
۶	اقامۃ القیامہ علی طاعن القیام لنبی تہامہ	رضوی کتبخانہ بریلی	۱۲۹۹ھ
۷	انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ ﷺ	〃 〃 بریلی	۱۳۰۴ھ
۸	البسط المسجل فی امتناع الزوجۃ بعد الوطیٔ للمعجل	سنی دار الاشاعت مبارکپور	۱۳۰۵ھ
۹	ازکی الہلال بابطال ما احدث الناس فی امر الہلال	〃 〃 مبارکپور	۱۳۰۵ھ

نوٹ۔ کتاب ۸ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم میں شریک اشاعت ہے اور کتاب ۹ ، ۱۰
فتاویٰ رضویہ جلد چہارم میں شریک اشاعت ہے۔

Marfat.com

نمبر سلسلہ	اسمائے کتب	مطبع	سنہ تصنیف
۱۰	حیات الموات فی بیان سماع الاموات	سنی دار الاشاعت مبارکپور	۱۳۰۵ھ
۱۱	النہی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید	" " "	۱۳۰۵ھ
۱۲	تبیان الوضوء		۱۳۰۶ھ
۱۳	اعلام الاعلام بان ہندوستان دار الاسلام	حسنی پریس بریلی	۱۳۰۶ھ
۱۴	صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین	مطبع اہلسنت بریلی	۱۳۰۶ھ
۱۵	تجلی المشکوٰۃ لانارۃ اسئلۃ الزکوٰۃ	رضا اکیڈیمی لاہور	۱۳۰۷ھ
۱۶	سرور العید السعید فی حل الدعاء بعد صلوٰۃ العید	مطبع اہلسنت بریلی	۱۳۰۷ھ
۱۷	التبصیر المنجد بان صحن المسجد مسجد	سنی دار الاشاعت مبارکپور	۱۳۰۷ھ
۱۸	الزہر الباسم فی حرمۃ الزکوٰۃ علی بنی ہاشم	حنفیہ پٹنہ	۱۳۰۷ھ
۱۹	عباب الانوار ان لا نکاح بمجرد الاقرار	سنی دار الاشاعت مبارکپور	۱۳۰۷ھ
۲۰	حاک العیب فی حرمۃ تسوید الشیب	رضوی کتب خانہ بریلی	۱۳۰۷ھ
۲۱	حقۃ المرجان لمہم حکم الدخان	مکتبۂ حنفیہ پٹنہ	۱۳۰۷ھ
۲۲	الحرف الحسن فی الکتابۃ علی الکفن	حسنی پریس بریلی	۱۳۰۸ھ
۲۳	ابر المقال فی استحسان قبلۃ الاجلال	" " بریلی	۱۳۰۸ھ
۲۴	اعز الاکتناہ فی رد صدقۃ مانع الزکوٰۃ	سنی دار الاشاعت مبارکپور	۱۳۰۹ھ
۲۵	الطیب الوجیز فی امتعۃ الورق والابریز	رضوی کتب خانہ بریلی	۱۳۰۹ھ
۲۶	جلی الصوت لنہی الدعوۃ امام الموت	سنی دار الاشاعت مبارکپور	۱۳۱۰ھ
۲۷	رعایۃ المذہبین فی الدعاء بین الخطبتین	" " "	۱۳۱۰ھ

نوٹ:- کتاب ۱۱، ۱۳، ۱۸، ۲۵ بشمول طباعت فتاویٰ رضویہ جلد سوم۔ کتاب ۱۲ بشمول طباعت فتاویٰ رضویہ جلد پنجم۔ کتاب ۱۰، ۲۷ بشمول طباعت فتاویٰ رضویہ جلد چہارم۔

Marfat.com

نمبر سلسلہ وار	اسمائے کتب	مطبع	سنہ کیفیت
۲۸	بذل الجوائز علی الدعاء بعد الصلوٰۃ الجنائز	سنی دار الاشاعت مبارکپور	۱۳۱۱ھ
۲۹	رحیق الاحقاق فی کلمات الطلاق	〃 〃 〃	۱۳۱۱ھ
۳۰	وادالقحط والوباء بدعوۃ الجیران مواسات وھراسات الفقراء	رضا برقی پریس بریلی	۱۳۱۲ھ
۳۱	الطائب التہانی فی النکاح الثانی	سنی دار الاشاعت مبارکپور	۱۳۱۲ھ
۳۲	القلادۃ المرصعہ فی نحر الاجوبۃ الاربعۃ	〃 〃 〃	۱۳۱۲ھ
۳۳	سلب الثلب عن القائلین بطہارۃ الکلب	〃 〃 〃	۱۳۱۲ھ
۳۴	وصاف الرجیح فی بسملۃ التراویح	〃 〃 〃	۱۳۱۲ھ
۳۵	سبل الاصفیاء فی حکم الذبح للاولیاء	رضا برقی پریس بریلی	۱۳۱۲ھ
۳۶	وشاح الجید فی تحلیل معانقۃ العید	اہلسنت بریلی	۱۳۱۲ھ
۳۷	القطوف الدانیہ لمن احسن الجماعۃ الثانیہ	سنی دار الاشاعت مبارکپور	۱۳۱۳ھ
۳۸	حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین	اہلسنت بریلی	۱۳۱۳ھ
۳۹	شفاء الوالہ فی صور الحبیب ومزارہ ونعالہ	مطبع حنفیہ پٹنہ	۱۳۱۵ھ
۴۰	الاعلام بحال البخور فی الصیام	سنی دار الاشاعت مبارکپور	۱۳۱۵ھ
۴۱	النہی الحاجز عن تکرار صلوٰۃ الجنائز	〃 〃 〃	۱۳۱۵ھ
۴۲	تجویز الرد عن تزویج الابعد	〃 〃 〃	۱۳۱۵ھ
۴۳	ھبۃ النساء فی تحقیق المصاہرۃ بالزنا	〃 〃 〃	۱۳۱۵ھ
۴۴	مروج النجاء لخروج النساء	اہلسنت بریلی	۱۳۱۵ھ
۴۵	لمعۃ الضحیٰ فی اعفاء اللحی	رضوی کتب خانہ بریلی	۱۳۱۵ھ
۴۶	ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار	کتب حنفیہ پٹنہ	۱۳۱۶ھ

Marfat.com

نمبر سلسلہ وار	اسمائے کتب	مطبع	سنہ تصنیف
۴۷	الوفاق المتین بین سماع الدفین وجواب الیمین	سُنّی دارالاشاعت مبارکپور	۱۳۱۲ھ
۴۸	تفاسیر الاحکام لفدیۃ الصلاۃ والسلام	″ ″ مبارکپور	۱۳۱۶ھ
۴۹	ماحی الضلالۃ فی انکحۃ الھند والبنجالہ	″ ″ ″	۱۳۱۷ھ
۵۰	اصح البیان فی حکم مزارع ھندوستان	مطبع حنفیہ پٹنہ	۱۳۱۸ھ
۵۱	خیر الآمال فی حکم الکسب والسوال		۱۳۱۸ھ
۵۲	رامی زاغیان معروف بہ دفع زیغ زاغ	اہلسنت بریلی	۱۳۲۰ھ
۵۳	الحلیۃ الاسماء لحکم بعض الاسماء	مطبع حنفیہ پٹنہ	۱۳۲۰ھ
۵۴	طرق اثبات الھلال	″ ″ پٹنہ	۱۳۲۰ھ
۵۵	اجل التحبیر فی حکم السماع والمزامیر	″ ″ ″	۱۳۲۰ھ
۵۶	الاحکام والعلل فی اشکال الاحتلام والبلل	اہلسنت بریلی	۱۳۲۰ھ
۵۷	الطرس المعدل فی حد الماء المستعمل	شیخ غلام علی لاہور	۱۳۲۰ھ
۵۸	مرقاۃ الجمان فی الھبوط عن المنبر لمدح السلطان	سُنّی دارالاشاعت مبارکپور	۱۳۲۰ھ
۵۹	اوفی اللمعۃ فی اذان یوم الجمعۃ	″ ″ مبارکپور	۱۳۲۰ھ
۶۰	الجلی الحسن فی حرمۃ ولد اللبن	ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی	۱۳۲۰ھ
۶۱	اتیان الارواح لدیارھم بعد الرواح	سُنّی دارالاشاعت مبارکپور	۱۳۲۱ھ
۶۲	اعالی الافادہ فی تعزیۃ الھند وبیان الشہادۃ	مکتبہ کلیمی کانپور	۱۳۲۱ھ
۶۳	اٰلۃ التحقیق بباب التعلیق	سُنّی دارالاشاعت مبارکپور	۱۳۲۲ھ
۶۴	اھلاک الوھابین علی توھین قبور المسلمین	اہلسنت بریلی	۱۳۲۲ھ
۶۵	ھدایۃ الجنان باحکام رمضان	سُنّی دارالاشاعت مبارکپور	۱۳۲۳ھ
۶۶	الجلو والغلو فی ارکان الوضوء	″ ″ ″	۱۳۲۴ھ

Marfat.com

نمبر سلسلہ	اسمائے کتب	مطبع	سنہ تصنیف
۶۷	تنویر القندیل فی اوصاف المندیل	سنی دار الاشاعت مبارکپور	۱۳۲۴ھ
۶۸	لمع الاحکام ان لا وضوء من الزکام	〃 〃 〃	۱۳۲۴ھ
۶۹	الطراز المعلم فیما ھو حدث من احوال الدم	〃 〃 〃	۱۳۲۴ھ
۷۰	ھدایة المتعال فی حد الاستقبال	〃 〃 〃	۱۳۲۴ھ
۷۱	نبہ القوم ان الوضوء من ای نوم	〃 〃 〃	۱۳۲۵ھ
۷۲	تیسیر الماعون للسکن الطاعون	مطبع سعیدی رام پور	۱۳۲۵ھ
۷۳	حسن التعمم لبیان حد التیمم	سنی دار الاشاعت مبارکپور	۱۳۲۵ھ
۷۴	السھم الشھابی علی خداع الوھابی	مکتبة الحبیب الٰہ آباد	۱۳۲۵ھ
۷۵	العروس المعطار فی زمن دعوة الافطار	سنی دار الاشاعت مبارکپور	۱۳۲۶ھ
۷۶	بدر الانوار فی آداب الآثار	اہلسنت بریلی	۱۳۲۶ھ
۷۷	بارق النور فی مقادیر ماء الطھور	سنی دار الاشاعت مبارکپور	۱۳۲۷ھ
۷۸	برکات السماء فی حکم اسراف الماء	اہلسنت بریلی	۱۳۲۷ھ
۷۹	النمیقة الانقی فی فرق الملاقی والملقی	〃 〃	۱۳۲۷ھ
۸۰	الھادی الحاجب عن جنازة الغائب	〃 〃	۱۳۲۷ھ
۸۱	ترجمہ شمائم العنبر	ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی	۱۳۲۷ھ
۸۲	ارتفاع الحجب عن وجوہ قراءة الجنب	سنی دار الاشاعت مبارکپور	۱۳۲۸ھ
۸۳	الکشف شافیا فی حکم فونو جرافیا	حسنی پریس بریلی	۱۳۲۸ھ
۸۴	الذیل المنوط لرسالة النوط	اہلسنت 〃	۱۳۲۹ھ
۸۵	کاسر السفیہ الواھم فی ابدال قرطاس الدراھم	〃 〃	۱۳۲۹ھ
۸۶	نوٹ کے مسائل	〃 〃	۱۳۲۹ھ

نمبر سلسلہ وار	اسمائے کتب	مطبع		سنہ تصنیف
۸۷	عطایا القدیر فی حکم التصویر	اہلسنت	بریلی	۱۳۳۱ھ
۸۸	تعبیر خواب و ھوامے رحباب	تحفۂ حنفیہ	پٹنہ	۱۳۳۳ھ
۸۹	نعم السلامہ فی حکم تقبیل الابہامین فی الاقامہ	مکتبہ رکلیمی اہلسنت کانپور		۱۳۳۳ھ
۹۰	النھی النمیر فی الماء المستدیر	اہلسنت	بریلی	۱۳۳۴ھ
۹۱	رحب الساحۃ فی میاہ لایستوی وجہہا وجوفہا فی المساحۃ	//	//	۱۳۳۴ھ
۹۲	ھبۃ الحبیر فی حکم ماء کثیر	//	//	۱۳۳۴ھ
۹۳	النور والنورق لاسفار الماء المطلق	//	//	۱۳۳۴ھ
۹۴	عطایا النبی لافاضۃ احکام ماء الصبی	//	//	۱۳۳۴ھ
۹۵	الرقۃ والتبیان لعلم الرقۃ والسیلان	//	//	۱۳۳۴ھ
	سمح الندماء فیما یورث العجز عن الماء	//	//	۱۳۳۵ھ
۹۷	الظفر لقول زفر	//	//	نامعلوم
۹۸	المطر السعید علی بنت جنس الصعید	//	//	۱۳۳۵ھ
۹۹	الجد السدید فی نفی الاستعمال عن الصعید	//	//	۱۳۳۵ھ
۱۰۰	قوانین العلماء فی متیمم علم عند زید ماء	//	//	۱۳۳۵ھ
۱۰۱	الطلبۃ البدیعۃ فی قول صدر الشریعۃ	//	//	۱۳۳۵ھ
۱۰۲	مجلی الشمعۃ لجامع حدث ولمعۃ	//	//	۱۳۳۵ھ
۱۰۳	البدور الاجلہ فی امور الاھلہ	حسنی پریس	//	
۱۰۴	الوار البشارۃ فی مسائل حج والزیارۃ	قادری پریس	//	۱۳۳۹ھ

Marfat.com

نمبر سلسلہ وار	اسمائے کتب	مطبع	سنہ تصنیف
۱۰۵	اسراءۃ الادب لفاضل النسب	مطبع سمنانی میرٹھ	
۱۰۶	احکام شریعت حصہ اول	رضوی کتبخانہ بریلی	
۱۰۷	احکام شریعت حصہ دوم	" "	
۱۰۸	احکام شریعت حصہ سوم	" "	
۱۰۹	احکام شریعت حصہ چہارم	" "	
۱۱۰	عرفان شریعت حصہ اول	" "	
۱۱۱	عرفان شریعت حصہ دوم	" "	
۱۱۲	عرفان شریعت حصہ سوم	" "	
۱۱۳	امام الکلام فی قراءۃ خلف الامام	" "	
۱۱۴	اذان من اللہ لقیام سنۃ نبی اللہ	" "	
۱۱۵	الزبدۃ الزکیہ فی تحریم سجود التحیہ	سمنانی کتبخانہ میرٹھ	
۱۱۶	السنیۃ الانیقہ فی فتاوی افریقہ	" "	
۱۱۷	مسائل سماع	مکتبۂ کلیمی کانپور	
۱۱۸	العرکۃ اللمعا علی طالع نطق بکفر طوعاً		
۱۱۹	النور والضیاء فی احکام بعض الاسماء	انجمن اشرفی دار المطالعہ مبارکپور	
۱۲۰	رویت ہلال کا ضروری فتویٰ		
۱۲۱	نفی العار عن معائب المولوی عبد الغفار		
۱۲۲	حاشیۃ الاصناف فی احکام الاوقاف		
۱۲۳	منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین	کتب خانہ سمنانی میرٹھ	۱۳۲۳ھ
۱۲۴	جمل النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور	بریلی	۱۳۳۹ھ

Marfat.com

نمبر سلسلہ وار	اسمائے کتب	مطبع	سنۂ تصنیف
۱۲۵	بریق المنار بشموع المزار	کتب خانہ سمنانی میرٹھ	۱۳۳۱ھ
۱۲۶	السیف الصمدانی الی السنتانی والکمانی		۱۳۳۲ھ
۱۲۷	الرمز الراصف علی سوال مولانا أصف	رفاہ عام پریس بریلی	۱۳۲۹ھ
۱۲۸	الرصل الرصف علی سوال مولانا أصف	بریلی	۱۳۲۹ھ

(ب) اُردو (غیر مطبوعہ)

۱	بذل الصفا لعبد المصطفیٰ		۱۳۰۰ھ
۲	الجمل المسدد ان ساب المصطفیٰ مرتد		۱۳۰۱ھ
۳	نسیم الصبا فی ان الاذان یحول الوباء		۱۳۰۲ھ
۴	اجود القری لمن یطلب الصحۃ فی اجارۃ القری		۱۳۰۲ھ
۵	الوء لؤ العقود لبیان حکم امرءۃ المفقود		۱۳۰۵ھ
۶	باب غلام مصطفےٰ		۱۳۰۵ھ
۷	حکم رجوع من ولی فی نفقۃ العرس والجھاز		۱۳۰۷ھ
۸	رفیع المدارک فی حکام السوائب و ما طرح المالک		۱۳۱۰ھ
۹	اول من صلی الصلوٰت الخمسہ		۱۳۱۰ھ
۱۰	السنی والدرر لمن عمر منی آرڈر		۱۳۱۱ھ
۱۱	ستر جمیل فی مسائل السراویل		۱۳۱۲ھ
۱۲	حق الاحقاق فی حادثۃ من نوازل الطلاق		۱۳۱۲ھ
۱۳	انعم الجد فی حفظ المسجد		۱۳۱۶ھ

Marfat.com

نمبر سلسلہ	اسمائے کتب	کیفیت	سنہ تصنیف
۱۴	الشرا لبھیہ فی تحدید الوصیہ		۱۳۱۷ھ
۱۵	لب الشعور باحکام الشعور		۱۳۱۸ھ
۱۶	انقۃ الجاربہ عن حلف الطالب عن طلب المواثبہ		۱۳۲۱ھ
۱۷	ردالقضاۃ الی حکم الولاۃ		۱۳۲۳ھ
۱۸	الحق المجتلی فی احکام فی البتلی		۱۳۲۴ھ
۱۹	سفاد البحر فی الصلوٰۃ بمقرۃ اوجنب قبر		۱۳۲۶ھ
۲۰	حوال العلو لتبیین الخلو		۱۳۲۶ھ
۲۱	تابع النور علیٰ سوال جبل پور		۱۳۲۹ھ
۲۲	احکام الاحکام فی القنادل من یدمن قالہ حرام		
۲۳	نور الادلہ لبدور الاجلہ		
۲۴	رفع العلہ عن نور الادلہ		
۲۵	السنی المشکوٰۃ فی تنقیح احکام الزکوٰۃ		
۲۶	ارشد السؤل		
۲۷	سلامۃ اللہ لاھل السنہ		
۲۸	کمال الاکمال شرح جمال الاجمال		
۲۹	حاشیہ غنیۃ المستمل		
۳۰	احسن المقاصد فی بیان ماتنزح عندالمساجد		۱۲۰۵ھ
۳۱	رعایۃ السنہ فی ان التھجد نفل اوسنہ		۱۳۱۲ھ
۳۲	ما یجلی الاھران تحدید المص		۱۳۲۳ھ

Marfat.com

(ج) عربی (مطبوعہ)

نمبر سلسلہ وار	اسمائے کتب	مطبع	سنہ تصنیف
۱	جمل مجلیہ ان المکروہ تنزیہا لیس بمعصیہ	بریلی	۱۳۰۴ھ
۲	صیقل الرین عن احکام مجاورۃ الحرمین	مبارکپور	۱۳۰۵ھ
۳	کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراہم	بریلی	۱۳۲۴ھ
۴	ھدایت المسلمین الی ما یجب فی الدین[1]		۱۳۳۰ھ
۵	اجلی الاعلام فی ان الفتوی مطلقاً علی قول الامام	مکتبہ ایشق ترکی	

(د) عربی (غیر مطبوعہ)

نمبر سلسلہ وار	اسمائے کتب	کیفیت	سنہ تصنیف
۱	عبقری حسان فی اجابت الاذان		۱۲۹۹ھ
۲	حسن البراعہ فی تنفیذ حکم الجماعہ		۱۲۹۹ھ
۳	شوارق النساء فی حد المصر والفناء		۱۳۰۰ھ
۴	احسن الجلوہ فی تحقیق المیل والذراع والفرسخ والغلوہ۔		۱۳۰۰ھ
۵	المقالۃ المسفرۃ عن احکام البدعۃ المکفرۃ		۱۳۰۱ھ
۶	لمعۃ الشمعہ۔		۱۳۰۰ھ
۷	منزع المرام فی التداوی بالحرام		۱۳۰۲ھ

[1] بحوالہ معجم المطبوعات العربیہ صفحہ ۶۳۹۔

Marfat.com

نمبر سلسلہ	اسمائے کتب	کیفیت	سنہ تصنیف
۸	جمال الاجمال لتوقیف حکم الصلوٰۃ فی النعال		۱۳۰۳ھ
۹	معدل الزلال فی اثبات الھلال		۱۳۰۳ھ
۱۰	طوالع النور فی حکم السراج علی القبور		۱۳۰۴ھ
۱۱	ازین کافل لحکم القعدۃ فی المکتوبۃ والنوافل		۱۳۰۵ھ
۱۲	الحلاوۃ التدارہ فی موجب سجود التلاوۃ		۱۳۰۶ھ
۱۳	الصافیۃ الوجیہ لحکم جلود الاضحیہ		۱۳۰۷ھ
۱۴	الطرۃ فی ستر العورۃ		۱۳۰۷ھ
۱۵	المنح الملیحہ فیما نہی عن اجزاء الذبیحہ		۱۳۰۷ھ
۱۶	فتح الملیک فی حکم التملیک		۱۳۰۸ھ
۱۷	الکاس الدھاق باضافۃ الطلاق		۱۳۱۳ھ
۱۸	ھادی الاضحیہ بالشاۃ الھندیہ		۱۳۱۴ھ
۱۹	الفقہ التسجیلی فی عجین النارجیلی		۱۳۱۸ھ
۲۰	اجل ابداع فی حد الرضاع		۱۳۱۸ھ
۲۱	اضافات افاضات		۱۳۲۳ھ
۲۲	نقد البیان لحرمۃ ابنۃ اخی البیان		۱۳۱۴ھ
۲۳	الجوھر الثمین فی ما تنعقد بہ الیمین		۱۲۹۹ھ
۲۴	الفراز المذھب فی تجویز بغیر الکفو ومخالف النسب۔		۱۳۱۹ھ
۲۵	حاشیہ حلیۃ المجلی		
۲۶	حاشیہ خادمی		

Marfat.com

نمبر سلسلہ وار	اسمائے کتب
۲۸	حاشیہ درر الاحکام
۲	حاشیہ تبیین الحقائق
۳۰	حاشیہ منحۃ الخالق
۳۱	حاشیہ عقود الدریہ تنقیح فتاوٰی حامدیہ
۳۲	حاشیہ فتاوٰی بزازیہ
۳۳	حاشیہ حلیۃ الطلبہ
۳۴	حاشیہ فوائد کتب عدیدہ
۳۵	حاشیہ شرح مسلک متقسط
۳۶	حاشیہ اصلاح شرح القیاس
۳۷	حاشیہ فتاوٰی عالمگیری
۳۸	حاشیہ فتاوٰی خانیہ
۳۹	حاشیہ فتاوٰی سراجیہ
۴۰	حاشیہ فتاوٰی خیریہ
۴۱	حاشیہ فتاوٰی حدیثیہ
۴۲	حاشیہ فتاوٰی زینبیہ
۴۳	حاشیہ فتاوٰی غیاثیہ
۴۴	حاشیہ فتاوٰی عزیزیہ
۴۵	حاشیہ کتاب الخراج
۴۶	حاشیہ الاسعاف فی احکام الاوقاف
۴۷	حاشیہ اتحاف الابصار

Marfat.com

اسمائے کتب	نمبر سلسلہ
حاشیہ الاعلام بقواطع الاسلام	۴۸
حاشیہ اصلاح شرح ایضاح	۴۹
حاشیہ بدائع الصنائع	۵۰
حاشیہ البحر الرائق	۵۱
حاشیہ جوہرہ نیرہ	۵۲
حاشیہ جواہر اخلاطی	۵۳
حاشیہ جامع الفصولین	۵۴
حاشیہ جامع الرموز	۵۵
حاشیہ جامع الصغار	۵۶
حاشیہ خلاصۃ الفتاویٰ	۵۷
حاشیہ رسائل الارکان	۵۸
حاشیہ رسائل شامی	۵۹
حاشیہ رسائل قاسم	۶۰
حاشیہ شفاء الصغار	۶۱
حاشیہ عنایہ	۶۲
حاشیہ فتح القدیر	۶۳
حاشیہ طحطاوی علی الدر المختار	۶۴
جد الممتار علی رد المحتار اول	۶۵
جد الممتار " ثانی	۶۶
جد الممتار " ثالث	۶۷

Marfat.com

نمبر سلسلہ وار	اسمائے کتب	کیفیت	سنہ تصنیف
۶۸	جد الممتار علی رد المحتار رابع		
۶۹	جد الممتار " خامس		

(ط) فارسی (مطبوعہ)

نمبر سلسلہ وار	اسمائے کتب	مطبع	سنہ تصنیف
۱	الحجۃ الفائحہ لطیب التعیین والفاتحہ	مبارکپور	۱۳۰۷ھ
۲	تیجان الصواب فی قیام الامام فی المحراب	"	۱۳۲۰ھ
۳	الجوہر الثمین فی علل نازلۃ الیمین	بریلی	

(و) فارسی (غیر مطبوعہ)

نمبر سلسلہ وار	اسمائے کتب	سنہ تصنیف
۱	حاشیہ فتح المعین	
۲	لوامع البہا فی المصر للجمعۃ والاربع عقیبہا	۱۳۱۲ھ
۳	رویت ہلال رمضان	

Marfat.com

(ز) فقہ اسلامی میں نادر الوجود تصانیف

مطبع	اسمائے کتب	نمبر سلسلہ وار
اہلسنت بریلی	العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ جلد اول	۱
// //	// // // // دوم	۲
سنی دار الاشاعت مبارکپور	// // // // سوم	//
// //	// // // // چہارم	//
حسنی پریس بریلی	// // // // پنجم	//
غیر مطبوعہ	// // // // ششم	//
//	// // // // ہفتم	//
//	// // // // ہشتم	//
//	// // // // نہم	//
//	// // // // دہم	//
//	// // // // یازدہم	//
//	// // // // دوازدہم	//

ؔ ہندوستان ہی نہیں بلکہ عرب وعجم سے جس زبان میں استفتار کیا گیا اسی زبان میں فتویٰ دیا۔ مثلاً عربی، فارسی، اردو اور انگریزی میں۔ مذکورہ جلدوں میں فتاوے موجود ہیں۔

Marfat.com

لباب الباس

کتابیات

Marfat.com

عربی ماخذ

کتابیات

نمبر شمار	نام کتب	مصنف	مطبوعہ مخطوطہ	مقام اشاعت	سن اشاعت
۱	ابوداؤد شریف	ابوداؤد سلیمان بن اشعث	مطبوعہ	مصر	سنہ ۱۳۴۹ھ
۲	ابن ماجہ شریف	محمد بن یزید ابن ماجہ	"	دہلی	سنہ ۱۳۶۳ھ
۳	اصول سرخسی	ابوبکر بن محمد بن احمد سرخسی	"	مصر	سنہ ۱۳۰۲ھ
۴	الاجازات المتینہ	حامد رضا خاں	"	بریلی	سنہ ۱۲۹۶ھ
۵	الاجازات الرضویہ	احمد رضا خاں	مخطوطہ	کتاب خانہ جامعہ منظر اسلام بریلی	
۶	احیاء العلوم	امام غزالی	مطبوعہ	لکھنؤ	سنہ ۱۳۲۰ھ
۷	بخاری شریف	ابوعبداللہ محمد اسماعیل بخاری	"	کانپور	سنہ ۱۳۲۰ھ
۸	بیضاوی شریف	قاضی عبداللہ بن عمر الشافعی	"	لکھنؤ	سنہ ۱۲۸۲ھ
۹	بحر الرائق	زین الدین بن نجیم	"	مصر	سنہ ۱۳۱۱ھ
۱۰	بدائع و صنائع	ابوبکر کاشانی	"	"	
۱۱	تنویر الابصار	زیلعی	"	"	سنہ ۱۳۱۲ھ
۱۲	تبیین الحقائق	ابومحمد فخرالدین عثمان بن علی	"	"	سنہ ۱۳۰۳ھ
۱۳	ترمذی شریف	امام ابوعبداللہ محمد بن عیسیٰ	"	فخر المطابع	سنہ ۱۲۷۰ھ
۱۴	توضیح شرح تنقیح	عبداللہ بن مسعود	"	کلکتہ	سنہ ۱۲۷۸ھ
۱۵	توضیح تلویح	مسعود بن عمر المعروف سعدالدین	"	لکھنؤ	سنہ ۱۲۹۲ھ
۱۶	تاریخ خطیب	ابوبکر بن احمد بن علی	"	مصر	سنہ ۱۳۴۹ھ

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتب	مصنف	مطبوعہ / مخطوطہ	مقام اشاعت	سن اشاعت
۱۷	تاریخ الادب العربی	احمد حسن الزیات	مطبوعہ	بیروت	
۱۸	جد الممتار جلد اول	احمد رضا خاں	مخطوطہ	کتبخانہ جامعہ منظر اسلام لکھنؤ	سنہ ۱۳۲۶
۱۹	" جلد ثانی	"	"	"	" "
۲۰	" جلد ثالث	"	"	"	" "
۲۱	" جلد رابع	"	"	"	" "
۲۲	" خلد خامس	"	"	"	" "
۲۳	حاشیہ درر	ملا خسرو	مطبوعہ	دہلی	سنہ ۱۳۴۸ھ
۲۴	حلیہ	محی الدین النوروی	"	مصر	سنہ ۱۳۰۶ھ
۲۵	خیرات الحسان	شہاب الدین احمد	"	"	سنہ ۱۳۱۱ھ
۲۶	درمختار	مولانا علاء الدین	"	ہوگلی	سنہ ۱۲۹۶ھ
۲۷	دار قطنی	امام علی بن احمد	"	دہلی	
۲۸	رد المحتار	محمد امین ابن عابدین	"	"	سنہ ۱۲۸۶ھ
۲۹	سنن بیہقی	ابوبکر احمد بن حسین ابن علی	"	حیدرآباد	سنہ ۱۳۲۲ھ
۳۰	سل الحسام الہندی	محمد امین ابن عابدین			
۳۱	شرح وقایہ	عبداللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ	"	لکھنؤ	سنہ ۱۲۹۳ھ
۳۲	شرح منار	ملا احمد المعروف ملا جیون	"	کانپور	سنہ ۱۳۳۵ھ
۳۳	شرح کنز	محمد محمود بن احمد المعروف قاضی بدر الدین	"	مصر	سنہ ۱۲۸۵ھ
۳۴	شفاء العلیل	شہاب الدین احمد	"	"	سنہ ۱۳۲۵ھ
۳۵	شرح منیہ	ابراہیم بن محمد الحلبی	"	لاہور	
۳۶	شرح سلم الثبوت	عبدالحق خیرآبادی	"	کانپور	

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتب	مصنف	مطبوعہ مخطوطہ	مقام اشاعت	سن اشاعت
۳۷	شرح معتقد المنتقد	احمد رضا خاں	مطبوعہ	ترکی	۱۳۹۵ھ
۳۸	شرح عقائد	علامہ سعد الدین	"	لکھنؤ	۱۳۲۸ھ
۳۹	شرح مواقف	سید شریف جرجانی	"	"	۱۲۹۴ھ
۴۰	صدرا	صدر الدین شیرازی	"	بمبئی	۱۲۹۲ھ
۴۱	طحطاوی علی الدر	احمد طحطاوی	"	مصر	۱۲۶۸ھ
۴۲	عقود الدریہ	الشیخ حمزہ فتح اللہ	"	"	۱۳۰۸ھ
۴۳	فتح القدیر	کمال الدین بن ہمام	"	"	۱۳۱۵ھ
۴۴	فتاویٰ قاضی خاں	فخر الدین قاضی خاں	"	دہلی	۱۲۸۱ھ
۴۵	فواتح الرحموت	عبد العلیم	"	لکھنؤ	۱۲۹۵ھ
۴۶	فصل القضائی رسم الافتا	احمد رضا خاں	مخطوطہ	کتاب خانہ جامعہ منظر اسلام بریلی	۱۲۹۶ھ
۴۷	الفقہ علی مذاہب الاربعہ	عبد الرحمن	مطبوعہ	مصر	۱۳۴۹ھ
۴۸	قرآن شریف				
۴۹	مسلم شریف	امام مسلم	"	"	۱۳۴۹ھ
۵۰	مناقب امام اعظم	الموفق احمد المکی	"	حیدر آباد	۱۳۲۱ھ
۵۱	المختصر القدوری	ابو الحسن بن احمد قدوری	"	دہلی	۱۲۹۱ھ
۵۲	منیۃ المصلی	سدید الدین الکاشغری	"	کانپور	۱۳۰۳ھ
۵۳	المسلک المتقسط	ملا علی قاری	"	مصر	۱۲۸۸ھ
۵۴	المنجد	لوئیس معلوف	"	"	۱۹۶۰ء
۵۵	نزہۃ الخواطر جلد اول	عبد الحئی	"	حیدر آباد	۱۳۸۶ھ
۵۶	" جلد ثانی	"	"	"	"

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتب	مصنف	مطبوعہ/مخطوطہ	مقام اشاعت	سن اشاعت
۵۷	نزہۃ الخواطر جلد ثالث	عبد الحئی	مطبوعہ	حیدر آباد	سنہ ۱۳۸۶ھ
۵۸	" جلد رابع	"	"	"	"
۵۹	" جلد خامس	"	"	"	"
۶۰	" جلد سادس	"	"	"	"
۶۱	" جلد سابع	"	"	"	"
۶۲	" جلد ثامن	"	"	"	"
۶۳	وافی	ابن بن ابراہیم	"	مصر	
۶۴	ہدایہ	برہان الدین	"	لکھنؤ	سنہ ۱۳۹۳ھ

اردو ماخذ

نمبر شمار	نام کتب	مصنف	مطبوعہ/مخطوطہ	مقام اشاعت	سن اشاعت
۶۵	الاستمداد	احمد رضا خاں	مطبوعہ	لاہور	سنہ ۱۳۹۶ھ
۶۶	امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں	یٰسین اختر	"	الہ آباد	سنہ ۱۹۷۷ء
۶۷	اصول فقہ اسلام	عبد الرحمٰن	"	کراچی	سنہ ۱۹۶۷ء
۶۸	الرد الباہر علی ذام النبی الحاجز	احمد رضا خاں	مخطوطہ کتب خانہ جامعہ منظر اسلام	بریلی	سنہ ۱۳۲۶ھ
۶۹	اردو دانسائیکلوپیڈیا	سید سبط حسن و احمد ندیم وغیرہ	مطبوعہ	کراچی	سنہ ۱۹۶۳ء
۷۰	القاموس المشاہیر	نظامی بدایونی	"	بدایوں	سنہ ۱۹۲۴ء
۷۱	اسباب بغاوت ہند	سرسید احمد خاں	"	کراچی	سنہ ۱۹۵۷ء
۷۲	ایام غدر	مسز مورلسٹ انگلیسی ترجمہ ظفر حسن عاصی	"		سنہ ۱۹۲۳ء

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتب	مصنف	مطبوعہ / مخطوطہ	مقام اشاعت	سن اشاعت
۷۳	انتصار الاسلام	محمد قاسم نانوتوی	مطبوعہ	دیوبند	سنہ ۱۳۸۰ھ
۷۴	آزادی کی کہانی	مرتب عبدالرزاق ملیح آبادی	"	دہلی	سنہ ۱۹۵۸ء
۷۵	احکام شریعت	احمد رضا خاں	"	بریلی	سنہ ۱۹۶۰ء
۷۶	الاعلام بحال البخور فی الصیام	"	"	"	سنہ ۱۳۱۵ھ
۷۷	اعلام الاعلام	"	مخطوطہ	کتب خانہ جامعہ منظر اسلام بریلی	سنہ ۱۳۰۶ھ
۷۸	اذکی الاہلال	"	مطبوعہ	بریلی	سنہ ۱۳۰۵ھ
۷۹	اشرف السوانح	عزیز الحسن	"	لاہور	سنہ ۱۹۶۰ء
۸۰	باغی ہندوستان	تالیف فضل حق خیرآبادی، ترجمہ عبدالشکور	"	بجنور	سنہ ۱۹۷۴ء
۸۱	بعض مکاتیب حضرت مجدد	احمد رضا خاں	"	بریلی	سنہ ۱۳۳۴ھ
۸۲	تاریخ ہند	سید محمد ہاشمی	"	حیدرآباد	سنہ ۱۳۴۹ھ
۸۳	تاریخ الفقہ	عبدالسلام	"	اعظم گڈھ	سنہ ۱۳۸۶ھ
۸۴	تقویۃ الایمان	محمد اسماعیل دہلوی	"	کانپور	سنہ ۱۳۴۳ھ
۸۵	تاریخ علم فقہ	سید عمیم الاحسان	"	دہلی	سنہ ۱۹۶۲ء
۸۶	تذکرہ مشائخ دیوبند	عزیز الرحمٰن	"	بجنور	سنہ ۱۹۶۷ء
۸۷	تذکرہ اکابر اہلسنت	عبدالحلیم شرر	"	لاہور	
۸۸	تذکرہ علمائے اہلسنت	محمود احمد قادری	"	کانپور	سنہ ۱۳۹۱ھ
۸۹	تقدیس الوکیل	اقبال احمد	"	لاہور	
۹۰	تذکرۂ رضا	محمد احمد مصباحی	"	الٰہ آباد	سنہ ۱۹۷۵ء

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتب	مصنف	مطبوعہ مخطوطہ	مقام اشاعت	سن اشاعت
۹۱	تذکرہ کاملانِ رامپور	حافظ احمد علی شوق	مطبوعہ	دہلی	سنہ ۱۹۲۹ء
۹۲	جنگ آزادی سنہ ۱۸۵۷ء	خورشید مصطفیٰ	"	"	سنہ ۱۹۵۹ء
۹۳	جواہر البیان	نقی علی خاں	"	بریلی	سنہ ۱۹۱۷ء
۹۴	حدائق الحنفیہ	فقیر محمد	"		
۹۵	حیات شبلی	سید سلیمان ندوی	"	اعظم گڈھ	سنہ ۱۹۴۳ء
۹۶	حیات اعلیٰحضرت	محمد ظفر الدین رضوی	"	کراچی	سنہ ۱۹۳۸ء
۹۷	حدائق بخشش حصہ اول	احمد رضا خاں	"	بریلی	سنہ ۱۳۰۵ھ
۹۸	" " حصہ دوم	"	"	"	سنہ ۱۳۸۹ھ
۹۹	خطبات آزاد	مرتب ملک رام	"	دہلی	سنہ ۱۹۷۴ء
۱۰۰	دہلی کی جانکنی	خواجہ حسن نظامی	"	"	سنہ ۱۹۶۴ء
۱۰۱	سبحان السبوح	احمد رضا خاں	"	لکھنؤ	سنہ ۱۳۰۷ھ
۱۰۲	سوانح اعلیٰحضرت	بدر الدین احمد	"	"	سنہ ۱۹۶۳ء
۱۰۳	سید المرسلین	شاہ ولی اللہ ترجمہ عزیز بیگ	"	سرگودھا	سنہ ۱۹۵۶ء
۱۰۴	شمعِ توحید	ثناء اللہ	"	"	
۱۰۵	الشاہ احمد رضا	سرور القادری	"	بریلی	سنہ ۱۳۹۱ھ
۱۰۶	فتاویٰ رضویہ جزء اول	احمد رضا خاں	"	"	سنہ ۱۳۲۵
۱۰۷	" جزء ثانی	"	"	"	سنہ ۱۳۵۰ھ
۱۰۸	" جزء ثالث	"	"	مبارکپور	سنہ ۱۹۶۱ء
۱۰۹	" جزء رابع	"	"	"	سنہ ۱۹۶۳ء
۱۱۰	" جزء خامس	"	"	بریلی	سنہ ۱۳۶۵ھ

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتب	نام مصنف	مطبوعہ مخطوطہ	مقام اشاعت	سن اشاعت
۱۱۱	فتاویٰ رضویہ جزو سادس	احمد رضا خاں	مخطوطہ	دار المطالعہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	
۱۱۲	″ جزو سابع	″	″	″	″
۱۱۳	″ جزو ثامن	″	″	″	″
۱۱۴	″ جزو تاسع	″	″	″	″
۱۱۵	″ جزو عاشر	″	″	کتابخانہ جامعہ منظر اسلام بریلی	
۱۱۶	″ الحادی عشر	″	″	″	″
۱۱۷	″ اثنا عشر	″	″	″	″
۱۱۸	فتاویٰ امجدیہ جزو اول	امجد علی رضوی	″	دائرۃ المعارف الامجدیہ گھوسی اعظم گڑھ	
۱۱۹	″ جزو ثانی	″	″	″	″
۱۲۰	فتاویٰ عزیزیہ	شاہ عبد العزیز	مطبوعہ	دہلی	سنہ ۱۳۱۰ھ
۱۲۱	فتاویٰ افریقیہ	احمد رضا خاں	″	بریلی	سنہ ۱۳۳۶ھ
۱۲۲	فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول	رشید احمد گنگوہی	″	دیوبند	
۱۲۳	فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم	″	″	″	
۱۲۴	الفوائد البہیہ	احمد رضا خاں	مخطوطہ	کتابخانہ جامعہ منظر اسلام بریلی	
۱۲۵	فاضل بریلوی اور ترک موالات	مسعود احمد	مطبوعہ	لاہور	سنہ ۱۹۷۷ء
۱۲۶	الفضل الموہبی	″	″	″	سنہ ۱۹۷۸ء
۱۲۷	تبصر التوارخ				سنہ ۱۸۹۴ء
۱۲۸	کیفر کفر آریہ	احمد رضا خاں	مخطوطہ	کتابخانہ جامعہ منظر اسلام بریلی	
۱۲۹	گنجہائے گرانمایہ	رشید احمد صدیقی	مطبوعہ	لاہور	سنہ ۱۹۴۲ء
۱۳۰	الملفوظ حصہ اول	مرتب مصطفیٰ رضا خاں	″	بریلی	سنہ ۱۳۳۸ھ

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتب	نام مصنف	مخطوطہ مطبوعہ	مقام اشاعت	سن اشاعت
۱۳۱	الملفوظ حصہ دوم	مرتب مصطفےٰ رضاخاں	مطبوعہ	بریلی	سنہ ۱۳۳۸ھ
۱۳۲	" حصہ سوم	"	"	"	"
۱۳۳	" حصہ چہارم	"	"	"	"
۱۳۴	مسلمانان ہند و پاک کی تاریخ تعلیم	سید نوشہ علی	"	کراچی	سنہ ۱۹۶۲ء
۱۳۵	معاشرتی وعلمی تاریخ	معین الحق	"	"	سنہ ۱۹۶۵ء
۱۳۶	مذاہب الاسلام	نجم الدین خاں	"	لاہور	سنہ ۱۹۱۳ء
۱۳۷	موج کوثر	شیخ محمد اکرام	"	"	سنہ ۱۹۵۸ء
۱۳۸	مقالات یوم رضا	مرتبہ عبد النبی کوکب	"	"	سنہ ۱۹۷ء
۱۳۹	مسلمانان ہند کی سیاسی وعلمی	محمد امین	"	آگرہ	
۱۴۰	ندم النصرانی وتقسیم الایمانی	احمد رضاخاں	"	پٹنہ	سنہ ۱۳۲۶ھ
۱۴۱	النہی الحاجز	"	مخطوطہ	کتابخانہ جامعہ منظر اسلام بریلی	
۱۴۲	النور	سلیمان اشرف	مطبوعہ	علی گڈھ	سنہ ۱۹۲۱ء
۱۴۳	وصایا شریف	حسنین رضاخاں	"	بریلی	سنہ ۱۹۲۲ء
۱۴۴	ہندوستان عربوں کی نظر میں	مسعود علی	"	اعظم گڈھ	سنہ ۱۹۶۱ء
۱۴۵	ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت	سید مناظر احسن گیلانی	"	دہلی	سنہ ۱۳۶۲ھ
۱۴۶	یادگار بریلی	محمد ایوب قادری	"	کراچی	سنہ ۱۹۷۰ء

Marfat.com

فارسی ماخذ

نمبر شمار	نام کتب	نام مصنف	مطبوعہ مخطوطہ	مقام اشاعت	سن اشاعت
۱۴۷	تذکرہ علمائے ہند	رحمٰن علی پوری	مطبوعہ	کانپور	۱۹۱۴ء
۱۴۸	گلستاں	شرف الدین سعدی	"	دہلی	۱۹۵۲ء
۱۴۹	اکبر نامہ	ابو الفضل بن شیخ مبارک	"	لکھنؤ	۱۲۴۸ھ
۱۵۰	عالمگیر نامہ	کاظم منشی محمد بن محمد امین	"	کلکتہ	۱۸۶۸ء

رسائل وجرائد

۱ ترجمان اہلسنت شمارہ پنجم تا دہم سنہ ۱۹۵۴ء

۲ المیزان امام احمد رضا نمبر بمبئی شمارہ ۷، ۸، ۹، اپریل، مئی، جون سنہ ۱۹۷۶ء

۳ ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ سنہ ۱۳۷۹ھ

۴ ماہنامہ پاسبان الہ آباد۔ شمارہ مارچ واپریل سنہ ۱۹۶۲ء

۵ العلم سہ ماہی شمارہ اپریل تا جون سنہ ۱۹۷۳ء

۶ ماہنامہ پاسبان الہ آباد۔ شمارہ نومبر، دسمبر سنہ ۱۹۵۵ء

۷ ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف شمارہ مارچ سنہ ۱۹۶۶ء

۸ اخبار "جمعیت" لاہور شمارہ فروری سنہ ۱۹۵۶ء

۹ ماہنامہ الرضا بریلی شمارہ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۸ھ

Marfat.com

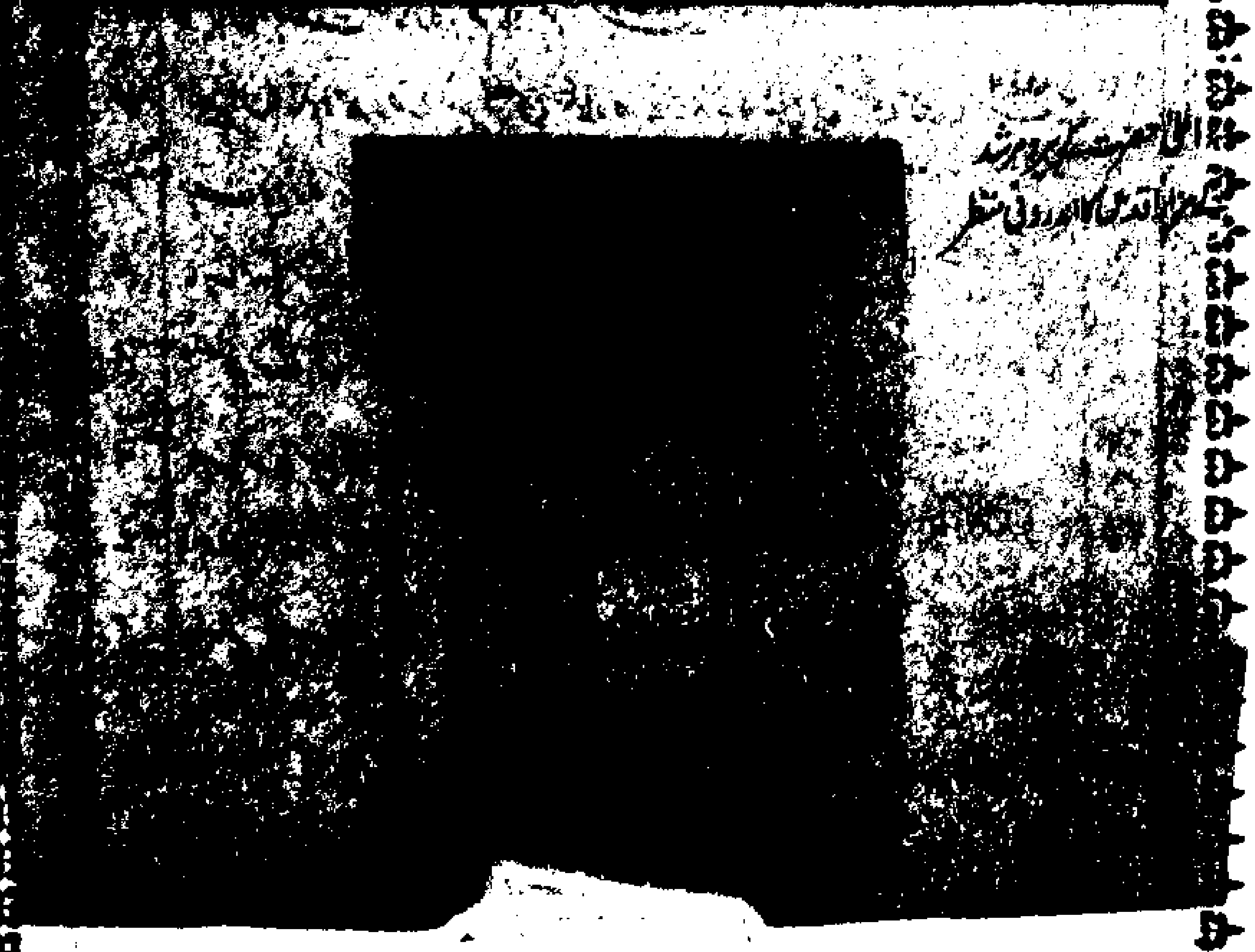

Marfat.com

اعلیٰ حضرت کے پیرو مرشد کے مزار اقدس کا بیرونی منظر

وہ حجرہ اقدس جس میں اعلیٰ حضرت بیعت ہوئے تھے

Marfat.com

رضا مسجد کی دوسری منزل کا منظر

وہ مکان جس میں اعلیٰ حضرت کی ولادت ہوئی

رضا مسجد کا بیرونی دروازہ

اعلیٰ حضرت کے مزار مبارک کا بیرونی منظر

اعلیٰ حضرت کے والد ماجد و جد امجد کا مزار

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ما قولکم دام فضلکم فی من باع جلد اضحیتہ لیصرف ثمنہ فی وجوہ القرب کاعانۃ المدارس الاسلامیۃ وشراء حصر المساجد وزیت قنادیلہ وغیر ذلک من القربات التی لا تملیک فیہا فہل جائز والصرف الی تلک الوجوہ سائغ ام لا بل یکون صدقۃ واجبۃ لا یصرف الا فی مصارفہا افیدونا رحمکم اللہ تعالٰی

الجواب

الحمد للہ وبہ نستعین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین ما تقرب الی اللہ تعالٰی بالقرابین ثم اذا باعہ بالدراہم لا للمال یتمولہ او بیع تحصیل بل لیصرفہ الی وجوہ القرب وہو ما امر جاز لہ ذلک وان لم یوجد تملیک ہنالک فان المطلوب فی الاضاحی مطلق التقرب دون خصوص التملیک من الفقیر ولذا جازت الاباحۃ ولو لغنی والمعنی المانع فی البیع انما ہو التصرف علی قصد التمول کما نص علیہ الائمۃ الاعلام قال فی الہدایۃ لا یشتری بہ ما لا ینتفع بہ الا باستہلاکہ کالخل والابازیر اعتبارا بالبیع بالدراہم والمعنی فیہ انہ تصرف علی قصد التمول اھ وفی مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر لا ببیعہ بالدراہم لینفق الدراہم علی نفسہ وعیالہ والمعنی انہ لا یتصرف علی قصد التمول اھ ومثلہ فی البنایۃ شرح الہدایۃ للعلامۃ البدر العینی وغیرہ من اسفار العلماء الغر وظاہر ان البیع للتقرب لیس من التمول فی شیء فلا وجہ لمنعہ بل ہو قربۃ لکونہ فعلا لاجل قربۃ فیکون اقامۃ للمطلوب الشرعی لا دخولا فی الوجہ المنہی الا تری الی ما قال الامام العلامۃ فخر الدین الزیلعی فی تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق لو باعہا بالدراہم لیتصدق بہا جاز لانہ قربۃ کالتصدق اھ فانما علل الجواز بکونہ قربۃ وما نحن فیہ ایضا کذلک فیکون مثلہ فی حکم الجواز ویا لیت شعری من این یحکم بوجوب التصدق مع انہ لم یکن متعینا فی القربان راسا ولا حدث آخرا ما یوجبہ عینا بخلاف ما

اعلیٰ حضرت کا اپنے دست گرامی سے تحریر کیا ہوا فتویٰ

Marfat.com

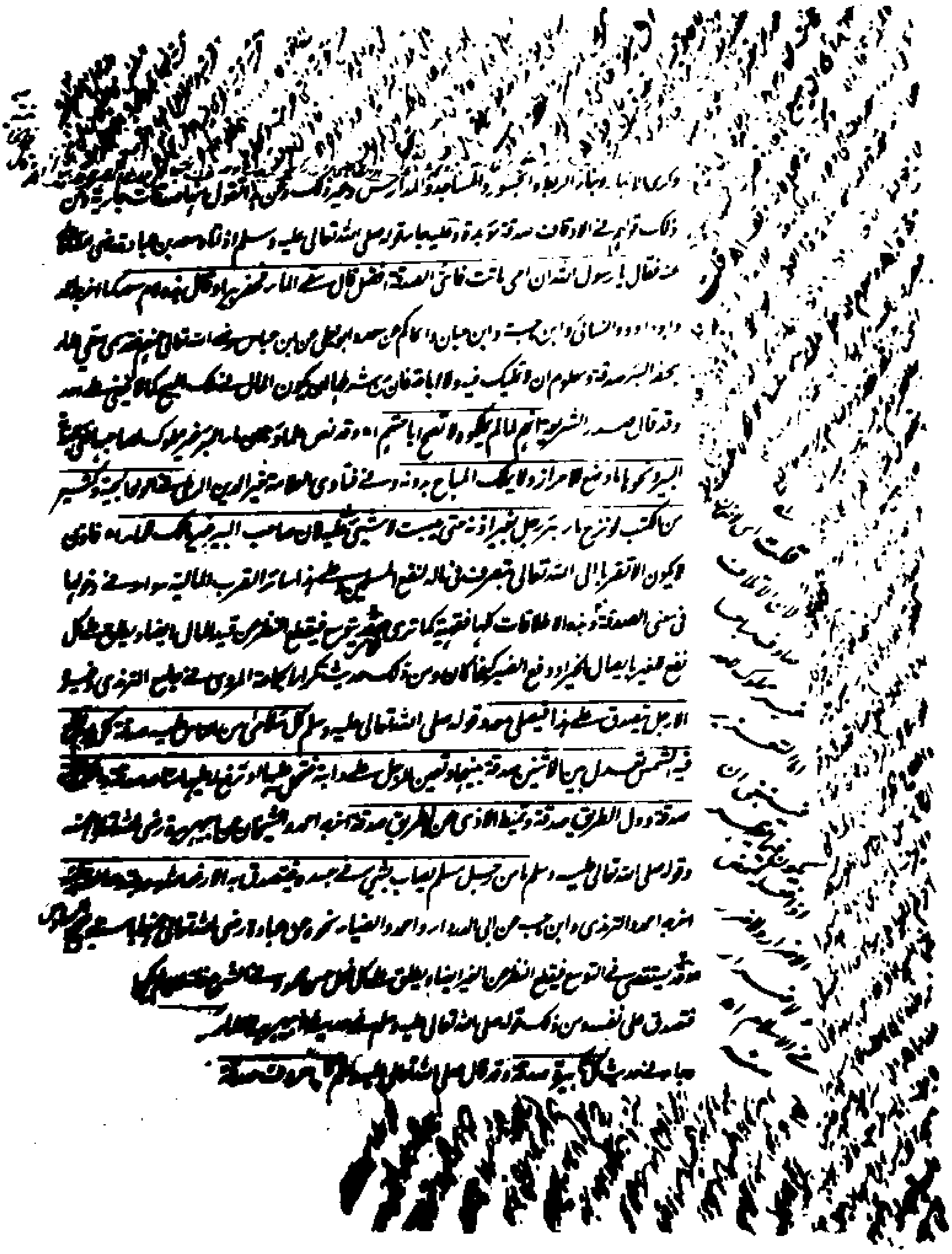

اعلیٰ حضرت کا اپنے دست گرامی سے تحریر کردہ فتویٰ

Marfat.com

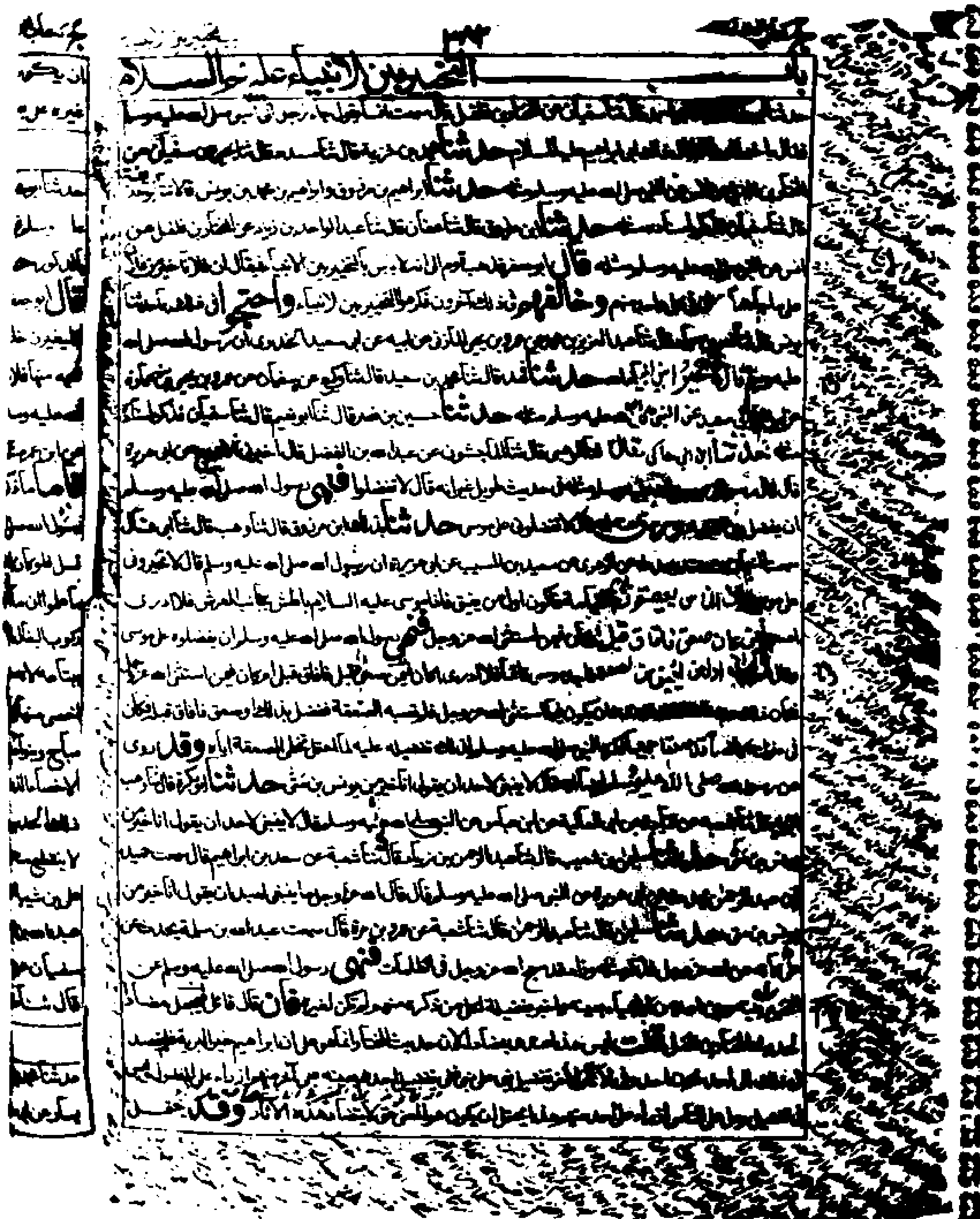

اعلیٰ حضرت کا اپنے دستِ مبارک سے تحریر کیا ہوا حاشیہ طحاوی

Marfat.com

[illegible] علماء الحرمين المحترمين [illegible] الله تعالى [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] وبركاته [illegible] تبارك وتعالى [illegible]

[illegible] العزيز الوهاب والصلاة والسلام على النبي الأواب وآله وصحبه خير آل وأصحاب

[illegible] الرسالة [illegible]

[illegible]

[illegible] الدولة المكية [illegible]

[illegible] ذي القعدة [illegible]

[illegible] من الملك السلام [illegible]

[illegible] والإكرام

[illegible]

[illegible] مصطفى [illegible]

[illegible]

[illegible] عبد الحميد [illegible]

اعلیٰ حضرت کا اپنے دستِ گرامی سے تحریر کیا ہوا فتویٰ

Marfat.com

Marfat.com

ہماری مطبوعات

۱	فتاوی مصطفویہ	مفتی اعظم ہند	۲۵/۰
۲	فضائل قرآن	مولانا افتخار احمد قادری	۲۰/۰
۳	تدوین قرآن	مولانا محمد احمد اعظمی	۲۱/۰
۴	ارشادات اعلیحضرت	مولانا عبدالمبین نعمانی	۷/۵۰
۵	شریعت و طریقت	اعلیحضرت	۶/۰
۶	میلاد النبی	اعلیحضرت	۲/۵۰
۷	یٰسین شریف	اعلیحضرت	۳/۰
۸	معانقہ عید	اعلیحضرت	۷/۵۰

ادارہ تصنیفات امام احمد رضا
کراچی

Marfat.com

ہماری مطبوعات

۱	فتاوی مصطفویہ	مفتی اعظم ہند	۲۵/۰
۲	فضائل قرآن	مولانا افتخار احمد قادری	۲۰/۰
۳	تدوین قرآن	مولانا محمد احمد اعظمی	۲۱/۰
۴	ارشادات اعلیحضرت	مولانا عبد المبین نعمانی	۷/۵۰
۵	شریعت و طریقت	اعلیحضرت	۶/۰
۶	میلاد النبی	اعلیحضرت	۲/۵۰
۷	یٰسین شریف	اعلیحضرت	۳/۰
۸	معانقہ عید	اعلیحضرت	۷/۵۰

ادارہ تصنیفات امام احمد رضا
کراچی

Marfat.com